وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (الحشر)
تفہیم البخاری
شرح
صحیح البخاری
تالیف:
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی
فیصل آباد
تفہیم البخاری پبلیکیشنز
فیصل آباد

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)
تفہیم البخاری
شرح
صحیح البخاری
جلد نہم
تالیف:
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی
فیصل آباد
ناشر:
صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی
P-41 سنت پورہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفہیم البخاری

جلد نہم

تعداد .... گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

حکیم محمود الحسن خاں اسلام پورہ، منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

علی پرنٹنگ پریس دربار ہسپتال روڈ لاہور

ہدیہ روپے

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجُزْءُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ رُقْیَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۲۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَثَابِتٌ عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ یَا اَبَا حَمْزَةَ اشْتَکَیْتُ فَقَالَ اَنَسٌ اَلَا اَرْقِیْكَ بِرُقْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰی قَالَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْھِبَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوبیسواں پارہ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وبارک وسلم کا دم پڑھنا

الْبَاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

۶۲۷۵ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ اَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاسَ وَاشْفِهِ وَاَنْتَ

۶۲۷۴ــ ترجمہ : عبدالعزیز بن صُہیب نے کہا میں اور ثابت بن اسلم بنانی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا اے ابا حمزہ میں بیمار ہو گیا ہوں۔ حضرت انس نے کہا کیا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم نہ کروں؟ ثابت نے کہا کیوں نہیں (ضرور دم کرو) انس نے کہا اے لوگوں کے پروردگار سختی کو دور کرنے والے مجھے شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شافی نہیں ایسی شفاء دے جو بیماری نہ رہنے دے

۶۲۷۴ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں غیر مذکور نام سے اللہ تعالیٰ کو موسوم کر سکتے ہیں جبکہ اس میں وہم نقص نہ ہو اور قرآن کریم میں اس کا اصل موجود ہو چونکہ قرآن کریم میں وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ،، مذکور ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کو شافی نام سے یاد کر سکتے ہیں لیکن یہ اس تقدیر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ نہ ہوں تو۔ مذکور شرط کے مطابق موسوم کر سکتے ہیں۔ حدیث کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقۃً شافی اللہ ہی ہے اور اللہ کے غیر کو مجازاً شافی کہا جاتا ہے جبکہ مجاز قرآن میں کثیر ہے۔ اسی طرح حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے لیکن مجازاً اس کے بندوں کو بھی مددگار کہہ سکتے ہیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ مِنْ قَبْلُ ،، کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں منصۂ شہود میں تشریف لانے سے پہلے یہودی جنگوں میں آپ کے نام سے مدد چاہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اے اللہ نبی آخر الزمان کا واسطہ ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔

۶۲۷۵ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض بیبیوں کو دم کرتے اپنے دائیں دستِ اقدس سے تکلیف کی جگہ مسح کرتے اور فرماتے اے اللہ مخلوق کے پروردگار سختی دور کرنے والے اس کو شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شافی نہیں ایسی شفاء دے جو بیماری نہ رہنے دے

الشَّافِیُ لَاشِفَآءَ اِلَّاشِفَاؤُكَ شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقَمًا وَقَالَ سُفْیٰنُ حَدَّثْتُ بِهٖ مَنْصُوْرًا فَحَدَّثَنِیْ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ

۶۲۷۶۔ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَرْقِیْ یَقُوْلُ اَمْسِحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِیَدِكَ الشِّفَآءُ لَاكَاشِفَ لَهٗ اِلَّا اَنْتَ

۶۲۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ لِلْمَرِیْضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا وَرِیْقَةُ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا

سفیان نے کہا میں نے یہ حدیث منصور سے بیان کی تو انہوں نے مجھے ابراہیم، مسروق کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح بیان کیا۔

۶۲۷۶۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم پڑھتے فرماتے اے پروردگار عالم سختی دور کر تیرے دستِ قدرت میں شفا ہے یہ سختی تو ہی دور کر سکتا ہے۔

۶۲۷۷۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے لئے یہ دم پڑھتے تھے۔ اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے تھوک سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارے بیمار کو شفا دیتی ہے۔

۶۲۷۷۔ شرح : حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جب اپنا متبرک انگوٹھے کے ساتھ

٦٢٧٨ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الرُّقْيَةِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيقَةُ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا

والی انگلی پر لگائے پھر انگلی کو مٹی پر رکھے تو اس کے ساتھ مٹی چمٹ جائے گی۔ پھر بیمار جگہ پر مٹی سمیت انگلی رکھے اور مسح کی حالت میں مذکورہ دعاء پڑھے تو اللہ تعالیٰ شفاء دے گا۔ اس حدیث کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حدیث میں مذکور "تربت" سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت کی طرف اشارہ ہے گویا زبانِ حال سے تضرع کرتے ہیں کہ اے پروردگار عالم تو نے اصل اوّل کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو کمزور پانی سے پیدا کیا۔ لہٰذا یہ تیرے لئے آسان ہے کہ جس کی پیدائش ایسی ہو اس کو شفاء دے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "ارض" سے مراد مدینہ منورہ ہے کیونکہ اس کی مٹی متبرک ہے اور بَعْضِنَا سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کا تھوک مبارک افضل واعلیٰ ہے! لیکن عموم پر محمول کرنا انسب ہے۔

٦٢٧٨ــــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دم میں یہ دعاء پڑھتے تھے۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے کسی کے تھوک سے اللہ کے اذن سے ہمارے بیمار کو شفاء دے گی۔

٦٢٧٨ــــ شرح : قولہ تُرْبَةُ أَرْضِنَا، یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی ہٰذِہٖ تُرْبَةُ أَرْضِنَا یہ ہماری زمین کی مٹی ہے۔ قاضی بیضاوی نے کہا طب کی تحقیق کے مطابق تھوک کو مزاج کی تبدیل میں دخل ہے اور وطن کی مٹی کو حفظ مزاج اور دفع مضرات میں تاثیر ہے۔ اسی لئے مسافروں کی تدبیر میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ مسافر کو چاہئیے۔ اگر وہ اپنے وطن کا پانی ساتھ رکھنے سے عاجز ہو تو وطن کی زمین کی مٹی اپنے ساتھ رکھے۔ حتیٰ کہ جب وہ مختلف پانیوں میں آئے تو تھوڑی سی مٹی مشکیزہ میں ڈال لے تاکہ اس کی مضرت سے مامون رہے دراصل جھاڑ پھونک کے عجیب آثار ہیں ان کی حقیقت تک پہنچنے میں عقول قاصرہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ

۶۲۷۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ حِيْنَ يَسْتَيْقِظُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَاِنْ كُنْتُ لَاَرَى الرُّؤْيَا اَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا اُبَالِيْهَا

باب جھاڑ پھونک کے وقت تھوکنا

۶۲۷۹۔ ترجمہ : ابوقتادہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ خواب اللہ کی طرف سے ہے اور حُلم شیطان کی طرف سے ہے۔ اگر تم میں سے کوئی خواب میں کوئی شئ دیکھے جسے وہ مکروہ جانتا ہو تو جس وقت بیدار ہو تین بار تھوکے اور اس کی شر سے پناہ چاہے وہ اس کو ضرر نہ دے گا۔ ابوسلمہ نے کہا میں خواب دیکھتا ہوں جو میرے اُوپر پہاڑ سے گراں بار ہوتے ہیں جب سے میں نے یہ حدیث سُنی ہے اُن کی پرواہ نہیں کرتا ہوں

۶۲۷۹۔ شرح : رؤیا اچھے خواب اور حلم مکروہ خواب ہیں۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے وہ اس طرح بندوں کو خوشخبری سناتا ہے تاکہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن ہو اور اس کا مزید شکر کریں۔ اسی لئے حکم دیا کہ بُرے خواب دیکھنے کی صُورت میں تھوکے اور اس کی شر سے پناہ چاہے۔ اس طرح شیطان دور ہوتا ہے۔ علامہ مازری نے کہا خواب کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں اعتقادات پیدا کر دیتا ہے۔ اگر یہ اعتقاد شر کی علامت ہو تو وہاں شیطان موجود ہوتا ہے اس لئے مجازاً اس کی نسبت شیطان کی طرف

٦٢٨٠ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَّبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهِ قَالَ يُونُسُ كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِذَا أَتٰى إِلٰى فِرَاشِهِ

٦٢٨١ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتّٰى نَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ

کی جاتی ہے، کیونکہ خلق حقیقۃً شیطان کا فعل نہیں جبکہ ہر شئی اللہ کی مخلوق ہے۔ بعض نے کہا پسندیدہ شئی اللہ کی طرف منسوب ہوتی ہے یہ نسبت تشریف کے لیے بخلاف اس شئی کے جو ناپسندیدہ ہو اگرچہ دونوں محبوب اور مکروہ اللہ کی مخلوق ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار تھوکنے کا حکم دیا۔ اس میں شیطان کی تذلیل و تحقیر ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت صرف لفظ تعوذ میں ہے کیونکہ تعوذ رقیہ ہی ہے (کرمانی)

٦٢٨٠ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر قل ہو اللہ احد اور معوذتین پڑھ کر پھونکتے پھر اپنے چہرۂ انور اور جسم کے جس حصے تک آپ کے ہاتھ پہنچتے وہاں تک ہاتھ پھیرتے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آپ بیمار ہوئے تو مجھے حکم فرماتے میں آپ سے اس طرح کرتی تھی۔ یونس نے کہا میں ابن شہاب کو دیکھتا تھا جب وہ اپنے بستر پر آتے تو اس طرح کرتے تھے

٦٢٨١ــــ ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَحْيَآءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ اَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ قَدْ نَزَلُوْا بِكُمْ لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا اَيُّهَا الرَّهْطُ اِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَرَاقٍ وَّلٰكِنْ وَاللّٰهِ قَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ وَيَقْرَاُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَتّٰى لَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ مَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَاَوْفُوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَاْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِيْ

کے صحابہ کرام سے چند آدمی ایک سفر میں روانہ ہوئے وہ سفر کرتے رہے حتی کہ عرب نے قبائل سے ایک قبیلہ کے پاس ٹھہرے اور ان سے ضیافت طلب کی انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ اچانک اس قبیلے کا سردار ڈسا گیا انہوں نے پوری کوشش کی لیکن کسی شئی نے اس کو نفع نہ دیا۔ ان میں سے کسی نے کہا اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے پاس ٹھہرے ہیں شائد ان میں سے کسی کے پاس کوئی شئی ہو وہ ان کے پاس آئے اور کہا اے لوگو! ہمارا سردار ڈسا گیا (اس کو زہریلا جانور ڈس گیا ہے) ہم نے پوری کوشش کی ہے کسی شئی نے اس کو فائدہ نہیں پہنچایا کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی شئی ہے۔ بعض صحابہ نے کہا بخدا! ہاں میں دم کرنا جانتا ہوں لیکن ہم نے تم سے ضیافت طلب کی تم نے ہمیں کھانا نہیں دیا میں تمہارے لئے جھاڑ پھونک نہیں کروں گا حتی کہ تم ہمارے لئے اجرت مقرر کرو چنانچہ انہوں نے بکریوں کے ریوڑ پر ان سے مصالحت کر لی۔ صحابی روانہ ہوئے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک

كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ اقْتَسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

بَابُ مَسْحِ الرَّاقِي الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى

۶۲۸۱ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ

کرتے رہے حتی کہ وہ ایسا ہوگیا گویا کہ وہ رسیوں سے کھولا جا رہا ہے پھر اس نے چلنا شروع کیا اس حال میں کہ اسے کچھ تکلیف نہ تھی انہوں نے صحابہ کو پوری اجرت دی جس پر انہوں نے مصالحت کی تھی۔ بعض صحابہ کرام نے کہا بکریاں تقسیم کر لو تو اس شخص نے کہا جس نے دم کیا تھا تم بکریاں تقسیم نہ کرو حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور حضور سے معاملہ ذکر کریں پھر دیکھیں حضور کیا فرماتے ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے پورا واقعہ ذکر کیا تو حضور نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے تم نے اچھا کیا ہے بکریاں تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھ لیں۔

۶۲۸۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ بکریوں کو اچھا نہ سمجھنے والے دم کرنے والے کے ساتھی تھے وہ تنہا نہ تھے اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے پہلے مکروہ سمجھا تھا اور یہ آخری حال ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اطمینان قلب کے لئے فرمایا کہ میرا بھی حصہ رکھ لو۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ یہ تمہارے لئے حلال ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

يَمْسَحُهُ بِيَمِينِهِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُورٍ فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ

بَابُ الْمَرْأَةِ تَرْقِي الرَّجُلَ

۶۲۸۳ـــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ قَالَ يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ

باب دم کرنے والے کا دائیں ہاتھ سے تکلیف کی جگہ پر دم کرنا ،،

۶۲۸۲ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو دائیں ہاتھ سے دم کرتے تھے اور یہ دم پڑھتے تھے اے لوگوں کے پروردگار خدا ! سختی کو دور کر اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ صرف تیری ہی شفاء ہے ایسی شفاء جو بیماری کو نہ چھوڑے میں نے یہ منصور سے ذکر کیا تو انھوں نے مجھ سے ابراہیم اور مسروق کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بیان کیا۔

۶۲۸۲ـــ شرح : یعنی سفیان ثوری نے کہا میں نے منصور بن معتمر سے حدیث ذکر کی تو انھوں نے

بَابُ مَنْ لَمْ يَرْقِ

۶۲۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ وَّرَاَيْتُ سَوَادًا

مجھ سے ابراہیم نخعی کے ذریعہ مسروق سے اُس حدیث کی طرح بیان کیا جو مسروق سے حدیث مذکور ہے

باب عورت مرد کو دم کرے

۶۲۸۳ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں وفات پائی اپنی ذاتِ کریمہ پر معوّذات پڑھ کر دم کرتے تھے۔ جب زیادہ بیمار ہوگئے تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ پر دم کرتی تھی۔ اور حضور کے دستِ اقدس کی برکت کے باعث اس کو حضور کے بدن شریف پر پھیرتی تھی۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کیسے دم کرتے تھے تو انھوں نے کہا پہلے اپنے ہاتھوں پر دم کرتے پھر اپنے چہرۂ جہاں آرا پر پھیرتے تھے۔

باب جو دم نہ کرے

۶۲۸۴ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ساری اُمتیں میرے سامنے پیش کی گئیں ایک نبی گزرتے حالانکہ اُن کے ساتھ ایک ہی آدمی ہوتا اور نبی گزرتے تو ان کے ساتھ دو آدمی ہوتے کسی نبی کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہوتی کسی کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا پھر میں نے بہت بڑی

كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ يَكُوْنَ أُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ
قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ اُنْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ لِيْ
اُنْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ
أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ
فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلٰكِنَّا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَ
عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

جماعت دیکھی جس نے افق روک رکھا تھا میرے خیال میں یہ میری اُمت ہوگی مجھے کہا گیا یہ موسیٰ اور ان کی امت ہے پھر مجھے کہا گیا آپ نگاہ اُٹھائیں تو میں نے بے شمار لوگ دیکھے جن سے تمام افق بھرے پڑے تھے پھر مجھے کہا گیا اِدھر اُدھر دیکھیں تو میں نے بہت لوگ دیکھے جنہوں نے افق روک رکھا تھا۔ مجھے کہا گیا یہ لوگ آپ کی امت ہیں اور ان کے ساتھ ستر ہزار ہیں جو جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ پھر لوگ چلے گئے اور اُن سے حضور نے بیان نہ کیا کہ وہ کون لوگ ہیں جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے آپس میں گفتگو کی۔ اُنھوں نے کہا ہم تو شرک میں پیدا ہوئے ہیں لیکن ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، البتہ وہ ہماری اولاد ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو بدفالی نہیں کرتے اور نہ جاہلیت کے جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ ہی داغتے ہیں اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن محصن کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اُن لوگوں میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں! پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا کیا میں بھی اُن میں سے ہوں فرمایا تم پر عکاشہ سبقت لے گئے۔

(صحیح بخاری ۔ ۲ : ۹۱ ۔ ۶ : ۵۴۲۱ حدیث)

بَابُ الطِّيَرَةِ

۶۲۸۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَالشُّؤْمُ فِىْ ثَلٰثٍ فِى الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالدَّآبَّةِ

باب بدفال پکڑنا

۶۲۸۵ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدویٰ اور طیرہ کوئی شئی نہیں۔ اور نحوست تین میں ہے عورت، مکان اور جانور میں۔

۶۲۸۵ــــ شرح: عورت میں نحوست یہ ہے کہ اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں اور اُمورِ خانہ داری میں موافقت نہ کرے۔ مکان کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے ہمسائے اچھے نہ ہوں اور چارپایہ میں نحوست یہ ہے کہ وہ سست رفتار ہو۔ طیرہ، بکسر التاء ہے۔ جاہلیت میں لوگ ہرن یا پرندے کو بھگاتے یا اُڑاتے اگر وہ دائیں طرف بھاگ یا اُڑ جاتا تو وہ کام کرتے اور وہ بائیں جانب بیٹھے تو اس کو نحوست سمجھتے اور کام نہ کرتے۔ شریعت مطہرہ نے اس کو باطل کیا کہ اس کو نفع و نقصان میں کچھ تاثیر نہیں۔ ان تینوں میں نحوست کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی شئی سے اس کی شر کا خوف ہو اور اس سے بدفالی لی جائے تو یہ تین ہیں۔ جاہلیت میں عدوی اور طیرہ سے جو گمان کرتے تھے اس طریقہ پر نہیں۔ حدیث میں مذکور الفاظ "والشؤمُ فِی ثلاثٍ" بظاہر "لَا طِيَرَةَ" کے معارض ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لَا طِيَرَةَ عام مخصوص البعض ہے یعنی طیرہ ممنوع ہے لیکن جس مکان میں رہائش اچھی نہ ہو یا عورت بدخلق، بدزبان ہو یا گھوڑا سست رفتار ہو میں نحوست ہے گویا کہ یہ تین امور طیرہ سے مستثنیٰ ہیں۔

۶۲۸۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاطِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ

بَابُ الْفَالِ

۶۲۸۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاطِيَرَةَ وَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالَ وَمَا الْفَالُ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ

۶۲۸۷ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاعَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ

۶۲۸۶ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ طیرہ کوئی شئی نہیں اس میں بہتر فال ہے۔ صحابہ کرام نے کہا فال کیا شئی ہے؟ فرمایا اچھا کلمہ سُننا جو کوئی تم میں سے سُنے۔

بَابُ لَاهَامَةَ

۶۲۸۸ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

باب الفأل

۶۲۸۷ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ طیرہ کوئی شئ نہیں۔ اس میں بہتر فال ہے صحابہ کرام نے عرض کیا فال کیا شئ ہے فرمایا اچھا کرنا، سنا جو کوئی تم میں سے سُنے (حدیث ۶۲۸۵ کی شرح دیکھیں)

۶۲۸۷ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی اور طیرہ کچھ نہیں مجھے اچھی فال پسند ہے جو اچھا کلمہ ہے۔

۶۲۸۷ـــ شرح : عدوی کے معنی ہیں کسی سے مرض لگ جانا اور طیرہ کے معنی بدفالی کے ہیں جس کا جاہلیت میں رواج تھا۔ قولہ الکلمۃ الحسنۃ، یہ فال صالح کا بیان ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نام اور اچھی فال پسند فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نظر میں اس کی محبت کر دی ہے جیسے اچھی چیز دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور صاف پانی دیکھ کر سرور آتا ہے اگرچہ اسے نہ پئے اور نہ استعمال کرے۔

باب ہامہ کوئی شئ نہیں

۶۲۸۸ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سے مرض لگ جانا، شگون (بدفالی) لینا، ہامہ اور صفر کوئی شئ نہیں (حدیث ۵۲۲۳ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْكَهَانَةِ

۶۲۸۹ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى بِحَجَرٍ فَاَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى اَنَّ دِيَةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِي غُرِمَتْ كَيْفَ اَغْرَمُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ

باب کہانت

کہانت کے معنی ہیں علم غیب کا دعویٰ کرنا جیسے مستقبل میں زمین میں وقوع پذیر اشیاء کی نجوم یا عرافہ کے ذریعہ خبر دینا۔ عرافہ کے معنیٰ ہیں امور کے اسباب کے ساتھ ان پر استدلال کرنا عراف اور منجم پر کاہن کا اطلاق ہوتا ہے۔ عرب لوگ ہر اس شخص کو کاہن کہتے تھے جو شئی کے وقوع سے پہلے اس کی خبر دے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کاہن وہ لوگ ہیں جن کے ذہن بہت تیز، نفوس سخت اور طبائع ناریہ ہیں شیطان اُن سے باہم مناسبت کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔ جاہلیت میں کہانت بہت تھی بکیونکہ ان میں نبوت کا سلسلہ منقطع تھا جب اسلام آیا تو اس کا خاتمہ ہوگیا۔

۶۲۸۹ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں فیصلہ کیا جنہوں نے آپس میں جھگڑا کیا تھا۔ اُن میں سے ایک نے دُوسری کو پتھر مارا جو اس کے پیٹ پر لگا، حالانکہ وہ حاملہ تھی اُس نے اس کے بچّہ کو قتل کر دیا جو اس کے پیٹ میں تھا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے تو حضور نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے پیٹ کے بچہ کی دیت غُرّہ یعنی غلام یا لونڈی ہے۔ عورت جس پر غُرّہ فیصلہ کیا گیا تھا کے ولی نے کہا یا رسُول اللہ! میں اس کا تاوان کیسے دوں جس نے پیا نہ کھایا نہ بولا۔ اور نہ چلّایا اِس کی مانند تو ہدر (لغو) ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قاتل تو کاہنوں کا بھائی ہے۔

۶۲۸۹ — شرح : غرہ دراصل گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی ہے۔ یہاں جسز دکا کل پر اطلاق کیا اور سارا بدن سفید مراد ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ولی حمل بن مالک بن نابغہ کو کاہنوں کے بھائیوں سے تشبیہ دی کیونکہ سجع کے باعث اخوت مشابہت کو چاہتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں بھی سجع واقع ہے، چنانچہ حضور نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ السَّحَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ نیز فرمایا: صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ "، جیسا کہ غزوۂ خندق میں مذکور ہے۔

اس کا جواب یہ ہے دونوں سجعوں میں فرق ہے اس شخص نے شرعی حکم کا معارضہ کیا تھا اور اس کو باطل کرنا چاہا تھا نیز اُس نے یہ عبارت تکلّف سے کہی تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں تکلّف نہ تھا۔ اس حدیث میں کاہنوں کی مذمّت ہے اور ان لوگوں کی بھی مذمت ہے جو الفاظ میں اُن سے مشابہت کرتے ہیں جبکہ وہ باطل امور میں یہ استعمال کرتے ہیں، کیونکہ اس شخص نے سجع سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب کردہ حکم کی مدافعت کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے وہ مذمّت کا مستحق ہُوا تھا۔ بایں ہمہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقوبت نہ کی کیونکہ آپ جاہلوں سے درگزر کرتے تھے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سجع کے باعث اس کا ردّ نہیں کیا تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عیب لگایا کہ اُس نے حضور کے حکم کو ردّ کیا تھا اور اپنے کلام کو سجع کے ساتھ مزیّن کیا جبکہ یہ طریقہ کاہنوں کا ہے کہ وہ اپنے باطل کلام کو سجع سے مزیّن کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو اس وہم میں مبتلا کرتے ہیں کہ اس میں نفع ہے۔

۶۲۹۰ــــ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ ح وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ

۶۲۹۱ــــ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

۶۲۹۰ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا تو اس کے پیٹ کا بچہ مرگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غرّہ یعنی غلام یا باندی کا فیصلہ کیا۔ ابن شہاب نے سعید بن مسیّب کے ذریعہ روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں قتل ہوگیا کے بدلہ غرّہ یعنی غلام اور باندی فیصلہ کیا تو جس پر فیصلہ کیا گیا اُس نے کہا ہم اس کا تاوان کیسے ادا کریں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا اور نہ چلایا۔ اس کی مانند تو باطل ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔

٦٢٩٢ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَا اَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي اُذُنِ وَلِيِّهِ فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلٌ اَلْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِي اَنَّهُ اَسْنَدَهُ بَعْدَهُ

٦٢٩١ — ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے ثمن اور فاحشہ عورت کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا۔

٦٢٩٢ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے فرمایا یہ کوئی شئی نہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہمیں کبھی ایسی باتوں کی خبر دیتے ہیں جو حق ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حق کلمہ وہ جنوں سے سنتے ہیں اور اپنے دوست (کاہن) کے کان میں ڈال دیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔ علی بن عبداللہ نے کہا عبدالرزاق نے کہا: الکلمۃ من الحق،، اس حدیث میں مرسل ہے۔ پھر مجھے پہنچا کہ اس کے بعد اس کو مسند ذکر کیا ہے۔

٦٢٩٢ — شرح : یعنی جب جنی اپنے ساتھی کاہن کے کان میں کلمہ ڈالتا ہے تو اس کو شیطان سن لیتے ہیں اور اس کو نقل کرتے ہیں جیسے مرغی آواز نکالتی ہے تو مرغ اس کی آواز سن کر اس کو اپنی آواز میں جواب دیتا ہے۔ حدیث شریف میں لفظ "مائۃ" کہ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔ تعیین کے لئے نہیں مبالغہ کے لئے ہے۔ قولہ قال علی آہ "یعنی علی بن مدینی نے کہا کہ عبدالرزاق یہ کلمہ مرسل ذکر کرتے تھے پھر اس کے بعد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذکر کر کے موصول ذکر کیا

بَابُ السِّحْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنْ خَلَاقٍ وقوله وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى وَقَوْلِهٖ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ وَقَوْلِهٖ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى وَقَوْلِهٖ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِى الْعُقَدِ وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ تُسْحَرُوْنَ تُعَمَّوْنَ ۶۲۹۳ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا

باب سحر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لیکن[۱] شیطانوں نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل ہُوا۔ من خلاق تک اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جادوگر جہاں بھی آئے کامیاب نہیں۔ کیا تم جادو کرتے ہو؛ حالانکہ تم دیکھتے ہو۔ ان کے جادو سے یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ حرکت کرتے ہیں اور عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں۔ نفاثات جادوگر عورتیں تسحرون یعنی تعمون ہے۔

جادو

ثابت ہے اسی لئے امام نے قرآنی آیات اور صحیح حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کے وجود میں شک نہیں اس میں تاثیر بھی ہے۔ یہ امر محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کلام مغلق کے

عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِي لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُبِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ

نطق سے یا ترکیب اجسام وغیرہ سے خرق عادت کر دے جس کو ہر ایک انسان معلوم نہ کر سکے۔ جادو وہ شئی ہے جو عادت کے خلاف شریر نفس سے صادر ہوتا ہے اس کا معارضہ مشکل نہیں۔ سحر بھی بیماری کی قسم ہے جو مسحور کو بیمار کرتا ہے اس لئے سحر کو طب کے باب میں ذکر کیا ہے اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے سحر سے شفا دی ہے۔ کہانت اور سحر کو ایک ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ دونوں کا مال شیطان ہیں۔

۶۲۹۳ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بنی زریق کے کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا۔ اس شخص کو لبید بن اعصم کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہوتا کہ آپ کوئی کام کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے وہ نہ کیا ہوتا تھا۔ حتی کہ ایک دن یا ایک رات جبکہ حضور میرے پاس تھے۔ آپ نے بار بار دعاء کی پھر فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے؟ جو کچھ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے جواب دیا ہے اور وہ مجھے بتا دیا ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے سر کے پاس

مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ اَوْ كَانَ رُؤُسَ نَخْلِهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ قَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ فَكَرِهْتُ اَنْ اُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيْهِ شَرًّا فَاَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ وَاَبُوْ ضَمْرَةَ وَابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِيْ مُشْطٍ وَّ مُشَاقَةٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ اِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ

اور دُوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گئے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اس مرد کو کیا بیماری ہے؟ دُوسرے نے کہا اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے کہا لبید بن عاصم نے کیا ہے۔ کہا کس شئ میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور اس سے جھڑنے والے بالوں پر جادو کیا ہے اور کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے۔ دوسرے نے کہا ذروان کے کنوئیں میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرام کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو فرمایا اے عائشہ! گویا کہ اس کا پانی مہندی کے نچوڑ جیسا سُرخ ہے اور گویا کہ اس کی کھجوروں کے سر شیطانوں کے سَر ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! کیا آپ نے اس کو نکالا نہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی ہے میں یہ مکروہ جانتا ہوں کہ لوگوں پر اس کی شر پھیلاؤں پھر آپ نے کنگھی کو دفن کرنے کا حکم دیا تو ان کو دفن کیا گیا۔ ابواُسامہ، ابوضمرہ اور ابن ابی زناد نے ہشام سے روایت کرنے میں عیسیٰ بن یونس کی متابعت کی۔ لیث اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے روایت میں مُشط اور مشاقہ ذکر کیا ہے۔

۶۲۹۳ شرح : بعض مبتدعہ نے اس حدیث کا انکار کیا ہے اُنہوں نے کہا نبی پر جادو کا اثر ہو جانا نبوت کے منصب کے خلاف ہے اور اس طرح امورِ دین میں جو ان پر وحی نازل ہوتی ہے مشکوک ہو جائے گی جبکہ یہ احتمال ہے کہ یہ جادو کا اثر ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جادو کی حقیقت موجود ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہیں ان پر بشروں کے امراض واعراض جاری ہوسکتے ہیں اور وہ امور دینیہ میں جادو کے اثر سے محفوظ ہوتے ہیں۔

(اس کی مکمل تفصیل حدیث ۳۰۵۵ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوبِقَاتِ

۶۲۹۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا الْمُوبِقَاتِ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرَ

بَابُ هَلْ یَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ

وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ رَجُلٌ بِهٖ طِبٌّ اَوْ یُؤَخَّذُ عَنْ امْرَاَتِهٖ اَیُحَلُّ عَنْهُ اَوْ یُنَشَّرُ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ اِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ بِهِ الْاِصْلَاحَ فَاَمَّا مَا یَنْفَعُ فَلَمْ یُنْهَ عَنْهُ

باب شرک اور جادو مہلک ہیں

۶۲۹۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک کرنے والی اشیاء سے بچو وہ اللہ کا شریک بنانا اور جادو ہیں۔

(حدیث ۲۵۷۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۹۴ — شرح : صحیح بخاری میں ہے سات مہلک امور سے اجتناب کرو وہ اللہ کا شریک بنانا، بلا وجہ نفس کو قتل کرنا، یتیموں کا مال کھانا، جنگ میں سے بھاگ نکلنا، جادو کرنا، سود کھانا اور پاک دامن عورتوں کو متہم کرنا ہیں۔ یہاں اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اس لئے صرف دو کو ذکر کیا جیسے قرآن کریم میں ہے فِیْهِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ، صرف دو پر اقتصار کیا ہے۔

باب کیا جادو نکالا جائے ؟

اور قتادہ نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے کہا ایک آدمی پر جادو کر دیا گیا ہے

۶۲۹۵ـــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِہٖ ابْنُ جُرَیْجٍ یَقُوْلُ حَدَّثَنِی الُ عُرْوَۃَ عَنْ عُرْوَۃَ فَسَاَلْتُ ھِشَامًا عَنْہُ فَحَدَّثَنَا عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتّٰی کَانَ یَرٰی اَنَّہٗ یَاْتِی النِّسَاءَ وَلَا یَاْتِیْھِنَّ قَالَ سُفْیٰنُ وَھٰذَا اَشَدُّ مَا یَکُوْنُ مِنَ السِّحْرِ اِذَا کَانَ کَذَا قَالَ فَانْتَبَہَ مِنْ نَوْمِہٖ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اَعَلِمْتِ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَفْتَانِیْ فِیْمَا اسْتَفْتَیْتُہٗ فِیْہِ اَتَانِیْ

یا وہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے روک دیا گیا ہے تو کیا اس سے جادو نکال باہر کیا جائے۔ اُنہوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں وہ اس توڑ سے صرف اصلاح چاہتے ہیں بہر حال جو چیز نفع دے اس سے منع نہیں کیا گیا۔

شرح : اس سے یہ اشارہ ہے کہ جادو کا توڑ کرنا جائز ہے۔ طب بکسر الطاء یعنی جادو اور نُشرہ تنشیر سے ہے۔ نُشرہ بضم النون وسکون الشین ہے یہ تعویذ اور رقیہ کی مانند ہے جس سے مجنون کا علاج کیا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا جادوگر سے مسحور کا علاج کرایا جائے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا مطلقاً جادوگر کے پاس جانا جائز نہیں۔ ابن المسیب وغیرہ نے کہا جادوگر کے پاس اس وقت جانا جائز نہیں جب اس سے کسی کو ضرر پہنچانے کے لئے پوچھا جائے۔ اگر جادو کے علاج کے لئے جادوگر کے پاس جائے تو اس میں نفع ہے یہ جائز ہے۔ کتب ابن منبہ میں جادو کا علاج ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ سبز بیری کے سات پتے لے کر انہیں دو پتھروں کے درمیان رکھ کر باریک کیا جائے پھر انہیں پانی میں ڈال کر اس پر آیت الکرسی قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سورتیں پڑھی جائیں پھر وہ اس پانی سے تین گھونٹ پیئے اور اس سے غسل کرے انشاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ اگر مرد بیوی کے پاس نہ جا سکے تو وہ یہ طریقہ استعمال اس کے لئے بہت مفید ہے۔

۶۲۹۵ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تو آپ کا یہ خیال ہوتا کہ آپ بیویوں کے پاس گئے ہیں :

رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي
عِنْدَ رَاسِي لِلْاٰخَرِ مَابَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ
لَبِيدُ بْنُ الْاَعْصَمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ كَانَ مُنَافِقًا
قَالَ وَفِيْمَ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّ مُشَاقَةٍ قَالَ فَاَيْنَ قَالَ فِيْ جُفِّ طَلْعَةٍ
ذَكَرٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِيْ بِئْرِ ذِيْ اَرْوَانَ قَالَ فَاَتَى الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهٗ
فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا
رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ اَفَلَا تَنَشَّرْتَ فَقَالَ
اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَاَكْرَهُ اَنْ اُثِيْرَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ شَرًّا

حالانکہ ان کے پاس نہ گئے ہوتے تھے (یہ جادو کا اثر تھا) سفیان نے کہا جب ایسا ہو تو یہ سخت جادو ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ میں نے جو اللہ سے پوچھا تھا اُس نے مجھے جواب دیا ہے (اس کی تفصیل یہ ہے) میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس دوسرا پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ میرے سر کے پاس بیٹھنے والے نے دوسرے سے کہا اس آدمی کا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ انہیں جادو کیا گیا ہے اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے کیا ہے جو یہودیوں کے حلیف قبیلہ بنی زُریق میں سے منافق شخص ہے۔ اُس نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اُس نے کہا کنگھی اور اس سے جھڑنے والے بالوں پر جادو کیا ہے۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے۔ دوسرے نے جواب دیا ذروان کے کنوئیں میں کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں پتھر کے نیچے ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور جادو نکالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کنواں جو مجھے دکھایا گیا۔ گویا کہ کچھ مہندی کے نچوڑ جیسا سُرخ ہے اور گویا کہ اس کی کھجوریں شیطانوں کے سر ہیں۔ راوی نے کہا پس جادو نکالا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! کیا آپ نے اس کو ظاہر نہیں کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! اللہ نے مجھے شفاء دی ہے اور میں اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ لوگوں میں سے کسی پر اس کی شر پھیلاؤں۔

۶۲۹۵ ــــ شرح : راعوفہ وہ بھارا پتھر ہے جس کو کنوئیں کے سر پر رکھا جاتا ہے اس کو

بَابُ السِّحْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ

اُٹھانا بہت مشکل ہوتا ہے اس پر کھڑے ہو کر کنوئیں سے پانی باہر نکالتے ہیں۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب کنواں کھودا جائے تو اس کے نیچے پتھر رکھا جاتا ہے۔ ابو عبید نے کہا کنوئیں کو جب کھودتے ہیں تو اس کے نیچے پتھر رکھا جاتا ہے۔ جس پر بیٹھ کر کنواں صاف کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کنواں کھودتے وقت بعض اوقات سخت پتھر آجاتا ہے جس کے باعث وہاں سے کھودنا مشکل ہو جاتا ہے تو اس کو اسی حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ قولہ جُفِّ طَلْعِ نَخْلَۃٍ، جف کا مضاف الیہ طلع ہے جو نخلہ کا مضاف ہے۔ جُفّ کھجور کا پردہ ہے جف کا اطلاق مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے اس لئے اس کی صفت مذکر ذکر کی ہے

بَابُ السِّحْر

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپ کا یہ خیال ہوتا تھا کہ کوئی شئی کی ہے؛ حالانکہ وہ کی نہ ہوتی تھی۔ ایک روز آپ میرے پاس تھے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جواب دیا ہے جس کے متعلق میں نے پوچھا تھا میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دُوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ایک نے اپنے ساتھی

قَالَ فِيمَا ذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَجُبِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِينِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللهُ وَشَفَانِي وَخَشِيتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ

بَابٌ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرٌ

۶۲۹۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ

سے کہا اس مرد کو بیماری کیا ہے ۔ اُس نے کہا جادو کیا گیا ہے ۔ کہا کس نے جادو کیا ہے ۔ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے جو قبیلہ بنی زریق سے تعلق رکھتا ہے ۔ پہلے نے کہا کس شئی میں جادو کیا ہے دوسرے نے کہا کنگھی اور اس سے جھڑنے والے بالوں میں اور مذکر کھجور کے غشا میں جادو کیا ہے ۔ پہلے نے کہا وہ کہاں ہے ؟ دوسرے نے کہا وہ ذی اروان کے کنوئیں میں ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرام کے ساتھ کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے اس کو دیکھ جبکہ اس پر کھجوریں تھیں پھر واپس ام المومنین کے پاس آئے اور فرمایا بخدا ! اس کنوئیں کا پانی مہندی کے نچوڑ جیسا سرخ ہے ۔ گویا کہ اس کی کھجوریں شیطانوں کے سر ہیں ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا آپ نے اسے نکالا ہے ۔ فرمایا نہیں ۔ بہرکیف مجھے اللہ نے شفا دی ہے اور مجھے ڈر تھا کہ میں اس سے لوگوں میں شر پھیلاؤں گا اور اس کو دفن کر دینے کا حکم دیا ۔

باب بعض بیان جادو ہوتے ہیں

۶۲۹۶ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ دو آدمی مشرق سے آئے اُنھوں نے تقریر کی اور اپنے بیان سے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض بیان جادو ہوتے ہیں

۶۲۹۶ ـــ شرح : اس حدیث کی تفسیر میں اہلِ علم کی مختلف آراء ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے تلامذہ نے کہا کہ اس حدیث میں بیان کی مذمت ہے مدح نہیں ؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کو سحر سے تشبیہ دی ہے اور سحر مذموم ہے۔ اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو مکروہ کلام کے باب میں ذکر کیا ہے کیونکہ بیان باطل کی تصویر کو حق کی تصویر میں ظاہر کرتا ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے زیادہ مبغوض وہ لوگ ہیں جو منہ پھاڑ کر بہت باتیں کرتے ہیں ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آدمی حق پر ہوتا ہے اور اپنے بیان سے لوگوں کو مسحور کرتا ہے تو حق جاتا رہتا ہے۔ بعض اہلِ علم نے کہا حدیث میں بیان کی مدح ہے کیونکہ لوگوں نے ان دو آدمیوں کے بیان پر تعجب کیا تھا اور تعجب اس کلام سے ہوتا ہے جس کی سماعت خوش کن ہو اور بیان کو سحر سے تشبیہ دیتے ہیں اس کی مدح ہے کیونکہ سحر کے معنی لوگوں کو مائل کرنا ہیں اور جو نہیں مائل کرے وہ مسحور کرلیتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلاغت کی فضیلت میں ممتاز تھے ؛ کیونکہ آپ کائنات کے تمام بلغاء اور فصحاء سے بلیغ ترین درجات پر متمکن تھے اور اقصیٰ مدارج بلاغت پر فائز تھے باایں ہمہ حضور نے ان کے کلام پر تعجب کیا اور اس کو اچھا جانا اس لئے اس کو سحر سے تشبیہ دی۔ احسن بات یہ ہے کہ حدیث میں ہر بیان کی مدح بھی نہیں اور مذمت بھی نہیں اور ان من البیان سحرا ،، میں لفظ "من" تبعیض کے لئے ہے یعنی بعض سحر ہیں۔

علامہ عینی نے کہا بعض مبتدعہ نے اس حدیث کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر نبیوں میں جادو کی تاثیر ظاہر ہونا ممکن ہو تو امورِ دین میں جو وحی نازل ہوتی ہے وہ مشکوک ہو کر رہ جائے گی جبکہ یہ احتمال ہوگا کہ یہ جادو کا اثر ہوگا، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جادو کی حقیقت موجود ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہیں ان پر بشروں کے امراض اور اعراض جاری ہوسکتے ہیں البتہ ان کی بعض خصوصیات ہیں جن میں وہ محفوظ معصوم ہوتے ہیں اور وہ امورِ دینیہ ہیں اور جادو ان کے ابدان میں قتل اور زہر کی تاثیر سے زیادہ اثر نہیں کرسکتا حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا گیا اور خیبر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ السلام کو زہر کھلایا گیا۔ اس سے ان کی فضیلت میں کمی نہیں آتی یہ محض اللہ کی طرف سے ابتلاء امتحان

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ

۶۲۹۷ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ سَبْعَ تَمَرَاتٍ يَعْنِي حَدِيثَ عَلِيٍّ

ہوتا ہے۔ جادو ایک بیماری ہے اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے شفا دیدی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب الطب میں ذکر کیا ہے نبی بیمار ہو جائے تو ان کے کمال میں نقص واقع نہیں ہوتا۔ دورانِ تحریر میں ایک کتا بچہ دیکھنے کا موقعہ ملا جس نے بڑی شدت سے نبیوں پر جادو کے اثر کو غلط کہا ہے ہم ایسے لوگوں سے بذلِ نظر کرتے ہیں اور ان کے ردّ میں شغل کو اضاعتِ وقت خیال کرتے ہیں۔ (ہم نے تفہیم البخاری کی حدیث ع ۳۰۵۵ ج : ۵ میں اس مسئلہ کو خوب واضح کیا ہے۔ مزید تحقیق کے لئے اسے دیکھیں)

باب عجوہ کھجور کے ساتھ جادو کا علاج

۶۲۹۷ — ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز صبح کو عجوہ کھجور کھائے اس کو رات تک زہر اور جادو ضرر نہیں دے گا۔ اُن کے غیر نے کہا۔ سات کھجوریں ہر روز صبح کو کھائے۔

۶۲۹۷ — شرح : حدیث میں کھجوروں کی تعداد مذکور نہیں اس حدیث کے علاوہ دیگر رواۃ میں تعداد مذکور ہے۔ حدیث میں صبح کے وقت کی قید ہے اگر شام کو کھائے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ مدینہ منورہ سے نجد کی جانب بستیوں کو عوالی کہا جاتا ہے وہاں کی کھجوریں بہت عمدہ ہوتی ہیں انہیں عجوہ کہتے ہیں۔ عجوہ کھجوروں میں یہ خصوصیت اس لئے ہے کہ سیّد عالم

۶۲۹۸ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ

بَابٌ لَا هَامَةَ

۶۲۹۹ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لگایا تھا۔

نسائی میں حضرت جابر سے مرفوع حدیث مذکور ہے کہ عجوہ جنت کی کھجور ہے اس کے کھانے سے زہر سے شفاء ہوتی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عجوہ زہر اور سحر سے اس لئے شفا دیتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی کھجوروں کے لئے دعاء فرمائی ہے۔ یہ صرف حضور کی دعا کی برکت سے ہے کھجور کی کوئی خصوصیت نہیں۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف مدینہ منورہ کی کھجوروں سے زہر اور سحر سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ یہ نفع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کے بعد بھی مستمر ہے؛ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے بعد بھی اس کھجور کی یہ وصف بیان فرمائی تھی۔ سات کھجور کی تعداد توقیفی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سات کے عدد میں اثر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمینیں سات اور آسمان بھی سات بنائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا آپ پر سات مشکیزوں سے پانی ڈالا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات تک کوئی زہر یا سحر ضرر نہ دے گا اس سے ظاہر ہے کہ مرات داخل ہونے کے بعد مذکور فائدہ نہ ہوگا۔

۶۲۹۸ــ ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے اس دن کوئی زہر اور سحر اس کو ضرر نہ دے گا۔

اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا ھَامَۃَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَکُوْنُ فِی الرَّمْلِ لَکَاَنَّھَا الظِّبَاءُ فَیُخَالِطُھَا الْبَعِیْرُ الْاَجْرَبُ فَیُجْرِبُھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰی مُصِحٍّ وَاَنْکَرَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْحَدِیْثَ الْاَوَّلَ قُلْنَا اَلَمْ تُحَدِّثْ اَنَّہٗ لَا عَدْوٰی فَرَطَنَ بِالْحَبَشِیَّۃِ قَالَ اَبُوْ سَلَمَۃَ فَمَا رَاَیْتُہٗ نَسِیَ حَدِیْثًا غَیْرَہٗ ـــ

باب ہامہ کوئی شئی نہیں

۶۲۹۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوٰی صفر اور ہامہ کوئی شئی نہیں۔ ایک اعرابی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹوں کا کیا حال ہے وہ ریت میں ہوتے ہیں گویا کہ وہ ھرن ہیں اُن سے خارشی اُونٹ آکر ملتا ہے اور سب کو خارشی بنا دیتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اونٹ کو کس نے خارشی بنایا؟ ابوسلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اس کے بعد ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جائے اور ابوہریرہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا ہم نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں بیان کیا تھا ایک سے دوسرے کو بیماری نہیں لگتی۔ ابوہریرہ نے حبشی زبان میں بات کی ابوسلمہ نے کہا میں نے ابوہریرہ کو اس کے سوا کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا ہے۔

۶۲۹۹ ـــ شرح : ہر زہریلی شئی جو قتل کر دے اس کو ہامہ کہتے ہیں اس کی جمع ہوام ہے جبکہ زہریلے جانور جو قتل نہ کرے کو سامہ کہتے ہیں جیسے بچھو اور زنبور وغیرہ زمین پر چلنے والے جانور کو بھی ہامہ کہا جاتا ہے اگرچہ وہ قتل نہ کرے جیسے حشرات ارض ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامان کریمان حسن وحسین علیہما السلام کو ان الفاظ سے

بَابُ لَاعَدْوٰی

۲۳۰۰۔ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَحَمْزَۃَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاعَدْوٰی وَلَاطِیَرَۃَ اِنَّمَا الشُّؤْمُ فِیْ ثَلٰثٍ فِی الْمَرْأَۃِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ۔

تعویذ کرتے تھے اُعِیْذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ سَامَّۃٍ وَّھَامَّۃٍ"

ایک سے دوسرے کو مرض لگ جانے کو عدوی کہتے ہیں۔ طیرہ بدفالی جبکہ ہامہ نحوست ہے۔ اعرابی کے سوال کے جواب میں سرکار نے فرمایا پہلے اونٹ کو خارش کس نے بنایا نہایت ہی بلیغ معانی پرمشتمل ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اونٹ کی طرف خارش نے کیسے سرائت کی اور وہ کیسے خارشی ہوگیا اگر تو کہے کہ دوسرے اونٹ سے خارشی ہُوا تو یہ سلسلہ لاالی نہایہ چلے گا۔ اور اگر یہ کہے کہ جس نے پہلے کو خارشی کیا اُس نے ہی دوسرے کو خارشی کیا تو یہی مطلوب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام اونٹوں میں یہ فعل جاری کیا ہے، کیونکہ وہ ہر شئی پر قادر ہے۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی روائت "لَایُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰی مُصِحٍّ کے معنی یہ ہیں کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹوں میں نہ لائے" لایوردن نفی بمعنی نہی ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ لایوردن ممرض ماشیتہ علی ماشیتہ مصح"، ممرض سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس بیمار اونٹ ہیں۔ اور مصح سے مراد وہ ہے جس کے اونٹ تندرست ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لاعدوی کہ ایک سے دوسرے کو بیماری نہیں لگتی اور اس روائت میں ہے کہ بیماری اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جا اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک سے دوسرے کو بیماری لگ جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لَاعَدْوٰی" اس پر مبنی ہے کہ دراصل "عدوٰی" کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور منع اس لئے فرمایا کہ تندرست اونٹوں والا یہ وہم نہ کرلے کہ اس کے اونٹ بیمار اونٹوں کے سبب بیمار ہوگئے ہیں تو وہ اپنے اس وہم کے سبب عدوٰی کا قائل ہوجائے گا، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدوٰی کی نفی کی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا لَاعَدْوٰی" سے مراد

۶۲۰۱ ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا عَدْوٰى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُونُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَأْتِيهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ

جاہلوں کا اعتقاد ہے کہ بیماری طبعی طور پر ایک سے دوسرے کی طرف متجاوز ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حصولِ ضرر کی نفی نہیں کی۔ (حدیث ۵۲۹۰ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب عدوی کوئی شئ نہیں

۶۲۰۰ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ؛ عدوی اور طیرہ کوئی شئ نہیں نحوست تین میں ہے گھوڑے، عورت اور مکان میں۔ (حدیث ۵۲۸۵ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی کوئی شئ نہیں۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے ابوہریرہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جا۔ زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے سنان بن ابی سنان دؤلی نے خبر سنائی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی کوئی شئ نہیں ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا حضور جیں اُن

۶۳۰۲۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَیُعْجِبُنِی الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ

بَابُ مَا یُذْكَرُ فِیْ سَمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۳۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ

اونٹوں کا حال بتائیں ریتلے میدان میں ہرنوں کی شکل ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس خارشی اونٹ آتا ہے تو سب کو خارشی کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے کو کس نے خارشی بنایا (حدیث ۵۲۸۵ کی شرح دیکھیں)

۶۳۰۲۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوٰی اور طیرہ کوئی شی نہیں۔ مجھے فال پسند ہے لوگوں نے کہا فال کیا شی ہے فرمایا اچھی آواز سُننا۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو زہر دیئے جانے میں جو مذکور ہے ،،

اس کو عُروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کیا ،،

۶۳۰۳۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو

لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاۃٌ فِیْھَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا اِلَیَّ مَنْ کَانَ ھٰھُنَا مِنَ الْیَھُوْدِ فَجُمِعُوْا
لَہٗ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنْ
عَنْ شَیْءٍ فَھَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْہُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ
لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْکُمْ قَالُوْا اَبُوْنَا فُلَانٌ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْکُمْ فُلَانٌ
فَقَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ فَقَالَ ھَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ
سَأَلْتُکُمْ عَنْہُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ کَذَبْنَاکَ عَرَفْتَ
کِذْبَنَا کَمَا عَرَفْتَہٗ فِیْ اَبِیْنَا فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ اَھْلُ النَّارِ فَقَالُوْا نَکُوْنُ فِیْھَا یَسِیْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِیْھَا فَقَالَ
لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَاللّٰہِ لَا نَخْلُفُکُمْ
فِیْھَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لَھُمْ ھَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَأَلْتُکُمْ

خیبر میں بکری کا گوشت نذرانہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں جتنے یہودی ہیں سب کو جمع کیا جائے۔ سب یہودی جمع کئے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں کیا تم اس کے متعلق مجھ سے سچ کہو گے اُنہوں نے کہا جی ہاں یا ابا القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تمہارا باپ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا اگر میں تم سے اور کچھ پوچھوں تو اس کے متعلق تم مجھ سے سچ کہو گے۔ اُنھوں نے کہا ہاں یا ابا القاسم! اگر ہم جھوٹ کہیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے بارے میں ہمارا جھوٹ پہچانا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَذَّابًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ

بَابُ شُرْبِ السَّمِّ وَالدَّوَاءِ بِهٖ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيْثِ

۶۳۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحٰرِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ

نے فرمایا دوزخی لوگ کون ہیں؟ یہودیوں نے کہا تھوڑا سا وقت ہم دوزخ میں رہیں گے۔ پھر ہمارے بعد تم اس میں رہو گے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم دوزخ میں ذلیل ہو کر رہو گے بخدا! ہم کبھی تمہاری جگہ نہیں لیں گے۔ پھر حضور نے اُن سے فرمایا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم سچ کہو گے اُنھوں نے کہا جی! فرمایا کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے۔ اُنہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا تمہیں اس پر کس نے اُبھارا ہے؟ یہودیوں نے کہا ہم نے چاہا اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے آرام پالیں گے اور اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو جھوٹ ضرر نہ دے گا۔

۶۳۰۳ــــ شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو مسموم گوشت پیش کرنے والی یہودیہ عورت تھی جس کا نام زینب تھا اُس نے بکری کے شانہ میں زہر ملایا تھا، کیونکہ اُس نے سُنا تھا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو شانہ کا گوشت مرغوب ہے حضور نے گوشت پکڑ کر لقمہ منہ میں ڈالا تو فرمایا گوشت مجھے بتا رہا ہے کہ اس میں زہر ملا ہُوا ہے۔ اس یہودیہ کے قتل میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ عرض کیا گیا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! کیا آپ اسے قتل کریں گے فرمایا نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض مسلمان گنہگار بھی دوزخ میں جائیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے۔ گنہگار مسلمان دوزخ میں جائیں گے پھر باہر نکل آئیں گے۔ (حدیث ۲۹۵۷ ج ۴ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے۔

ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى
فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي
يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ
نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ
جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

باب زہر پینا اور اس کے ساتھ علاج کرنا اور جس چیز سے خوف ہو اسے دُور کرنا اور خبیث دوا

۶۳۰۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو قتل کیا وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا، اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پہاڑ سے گرتا رہے گا جس نے زہر پیا اور اپنے آپ کو ہلاک کیا (خودکشی کرلی) اس کے ہاتھ میں زہر ہوگا اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اسے پیتا رہے گا جس نے تیز دھار آلے سے خودکشی کرلی وہ آلہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوزخ میں ہمیشہ اس کے ساتھ اپنا پیٹ پھاڑتا رہے گا۔

۶۳۰۴ — شرح : یہ حدیث بعینہ کافر کے بارے میں وارد ہے۔ راوی نے اسے ظاہر پر محمول کرلیا ہے اگر اسے عموم پر محمول کیا جائے تو مراد یہ ہے کہ یہ اس کے حق میں ہے جو مذکور امور کو حلال جانتا ہو اور خالدًا مخلدًا سے مراد لمبا زمانہ ہے ؛ کیونکہ مومن دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۰۵ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ بَشِیْرٍ اَبُوْ بَکْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ یَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ

بَابُ اَلْبَانِ الْاُتُنِ

۶۳۰۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِیْ نَابٍ

۶۳۰۵ــــ ترجمہ: عامر بن سعد نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو صبح سات عجوہ کھجوریں کھائے اس روز اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں پہنچائے گا۔

۶۳۰۵ــــ شرح: الدعاء بالعجوہ کے باب میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ زہر پینا حرام ہے؛ حالانکہ ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب حیرہ گئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ زہر سے بچیں کہیں انہیں زہر نہ پلادیں۔ خالد بن ولید نے کہا زہر میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے زہر پیش کیا تو اسے ہاتھ میں پکڑ کر کہا میں اسے اللہ کے نام سے پیتا ہوں اور زہر پی گئے اور اس نے انہیں کچھ ضرر نہ پہنچائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔ اس پر قیاس کرنا ممنوع ہے (عینی)

باب گدھیوں کے دودھ

۶۳۰۶ــــ ترجمہ: ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب

مِنَ السَّبُعِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتَّى أَتَيْتُ الشَّامَ وَزَادَ
اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ
أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ قَالَ قَدْ
كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا وَلَا يَرَوْنَ بِذَلِكَ بَأْسًا وَأَمَّا أَلْبَانُ
الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُحُومِهَا
وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ
ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ
أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي
نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

درندہ کھانے سے منع فرمایا۔ زہری نے کہا میں نے یہ نہ سُنا یہاں تک میں شام میں آیا لیث نے یہ اضافہ
کیا کہ مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی کہا کہ میں نے اُن سے پوچھا کیا ہم گدھیوں کے دودھ سے
وضوء کر سکتے ہیں یا پی سکتے ہیں یا درندوں کے پتے یا اونٹوں کے پیشاب استعمال کر سکتے ہیں؟ اُنہوں
نے کہا مسلمان اِن سے دواء کرتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہ دیکھتے تھے۔ بہرحال گدھیوں کے دودھ
کے متعلق ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گوشت سے منع فرمایا
اور ان کے دودھ کے متعلق کوئی امر یا نہی ہمیں نہیں پہنچی اور درندے کے پتے کے متعلق ابن شہاب
نے کہا مجھے ابو ادریس خولانی نے خبر دی کہ ابو ثعلبہ خشنی نے انہیں بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرمایا۔

شرح : علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے جواب سے
٦٣٠٦ — معلوم ہوتا ہے کہ اونٹوں کے دودھ سے دواء کرنا جائز ہے۔
دوسرے دو کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گدھیوں کے دودھ کی حرمت اس کے گوشت
کی حرمت کے سبب ہے کیونکہ دودھ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور درندے کا پتا بھی حرام ہے کیونکہ

بَابٌ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْاِنَاءِ

۶۲۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلٰى بَنِىْ تَمِيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلٰى بَنِىْ زُرَيْقٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِىْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِىْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَّفِى الْاٰخَرِ دَاءً

حدیث کے الفاظ درندے کے تمام اجزاء کے بارے میں ہے کہ وہ حرام ہیں۔
(حدیث ۶۰۷۵ ج: ۹ کی شرح دیکھیں

باب جب برتن میں مکھی گر جائے

۶۲۰۷ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو ساری مکھی کو اس میں ڈبو دے پھر باہر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفاء ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔

۶۲۰۷ شرح : یعنی پانی یا دودھ کے برتن میں مکھی واقع ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ ساری مکھی کو برتن میں ڈبو کر باہر پھینک دے۔ کیونکہ اس کے جس پر میں شفاء ہے اس کو وہ اُٹھائے رکھتی ہے اور جس پر میں بیماری ہے اس کو ڈبو دیتی ہے۔ اس لئے ساری کو ڈبونے کا حکم دیا تاکہ بیماری کی شفا کے پر سے مکافات ہو جائے۔

جوہری نے کہا ذباب جمع اور ذبابہ واحد ہے۔ ذباب جمع کثرت ہے اور اذبہ جمع قلت ہے جیسے غراب اور اغربہ ہے۔ مکھی کا نام ذباب اس لئے ہے کہ یہ حرکت بہت کرتی ہے۔ ابویعلی نے اچھی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ مکھی کی عمر چالیس روز ہے۔ شہد کی مکھی کے سوا اس کی ہر قسم دوزخ میں ہوگی تاکہ اس کے ساتھ دوزخیوں کو عذاب ہو افلاطون نے کہا یہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ اللِّبَاسِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِيْ غَيْرِ اِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ اَوْ مَخِيْلَةٌ

تمام اشیاء سے زیادہ حریص ہے۔ اپنے آپ کو ہر شئی میں ڈال دیتی ہے۔ اگرچہ اس میں اس کی ہلاکت ہو مکھی کی آنکھ بہت چھوٹی ہے اسے یہ اپنے ہاتھوں سے صاف کرلیتی ہے اس لئے اس کی پلک نہیں ہے یہ ہمیشہ آنکھ کو مس کرتی رہتی ہے۔ اس کی خلقت میں از کم حکمت یہ ہے کہ اس سے جابر لوگوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ یہ بُو کو کھا جاتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو دُنیا متعفن ہو جاتی "

مکھی کے دائیں پر میں شفا اور بائیں میں بیماری ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا وہی شخص انکار کرے گا جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے نورِ معرفت سے خالی رکھا ہو وہ مکھی پر تعجب نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں زہر اور شفا دونوں جمع کر دیئے ہیں یہ اُوپر والے پر سے شفا دیتی ہے اور نچلے پر سے بیمار کرتی ہے۔ سانپ کا زہر قاتل ہے اور اس کے گوشت سے شفاء حاصل کی جاتی ہے وہ اس کے زہر کے لئے تریاقِ اکبر ہے اس کا مغلوب بیماری اور گوشت دوا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۳۰۸ — حَدَّثَنَا اِسمٰعِیلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ وَزَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ یُخْبِرُوْنَهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُیَلَاءَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ اللِّبَاسِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہہ دیجئے اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا جو اُس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر کیا ہے۔"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! کھاؤ، پیئو، لباس پہنو اور صدقہ کرو جس میں نہ اسراف ہو اور نہ ہی اس میں فخر کرتے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو چاہے کھاؤ اور جو چاہو پیئو جبکہ دو چیزوں سے بچتے رہو ایک اِسراف دوسرے تکبّر۔"

شرح: مذکورہ آیت کریمہ ہر مباح کے لئے عام ہے۔ فراء نے کہا لوگ حج کے دنوں میں گوشت نہیں کھاتے تھے اور ننگے بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اس وقت یہ کریمہ آیت نازل ہوئی تھی۔ یعنی طواف میں لباس پہننے سے کس نے منع کیا ہے؟ اور جو انہوں نے بحیرہ وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے یہ کس نے حرام کیا ہے؟ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔

بَابُ مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ

۶۳۰۹ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ

عبداللطیف بغدادی نے کہا۔ یہ حدیث انسان کی تدبیر کے فضائل کو جامع ہے۔ اس میں دُنیا اور آخرت میں نفس اور جسم کی مصالح کی تدبیر ہے، کیونکہ ہر شئی میں اسراف معیشت کو نقصان دیتا ہے اور مال تباہ ہوتا ہے اور فخر نفس کو ضرر دیتا ہے اور اس میں تکبر پیدا کرتا ہے اور آخرت میں بھی ضرر دیتا ہے کہ گناہ کسب کرتا ہے اور دُنیا میں لوگ اسے بُرا جانتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر کا معنی یہ ہے کہ حلال شئی کھاؤ، پیئو اور پہنو۔ بشرطیکہ اسراف اور تکبر نہ کرو۔ واللہ اعلم

۶۳۰۸ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو نظر کرم سے نہ دیکھے گا جو اپنا کپڑا غرور سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

۶۳۰۸ــــ شرح: جرّ ثواب میں تہبند، چادر، قمیص، شلوار، جبّہ، کوٹ وغیرہ سب داخل ہیں بلکہ حدیث میں عمامہ بھی اس میں داخل ہے۔ سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند، قمیص اور عمامہ میں اسبال ہے جو کوئی فخر و غرور سے ان میں سے لمبا لٹکا کر چلے قیامت میں اللہ تعالیٰ نے نظر کرم سے اس کی طرف نہ دیکھے گا (ابوداؤد)

باب جس نے تہبند غرور سے نہ گھسیٹا

۶۳۰۹ــــ ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غرور سے اپنا کپڑا زمین پہ

اِزَارِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ یَصْنَعُهٗ خُیَلَاءَ

۶۳۱۰ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ یَجُرُّ ثَوْبَهٗ مُسْتَعْجِلًا حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَجُلِّیَ عَنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا وَ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِنْهَا شَیْئًا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰی یَکْشِفَهَا

گھسیٹ کر چلے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ کرم نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے تہبند کا ایک کنارہ ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی نگاہداشت کرتا رہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اُن لوگوں میں سے نہیں جو غرور سے یہ کرتے ہیں۔

۶۳۰۹ — شرح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمر کبڑی تھی اس لئے تہبند آگے سے زمین پر گھسنے لگتا تھا۔ نیز آپ کا بدن نحیف تھا اس لئے دائیں بائیں جانب تہبند گھسنے لگتا تھا، کیونکہ غالباً نحیف انسان اپنا تہبند برابر نہیں باندھ سکتا۔ علامہ کرمانی نے کہا کپڑا گھسیٹ کر غرور سے چلنا حرام ہے۔ اگر غرور سے نہ ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ محدثین نے کہا قمیص کا کنارا اور تہبند کا نچلا حصہ نصف پنڈلی تک لٹکانا مستحب ہے۔ اور ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے۔ اگر ٹخنوں سے نیچے غرور سے کرے تو مکروہ تحریمی ہے ورنہ تنزیہاً مکروہ ہے۔

۶۳۱۰ — ترجمہ: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سورج کو گرہن لگا جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حضور جلدی سے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوئے حتی کہ مسجد میں تشریف لائے اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ حضور نے دو رکعتیں پڑھیں تو سورج روشن ہو گیا پھر حضور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جب ان میں سے کسی کو دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو حتی کہ اللہ تعالیٰ گرہن کھول دے۔

بَابُ التَّشَمُّرِ فِی الثِّیَابِ

۶۳۱۱ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَیْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنْ اَبِیْهِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ فَرَاَیْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنَزَۃٍ فَرَکَزَهَا ثُمَّ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِیْ حُلَّۃٍ مُشَمِّرًا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ اِلَی الْعَنَزَۃِ وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ یَمُرُّوْنَ بَیْنَ یَدَیْهِ مِنْ وَّرَاءِ الْعَنَزَۃِ

۶۳۱۰ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جرّ آنا رعزور سے نہ ہو تو جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں۔
(حدیث : ۹۸۷ ، ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ـ کپڑا سمیٹنا

۶۳۱۱ــــ ترجمہ : ابوجحیفہ نے کہا میں نے بلال کو دیکھا جبکہ وہ نیزہ لیکر آئے اور اسے گاڑ دیا پھر نماز کی اقامت کہی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سُرخ لکیر دار بڑی چادر میں باہر تشریف لائے جو سمیٹی ہوئی تھی۔ حضرت نے دو رکعتیں نیزہ کی طرف پڑھیں میں نے لوگوں اور چارپاؤں کو دیکھا کہ وہ نیزہ کے پیچھے سے حضور کے آگے سے گزرتے تھے۔
(حدیث ۴۹۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں) سترۃ الامام سترۃ من خلفہ

بَابٌ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ

۶۳۱۲ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ

۶۳۱۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا

باب جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے“

۶۳۱۲ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔

۶۳۱۲ــــ شرح : حدیث میں تعمیم کے پیش نظر تہبند کو ذکر نہیں کیا جبکہ یہ حکم قمیص وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ مطلق ہے اس کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے یعنی جو ملبوس غرور سے ٹخنوں سے نیچے کرے اس کا یہ حکم ہے۔

باب جس نے غرور سے کپڑا گھسیٹا

۶۳۱۳ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۳۱۴ — **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ اَبُوالْقٰسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

۶۳۱۵ — **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ —

نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کو نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا جو اپنا تہبند غرور سے گھسیٹ کر چلتا ہے۔

۶۳۱۴ — **ترجمہ** : محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک آدمی حلہ (بڑی چادر) پہنے ہوئے اور بالوں کو کنگھی کیے ہوئے فخر سے چل رہا تھا کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک دھنستا رہے گا۔

۶۳۱۴ — **شرح** : قولہ او ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یہ راوی کا شک ہے۔ تجلجل بمعنی یتحرک وینزل ہے یعنی وہ زمین میں حرکت کرتا ہوا دھنستا رہے گا۔ بظاہر یہ آدمی پہلی امتوں میں سے ہے بعض کہتے ہیں یہ قارون ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی اس امت میں سے ہو اور قیامت سے پہلے یہ واقع ہو۔ اگر پہلی امتوں میں سے ہے تو

۶۳۱۶ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ
ابْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ عَمِّهٖ جَرِيْرِ بْنِ زَيْدٍ كُنْتُ مَعَ
سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ
سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

۶۳۱۷ــ حَدَّثَنِيْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ لَقِيْتُ مُحَارِبَ ابْنَ دِثَارٍ عَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ يَاْتِيْ
مَكَانَهُ الَّذِيْ يَقْضِيْ فِيْهِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْ
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنْ مَخِيْلَةٍ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ اَذَكَرَ اِزَارَهٗ قَالَ مَا خَصَّ اِزَارًا

۶۳۱۵ــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک آدمی فخر سے اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا کہ اچانک اس کو زمین میں دھنسایا گیا وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ یونس نے زہری سے روایت کرنے میں عبدالرحمٰن بن خالد کی متابعت کی اور شعیب نے ابوہریرہ سے مرفوع روایت نہیں کیا

۶۳۱۶ــ ترجمہ : جریر بن عبداللہ نے کہا میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُن کے مکان کے دروازہ پر تھا۔ اُنھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔

۶۳۱۷ــ ترجمہ : شعبہ نے کہا میں محارب بن دثار سے ملا جبکہ وہ گھوڑے پر سوار تھے اور وہ اس جگہ جا رہے تھے جہاں فیصلے کرتے ہیں۔ میں نے اُن سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو اُنہوں نے بیان کیا اور کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنے وہ

وَلَا قَمِيْصًا تَابَعَهٗ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهٗ وَتَابَعَهٗ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ

بَابُ الْاِزَارِ الْمُهَدَّبِ

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ وَمُعٰوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهُمْ لَبِسُوْا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً ۶۳۱۸ـ **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسَةٌ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَتْ

کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فخر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے قیامت کے دن اللہ اس کو نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا (شعبہ نے کہا) میں نے محارب سے کہا کیا تہبند کو ذکر کیا تھا۔ محارب نے کہا تہبند اور قمیص کو خاص نہیں کیا (یعنی یہ حکم مطلق ہے تمام کپڑوں کو شامل ہے) جبلہ بن سحیم، زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں سالم کی متابعت کی ہے۔ لیث نے نافع اور ابن عمر کے ذریعہ اس طرح روایت کی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ، عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے سالم اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں جبرکی متابعت کی ہے۔ حضور نے فرمایا مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ ۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ
بَعْدَهٗ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا مَعَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
اِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ وَاَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ
سَعِيْدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا اَبَا بَكْرٍ
اَلَا تَنْهٰى هٰذِهٖ عَمَّا تَجْهَرُ بِهٖ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَا وَاللّٰهِ مَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ
فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ
تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ
فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُ

باب حاشیہ دار تہبند

زہری، ابوبکر بن محمد، حمزہ ابن ابی اُسید اور معاویہ بن عبداللہ ابن جعفر کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے حاشیہ دار کپڑے پہنے تھے۔"

۶۳۱۸ ــــ ترجمہ : عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رفاعہ قُرظی کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ میں آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ اُس نے عرض کیا یارسُول اللہ! میں رفاعہ کی بیوی تھی۔ اُس نے مجھے طلاق دیدی اور تین طلاقیں دی ہیں۔ میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیرؓ سے نکاح کیا۔ خدا کی قسم اس کا یہ حال ہے یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس پھندنے کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں اور اپنی چادر کا حاشیہ

بَابُ الْاَرْدِيَةِ

وَقَالَ اَنَسٌ جَبَذَ اَعْرَابِیٌّ رِدَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۳۱۹ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنٍ اَنَّ حُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِہٖ فَارْتَدٰی بِہٖ ثُمَّ انْطَلَقَ یَمْشِیْ

پکڑا۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اس کی باتیں سُن رہے تھے۔ جبکہ دروازے پر کھڑے تھے اور انہیں اجازت نہیں دی گئی تھی۔ خالد نے کہا اے ابابکر کیا آپ اس عورت کو منع نہیں کرتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے کیسی گفتگو کر رہی ہے۔ بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تبسّم فرمایا اس پر زیادہ نہ ہنستے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا شائد تو رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے تو اس سے نکاح نہیں کر سکتی حتی کہ وہ تیری لذت نہ چکھ لے اور تو اس کی لذت نہ چکھے یہ فیصلہ بعد والوں کے لئے قانون بن گیا۔

۶۳۱۸ــــ شرح : مہذب وہ کپڑا ہے جس کے کنارے پر حاشیہ ہو ایسا کپڑا پہننے میں حرج نہیں اور اس کے پہننے میں فخر بھی نہیں۔ ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور بڑی چادر پہنے ہوئے تھے اس کا کنارہ قدم شریف پر تھا۔ عُسَیلہ جماع کی لذت ہے یعنی مطلقہ ثلاث۔ پہلے شوہر کے لئے جائز نہیں ہو سکتی جب تک دوسرے شوہر سے جماع کی لذت نہ پائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب چادریں

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر کھینچی

۶۳۱۹ــــ ترجمہ : زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا علی بن حسین (زین العابدین) نے

وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ

بَابُ لُبْسِ الْقَمِيصِ

وَقَالَ يُوسُفُ اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا

۶۳۲۰ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

خبر دی کہ امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں خبر دی کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگا کر پہنی پھر روانہ ہوئے اور میں اور زید بن حارثہ بھی آپ کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ آپ اس گھر میں آئے جہاں حمزہ تھے۔ حضور نے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دی۔

۶۳۱۹ــــ شرح : عبدان حضرت عبداللہ بن عثمان کا لقب ہے۔ قولہ اذنوا ،، یعنی حمزہ اور اُن کے ساتھیوں نے اجازت دی۔ (حدیث ۲۸۸۳ ج ۴، کی شرح دیکھیں)

باب قمیص پہننا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

۶۳۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ قَبْرَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

۶۳۲۲ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهٗ فَاَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ وَقَالَ اِذَا فَرَغْتَ فَاٰذِنَّا

بیان کرتے ہوئے میری یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے چہرے پر رکھ دو ‘‘

۶۳۲۰ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ محرم (احرام باندھنے والا) کون سے کپڑے پہنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم قمیص، شلوار، ٹوپی اور موزے نہ پہنے مگر یہ کہ جوتی نہ پائے تو موزے ٹخنوں سے نیچے پہن لے۔

(حدیث : ۱۳۴۷ ، ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۲۱ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا عبد اللہ بن اُبی بن سلول کو قبر میں داخل کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کو باہر نکالنے کا حکم دیا گیا۔ اسے نکالا گیا اور حضور کے دونوں گھٹنوں پر رکھا گیا۔ حضور نے

فَلَمَّا فَرَغَ اٰذَنَهٗ بِهٖ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهٗ عُمَرُ وَقَالَ اَلَيْسَ
قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ
اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً الْاٰيَةَ فَنَزَلَتْ
وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ

حضور نے اس کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈالا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی۔ واللہ اعلم!
(حدیث ع ۱۲۷۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۲۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عبداللہ بن اُبَی مر گیا تو اس کا بیٹا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنی قمیص دیجئے میں اس میں اپنے باپ کو کفن دوں گا اور آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور اس کی مغفرت کی دعاء فرمائیں۔ حضور نے اسے اپنی قمیص دی اور فرمایا جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا ہوگا۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو حضور کو خبردار کیا۔ آپ تشریف لائے تاکہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں تو حضرت عمر فاروق نے بڑے ادب سے حضور کو کھینچا اور عرض کیا یا رسولَ اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کے لئے بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں اگر ان کے لئے ستّر بار بخشش کی دعاء کریں اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور منافقوں میں سے جو مر جائے تم ان میں سے کسی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو پھر حضور نے ان کی نماز جنازہ پڑھنا ترک کر دیا (اس کی شرح سورۂ برأت کی تفسیر میں دیکھیں حصہ ہفتم)

۶۳۲۲ — شرح : ان احادیث سے غرض یہ ہے کہ قمیص پہننا کوئی نئی چیز نہیں اگرچہ عرب عموماً تہبند اور چادر پہنتے ہیں۔ قرآن کریم کی مذکور آیت کریمہ میں اور اس حدیث میں قمیص کے ذکر کے علاوہ اور احادیث میں بھی قمیص کا ذکر ہے؛ چنانچہ جنائز میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ امام ترمذی نے ام المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص بہت پسند تھی۔ نیز اسماء بنت یزید بن سکن نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین پہنچے تک تھی۔ نیز ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب جناب رسول اللہ

بَابُ جَيْبِ الْقَمِيْصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهٖ

۶۳۲۳۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيْلِ

صلی اللہ علیہ وسلم قمیص پہنتے تو دائیں جانب سے شروع کرتے نیز ترمذی نے ابوسعید سے روایت کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام عمامہ یا قمیص یا چادر ذکر کرتے لہٰذا ابن عربی کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ میں نے قرآن کریم کی مذکورہ آیت کریمہ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِیْ هٰذَا ، کے سوا قمیص کا صحیح ذکر نہیں دیکھا یا عبداللہ بن ابی کے قصہ میں قمیص کا ذکر ہے اس کے علاوہ تیسری جگہ میں نے قمیص کا ذکر نہیں دیکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اس حال میں کیا راز تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کے مرنے کے بعد اس سے یہ سلوک کیا کہ اس کو اپنی قمیص پہنائی اور اس کے منہ میں لعاب شریف ڈالا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب عبداللہ کی قوم اور اس کے علاوہ اور کی قوم نے حضور کا یہ خلق عظیم دیکھا تو وہ سب مشرف بایمان ہو گئے یہ حدیث کتاب الجنائز میں بھی مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قمیص اس قمیص کا بدل تھا جو اس نے غزوۂ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہنائی تھی جبکہ وہ برہنہ اسیر کئے گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غایت ادب کے پیش نظر بطریق استفہام یہ عرض کیا اور تنہا عبداللہ کی تخصیص نہ کی یہ لحاظ کرتے ہوئے کہ شاید اس عموم سے عبداللہ کی تخصیص ہوگی۔

باب قمیص وغیرہ کی جیب سینے کے قریب ہونا ،،

جَیْب بفتح الجیم وسکون الیاء ہے اس کے معنی ہیں کپڑے کو کاٹنا تاکہ اس سے سر نکل سکے یعنی قمیص کا گریبان سینہ وغیرہ کے قریب ہونا ،،

وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ جَعْفَرٌ عَنِ الْأَعْرَجِ جُنَّتَانِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ جُبَّتَانِ

۶۲۲۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال بیان کی کہ ان کی مثال دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اُن دونوں کے ہاتھ ان کے پستانوں اور ہنسلیوں تک پہنچے ہیں صدقہ کرنے والے جب بھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو زرہ کشادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ اس کی انگلیوں کے پوروے چھپ جاتے ہیں اور اس کا نشان مٹ جاتا ہے اور بخیل جب بھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ تنگ ہوجاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ کو سخت پکڑے ہوتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی اُنگلی جیب میں ڈال کر فرماتے کہ اس طرح۔ اگر تو اس کو دیکھے کہ وہ اسے کشادہ کرتا ہے وہ کشادہ نہیں ہوتی۔ حسن بن مسلم نے اور ابوالزناد نے اعرج سے جُبّتین روایت کرنے میں ابن طاؤس کی متابعت کی۔ حنظلہ نے کہا میں نے طاؤس سے سُنا اُنہوں نے کہا میں نے ابوہریرہ کو جُبّتان کہتے ہُوئے سُنا اور جعفر نے اعرج سے جُنّتان روایت کیا ہے۔

۶۲۲۳ — شرح : قولہ لَوْ رَأَيْتَهُ الخ حرف لَوْ شرط کے لئے ہو تو اس کا جواب محذوف ہے اور وہ لَعَجِبْتَ مِنْهُ کہ تو اس سے تعجب کرے گا یا لَوْ تمنی کے لئے ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متصدق اور بخیل کو دو آدمیوں سے تشبیہ دی جنہوں نے زرہ پہننے کا ارادہ کیا۔ خرچ کرنے والے کی مثال وہ شخص ہے جس نے پوری زرہ پہنی وہ اس پر ڈھیلی ہوتی گئی حتی کہ

بَابُ مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ

۶۳۲۴ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الضُّحٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ اَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ بَدَنِهِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَاْسِهِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ

اس کے سارے بدن کو ڈھانپ لیا اور پاؤں کی انگلیوں تک پہنچ گئی اور اس کی حفاظت کی اور بخیل کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کا ہاتھ اس کی گردن سے چپٹا ہُوا ہے اور ہنسلی کو سخت پکڑے ہوئے ہے اور اس پر زرہ بھاری اور بوجھ بن گئی ہے اور وہ ڈھیلی نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ سخت ہوجاتا ہے اور اس کی حفاظت نہیں کرتی۔ (حدیث ع ۱۳۶۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے سفر میں تنگ آستینوں والا جُبّہ پہنا۔

۶۳۲۴ — ترجمہ : مُغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے پھر واپس تشریف لائے تو میں پانی لے کر آپ کے پاس آیا۔ حضرت نے وضو فرمایا جبکہ آپ پہ شامی جُبّہ تھا۔ حضور نے کلّی کی اور ناک مبارک میں پانی ڈالا اور چہرۂ انور کو دھویا پھر ہاتھ دھوئے سر مبارک اور موزوں پر مسح فرمایا (حدیث : ۱۸۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْغَزْوِ

۶۳۲۵ـــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

باب غزوہ میں صُوف کا جُبّہ پہننا

۶۳۲۵ ـــ ترجمہ : عروہ بن مغیرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں سفر کی ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور نے فرمایا کیا تیرے پاس پانی ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! حضرت اپنی سواری سے اُترے اور چلتے گئے حتی کہ رات کے اندھیرے میں چھپ گئے پھر تشریف لائے تو میں نے مشکیزہ سے آپ پر پانی ڈالا تو حضرت نے چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ مبارک دھوئے آپ پر اُون کا جُبّہ تھا ۔ آپ اپنے ہاتھ اس سے باہر نہ نکال سکے حتی کہ ان کو جُبّہ کے نیچے سے نکالا ۔ آپ نے دونوں ہاتھ مبارک دھوئے ۔ پھر سر مبارک پر مسح کیا پھر میں آپ کے موزے اُتارنے کے لئے جُھکا تو فرمایا انہیں چھوڑو میں نے ان میں پاک کرکے داخل کئے تھے اور ان پر مسح فرمایا (حدیث ۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْقَبَاءِ وَفَرُّوجِ حَرِيرٍ وَهُوَ الْقَبَاءُ

وَيُقَالُ هُوَ الَّذِي لَهُ شَقٌّ مِنْ خَلْفِهِ

۶۳۲۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ

باب قبا اور ریشمی فروج اور وہ قبا ہے

اور کہا جاتا ہے جس کے پیچھے شق ہو وہ قبا ہے!

یعنی فروج وہی قبا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس فروج کے لئے پیچھے شق ہو وہ قبا ہے۔ قرطبی نے کہا قبا اور فروج دونوں وہ کپڑا ہے جس کی آستینیں تنگ ہوں اور پیچھے درمیان میں شق ہو یہ لڑائی اور سفر میں پہنا جاتا ہے کیونکہ اس میں حرکت کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ابن بطال نے کہا قبا عجمیوں کا لباس ہے۔

۶۳۲۶ — **ترجمہ**: مسور بن مخرمہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا (کوٹ) تقسیم کیے اور مخرمہ کو کچھ نہ دیا۔ مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو میں اُن کے ساتھ گیا تو کہا اندر جاؤ اور حضور کو میرے لئے بلاؤ میں نے حضور کو ان کے لئے بلایا تو آپ اس کے پاس باہر تشریف لائے حالانکہ آپ قبا پہنے ہوئے تھے۔ فرمایا یہ میں نے تیرے لئے چھپا رکھا ہے۔ حضور نے مخرمہ کی طرف دیکھا کہا مخرمہ راضی ہے!

۶۳۲۷ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِي هٰذَا لِلْمُتَّقِينَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ فَرُّوجٌ حَرِيرٌ

بَابُ الْبَرَانِسِ

وَقَالَ لِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ

۶۳۲۸ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ

۶۳۲۷ـــ ترجمہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی قبا ہدیہ بھیجا گیا۔ آپ نے اس کو پہنا پھر اس میں نماز ادا کی پھر فارغ ہو کر اس کو جلدی سے اُتار دیا گویا کہ اس کو مکروہ جانتے ہیں پھر فرمایا یہ اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے مناسب نہیں۔ عبداللہ بن یوسف نے لیث سے روایت کرنے میں قتیبہ کی متابعت کی۔ اس نے فروجٌ حریرٌ کہا ہے (حدیث ۳۷۰ عـــ ج: ا کی شرح دیکھیں)

قولہ فروج حریر اس میں چند صورتیں ہیں۔ اول تنوین اور اضافت ہے جیسے ثوبُ خزٍّ بالاضافہ وثوبٌ خزٌّ بالصفۃ،، دوم ضم الفاء وفتحہا ابن تین نے کہا فتح زیادہ اچھا ہے کیونکہ فعول کے وزن پر صرف سُبّوح، قُدوس، فُروخ آتے ہیں۔ قرطبی نے ضمہ اور فتح دونوں پڑھا ہے۔ انہوں نے کہا ضمہ معروف ہے۔ سوم راء مشدّد اور مخفف دونوں طرح چہارم اس کے آخر میں جیم یا خاء ہے

وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ

باب ٹوپیاں

ترجمۃ الباب : معتمر نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے حضرت انس بن مالک پر زرد رنگ کی ریشمی ٹوپی دیکھی "

شرح الباب : برانس بُرنس کی جمع "بضم الباء والنون" اس کے معنی لمبی ٹوپی ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا ٹوپی پہننے کو آپ مکروہ سمجھتے ہیں؟ کیونکہ یہ نصاریٰ پہنتے ہیں انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ لوگ اسے پہنتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، ابن عباس، ابوقتادہ، ابن ابی اوفیٰ، سعد بن وقاص، جابر، انس، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، ابن زبیر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم پہنتے تھے۔ خز خرگوش کے بالوں سے بنایا جاتا ہے۔

کرمانی نے کہا یہ ابریشم اور صوف سے بنایا جاتا ہے توضیح میں ذکر کیا کہ ریشم کو صوف سے ملایا جاتا ہے۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن سعید کے ذریعہ سعید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے بخارا میں خچر پر سوار ایک آدمی دیکھا وہ خز کا سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھا اس نے کہا یہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا ہے۔ نسائی نے کہا یہ آدمی خراسان کا امیر عبداللہ بن حازم سلمی تھا۔ (عینی)

۶۳۲۸ — **ترجمہ** : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "مُحرِم" (احرام باندھنے والا) کون سے کپڑے پہنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قمیصیں، عمامے، شلواریں، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو، لیکن کوئی شخص جوتی نہ پائے تو موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کپڑوں میں سے وہ کپڑا پہنو۔ جو زعفران اور ورس سے رنگا ہوا نہ ہو۔

(حدیث : ۱۳۴، ج : ۱ اور حدیث ۱۴۵۰ کی شرح دیکھیں)

بَابُ السَّرَاوِيلِ

٦٣٢٩۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِبْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ ٦٣٣٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهٗ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ

باب پائجامہ

٦٣٢٩ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تہبند نہ پائے وہ شلوار پہن لے اور جو کوئی جوتی نہ پائے وہ موزے پہن لے

٦٣٣٠ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! جب ہم احرام باندھیں تو کونسا لباس پہننے کا آپ حکم فرماتے ہیں؟ حضور نے فرمایا قمیص، شلوار، عمامے اور ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو لیکن کسی شخص کی جوتی نہ ہو تو وہ موزے پہن لے جو ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے زعفران اور ورس لگا ہو۔

بَابُ الْعَمَائِمِ

۶۳۳۱ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا مَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

۶۳۲۹ــــ۶۳۳۰ــــ شرح : احناف کے مذہب میں اگر کوئی مُحرِم تہبند نہ پاسکے اور شلوار میسّر ہو تو وہی پہن لے اور دم دے یعنی حرم میں بکری ذبح کرے۔ سراویل غیر منصرف سروالہ کی جمع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ زین الدین رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ ہمیں ابوہریرہ کی مرفوع حدیث پہنچی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شلوار پہنی تھی۔ ابونعیم اصبہانی نے بھی یہ روایت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا؛ چنانچہ بخاری، مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے؛ چونکہ لباس کی اس قسم میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زیب تن کیا تھا، شرمگاہ کی بہت حفاظت ہے اس لئے انہیں قیامت میں یہ جزاء دی گئی کہ قیامت میں سب سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا۔

ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس روز موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اُن پر صوف کا کمبل، جبّہ اور صوف کی شلوار تھی اور صوف کی چھوٹی ٹوپی تھی۔

(حدیث : ۱۳۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب عمامے

۶۳۳۱ــــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

ی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم قمیص، عمامہ، شلوار، ٹوپی نہ پہنے اور نہ وہ کپڑا پہنے جسے زعفران
اور ورس لگا ہو اور نہ ہی موزے پہنے مگر جو کوئی جوتی نہ پائے تو وہ ان کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ ڈالے۔
(تاکہ جوتی بن جائے)

۶۳۳۱ — شرح : عمائم عمامہ کی جمع ہے۔ عمامہ سیادت کی علامت ہے کیونکہ عمائم عرب
کے تاج ہیں۔ امام بخاری نے عمامہ کے متعلقہ کوئی حدیث ذکر نہیں کی
گویا کہ ان کی شرط کے مطابق کوئی حدیث انہیں نہیں مل ہوگی۔ ابن ابی عاصم نے کتاب الجہاد میں اپنے اسناد
سے ذکر کیا کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا عمامہ
سُنت ہے؟ عبداللہ بن عمر نے کہا ہاں امامہ سنت ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو
عمامہ پہنایا اور آگے پیچھے مذبہ لٹکایا۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو سیاہ عمامہ پہنایا۔
ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن
ابن عوف کو سیاہ عمامہ پہنایا اور پیچھے کی طرف چار انگلیوں کی مقدار مذبہ رکھا۔ بعض علماء نے کہا دونوں
کندھوں کے درمیان مذبہ لٹکائے۔ بعض نے کہا آگے کی طرف لٹکائے۔ ابوداؤد نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر سیاہ عمامہ پہنے ہوئے دیکھا جبکہ اس کا ایک
کنارہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا تھا۔
طبرانی نے اوسط میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ پہنتے
تو اس کے کنارے آگے اور پیچھے لٹکاتے تھے۔ ابوعبیدہ حمصی نے عبداللہ بن بشر سے روایت کی کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کے روز وہاں بھیجا اور انہیں سیاہ عمامہ پہنایا اور اس
کا ایک کنارہ پیچھے کی طرف دونوں کندھوں کے درمیان کیا اور دوسرا بائیں کندھے کی جانب آگے لٹکایا۔
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ زین الدین رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جب عذبہ آگے کی جانب
لٹکائے جیسے بعض صوفی کرتے ہیں اور بعض علماء بھی اسی طرح کرتے ہیں کیا اس کو بائیں جانب سے لٹکائے
جیسا کہ معروف ہے یا دائیں جانب شرافت کے سبب لٹکائے؟ میں نے دائیں جانب کی تعیین کی کوئی روایت
نہیں دیکھی۔ نیز انھوں نے عبدالاعلی بن عدی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو غدیر خم کے روز بلایا اور انہیں عمامہ پہنایا اور عمامہ کا عذبہ پیچھے لٹکایا پھر فرمایا اس طرح
عمامہ پہنا کرو کیونکہ عمامے اسلام کی علامت ہیں اور یہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرتے ہیں
ابوعبدالسلام کی حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے اُن سے پوچھا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
عمامہ کیسے پہنتے تھے۔ انھوں نے کہا حضور عمامہ کو سر مبارک پر لپیٹتے تھے اور آخری کنارہ پیچھے کی جانب

بَابُ التَّقَنُّعِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ وَقَالَ اَنَسٌ عَصَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ

٦٣٣٢ــ **حدثنی** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هَاجَرَ اِلَى الْحَبْشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَاِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَوَ تَرْجُوْهُ بِاَبِيْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهٖ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ

سر مبارک روک کر دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب منہ اور سر کو ڈھانپنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ پر سیاہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر چادر کا کنارہ باندھا ہوا تھا

شرح الباب : دسماء بمعنی سودا ہے۔ علامہ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ ضرورت کے وقت آدمی کے لئے تقنع پہننا مباح ہے ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آدمی گرمی یا سردی یا کوئی ضروری شئی جس میں وہ معذور ہو تقنع پہننے میں حرج نہیں۔ ابہری نے کہا مقنع

عَائِشَةُ فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ
لِأَبِي بَكْرٍ هٰذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي
سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدًى لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللهِ إِنْ
جَاءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ
مَنْ عِنْدَكَ قَالَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنِّي
قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ فَالصُّحْبَةَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ
إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ
فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ
أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَتْ بِهِ الْجِرَابَ فَلِذٰلِكَ
كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقِ ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ

دفع کرنے کے لئے نفع کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

۶۲۳۲ — ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چند مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کرنے کے لئے سامان تیار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے حال پر رہو۔ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت دی جائے گی۔ ابوبکر نے کہا میرا باپ قربان ہو کیا آپ ہجرت کی امید رکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں (میں بھی امید رکھتا ہوں) ابوبکر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کے لئے اپنی ذات کریمہ کو روک لیا اور اپنی دو سواریوں کو چار ماہ کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا ایک روز ہم دوپہر کے وقت اپنے گھر بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے ابوبکر سے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ سر اور منہ کو ڈھانپے ہوئے اس طرف تشریف لائے ہیں حضور اس وقت کبھی ہمارے گھر نہیں آتے تھے۔ ابوبکر نے کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں بخدا!

بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ فَمَكَثَ فِيهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَدْخُلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ
مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا
بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى
أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهُ عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ
فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ
كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلٰثِ

حضور اس وقت کسی اہم کام کے لئے تشریف لائے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اجازت
طلب فرمائی اور آپ کو اجازت دی گئی تو آپ اندر تشریف لے آئے اور جب داخل ہوئے تو ابوبکر سے فرمایا
جو کوئی تمہارے پاس ہے اس کو باہر نکال دو۔ ابوبکر نے فرمایا ہاں یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میں آپ کا
ہم سفر ہوں اور کہا یا رسول اللہ! میری ان دو سواریوں میں سے ایک لے لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں بہ قیمت سے لیتا ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے دونوں سواریوں کا سامان جلدی سے تیار کیا
اور ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کر کے توشہ دان میں رکھ دیا اور اسماء بنت ابوبکر نے
اپنا کمربند کاٹا اور اس کے ساتھ توشہ دان باندھا اس لئے اسماء کو ذات نطاقین کہا جاتا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پہاڑ کی غار میں تشریف لے گئے جس کو ثور کہا جاتا ہے اور اس میں تین دن رہے۔ حضرت ابوبکر کا بیٹا عبداللہ ان کے
پاس رات بسر کرتا تھا جبکہ وہ جوان اور قوی اور ذہین تھا وہ ان کے پاس سے سحری کے وقت روانہ ہوتا اور مکہ مکرمہ میں قریش
کے پاس صبح کو ہوتا تھا جیسا کہ وہ رات مکہ میں ہی تھا۔ وہ کوئی شئی نہ سنتا جو وہ تدبیر کرتے تھے مگر اس کو یاد
کر لیتا اور جس وقت اندھیرا ہوتا تو اس کی ساری خبر حضور کو پہنچا دیتا اور ابوبکر کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) عامر
ابن فہیرہ ان کے پاس چند بکریاں چراتا تھا اور شام کو واپس لے آتا حتی کہ رات کا کچھ حصہ گزر جاتا اور
حضور اور ابوبکر دونوں دودھ سے رات گزارتے تھے حتی کہ عامر بن فہیرہ اندھیرے میں بکریوں کو ہانک
لے جاتا وہ تین راتیں اسی طرح کرتے رہے۔

۵۲۳۲ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت لفظ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا میں ہے۔ نطاق کمربند ہے۔ (حدیث ۲۱-۲۱۲۲ ج: ۳ اور حدیث ۳۹۰۵ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْمِغْفَرِ

٦٢٣٤۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ

بَابُ الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ

وَقَالَ خَبَّابٌ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهٗ

باب خود پہننا

٦٢٣٣۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، حالانکہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔

٦٢٣٣۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی موافقت جابر کی حدیث سے کس طرح ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس روز مکہ میں داخل ہوئے آپ نے سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حضور نے دونوں مختلف اوقات میں پہنے ہوں چنانچہ جس وقت داخل ہوئے اس وقت آپ پر خود ہو پھر اس کو اتار کر عمامہ سیاہ پہن لیا ہو! چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے خطبہ دیا جبکہ آپ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے جبکہ کعبہ میں داخل ہونے کے بعد کعبہ کے دروازہ کے پاس خطبہ دیا تھا۔ ابن بطال نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں خود پہن کر داخل ہوئے تھے۔ آپ جنگ کی حالت میں داخل ہوئے محرم نہیں تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر خود پر سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا یا سیاہ عمامہ پر خود تھا یا بالعکس ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۲۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْلِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ

باب دھاری دار، حاشیہ دار اور بڑی چادریں

خبّاب نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکائت کرنے گئے جبکہ آپ دھاری دار چادر سے تکیہ لگائے ہوئے تھے ‘‘

شرح : بُرُود بُردہ کی جمع ہے یہ چھوٹی کالی چادر ہے اس کے چاروں اطراف برابر ہوتے ہیں۔ یہ اعراب پہنتے ہیں۔ حِبرہ بکسر الباء عنبہ کے وزن پہ ہے۔ یہ یمنی چادر ہے داؤدی نے کہا یہ سبز چادر ہے، کیونکہ یہ جنتیوں کا لباس ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ پر اوڑھی گئی تھی۔ سفید اس سے اچھی ہے اس میں حضور کو کفن دیا گیا تھا۔ ہروی نے کہا یہ دھاری دار چادر ہے۔ ابن بطال نے کہا یہ دیمنی چادریں ہیں جو روئی سے بنائی جاتی ہیں۔ یہی حِبرات ہیں۔ عربوں کے نزدیک یہ بہترین کپڑے ہیں اور تمام کپڑوں سے افضل ہیں۔ اگر ان سے کوئی اور کپڑا افضل ہوتا تو ان میں حضور کو کفن دیا جاتا ‘‘ شملہ بڑی چادر ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی کفار کی اذیت کی شکایت کرنے دربار رسالت میں حاضر ہوئے تھے (حدیث ۳۶۰۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۲۲۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا

۶۲۲۴ ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا جبکہ آپ پر نجرانی موٹے حاشیہ والی چادر تھی۔ ایک اعرابی (دیہاتی) آپ کو ملا اور آپ کی چادر سے حضور کو زور سے کھینچا حتی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کا کنارہ دیکھا کہ اعرابی کے سخت کھینچنے سے چادر کے حاشیہ نے اس پر نشان کر دیا تھا۔ پھر اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) "میرے لئے اللہ کے مال سے جو آپ کے پاس ہے حکم کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر ہنس پڑے پھر اس کے لئے عطیہ کا حکم صادر فرمایا"

۶۲۲۴ ـــ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ میں پہنچے تو اعرابی نے آپ کی چادر شریف کھینچی تھی جس کی رگڑ سے مونڈھے پر نشان پڑ گیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعرابی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں ملا تھا جبکہ آپ حجرہ شریفہ میں داخل ہونے والے تھے۔ جب حضور مسجد میں تھے اس وقت اس نے چادر پکڑی اور جب دیکھا کہ حضور حجرہ شریفہ میں داخل ہو رہے ہیں تو زور سے کھینچا۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت برد بار حلیم ذی وقار تھے اور جان و مال میں لوگوں کی اذیتیں برداشت کرتے اور صبر کرتے تھے اور جس سے اسلام کی امید کرتے اس کی سختی کو درگزر فرماتے تھے

۶۲۲۵ ـــ ترجمہ: سہل بن سعد نے کہا ایک عورت بُردہ لے کر آئی سہل نے ابو حازم سے کہا جانتے ہو بُردہ کیا شئی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! یہ چادر ہے جس کے حاشیے بنے ہوتے ہیں۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ چادر اپنے اس ہاتھ سے بُنی ہے آپ کو پہنانا چاہتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لے لی اس حال میں کہ آپ کو اس کی

وَاِنَّهَا لَاِزَارُهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْسُنِيْهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ سَاَلْتَهَا اِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهَا اِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ

۶۳۳۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَّاشَةُ ابْنُ مِحْصَنٍ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ

ضرورت تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ چادر تہبند باندھے ہوئے تھے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے اس کو مس کیا اور کہا یا رسول اللہ! یہ مجھے عطا کر دیں فرمایا ہاں لے لو حضور کچھ وقت مجلس شریف میں بیٹھے پھر گھر تشریف لے گئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس کی طرف بھیج دی لوگوں نے اس آدمی سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا کہ تو نے حضور سے اسے مانگا حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ کسی سائل کو رد نہیں کرتے؟ تو اس آدمی نے کہا بخدا میں نے وہ چادر حضور سے صرف اس لئے مانگی تھی کہ جس دن میں مروں وہ میرا کفن ہو سہل نے کہا وہ اس کا کفن بنائی گئی۔ (حدیث ۱۲۰۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخی تھے اور صالحین سے تبرکات کا سوال کرنا جائز ہے۔

۶۳۳۶ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے جنت میں ستر ہزار کا گروہ داخل ہوگا جن کے چہرے چاند کی

۶۲۳۸۔۔۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اَیُّ الثِّیَابِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَۃُ

۶۲۳۹۔۔۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ کَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَلْبَسَهَا الْحِبَرَۃُ

۶۲۴۰۔۔۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِبْنُ عَوْفٍ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ

طرح درخشاں ہوں گے۔ عکاشہ بن محصن اسدی اُٹھ کھڑے ہوئے اس حال میں کہ اپنی چادر اُٹھائے ہوئے تھے اُنہوں نے کہا یارسول اللہ! اللہ سے دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں سے کر دے۔ حضور نے فرمایا اے اللہ! عکاشہ کو اُن میں سے کر دے۔ پھر ایک انصاری آدمی کھڑا ہُوا اور کہا یارسول اللہ! اللہ سے دُعاء فرمائیں کہ مجھے بھی اُن میں سے کر دے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

۶۲۳۶۔۔۔ شرح: نمرہ وہ چادر ہے جس میں رنگ دار پھول ہوتے ہیں گویا کہ وہ چیتے کی چمڑے سے بنائی گئی ہے، کیونکہ دونوں کا رنگ ایک جیسا ہوتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبقک بہا عکاشہ فرما کر تسلسل کو مسدود کر دیا، کیونکہ اس طرح ہر ایک استدعا کر سکتا تھا حضور نے کمالِ نبوی اظہار کر کے پروردگارِ عالم کے حضور ادب ملحوظ رکھا۔

۶۲۳۷۔۔۔ ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سے کپڑے پسند تھے۔ انس نے کہا حبرہ پسند تھی کیونکہ اس میں زیادہ

بَابُ الْاَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ

۶۰۴۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا

زینت نہیں اور اس میں میل کچیل عموماً رہتی ہے)

۶۲۳۹ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پسند کا کپڑا حبرہ تھی۔

۶۲۴۰ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی۔ حبرہ چادر سے آپ کو کفن پہنایا گیا۔

باب چادریں اور کمبل

شیخ دہلوی نے کہا خمائص خمیصہ کی جمع ہے اس کے معنی سیاہ کمبل ہیں جو مربع ہوتا ہے۔ اس میں صوف یا خز کے پھول ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا خمیصہ کا یہ نام صرف اس لئے ہے کہ وہ سیاہ علمدار ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ سلف صالحین کا لباس ہے۔

۶۲۴۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض موت نازل ہوئی تو آپ چہرہ انور پر سیاہ کمبل ڈالتے جب دم گھٹنے لگتا تو اس کو چہرۂ انور سے ہٹا دیتے۔ حضور نے فرمایا حالانکہ آپ اسی

۶۳۴۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَّإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَيْنِ

۶۳۴۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَمِيصَةٍ لَّهُ لَهَا أَعْلَامٌ نَظَرَ إِلٰى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هٰذِهٖ إِلٰى أَبِي جَهْمٍ

حال میں تھے۔ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو اُنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ اس فعل سے جو اُنہوں نے کیا صحابہ کو ڈراتے تھے

۶۳۴۱ — شرح : ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے اپنی نبیوں کی قبروں کو قبلہ بنا لیا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ حضور کی قبر شریف کو ایسا نہ بنائیں (حدیث : ع۱۲۵۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۴۲ — ترجمہ : ابو بردہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس چادر اور گاڑھا تہبند لائیں اور فرمایا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کپڑوں میں وفات پائی۔

۶۳۴۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کالے کمبل جس پر گلکاری تھی میں نماز پڑھی حضورؐ نے اس کے نقش و نگار کو ایک نگاہِ پاک سے دیکھا جب سلام پھیرا تو فرمایا میری اس خمیصہ کو ابو جہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے مجھے نماز میں مشغول کیا ہے۔ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم جو بنی عدی بن کعب سے ہیں کی بنائی ہوئی انبجانیہ چادر لے آؤ۔

۶۳۴۳ — شرح : کمبل میں نقش و نگار ہو تو اسے خمیصہ کہتے ہیں، ورنہ انبجانیہ چادر لے آؤ۔ (حدیث : ع[illegible] ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ صَلَاتِیْ وَائْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِیْ جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ ابْنِ غَانِمٍ مِنْ بَنِیْ عَدِیِّ بْنِ كَعْبٍ

بَابُ اِشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ

۶۳۴۴ ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِيْبَ وَاَنْ يَّحْتَبِیَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ وَاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ

باب نمازی کا اپنے پر چادر لپیٹنا

اشتمالِ صمّاء وہ ہے کہ آدمی اپنا کپڑا اپنے جسم پر لپیٹ لے اور اس کا کوئی کنارہ نہ اُٹھائے۔ اس کو صمّاء اس لئے کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کپڑے میں بند کر دیتا ہے اور اُن کے نکلنے اور حرکت کرنے کو روک دیتا ہے جیسے سخت پتھر میں کوئی سوراخ وغیرہ نہیں ہوتا اسے "صخرہ صمّاء" کہتے ہیں۔ بعض نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ آدمی ایک کپڑے میں لپٹا ہو پھر ایک کنارہ اُٹھا کر کندھے پر کر دے اور اس کی شرمگاہ برہنہ ہو۔

۶۳۴۴ ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور دو نمازوں سے منع فرمایا فجر کے بعد حتی کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کے بعد حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور ایک کپڑے میں گھوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا جبکہ اس کی شرمگاہ پر اس کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو اور اشتمال صمّاء سے منع فرمایا (حدیث ۳۶۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۵۳۴۵ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذَلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَانِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُو أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ

۵۳۴۵ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں اور خرید و فروخت کی دو قسموں سے منع فرمایا، چنانچہ ملامسہ اور منابذہ بیع سے منع فرمایا۔ ملامسہ بیع یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے ہاتھ سے دن یا رات میں دوسرے کی طرف کپڑا پھینک دے اور اس کو الٹ پلٹ کر دیکھنا صرف یہی ہو۔ منابذہ بیع یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا آدمی اس کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور یہ ان کے دیکھنے اور رضامندی کی طرف بیع ہوتی تھی۔ دو لباسوں سے حضرت نے منع فرمایا ان میں سے ایک اشتمال صما ہے وہ یہ کہ آدمی اپنا کپڑا اپنے ایک کندھے پر ڈالے اور اس کی دوسری طرف ننگی ہو اس پر کپڑا نہ ہو۔ دوسرا لباس احتباء ہے وہ یہ گھٹ مار بیٹھے اور اس کی شرمگاہ پر کوئی شئی نہ ہو۔

(حدیث ۳۶۲ ج : ۱ اور حدیث ۵۶۲ ج : ۱ و حدیث : ۲۰۱۴ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ

٦٣٤٦ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبْسَتَيْنِ اَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الواحد ليس على فرجه منه شئ وَاَنْ يشتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى اَحَدِ شِقَّيْهِ وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

٦٣٤٧ــــ حدثني مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَخْلَدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ

باب ایک کپڑے میں گھٹ مار کر بیٹھنا

٦٣٤٦ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا (ایک یہ کہ) کوئی آدمی ایک کپڑے میں گھٹ مارے جبکہ اس کی شرمگاہ پر کوئی شئی نہ ہو (دوسرے یہ کہ) ایک کپڑا اس طرح پہنے کہ اس کے ایک مونڈھے پر کوئی شئی نہ ہو اور بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا (حدیث ۵۲۴۲)

٦٣٤٧ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گھٹ مارنے جبکہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو سے منع فرمایا۔

بَابُ الْخَمِيصَةِ السَّوْدَآءِ

٦٣٤٨ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ
ابْنِ الْعَاصِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَلِدٍ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ اَنْ نَكْسُوْ هٰذِهٖ
فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَلِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ
بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ
فَقَالَ يَا اُمَّ خَلِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ

باب کالے رنگ کا کمبل

٦٣٤٨ — ترجمہ : ام خالد بنت خالد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے لائے گئے جن میں چھوٹا سا کالا کمبل بھی تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس کو دیکھتے ہو کہ اسے ہم یہ پہنائیں۔ لوگ خاموش رہے تو حضور نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ ام خالد کو لایا گیا جبکہ اسے اٹھایا ہوا تھا۔ حضرت نے اپنے دست اقدس سے خمیصہ کو پکڑا اور اس کو پہنایا اور فرمایا اس کو پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔ اس کمبل میں نقش و نگار، سبز یا زرد تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام خالد یہ خمیصہ بہت اچھی ہے۔ سناہ حبشیوں کی لغت میں بمعنی حسن ہے۔

٦٣٤٨ — شرح : ام خالد کمسن تھیں اس لئے انہیں اٹھا کر حضور کے پاس لایا گیا۔ بایں ہمہ وہ عاقلہ تھی اور حضور کا کلام سمجھتی تھی۔ اس لئے فرمایا یہ کمبل پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حبشی کلمات استعمال کرنے میں ام خالد سے انس کرنا مقصود تھا کیونکہ ام خالد حبشہ کی زمین میں پیدا ہوئی تھی (کرمانی)

(حدیث : ٢٨٦٤ ج : ٤ کی شرح دیکھیں)

۶۳۴۹ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي يَا أَنَسُ انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ فَلَا تُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يُحَنِّكُهُ فَغَدَوْتُ بِهِ فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ

بَابُ الثِّيَابِ الْخُضْرِ

۶۳۵۰ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الزَّبِيرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ

۶۳۴۹ـــ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب اُم سُلیم نے بچہ کو جنم دیا تو مجھے کہا: اے انس! اس بچہ کو دیکھو یہ کوئی چیز نہ کھانے پائے حتیٰ کہ صبح اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ حضور اسے گھٹی دیں میں صبح کے وقت اس کو لے گیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تھے اور آپ کالا کمبل حُریثیہ پہنے ہوئے تھے۔ حالانکہ آپ اونٹوں کو داغ لگا رہے تھے جو فتح مکہ میں آپ کے پاس آئے تھے۔

۶۳۴۹ـــ شرح: خمیصہ کالا کمبل ہے حریثیہ حریث طرف منسوب ہے جو قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص ہے۔ کرمانی نے کہا: حوتکیہ بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ حوتکی کی طرف منسوب ہے۔ حوتکی چھوٹا سا آدمی ہے یعنی کالا کمبل چھوٹا سا تھا۔ بعض نسخوں نے صحیح کہا ہے بعض نسخوں میں حوتیہ مذکور ہے۔ حوت قبیلہ کا نام ہے یا حُوت یعنی مچھلی سے تشبیہ ہے کیونکہ اس میں لمبے خطوط تھے۔ بعض نسخوں میں جونیہ ہے۔ جون قبیلہ کی طرف منسوب ہے یا اس کا رنگ سیاہ و سفید تھا کیونکہ جون لفظ اور ابیض میں مشترک ہے (کرمانی)

فَشَكَتْ اِلَيْهَا وَ اَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَاَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا اَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ اَنَّهَا قَدْ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِيْ اِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ اِلَّا اَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِاَغْنٰى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَنْفُضُهَا نَفْضَ الْاَدِيْمِ وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكِ لَمْ تَحِلِّيْ لَهُ اَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهُ حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَاَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ لَهُ فَقَالَ بَنُوْكَ هٰؤُلَاءِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ لَهُمْ اَشْبَهُ بِهٖ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ

ظہر کے معنی اونٹ ہیں کیونکہ وہ اپنی پشتوں پر بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کو اس لئے داغتے تھے کہ دوسرے اونٹوں سے ممتاز رہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے اور مسلمانوں کے مصالح میں بھی مصروف ہوتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نومولود بچّہ کو گھٹی دینا مستحب ہے اور نیک لوگوں سے گھٹی دلوانی چاہیئے تاکہ اس کے پیٹ میں سب سے پہلے نیک لوگوں کا تھوک جائے۔

باب سبز کپڑے

۶۳۵۰۔۔۔ترجمہ : عکرمہ سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو اس سے

عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی نے نکاح کرلیا اُس نے ام المؤمنین سے شکایت کی اور انہیں اپنے چمڑے پر سبزی دکھائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عادۃً عورتیں ایک دوسری کی مدد کیا کرتی ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اس چیز کی مثل نہیں دیکھی جو مومن عورتیں اپنے شوہروں سے تکلیف پاتی ہیں؛ البتہ اس عورت کا چمڑا اس کے سبز دوپٹے سے زیادہ سبز ہے۔ راوی نے کہا عبدالرحمٰن نے سُنا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی ہے۔ وہ بھی اپنے ساتھ اپنے دو بیٹے لے کر آئے جو پہلی بیوی سے تھے۔ اس عورت نے کہا بخدا! اس کی طرف سے کوئی گناہ نہیں مگر جو چیز اس کے پاس ہے (آلۂ جماع) مجھے اس سے زیادہ بے نیاز نہیں کرتا اور اپنے کپڑے سے ایک کنارہ پکڑا عبدالرحمٰن نے کہا بخدا یارسول اللہ! یہ جھوٹ بولتی ہے میں اسے خوب ملتا ہوں جیسے چمڑا ملا جاتا ہے (قوت کے ساتھ اس سے جماع کرتا ہے) لیکن یہ نافرمان رفاعہ کی خواہش کرتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے تو اس کے لئے تو حلال نہیں یا اس کے لئے نکاح کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ حتیٰ کہ وہ تیرا شہد چکھے پھر عبدالرحمٰن نے حضور کو اپنے دو بیٹے دکھائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے بیٹے ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی وہ بات ہے جو تو گمان کرتی ہے۔ بخدا! وہ اس کے ساتھ کوّے کی کوّے سے مشابہت سے زیادہ مشابہ ہیں۔

۶۲۵۰ — شرح: رفاعہ بکسر الراء ابن شموال قرظی بنی قریظہ کے قبیلہ سے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے رفاعہ کی بیوی کا نام تمیمہ بنت وہب ذکر کیا ہے۔ اس کا دوسرا شوہر عبدالرحمٰن ابن زَبِیر بفتح الزاء وکسر الباء ہے۔ وہ بھی بنی قریظہ کے قبیلہ سے ہیں۔ زبیر غزوہ بنی قریظہ میں قتل ہو گیا تھا۔ لجلدہٗ ،، کا لام مفتوح تاکید کے لئے ہے۔ قولہ الا ان ما معہ ،، یعنی اس کا آلۂ جماع کمزور ہے میری شہوت دفع نہیں کرتا۔ اُس نے کپڑے کے کنارے سے اس کے قصور کی طرف اشارہ کیا۔

قولہ هُدبَۃ ،، یہ کپڑے کا کنارہ ہے جو بُنا ہُوا نہیں ہوتا۔ اسے آنکھ کی پلک سے تشبیہ دی گئی ہے۔ قولہ انی انفضھا ،، نفض سے ماخوذ ہے۔ اس سے کمالِ قوتِ مباشرت کی طرف اشارہ کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفاعہ کی بیوی سے فرمایا وہ تمہارا شہد چکھے جب اس کا آلۂ تناسل کپڑے کے کنارے کی طرح تھا تو وہ اس کا شہد کیسے چکھ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ باریک اور چھوٹا ہونے میں ھُدبہ کی مانند تھا بالکل جماع سے قاصر نہ تھا اس کی دلیل اس کے دو بیٹے ہیں جو اس کے ساتھ آتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث ہے کہ عُسیلہ جماع ہے۔ شہد کی لذت اور حلاوت میں اس سے تشبیہ دی ہے تحلیل کے لئے نکاح ثانی میں انزال شرط نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کی نافرمانی پر شوہر اس کو پیٹ سکتا ہے۔ اگر ضرب شدید سے اس کا چمڑا متاثر ہو اس میں کچھ حرج نہیں۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر عورتوں کے شوہر ان کی حاجت پوری نہ کر سکیں تو وہ حاکم کے پاس اس کو طلب کر واسکتی ہیں اس میں کوئی عار و ننگ نہیں۔ جب شوہر پر اس قسم کا دعویٰ کیا جائے تو وہ اپنی قوت کی خبر دے سکتا ہے۔ واللہ اعلم!

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ

۶۳۵۱ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمِيْنِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

باب سفید کپڑے

سفید کپڑے فرشتوں کا لباس ہے جنہوں نے جنگِ اُحُد میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفید لباس پہنتے تھے اور اس کی ترغیب دلاتے تھے اور اس میں اموات کی تکفین کا حکم فرماتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنو یہ تمہارے لئے بہترین لباس ہے۔ اس میں اپنے اموات کو کفن پہناؤ ،،

(ابو داؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ ، ذکرہ عینی)

۶۳۵۱ — ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں اور دائیں دو آدمی دیکھے جنہوں نے اُحُد کی جنگ میں سفید لباس پہنے ہُوا تھا۔ میں نے ان کو اس سے پہلے اور بعد نہیں دیکھا۔

۶۳۵۱ — شرح : یہ دو آدمی جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے وہ مردوں کی شکل میں تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا اور جنگوں میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگیں لڑی ہیں۔

۶۳۵۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهٗ
اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهٗ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ
اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ
اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ
سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ
وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ
اَبِيْ ذَرٍّ وَكَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ
اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ اَوْ قَبْلَهٗ اِذَا تَابَ وَ
نَدِمَ وَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ قَبْلُ

۶۳۵۲ — ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر آیا جبکہ حضور پر سفید کپڑا تھا اور آپ آرام فرما
رہے تھے۔ میں پھر دوبارہ حاضر ہُوا، حالانکہ آپ بیدار ہو چکے تھے۔ حضور نے فرمایا جو کوئی آدمی لا الہ الا اللہ
کہے پھر اسی پر فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اُس نے زناء اور چوری کی ہو
فرمایا اگرچہ زناء اور چوری کی ہو پھر میں نے عرض کیا اگرچہ زناء اور چوری کی ہو فرمایا اگرچہ زناء اور چوری کی ہو
پھر میں نے عرض کیا اگرچہ زناء اور چوری کی ہو فرمایا اگرچہ زناء اور چوری کی ہو ابوذر کی ناک خاک آلود
کرنے پر۔ ابوعبداللہ بخاری نے کہا یہ حکم اس وقت ہے جبکہ موت کے وقت یا اس سے پہلے تائب
اور نادم ہو اور لا الہ الا اللہ کہے تو اس سے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۶۳۵۲ — شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی توحید پر فوت ہو جائے وہ جنت

میں داخل ہوگا اگرچہ کبائر کا ارتکاب کرتا رہا ہو وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اس میں خوارج اور معتزلہ کا رد ہے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کوئی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہوا مرجائے اور توبہ نہ کی ہو تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کبیرہ کے مرتکب ایمان مسلوب نہیں ہوتا اور کبیرہ گناہ کرنے سے اس کے نیک اعمال ضائع نہیں ہوتے وہ بہرحال جنت میں داخل ہوگا اگرچہ سزا بھگتنے کے بعد ہو وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ حدیث میں زنا اور چوری کو ذکر کیا ہے کیونکہ معاصی کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہے اور وہ زنا ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے وہ چوری وغیرہ ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے از روئے استبعاد تکرار کیا کہ کبائر کے مرتکب کا جنت میں داخل ہونا عظیم امر ہے اور ہر مرتبہ وہی سنا جو حضور نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ آخر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر کی ناک خاک آلود ہوجانے پر بھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ معاذ اللہ انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر تصدیق میں توقف تھا، حالانکہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں اُن سے یہ استبعاد ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوذر کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان جو اعمال میں جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ حدیث سن کر ان سے تکاسل اور تہاون کا احتمال تھا اگرچہ یہ کلمہ عین ایمان ہے، لیکن اعمال حسنہ سے ایمان روشن ہوتا ہے اور بہشت میں درجات کا حصول، فرائض، واجبات، مستحبات کرنے اور ترک معصیات اور منہیات سے اجتناب پر موقوف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حکم کہ اس کلمہ کا قائل بہشت میں داخل ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ موت کے وقت یا موت سے پہلے تائب یا نادم ہو، لیکن یہ حکم بظاہر حدیث کے مخالف ہے؛ کیونکہ اگر توبہ شرط ہوتی تو حضور یہ نہ فرماتے اگرچہ زنا اور چوری کی ہو بظاہر حدیث کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص بھی جب حالت اسلام میں مرجائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد داخل ہو۔ تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ یہ حکم حقوق خدا میں ہے، لیکن حقوق العباد میں ضروری ہے کہ وہ ادا کرے یا اللہ تعالیٰ صاحب حق کو کسی طرح راضی کردے اور وہ شخص جو گناہ پر اصرار کرتا ہوا مرجاتے اور توبہ نہ کی ہو وہ شخص اللہ کی مشیئت پر ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اگر چاہے تو معاف کر دے۔ (قسطلانی)

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهٖ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ

۶۳۵۳ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمٰنَ النَّهْدِيَّ قَالَ اَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْاِبْهَامَ فِيْمَا عَلِمْنَا اَنَّهٗ يَعْنِي الْاَعْلَامَ

۶۳۵۴ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ

باب ریشم پہننا اور مردوں کے لئے اس کو بچھانا اور جس قدر وہ جائز ہے

۶۳۵۳ـــ ترجمہ : ابو عثمان نہدی نے کہا ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط آیا جبکہ ہم آذربیجان میں عتبہ بن فرقد کے ہمراہ تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم استعمال کرنے سے منع فرمایا مگر اتنی مقدار میں استعمال کرسکتے ہیں۔ اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا جو انگوٹھے سے

۶۳۵۵ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا مَنْ لَمْ يَلْبَسْ فِي الْآخِرَةِ مِنْهُ وَأَشَارَ أَبُو عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى

متصل ہیں (سبابہ اور وسطیٰ) راوی نے کہا جو کچھ ہمیں علم ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے نقش و نگار مراد لئے ہیں۔

۶۳۵۴ــــ ترجمہ : ابو عثمان نے کہا ہمیں عمر فاروق نے خط لکھا جبکہ ہم آذربیجان میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا مگر اس کی مقدار جائز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں سے اشارہ کر کے بیان فرمایا زہیر نے سبابہ اور وسطیٰ کو اٹھا کر بتایا۔

۶۳۵۵ــــ ترجمہ : ابو عثمان نے کہا ہم عتبہ کے ساتھ تھے انہیں عمر فاروق نے خط لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم نہیں پہنتا مگر وہ شخص پہنتا ہے جو آخرت میں ریشم سے کچھ نہ پہنے گا۔ ابو عثمان نے اپنی دو انگلیوں مسبحہ اور وسطیٰ سے اشارہ کیا۔

۶۳۵۳ــــ
۶۳۵۴ــــ
۶۳۵۵ــــ شرح : پہلی احادیث کے مطابق ابو عثمان نے اشارہ کیا کہ مسبحہ اور وسطیٰ کی مقدار کے مطابق ریشم جائز ہے۔ مسبحہ اور سبابہ انگوٹھے سے ملنے والی انگلی ہے اس کو سبابہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ سب و شتم کے وقت اس سے اشارہ کرتے ہیں اور مسبحہ اس لئے کہ اس کے ساتھ نمازی اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ مردوں کے لئے ریشم کی تحریم میں حکمت یہ ہے کہ اس میں فخر و مباہات اور عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے پر لعنت فرمائی ہے۔ سابق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پہننے میں کفار سے مشابہت ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ریشم کافروں کے لئے دنیا میں ہے ہمارے لئے آخرت میں ہے "

جمہور علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ریشم مردوں کے لئے حرام ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ بعض روایات کے مطابق چار انگلیوں کی مقدار ریشم جائز ہے بشرطیکہ انگلیاں ملی ہوئی ہوں کھلی نہ ہوں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمامہ میں چار انگلیوں کی مقدار چاندی کی گلکاری جائز ہے اور سونے کی مکروہ ہے۔

۶۳۵۶ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيرُ وَالدِّيبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ ۶۳۵۷ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

۶۳۵۶ — ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا حضرت حذیفہ بن یمان مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک زمیندار چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ حذیفہ نے اس کو پھینک دیا اور کہا میں اس کو اس لئے پھینکتا ہے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا اور یہ نہیں رُکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا، چاندی، ریشم اور دیباج دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے یہ آخرت میں ہیں۔

۶۳۵۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اشیاء کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے۔ اس سے بعض نے یہ استدلال کیا کہ ریشم وغیرہ عورتوں کے لئے بھی حرام ہے؛ کیونکہ چاندی کے برتن میں پانی پینا مردوں اور عورتوں کے لئے حرام ہے لہٰذا ریشم بھی حرام ہے لیکن یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ عورتوں کے لئے سونا اور ریشم کی اباحت میں روایات مذکور ہیں؛ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری اُمت کے مردوں کے لئے حرام ہے عورتوں کے لئے جائز ہے۔

۶۳۵۷ — ترجمہ : عبدالعزیز نے کہا میں نے انس بن مالک سے سُنا کہ شعبہ نے کہا کیا انس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے؟ انھوں نے بطور سختی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا جو کوئی مرد ریشم دنیا میں پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہ پہنے گا۔

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ اَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِيْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

۶۳۵۸ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ

۶۳۵۹ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ ذِبْيَانَ خَلِيْفَةَ بْنِ كَعْبٍ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا

۶۳۵۷ـــ شرح : یعنی شعبہ نے کہا میں نے عبدالعزیز سے کہا کیا انس بن مالک نے ریشم کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے؟ عبدالعزیز نے سخت غُصّہ سے فرمایا کہ انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ غصّہ کا سبب یہ تھا کہ یہ سوال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

۶۳۵۸ـــ ترجمہ : ثابت نے کہا میں نے ابن زبیر کو خطبہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی دُنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔

۶۳۵۹ـــ ترجمہ : ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے دُنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت

عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ اَخْبَرَتْنِي اُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

۶۳۶۰ — **حَدَّثَنِي** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيرِ فَقَالَتْ اِئْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ سَلِ ابْنَ عُمَرَ فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوحَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ وَمَا كَذَبَ اَبُوحَفْصٍ

میں اسے نہیں پہنے گا۔ امام بخاری نے کہا ابو معمر نے کہا ہم سے عبدالوارث نے یزید سے بیان کیا کہ معاذہ نے کہا مجھے اُمّ عمرو بنت عبداللہ نے خبر دی کہ میں نے عبداللہ بن زبیر سے سُنا انہوں نے عمر فاروق سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا "

۶۳۵۹ — شرح: قولہ قال لنا معمر، یہ ابن زبیر کا عمر فاروق سے روایت کا دُوسرا اسناد ہے۔

اسماء رجال: علی بن جعد جوہری بغدادی ہیں۔ بخاری نے کہا وہ رجب کے آخر میں ۲۳۰ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے۔ (۲) ابوذبیان کا نام خلیفہ بن کعب ہے وہ تمیمی بصری ہیں۔ نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ (۳) ابو معمر کا نام عبداللہ بن عمر ابن حجاج یہ امام بخاری کے شیخ بطریق مذاکرہ ہیں، کیونکہ امام نے اُن سے حدثنا کے لفظ سے روایت نہیں کی ع۴ عبدالوارث وہ ابن سعید ہیں ع۵ یزید رشک ہیں، ایک سو تیس ہجری

عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِيْثَ

بَابُ مَسِّ الْحَرِيْرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ

وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۳۶۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ

کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے ع۶ معاذہ بنت عبداللہ عدویہ بصریہ ہیں اور ع۷ ام عمرو بنت عبداللہ ابن زبیر ہیں رضی اللہ عنہم "

۶۳۶۰ — ترجمہ : عمران بن حطان نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشم کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا ابن عباس کے پاس جاؤ اُن سے پوچھو میں نے ابن عباس سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا ابن عمر سے پوچھو میں نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے ابوحفص یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم تو دنیا میں وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ میں نے کہا سچ فرمایا ابوحفص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں کہا عبداللہ بن رجاء نے کہا ہم سے حرب نے یحییٰ سے بیان کیا کہ مجھے عمران نے خبر دی اور پوری حدیث بیان کی۔

۶۳۶۰ — شرح : آخرت میں حصہ سے مراد یہ ہے کہ اسے آخرت میں ریشم نصیب نہ ہوگا۔ عمران بن حطان سدوسی ہے۔ خارجیوں کا رئیس اور ان کا شاعر تھا اسی نے حضرت علی علیہ السلام کے قاتل ابن ملجم کی تعریف مشہور ابیات سے کی تھی۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی علیہ السلام کے قاتل کے مداح کا قول کیسے قبول کیا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مؤلف نے اپنے قاعدہ کے مطابق اس کو ذکر کیا ہے کہ بدعتی جب صادق اور متدین ہو تو اس سے وہ روایت کرتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کی حدیث ذکر کرنے میں بخاری کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ مسلم نے اس کی حدیث ذکر نہیں کی یہ صادق اور متدین کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ اس نے ابن ملجم کی مدح میں فحش جھوٹ بولا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام جیسے جلیل القدر صحابی کے قتل پر کیسے خوشی ہو سکتی ہے اور ان کے قاتل کی مدح کیسے جائز ہے؟

اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اُهْدِیَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبُ حَرِیْرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمَسُهٗ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِیْرِ وَقَالَ عَبِیْدَةُ وَھُوَ

باب جس نے ریشم کو پہننے کے بغیر مس کیا

اس میں زُبیدی، زُہری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی ،،

۶۲۶۱ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا نذرانہ پیش کیا گیا۔ ہم اسے چھوتے اور اس سے تعجب کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس سے تم تعجب کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

۶۲۶۱ — شرح : حضرت سعد بن معاذ اوسی انصار کے سردار تھے اسی لئے ان کو خصوصًا ذکر کیا ہے اور ریشم کو چھونے والے بھی انصار تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومال ذکر کئے، کیونکہ عمومًا ان سے پسینہ صاف کیا جاتا ہے ہاتھ پونچھے جاتے ہیں اور اس کی طرف نگاہِ احترام نہیں اٹھتی جب سعد کے رومال قابل ستائش ہیں تو اس کے علاوہ دوسرا لباس بطریق اَولیٰ قابل ستائش ہوگا۔

(حدیث ۳۵۵۸ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب ریشم بچھانا

اور عَبِیدہ نے کہا ریشم کو بچھانا پہننے کی مانند ہے (لہٰذا حرمت میں دونوں مساوی ہیں)

۶۳۶۲ــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ

بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قُلْنَا لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ فِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُجِّ

۶۳۶۲ ـــ ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں پینے اور اُن میں کھانے سے منع فرمایا اور حریر اور دیباج پہننے اور حریر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا

۶۳۶۲ ـــ شرح : اس حدیث سے مالکیہ اور شافعیہ نے ریشم پر بیٹھنے کی تحریم پر استدلال کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے۔ ابن ماجشون، بعض شوافع اور عبدالعزیز بن ابی سلمہ بھی یہی کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ مسعر نے راشد مولی بنی تیم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ریشمی بچھونا دیکھا انہوں نے مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ اس میں لفظ "نھیٰ" میں صراحتہً حریر کی تحریم نہیں ہوسکتا ہے کہ نہی پہننے اور بچھونے دونوں کے مجموعہ سے ہو صرف تنہا جلوس سے نہ ہو۔ نیز جلوس لُبس نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، یعنی انس نے کہا میں اپنی چٹائی کی طرف گیا جو زیادہ دیر بچھانے سے سیاہ ہو چکی تھی۔ اس میں لبس کا اطلاق جلوس پر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ لمبا زمانہ استعمال کے باعث وہ سیاہ ہوگئی تھی کیونکہ ہر شئی کا لبس اس کے اعتبار سے ہوتا ہے (عینی)

وَالْمِيْثَرَةُ كَانَتِ النِّسَآءُ يَصْنَعْنَهٗ لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَمْثَالَ الْقَطَائِفِ يُصَفِّرْنَهَا وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ يَزِيْدَ فِیْ حَدِيْثِهٖ الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَآءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيْهَا الْحَرِيْرُ وَالْمِيْثَرَةُ جُلُوْدُ السِّبَاعِ

۶۲۶۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ ابْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ نَهَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَالْقَسِّیِّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَوْلُ عَاصِمٍ اَكْثَرُ وَاَصَحُّ فِی الْمِيْثَرَةِ

باب قسیّ پہننا

عاصم نے ابو بردہ سے روایت کی کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا قسیّہ کیا شئی ہے انہوں نے کہا یہ کپڑے جو شام یا مصر سے ہمارے پاس آتے تھے ان میں اترنج کی طرح ریشمی دھاریاں بنی ہوتی تھیں میثرہ وہ کپڑا ہے جو عورتیں شوہروں کے لئے زرد رنگ کی چادروں کی طرح بناتی تھیں ان کو سواری پر شوہروں کے نیچے بچھاتی ہیں۔ جریر نے یزید سے اپنی حدیث میں کہا۔ قسیّہ،، دھاری دار کپڑے ہیں جو مصر سے لائے جاتے ہیں۔ ان میں ریشم ہوتا تھا اور میثرہ درندوں کی کھالیں ہیں۔ امام بخاری نے کہا عاصم کی روائت اکثر ہے۔

شرح : شور دریا کے کنارے ایک شہر ہے جسے قسی کہتے ہیں وہاں ریشمی دھاریدار کپڑے بنتے جاتے تھے۔ اب وہ ویران ہوچکا ہے۔ قولہ کانت النساء آہ ،، بعولۃ بعل بمعنی شوہر کی جمع ہے۔ عورتیں زرد رنگ کی چادریں بناتی ہیں جنہیں ان کے شوہر سواری پر اپنے نیچے رکھتے ہیں۔ وہ ریشمی اور سوتی بھی ہوتی ہیں۔ قطائف قطیفہ بمعنی چادر کی جمع ہے یہ زرد یا سرخ رنگ کی چادریں ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میثرکی درندوں کی کھالوں سے تفسیر کرنا باطل ہے اور

بَابُ مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيْرِ لِلْحِكَّةِ

۶۳۶۴۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا

مشہور تفسیر جس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ خلاف ہے۔ کرمانی نے کہا درندوں کی کھالیں ممنوع نہیں۔ قولہ "یُصَفِّرُنَہا"، تصفیر سے ہے۔ یصفونہا بھی روایت کی جاتی ہے۔ یعنی چادروں کو زین کے اوپر بچھاتے ہیں۔ عجمی لوگ اونٹوں کے کجاووں پر اپنے نیچے زرد یا سرخ ریشمی یا سوتی چھوٹی چادر بچھاتے ہیں۔

۶۳۶۳ ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سرخ میثرہ اور قسّی کپڑوں سے منع فرمایا۔

۶۳۶۳ ـــ شرح : سرخ میثرہ جس سے منع کیا گیا ہے وہ دیباج یا ریشمی کپڑا ہے جسے عجمی لوگ سواریوں پر بچھاتے ہیں۔ ابویعلی موصلی نے مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی قسّی کپڑوں اور سرخ میثرہ سے منع فرمایا۔

باب خارش کے باعث مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننے کی رخصت ہے"

۶۳۶۴ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو خارش کے سبب ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دی"

۶۳۶۴ ـــ شرح : حدیث کے اطلاق سے یہی مفہوم ہے کہ سفر اور حضر میں عارضہ کے سبب ریشمی لباس پہننا جائز ہے۔ عارضہ خارش ہو یا جوئیں پڑ جائیں اسی طرح جہاد میں جائز ہے۔"

بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَآءِ

۶۲۶۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَسَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيْهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ

باب عورتوں کے لئے ریشمی لباس

۶۲۶۵ — ترجمہ : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی حُلّہ دی۔ ایک دن میں وہ پہن کر باہر نکلا تو میں نے حضور کے چہرہ انور میں غصہ کا اثر پایا تو اس کو اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

۶۲۶۵ — شرح : حلّہ تہبند اور چادر کا نام ہے۔ سِیَرَا بکسر السین وفتح الیاء ہے اور آخر میں راء ممدودہ ہے۔ اصمعی نے کہا یہ ریشمی دھاری دار کپڑا ہے۔ حُلَّۃٌ یہ اکثر تنوین پڑھتے ہیں اور سیراء اس کا عطفِ بیان ہے یا اس کی صفت ہے۔ خطابی نے کہا حُلَّۃٌ سِیَرَاءُ نَاقَۃٌ عُشَرَاءُ کی طرح ہے۔ بعض نے اضافت سے پڑھا ہے اور یہ اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے جیسے ثوبِ خز میں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ، ایک دوسری روایت میں ہے "بین الفواطم" یعنی میں نے یہ تمہارے پاس اس لئے بھیجی تھی کہ اس کو فواطم میں تقسیم کر دو۔ فواطم فاطمہ کی جمع ہے اور وہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دوسری فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تیسری فاطمہ بنت حمزہ ہے۔

(حدیث ۸۴۸۔ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۶۶ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةِ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ حَرِيرًا فَكَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِيهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا

۶۳۶۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مٰلِكٍ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ

رضی اللہ عنہ کی والدہ تیسری فاطمہ بنت حمزہ ہے ۔ حدیث ۸۴۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۶۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حُلّہ سیراء فروخت ہوتی دیکھی تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ یہ خرید لیں تو وفد کی آمد کے وقت جب وہ آپ کے پاس آئیں پہنا کریں اور جمعہ کے روز بھی پہنیں۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا ۔ پھر اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کی طرف حلّہ سیراء ریشمی بھیجا ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے مجھے یہ دیا ہے، حالانکہ میں نے آپ سے سُنا تھا کہ آپ اس کے بارے میں وہ فرمانے ہیں جو فرما چکے ، پس سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہاری طرف صرف اس لیئے یہ بھیجی تھی کہ اس کو فروخت کردو یا کسی کو پہنادو۔ (حدیث : ۸۴۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۶۷ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ام کلثوم علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی سُرخ چادر پہنے ہوئے دیکھا۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسُطِ

۶۳۶۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَبِثْتُ سَنَةً وَّاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ اللَّتَيْنِ

۶۳۶۷ — شرح: سیدہ ام کلثوم علیہا السلام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی رفیقۂ حیات میں وہ سات ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں وفات فرما گئی تھیں۔ ایک روائت میں سیدہ زینب علیہا السلام مذکور ہیں وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ ان کا ابوالعاص سے نکاح تھا جنگ بدر میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کو اپنے پاس بلوا لیا اور فتح مکہ میں ابوالعاص کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی طرف واپس بھیج دیا تھا اور تجدید نکاح نہ کی تھی وہ آٹھ ہجری کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں وفات فرما گئی تھیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا سیدہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت بالغ نہیں ہوئے تھے یا یہ واقعہ حجاب سے پہلے کا ہے؛ کیونکہ سیدہ ام کلثوم بدر کے روز وفات پاگئی تھیں اور حجاب اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت نازل ہُوا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر لباس اور بچھونے میں آسانی کرتے تھے"

یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم لباس میں وسعت کرتے تھے۔ ایک قسم کے لباس پر انحصار سے تنگی نہیں فرماتے تھے۔ بعض نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ نفیس لباس نہیں طلب کرتے تھے بلکہ جو بھی میسر ہوتا، اسی پر اکتفاء فرماتے تھے بسط کے معنی ہیں جس کو بچھا کر اس پر بیٹھا جائے۔ بُسُط بساط کی جمع ہے۔

تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا
مَنْزِلاً فَدَخَلَ الْاَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَاَلْتُهُ فَقَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ
ثُمَّ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ وَ
ذَكَرَهُنَّ اللّٰهُ رَاَيْنَا لَهُنَّ بِذٰلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِنْ غَيْرِ اَنْ نُدْخِلَهُنَّ
فِي شَيْءٍ مِنْ اُمُوْرِنَا وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَاَتِي كَلَامٌ فَاَغْلَظَتْ
لِي فَقُلْتُ لَهَا وَاِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ هٰذَا لِي وَابْنَتُكَ تُؤْذِي
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا اِنِّي اُحَذِّرُكِ
اَنْ تَعْصِي اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَتَقَدَّمْتُ اِلَيْهَا فِي اَذَاهُ فَاَتَيْتُ اُمَّ سَلَمَةَ
فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ اَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِي اُمُوْرِنَا
فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَزْوَاجِهِ
فَرَدَّدَتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ اَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ وَاِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۴۳۶۸— ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک سال ٹھہرے رہا؛ حالانکہ میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق سے اُن دو عورتوں سے متعلق پوچھوں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کر لیا تھا میں اُن سے ڈرتا رہا ایک دن وہ سفر کے ایک مقام میں ٹھہرے اور پیلو کے درختوں میں چلے گئے جب اُن سے باہر آئے تو میں نے اُن سے دریافت کیا تو کہا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں "رضی اللہ عنہا"، پھر کہا ہم جاہلیت کے زمانہ میں عورتوں کو کوئی شئی نہ شمار کرتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا تو ہم نے اپنے اُوپر اُن کا حق دیکھا لیکن اُن کو اپنے کسی معاملہ میں ان کو داخل نہ ہونے دیا (واقعہ یہ ہے) میرے اور میری بیوی کے درمیان کوئی بات ہو رہی تھی تو اُس نے سختی سے کلام کیا۔ میں نے اسے کہا تو اسی جگہ رہ (میرے پاس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ اَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اسْتَقَامَ
لَهُ فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ اَنْ يَّأْتِيَنَا فَمَا شَعَرْتُ
بِالْاَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّهُ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ قُلْتُ لَهُ وَمَا هُوَ اَجَاءَ
الْغَسَّانِيُّ قَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نِسَآءَهُ فَجِئْتُ فَاِذَا الْبُكَاءُ مِنْ حُجَرِهَا كُلِّهَا وَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
قَدْ صَعِدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهُ وَعَلٰى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيْفٌ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ
اِسْتَاْذِنْ لِيْ فَدَخَلْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ
قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ وَتَحْتَ رَاْسِهٖ مِرْفَقَةٌ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ
وَاِذَا اُهُبٌ مُعَلَّقَةٌ وَقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِيْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَاُمِّ
سَلَمَةَ وَالَّذِيْ رَدَّتْ عَلَيَّ اُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ

نہ بیٹھ) اُس نے کہا تم مجھے یہ کہتے ہو، حالانکہ تمہاری بیٹی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی ہے۔
میں حفصہ کے پاس گیا اور اسے کہا میں تجھے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے سے ڈراتا ہوں ۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کے بارے میں پہلے حفصہ کے پاس گیا پھر ام سلمہ کے پاس گیا اور
اس سے کہا تو اُس نے مجھے جواب دیا اے عمر تجھ پر تعجب کرتی ہوں کہ تو ہمارے کاموں میں دخل
دیتا رہا ہے۔ اب باقی نہ رہا مگر یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی بیویوں کے درمیان
بھی دخل دینے لگے ہو۔ ام سلمہ نے بار بار یہ کہا (میری تردید کر دی) ایک انصاری آدمی تھا جب وہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور میں حضور کے پاس حاضر ہوتا تو جو خبریں ہوتی ہیں
اس کو خبردار کرتا تھا اور اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور وہ حاضر ہوتا تو

۶۲۶۹ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ
عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ
وَهُوَ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا
اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارشاد سنتے مجھے اُن سے خبردار کرتا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے گردو نواح کے تمام سلاطین آپ کے تابع ہو چکے تھے صرف شام میں غسّان کا بادشاہ باقی رہ گیا تھا
ہمیں ڈر تھا کہ وہ ہم پر حملہ کر دے گا۔ میں نے انصاری کو دیکھا جبکہ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ عظیم حادثہ
ہو گیا ہے میں نے اسے کہا وہ کیا ہے کیا غسانی نے حملہ کر دیا ہے؟ اس نے کہا اس سے بھی عظیم تر
حادثہ رونما ہُوا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔
میں جلدی سے مسجد نبوی میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام بیویوں کے گھروں سے رونے کی آوازیں سُنائی
دیتی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالاخانہ میں تشریف فرما ہیں۔ اس کے دروازہ پر ایک خادم ہے
میں اس کے پاس گیا اور کہا میرے لئے اجازت طلب کرو۔ حضور نے مجھے اجازت دے دی۔ میں بالاخانہ
میں داخل ہُوا تو کیا دیکھتا ہُوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر تشریف فرما ہیں۔ اُس نے آپ کے پہلو
میں نشان لگائے ہُوئے ہیں اور حضور کے سر مبارک کے نیچے کھال کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری
ہُوئی ہے اور چند کچی کھالیں لٹک رہی ہیں اور کیکر کے پتے پڑے ہیں۔ میں نے حفصہ اور ام سلمہ کا واقعہ
ذکر کیا جو میں نے انہیں کہا تھا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حضور انتیس (۲۹) روز بالاخانہ میں رہے
پھر نیچے تشریف لے آئے۔

۶۲۶۸ــــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضور کے نیچے
چٹائی تھی جس نے آپ کے پہلو پر نشان لگا رکھے تھے۔ یہ نہایت ہی
سادہ زندگی اور سادگی سے رہنا سہنا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔ اگر یہ
سوال پوچھا جائے کہ حضور نے طلاق نہ دی تھی تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ انصاری نے اپنے گمان سے

فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا

سے کہہ دیا ہے کہ حضور نے طلاق دے دی ہے۔ اُھُب اِھاب یعنی خام چرم کی جمع ہے۔ قرظ درخت کے پتے ہیں جن کے ساتھ دباغت کرتے ہیں،، (حدیث ۲۳۰۵ ج: ۳ کی شرح میں دیکھیں)

۶۳۶۹ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، حالانکہ آپ فرمارہے تھے : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ آج رات کس قدر فتنے نازل ہوئے ہیں کس قدر خزانے نازل ہوئے۔ کوئی ہے جو حجروں والیوں کو بیدار کرے۔ بہت سی عورتیں ہیں جو دنیا میں پہنتی ہیں وہ قیامت میں ننگی ہوں گی۔ زُہری نے کہا ہند کی آستینوں میں اس کی انگلیوں کے پاس بٹن لگے ہوئے تھے۔

۶۳۶۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام سے زہری کا کیا مقصد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حدیث کی سماعت کے ضبط کی طرف اشارہ ہے یا یہ مقصود ہے کہ ہند اپنا بدن ڈھانپنے میں مبالغہ کرتی تھیں یا اس طرف اشارہ ہے کہ ہند اس عضو کو بھی ڈھانپ رکھتی تھیں جو عادۃً ظاہر ہوتے ہیں جیسے کفِ دست کہ عادۃً اسے ڈھانپا نہیں جاتا۔ اس حدیث کو اس باب میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ازواجِ مطہرات اور تمام مومن عورتوں کو باریک لباس جس سے جسم ظاہر ہو پہننے سے منع فرمایا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو عورتیں باریک لباس پہنتی ہیں جس میں بدن نظر آتا ہو اس کا عذاب اور عقوبت یہ ہے کہ وہ قیامت میں برہنہ ہوں گی۔

یہ ہند حارث کی بیٹی ہے اور معبد بن مقداد کی بیوی تھی۔ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی ہند ہے وہ بنت امیہ ہیں۔ حدیث شریف میں استفہام تعجب اور تعظیم کے معنی کو متضمن ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے بعد عنقریب فتنے نازل ہوں گے اور لوگوں کے لئے خزانے کھل جائیں گے۔ حضور نے رحمت کی تعبیر خزائن سے اور عذاب کی تعبیر فتنوں سے فرمائی؛ کیونکہ یہ عذاب کے اسباب ہیں۔ قولہ کَمْ کَاسِيَةٍ عَارِيَةٌ ،، یعنی باریک لباس جس میں بدن کا رنگ بھی نظر آئے پہننے والی عورتوں کو آخرت میں اس طرح عذاب دیا جائے گا کہ انہیں ذلیل ورسوا کرنے کے لئے برہنہ کیا جائیگا یا نفیس قیمتی لباس عورتیں آخرت میں نیکیوں سے خالی ہوں گی اس میں یہ اشارہ ہے کہ عورتوں کو قیمتی لباس پہن کر اسراف نہیں کرنا چاہیے انہیں چاہیے کہ بقدر کفایت لباس پہنیں اور زائد مال اللہ کی راہ میں صدقہ

بَابُ مَا يُدْعَىٰ لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا

۶۳۷۰ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوْ هٰذِهِ الْخَمِيْصَةَ فَأَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ ائْتُوْنِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْبَسَنِيْهَا بِيَدِهٖ وَقَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَىٰ عَلَمِ الْخَمِيْصَةِ وَيُشِيْرُ بِيَدِهٖ إِلَيَّ وَيَقُوْلُ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ قَالَ إِسْحٰقُ حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِي أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلَىٰ أُمِّ خَالِدٍ

کردیں۔ ہند بنت حارث کی آستینیں فراخ تھیں انہوں نے جسم کا کوئی حصّہ ظاہر ہونے کے باعث آستینوں پر بٹن لگائے ہوئے تھے تاکہ اُن کے بدن سے کوئی حصّہ ظاہر ہونے کے باعث حدیث میں مذکورہ وعید میں داخل نہ ہوں (حدیث ۱۱۵ ج: ا کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی نیا لباس پہنے اِس کے لئے دُعاء کی جائے

۶۳۷۰ ـــ ترجمہ: اُمّ خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

بَابُ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

۶۳۷۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ

لئے کپڑے لائے گئے جن میں ایک کالی چادر تھی۔ حضور نے فرمایا تم کس کے لئے دیکھتے ہو کہ ہم اسے یہ چادر پہنائیں لوگ خاموش رہے۔ حضور نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ تو مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ حضور نے اپنے دستِ اقدس سے اسے چادر پہنائی اور دو بار یہ دعا فرمائی کہ "اس کو پرانا کر،، پھر حضور چادر کے نقش و نگار دیکھنے لگے اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اے اُمِّ خالد یہ بہت اچھی ہے اے ام خالد یہ بہت اچھی ہے۔ حبشی زبان میں سنا کے معنی حسن میں۔ اسحاق نے کہا میرے گھر والوں سے ایک عورت نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے ام خالد پر وہ چادر دیکھی ہے۔

۶۳۷۰ — شرح: قولہ "اَبْلِی،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام خالد طویل زمانہ زندہ رہی تھی۔ نیا کپڑا پہننے والے کے لئے دعا کرنا مسنون ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق پر کپڑا دیکھا تو فرمایا: البس جدیدًا وعش حمیدًا ومت شہیدًا،، نیا کپڑا پہنو زندگی محمود بسر کرو اور شہید فوت ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کفار بھی تعریف کرتے ہیں اور شہید ہوئے۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے ابوسعید سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام لے کر عمامہ یا قمیص یا چادر دعا فرماتے: اے اللہ تیری حمد ہے تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جس کے لئے بنایا گیا ہے اس کی خیر کا طالب ہوں میں تیرے ذریعہ اس کی شر سے پناہ چاہتا ہوں اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ترمذی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جس نے نیا کپڑا پہنا اور کہا: اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے کپڑا دیا کہ میں اس سے شرمگاہ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ساتھ خوبصورتی ظاہر کرتا ہوں۔ پھر پرانا کپڑا صدقہ کر دے تو وہ زندگی اور موت

بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ

۶۲۷۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ

باب مردوں کا زعفرانی رنگ کرنا

۶۲۷۱ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ کرنے سے منع فرمایا۔

۶۲۷۱ــ شرح : ابن تین نے کہا یہ نہی جسم کے ساتھ خاص ہے اور کراہت پر محمول ہے کہ جسم پر زعفرانی رنگ کرنے میں تزئین اور رفاہت ہے جس سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے: "اَلْبَذَاذَۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ" سادگی ایمان کا حصہ ہے۔ حدیث میں نہی تحریم کے لئے نہیں، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ اُن پر زرد رنگ تھا تو حضور نے ان کو منع نہ فرمایا اور نہ ہی اس کے دھونے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ نہی محض کراہت کے لئے ہے تحریم کے لئے نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو داؤد میں ہے کہ حضرت عمار نے کہا میں رات کو اپنے گھر آیا جبکہ میرے ہاتھوں پر زخم تھے تو میرے گھر والوں نے ہاتھوں پر زعفران لگا دیا۔ میں صبح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو حضور نے نہ تو سلام کا جواب دیا اور نہ ہی مرحبا فرمایا بلکہ فرمایا جاؤ اس کو دھو ڈالو میں نے دھو کر اثر بھی زائل کر دیا اور حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا بھی فرمایا اور فرمایا فرشتے کافر کے جنازہ پر خیر سے نہیں آتے اور نہ زعفران رنگ کرنے والے کے پاس آتے ہیں اور نہ ہی اس گھر میں آتے ہیں جہاں جنبی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد کی حدیث اگرچہ صحیح ہے لیکن یہ بخاری کی صحیح کا مقابلہ نہیں کر سکتی (عینی)

بَابُ الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ

۶۳۷۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَقَدْ رَاَيْتُهٗ فِىْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْهُ

باب زعفران سے رنگا ہوا کپڑا

۶۳۷۲ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس اور زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔

۶۳۷۲ شرح : محرم یعنی حرام باندھنے والے کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی احرام سے نہ ہو وہ زعفرانی رنگ کا کپڑا پہن سکتا ہے۔

ابن بطال مالکی نے کہا امام مالک رضی اللہ عنہ نے زعفرانی کپڑا حلال کے لئے جائز کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: احرام باندھنے والے شخص کے لئے زعفرانی کپڑا ممنوع ہے۔ امام شافعی اور علماء کوفہ اس کو محرم اور غیر محرم سب پر محمول کرتے ہیں لیکن عبداللہ بن عمر کی حدیث جو نعال سبتیہ کے باب میں مذکور ہے۔ اس سے زعفرانی کپڑے کا جواز معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زرد رنگ والا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ حاکم نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ پر دو کپڑے تھے جو زعفران سے رنگے ہوئے تھے۔

(حدیث : ۱۴۵۰ ج : ۲ اور ۱۳۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب سُرخ کپڑا

۶۳۷۳ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد شریف درمیانہ تھا۔ میں نے آپ کو سُرخ چادر میں دیکھا آپ سے خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

بَابُ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ

۶۳۷۴ ـــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ

۶۳۷۳ ـــ شرح : جن احادیث میں سُرخ کپڑا پہننے کا جواز نظر آتا ہے۔ ان کا اسناد مستقیم نہیں (عینی) شیخ دہلوی نے کہا سُرخ معصفر کپڑے سے مردوں کو منع کیا گیا ہے۔ اس کے سوا سُرخ رنگ والا کپڑا اکثر فقہاء کے نزدیک ممنوع ہے جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سرخ حُلّہ پہنا تھا یعنی ازار اور چادر سُرخ پہنے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سُرخ غیر معصفر دھاگے تھے۔ خطابی نے کہا دھاگے تھے۔ خطابی نے کہا دھاگہ کو سرخ رنگ دے کر کپڑا اُبنا جائے تو وہ منع نہیں ممنوع وہ ہے جو بُننے کے بعد سُرخ رنگ کیا جائے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جس کپڑے میں سُرخ کے علاوہ اور رنگ مثلاً سیاہ وسفید ہو تو حرج نہیں جن احادیث میں سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا مذکور ہے۔ اس کا محمل یہ ہے کہ اس میں سُرخ لکیریں تھیں خالص سُرخ نہ تھا۔ (حدیث ع ۳۷۱ ج : اکی شرح دیکھیں)

باب ریشمی سرخ چادر

۶۳۷۴ ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں سات امور کا حکم فرمایا بیمار پُرسی کرنا جنازوں کے ساتھ چلنا، چھینک کا جواب دینا اور حریر، دیباج، قسّی، استبرق اور سُرخ ریشمی چادر سے منع فرمایا۔

۶۳۷۴ ـــ شرح : امام بخاری نے سات میں سے صرف تین کو ذکر کیا ہے۔ باقی

بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

۶۳۷۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ اَبِیْ مَسْلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا اَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ ۶۳۷۶ حَدَّثَنَا

چار یہ ہیں : دعوت قبول کرنا، سلام کہنا، مظلوم کی مدد کرنا اور قسم کھانے والے کو بری کرنا، دیباج باریک ریشم ہے۔ استبرق موٹا ریشم یہ دو مستقل جنس ہیں۔ اس لئے ان کو خصوصًا ذکر کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے ریشم تو بہرحال حرام ہے۔ سرخ ہو یا نہ ہو اس کا جواب یہ ہے یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ اسی طرح جن سات سے منع فرمایا وہ حدیث میں مذکور پانچ کے علاوہ سونے کی انگوٹھی اور چاندی کے برتن ہیں۔

(حدیث : ع ۱۱۷۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب دباغت شدہ اور غیر دباغت شدہ جوتے

نعال نعل کی جمع ہے یہ وہ ہے جس کے ساتھ قدم محفوظ رہتا ہے۔ ابن عربی نے کہا نعل انبیاء کرام علیہم السلام کا لباس ہے سبتیہ نعال کی صفت ہے یہ سبت کی طرف منسوب ہے وہ یہ ہے کہ جس سے بال منڈائے جائیں۔ بعض کہتے ہیں یہ دباغت شدہ ہیں۔ عربوں کی عادت تھی کہ غریب لوگ بالوں والے جوتے پہنتے تھے اور امیر لوگ دباغت شدہ جوتے پہنتے تھے۔

۶۳۷۵ — ترجمہ : سعید ابو سلمہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے انس سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوتے میں نماز ادا فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا جی ہاں!

(حدیث ع ۳۸۱ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۷۶ — ترجمہ : عبید بن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّاُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَصْبَغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبَغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى يَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ

تم چار چیزیں کرتے ہو۔ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو میں نے وہ کرتے نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اے ابن جُریج وہ کیا ہیں کہا میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ طواف کے وقت ارکان میں سے صرف یمانین کو مس کرتے ہو اور میں نے تمہیں یہ بھی کرتے دیکھا ہے کہ سبتی جوتے پہنتے ہو اور کپڑے کو زرد رنگ کرتے ہو اور جب تم مکہ مکرمہ میں ہو لوگ جب چاند دیکھتے ہیں تو احرام باندھ لیتے ہیں اور تم احرام نہیں باندھتے ہو حتی کہ ترویہ کا دن ہو (یعنی آٹھ ذوالحجہ کو) عبداللہ بن عمر نے کہا بہرحال ارکان کو مس کرنا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ حضور یمانیین کے سوا کسی کو مس کرتے ہوں اور

۶۳۷۷ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ وَرْسٍ
وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ
مِنَ الْكَعْبَيْنِ ۶۳۷۸ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

سبتی جوتے پہننا اس لئے ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ حضور وہ جوڑا پہنا کرتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور اُن میں وضو فرمایا کرتے تھے اس لئے میں انہیں پہننا پسند کرتا ہوں۔ میرا زرد رنگ کرنا اس لئے ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ حضور زرد رنگ کرتے تھے تو میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں کہ زرد رنگ کروں اور میرا احرام باندھنا اس لئے ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ حضور احرام باندھتے ہوں مگر جب سواری چل پڑتی تھی تو احرام باندھتے تھے۔

۶۳۷۶ ـــ شرح : یمانیین وہ رکن ہے جس میں حجر اسود ہے اور وہ جو اس کے قریب یمن کی جہت میں ہے ان کو تغلیباً یمانیین کہا جاتا ہے۔ یصبغ سے مراد یہ ہے کہ کپڑا کو زرد رنگ کرتے تھے۔ یوم ترویہ ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہے سبتی جوتے وہ ہیں جن میں بال نہ ہوں اور انہیں کیکر کے چھلکوں سے دباغت کیا ہو۔

(حدیث : ع <u>۱۶۵</u> ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۷۷ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ احرام باندھنے والا شخص زعفران یا ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور فرمایا جو کوئی جوتے نہ پائے وہ موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے۔

(حدیث : ع <u>۱۴۵۰</u> ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۷۸ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے اور

حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ

بَابُ يَبْدَأُ بِانْتِعَالِ الْيُمْنٰى

۶۳۷۹ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ

بَابُ يَنْزِعُ النَّعْلَ الْيُسْرٰى

۶۳۸۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔ (حدیث: ع۱۴۵۰ ج:۲ کی شرح دیکھیں)

باب پہلے دائیں پاؤں کا جوتا پہنے

۶۳۷۹ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت کرنے کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ (حدیث: ع۱۶۷ جلد: ۱ کی شرح دیکھیں)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ

بَابٌ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ

۶۳۸۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا

باب پہلے بائیں پاؤں کا جوتا اُتارے

۶۳۸۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جوتے پہنے تو دائیں سے ابتداء کرے اور جب اُتارے تو بائیں سے اُتارنا شروع کرے۔ دایاں پہلے پہننا چاہیئے اور بایاں آخر میں اُتارنا چاہیئے۔

باب ایک جوتی میں نہ چلے

۶۳۸۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتی پہن کر نہ چلے دونوں اُتار دے یا دونوں پہنے۔

۶۳۸۱ — شرح : نعل مؤنث ہے کیونکہ اس کی تصغیر نُعَیلہ ہے۔ ایک جوتی میں چلنے میں مشقت کے علاوہ پھسلنے کا بھی احتمال ہے۔ علاوہ ازیں

بَابُ قِبَالَانِ فِي نَعْلٍ وَّمَنْ رَأَى قِبَالًا وَّاسِعًا

۶۳۸۳ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ اَخْرَجَ اِلَيْنَا اَنَسُ بْنُ مٰلِكٍ نَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ هٰذِهٖ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دیکھنے والوں کی نگاہ میں بھی معیوب ہے۔ ابن عباس نے کہا اس طرح شیطان چلتا ہے۔ بیہقی نے کہا ایسے چلنے کی طرف نظریں اُٹھتی ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کی جوتی کا تسمہ کٹ جائے تو دوسری جوتی میں نہ چلے حتیٰ کہ پہلی کو درست کرلے جن حضرات سے منقول ہے کہ وہ ایک جوتی میں بھی چلتے تھے انہیں نہی کی حدیث نہیں پہنچی۔

باب ایک جُوتی کے دو تسمے ہونا اور جس نے ایک تسمہ بھی جائز کہا

۶۳۸۳ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی شریف کے دو تسمے تھے۔

۶۳۸۳ — ترجمہ: عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا ہمارے پاس حضرت انس رضی اللہ عنہ جوڑہ پہنے ہوئے تشریف لائے جن کے دو تسمے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی ہے۔

بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَاءِ مِنْ اَدَمٍ

۶۳۸۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ ابْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَّرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ

۶۳۸۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسٌ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مٰلِكٍ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ

باب چمڑے کا سُرخ قبّہ

۶۳۸۴ــــ ترجمہ : ابو جُحیفہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ حضور چرم کے سُرخ قبّہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے بلال کو دیکھا اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے وضو کا پانی لیا ہے اور لوگ حضور کے وُضو کے پانی کی طرف جلدی کر رہے ہیں۔ جس کسی نے حضور کے وُضو کے پانی سے کچھ پایا وہ اپنے جسم پر مل لیا اور جس نے اس سے کچھ نہ پایا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری لے لی۔ (حدیث : ۱۸۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۸۵ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے انصار کو

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَنَحْوِهٖ

۶۳۸۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَحْتَجِرُ حَصِیْرًا بِاللَّیْلِ فَیُصَلِّیْ وَیَبْسُطُ بِالنَّھَارِ فَیَجْلِسُ عَلَیْہِ فَجَعَلَ النَّاسُ یَثُوْبُوْنَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِہٖ حَتّٰی کَثُرُوْا فَاَقْبَلَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا وَاِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ مَادَامَ وَاِنْ قَلَّ

پیغام بھیجا اور اُن کو چرم کے قُبّہ میں جمع کیا۔

۶۳۸۵ — شرح : اس حدیث میں صرف قُبّہ ذکر کیا۔ سُرخ قُبّہ کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ اکثر بخاری اس طرح کا مقصد بھی رکھتے ہیں۔ یہ حدیث طویل حدیث کا جزء ہے جس میں ان انعامات کا ذکر ہے، جو فتح مکہ کے موقعہ پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تالیف کے لئے انعامات کئے تھے۔ انصار کے بعض نوجوانوں نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بزرگوں کو سُرخ قُبّہ میں جمع کر کے ان کی دلجوئی فرمائی۔ اس میں سُرخ قبّہ مذکور ہے۔

باب چٹائی پر بیٹھنا

۶۳۸۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چٹائی سے حجرہ بنا لیتے اور نماز پڑھا کرتے تھے اور

بَابُ الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ اَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِنَّهُ بَلَغَنِي اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ اَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَاذْهَبْ بِنَا اِلَيْهِ فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي اَيْ بُنَيَّ ادْعُ لِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْظَمْتُ ذٰلِكَ وَقُلْتُ اَدْعُوْلَكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دن میں اس کو بچھا دیتے اور اس پر بیٹھا کرتے تھے۔ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے شروع ہوئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے حتیٰ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اعمال میں سے وہ عمل اختیار کرو جن کی تمہیں طاقت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک تم اُکتا جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو محبوب اعمال وہ ہیں جو ہمیشہ ہوں اگرچہ قلیل ہوں۔

۶۳۸۶ — شرح: قولہ لایمل ملال سے ماخوذ ہے۔ یہ عدم قبول سے کنایہ ہے۔ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تمہارے اعمال قبول کرتا ہے یہاں تک کہ تم اُکتا جاؤ تو ملالت سے جو عمل کیا جائے اللہ اس کو قبول نہیں کرتا ملال کو بطریق مشاکلہ ذکر کیا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے: تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ،، اللہ تعالیٰ کو نہ ملال آتا ہے اور نہ ہی اس کا نفس ہے صرف مشاکلت کے طور انہیں ذکر کیا ہے۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ملال ترک سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ثواب ترک نہیں کرتا جب تک تم عمل ترک نہ کرو!

(حدیث ع ۴۱ ج : ۱ اور حدیث ع ۶۹۸ ج : ۱ کی شروح دیکھیں)

باب سونے کے بٹن لگے ہوئے کپڑے پہننا

تَرْجَمَةُ الْبَاب: مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد مخرمہ نے اُن سے کہا اے میرے بیٹے مجھے خبر ملی ہے کہ نبی کریم

فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةُ هٰذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ

بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ

۶۳۸۷ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوٹ آئے ہیں اور وہ آپ تقسیم فرما رہے ہیں میرے ساتھ حضور کے پاس چلو؛ چنانچہ ہم گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پایا۔ مجھے کہا اے میرے بیٹے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلاؤ میں نے اس کلام کو بہت گراں محسوس کیا ہیں نے کہا کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں؟ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! حضور جابر نہیں ہیں (رحیم ہیں) میں نے حضور کو بلایا تو آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے دیباج کا کوٹ پہنے ہوئے تھا جس کو سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اے مخرمہ! میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا وہ اسے عطا کیا۔

۶۳۸۷ — شرح: مخرمہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نرمی فرماتے تھے۔ مخرمہ کا یہ کلام کہ حضور کو میرے پاس بلاؤ۔ مسور پر ناگوار گزرا؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام نہیں کہ آپ کو کسی کے لئے بلایا جائے اس لئے مسور نے اپنے والد سے بطور انکار کہا کہ میں تیرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں؟ جب مخرمہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیم شفیق ہیں۔ جبار اور ظالم نہیں تو حضور کو بلانے گئے لیکن اتفاق یہ ہوا کہ حضور خود ہی تشریف لا رہے تھے۔ (حدیث: ۲۴۲۷ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

باب سونے کی انگوٹھیاں پہننا

خواتیم خاتم کی جمع ہے۔ اس میں چار لغات خاتم بفتح و بکسرها، ختام و خاتام، اس کی جمع خواتیم اور خاتم ہے بعض لغویوں نے اس میں کئی لغات ذکر کی ہیں اور وہ خاتام، خاتم، خاتم، ختام، ختوم اور ختیام ہیں۔

۶۳۸۷ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات

أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعٰوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ ابْنَ عَازِبٍ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَاٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَاَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ

۶۳۸۸ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَقَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيْرًا مِثْلَهُ

اشیاء سے منع فرمایا۔ سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلہ، حریر، استبرق، دیباج، سُرخ میثرہ، قسی اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا اور ہمیں سات اشیاء کا حکم دیا بیمارپُرسی کرنا، جنازوں کے ساتھ چلنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے، سلام کا جواب دینے، دعوت قبول کرنے، قسم پورا کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ (حدیث : ع۱۱۷۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۸۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ عمرو بن مرزوق باہلی نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی کہ نضر سے اُنہوں نے بشیر سے اس طرح سُنا ہے۔

۶۳۸۸ — شرح : قولہ قَالَ عمرو ،، اس تعلیق سے غرض یہ ہے کہ قتادہ کا نضر سے اور نضر کا بشیر سے سماع ثابت ہے یہ اس لئے ذکر کیا کہ اسناد میں عنعنہ سے روایت کی ہے۔

۶۳۸۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ وَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمٰى بِهٖ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ اَوْ فِضَّةٍ

۶۳۸۹ ـــ ترجمہ : نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ کف کی طرف کیا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہنیں تو حضور نے اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی پہنی "

۶۳۸۹ ـــ شرح : یہ دونوں حدیثیں مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی کی تحریم پر دلالت کرتی ہیں۔ اس پر امام نووی نے اجماع ذکر کیا ہے۔
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں تحریم کی حدیث نہیں پہنچی یا انہوں نے نہی کو تنزیہہ پر محمول کیا ہوگا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنزہ کے طور پر سونے کی انگوٹھی پھینکی تھی جیسے اپنے ازواج مطہرات کو زیورات سے منع فرماتے تھے، حالانکہ ان کے لئے زیورات پہننے مباح تھے۔
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان صحابہ کرام میں براء بن عازب بھی ہیں جنہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی تھی، حالانکہ صحیح میں اُن سے نہی کی روایت مذکور ہے۔ اس کا جواب، یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی کی اجازت کے وقت براء بن عازب کم سن تھے بالغ نہیں تھے اور نابالغ کے لئے یہ جائز ہے اگرچہ اس میں مشہور اختلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ براء بن عازب سے یہ دونوں حدیثیں متعارض ہیں جب جواز اور حرمت کا تعارض ہو تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ تاریخ معلوم نہ ہو اگر تاریخ معلوم ہو تو ظاہر ہے جواز حرمت سے مقدم ہے۔ علاوہ ازیں نہی کی حدیث صحیحین میں ہے اور جواز کی مسند امام احمد میں ہے وہ یہ کہ محمد بن مالک نے کہا میں نے براء کو دیکھا کہ انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے۔ لوگ انہیں کہتے ہیں کہ تم نے سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہے، حالانکہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ براء بن عازب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال تقسیم کیا اور ایک انگوٹھی بچ گئی تو حضور نے وہ مجھے پہنا دی۔ اس کا جواب یہ بھی ہے کہ محمد بن مالک براء بن عازب سے یہ روایت

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ

۶۳۹۰ ـ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ بَاطِنَ كَفِّهٖ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتّٰى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِيْ بِئْرِ اَرِيْسٍ

کرنے میں منفرد ہے اور ابن حبان نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے اور کہا یہ بہت خطاء کرتا ہے۔ جب وہ کسی روایت میں منفرد ہو تو اس روایت سے استدلال جائز نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں بھی ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے براء بن عازب سے کچھ نہیں سنا ہے صحیح تر جواب یہی ہے کہ نہی کی حدیث صحیحین میں ہے۔ اس پر اجماع ہے کما قال نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

باب چاندی کی انگوٹھی

۶۳۹۰ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا اس میں "محمد رسول اللہ" منقوش تھا لوگوں نے بھی اس جیسی انگوٹھیاں پہنیں! جب حضور نے ان کو دیکھا کہ لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں پہن رکھی ہیں تو آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا میں اس کو کبھی نہ پہنوں گا پھر چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں

بَابٌ ۶۳۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ ۶۳۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ أَنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوهَا فَطَرَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَزِيَادٌ وَشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

پہن لیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق، عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے اسے پہنا پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔

۶۳۹۰ ـــــ شرح: مسئلہ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی مثل سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں پھر حضور کے پھینکنے پر سب نے پھینک دیں اور آپ کی چاندی کی انگوٹھی حضرات خلفاء راشدہ نے بطور تبرک اپنے پاس رکھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گم ہو گئی۔ ابن منجویہ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری کو انگوٹھی کی حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا اس کے ہاتھ سے بئر اریس میں گر گئی۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب

۶۳۹۱ ـــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی پھر اسے پھینک دیا اور فرمایا میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ

۶۳۹۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ قَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا

۶۳۹۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہنیں جنا... اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ ابراہیم بن سعد اور شعیب نے زہری سے روایت کرنے میں یونس کی متابعت کی ہے۔ ابن مسافر نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میرے خیال میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔

شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض محدثین سے نقل کیا کہ جب ارادہ کیا تو حضور نے چاندی کی انگوٹھی پہنی پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اس کے بعد حضور نے سونے کی انگوٹھی پھینک دی اور اس کا بدل چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں اور ان کا بدل چاندی کی انگوٹھیاں پہن لیں۔ کرمانی نے کہا حدیث میں مطروح انگوٹھی چاندی کی نہ تھی بلکہ مطلق انگوٹھی ہے۔ لہٰذا یہ سونے کی انگوٹھی پر محمول ہے۔ ابن مسافر کا نام عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر ہے وہ مصری ہیں۔

باب انگوٹھی کا نگینہ

۶۳۹۷ — ترجمہ : حمید نے کہا حضرت انس سے پوچھا گیا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے۔ انہوں نے کہا حضور نے ایک رات عشاء کی نماز نصف رات تک مؤخر کی پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے گویا کہ میں اب آپ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب تک

۶۳۹۴ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ

۶۳۹۵ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

نماز کے انتظار میں رہے ہمیشہ نماز ہی میں رہے ہو

۶۳۹۴ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ یحییٰ بن ایوب نے کہا مجھے حُمید نے خبر دی کہ اُنھوں نے انس سے سُنا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،،

۶۳۹۴ ـ شرح : اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ پہلی روایت میں ہے کہ معتمر نے کہا میں نے حُمید سے سُنا کہ وہ انس بن مالک سے حدیث بیان کرتے تھے اس میں تدلیس کا احتمال تھا اس روایت سے تدلیس کا رفع کیا کہ حُمید نے انس سے سُنا ہے۔

باب لوہے کی انگوٹھی

لوہے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ سُنن اربعہ میں عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد بریدہ سے حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ اُس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہُوئی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھ سے بُت کی بو پاتا ہُوں۔ اُس نے انگوٹھی پھینک دی پھر وہ آیا حالانکہ اُس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہُوئی تھی۔ حضور نے فرمایا میں

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلًا يَّقُوْلُ جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ جِئْتُ اَهَبُ نَفْسِىْ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مَقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ عِنْدَكَ شَیْءٌ تُصْدِقُهَا قَالَ لَا قَالَ اُنْظُرْ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَعَلَيْهِ اِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَقَالَ اُصْدِقُهَا اِزَارِىْ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِزَارُكَ اِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَیْءٌ وَاِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَیْءٌ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَاٰهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِىَ قَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ سُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا قَالَ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۔

تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں اُس نے اس کو پھینک دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں فرمایا چاندی کی انگوٹھی پہنو اور مثقال سے کم ہو۔ اسی طرح لوہے کا چھلا وغیرہ بھی حرام ہے۔

۶۳۹۵ ترجمہ : عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے سہل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہا میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں وہ دیر تک کھڑی رہی۔ حضور نے اس کو دیکھ کر نظر نیچی کر لی جب وہ دیر تک کھڑی رہی تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیں حضور نے فرمایا تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اسے مہر دے گا۔ عرض کیا نہیں فرمایا جا دیکھ وہ گیا پھر واپس

بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ

۶۳۹۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَكْتُبَ اِلٰى رَهْطٍ اَوْ اُنَاسٍ مِنَ الْاَعَاجِمِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنِّيْ

آیا اور عرض کیا بخدا! میں نے کچھ نہیں پایا۔ فرمایا جا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو وہ گیا اور واپس آیا اور کہا واللہ! کچھ نہیں پاتا ہوں حتیٰ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں۔ اُس نے تہبند پہنا ہوا تھا جبکہ اس پر چادر نہ تھی۔ اُس نے کہا میں اپنا تہبند اس کو مہر دے دوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تہبند وہ لے گی تو اس سے تیرے اُوپر کچھ نہ ہوگا اور اگر تُو نے پہنا تو اس سے اُس پر کچھ نہ ہوگا! (یہ سُن کر) وہ آدمی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا کہ وہ پیٹھ پھیرے ہُوئے ہے تو اس کے متعلق حکم دیا وہ بُلایا گیا۔ حضور نے فرمایا تجھے کچھ قرآن یاد ہے اُس نے چند سُورتیں شمار کر کے کہا کہ فلاں فلاں سُورت اسے یاد ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب اس کا تجھے مالک بنا دیا۔

۶۳۹۵ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "وَلَوْ خَاتَمًا"، کے لفظوں میں ہے۔ (حدیث ۴۷۰۶ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب انگوٹھی کا نقش

۶۳۹۶ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ عجم کی قوم یا چند لوگوں کو خطوط لکھیں تو حضور سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ خط پر مُہر نہ ہو تو اسے قبول نہیں کرتے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی جس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں یا ہتھیلی میں انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں

بِوَبِيْصٍ اَوْبِبَصِيْصِ الْخَاتَمِ فِيْ اِصْبَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِيْ كَفِّهٖ

۶۳۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُثْمٰنَ حَتّٰى وَقَعَ بَعْدُ فِيْ بِئْرِ اَرِيْسٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

۶۳۹۶ — شرح : وبیص اور بصیص دونوں کا معنی واحد ہے۔ راوی نے شک سے بیان کیا ہے کہ حضور نے وبیص فرمایا یا بصیص فرمایا۔ خطوط پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ اسرار یا سیاسی تدابیر محفوظ رہیں اور منتشر نہ ہونے پائیں اس پر اللہ کا ذکر ہو تو حرج نہیں، لیکن استنجاء کے وقت اسے اُتار لے یا دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لے۔ ادب کا مقتضی یہ ہے کہ اُتار کر استنجا کرے۔ انگوٹھی کے نگینہ میں کسی قسم کی تصویر نہیں ہونی چاہئیے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صورتوں سے منع فرمایا ہے نہی کی مخالفت جائز نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی چار انگوٹھیاں تھیں جو وہ پہنا کرتے تھے ایک کا نگینہ یاقوت تھا یاقلب کے لئے تھا اس پر "لا الٰہ الا اللہ الحق المبین" منقوش تھا۔ دوسری کا نگینہ فیروزج تھا یہ نصرت و امداد کے لئے تھا اس پر "اَللّٰهُ الْمَلِكُ" منقوش تھا۔ تیسری انگوٹھی چینی لوہے کی تھی۔ یہ قوت کے لئے تھی اس پر "اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ جَمِيْعًا" منقوش تھا۔ چوتھی کا نگینہ عقیق تھا یہ حفاظت کے لئے تھی اس پر "ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ" منقوش تھا۔ صاحب عمدۃ القاری نے کہا اس حدیث کے تمام راوی مامون ہیں، لیکن ابوجعفر محمد بن احمد بن سعید رازی مامون نہیں۔ میں اس کی عدالت سے واقف نہیں گویا کہ اُس نے یہ وضع کی ہے۔

۶۳۹۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی وہ حضورؐ کے دستِ اقدس میں رہی پھر ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں پھر اس کے بعد عمر فاروق کے ہاتھ میں پھر اس کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی حتی کہ اس کے بعد اریس کے کنوئیں میں گر گئی اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ (حدیث : ۵۲۵۴ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ

۶۳۹۷ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ اصْطَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهِ بَابُ اتِّخَاذِ

باب چھنگلیا میں انگوٹھی پہننا

۶۳۹۷ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی اور فرمایا ہم نے انگوٹھی پہنی ہے اس پر نقش کندہ کرایا ہے۔ اس پر کوئی شخص نقش کندہ نہ کرائے۔ انس نے کہا میں اس کی چمک حضور کی چھنگلیا میں دیکھتا ہوں۔

۶۳۹۷ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی پہننے کی انگلی چھنگلی ہے۔ سبابہ اور وسطی نہیں ، چنانچہ مسلم ، ابوداؤد ، ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سبابہ اور وسطی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی انگوٹھی کے نقش پر نقش کندہ کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ حضور نے انگوٹھی اس لئے بنوائی تھی کہ ملوک وسلاطین کی طرف خطوط لکھتے وقت ان پر اپنی مہر ثبت کریں اگر کوئی اور شخص بھی اس طرح انگوٹھی پر نقش کندہ کرتا تو خلل واقع ہوتا اور مقصود فوت ہو جاتا۔ چھنگلیا میں انگوٹھی پہننے میں حکمت یہ ہے کہ یہ ہاتھ کے ایک طرف ہوتی ہے تو ہاتھ سے کوئی شئی پکڑتے وقت یہ بہت کم استعمال ہوتی ہے اس طرح اس کی شکستگی نہیں ہوتی ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب انگوٹھی بنوانا تاکہ اس کے ساتھ کسی شئی پر یا اہل کتاب وغیرہ کی طرف خط لکھتے وقت مہر لگائی جائے

الخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّئُ اَوْلِيُكْتَبَ بِهٖ اِلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ ۶۳۹۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِىْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَرَادَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَكْتُبَ اِلَى الرُّوْمِ قِيْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَءُوْا كِتَابَكَ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِىْ يَدِهٖ

۶۳۹۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ روم کی طرف خط لکھیں تو آپ سے عرض کیا گیا وہ لوگ آپ کا خط ہرگز نہیں پڑھیں گے جب کہ اس پر مہر نہ ثبت ہو۔ اس لئے حضور نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نقش وہ "محمد رسول اللہ" تھا۔ گویا کہ میں اس کی چمک کو اب دیکھ رہا ہوں"

۶۳۹۸ — شرح : ابوداؤد اور نسائی نے ابو ریحانہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب سلطنت کے سوا دوسروں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ حاکم کے سوا دوسرا آدمی انگوٹھی نہیں پہن سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں غیر حاکم بھی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور منسوخ کو دلیل بنانا جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔ چاندی کی انگوٹھی پہننا منسوخ نہیں اور وہ حضرات صحابہ کرام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پہنتے تھے، چنانچہ امامان حسن وحسین سلام اللہ علیہما اپنے بائیں ہاتھوں میں انگوٹھی پہنتے تھے اور ان کی انگوٹھیوں میں اللہ کا ذکر تھا علاوہ ازیں تابعین ایسے قیس بن ابی حازم، عبداللہ بن اسود، قیس بن تمامہ اور شعبی بائیں ہاتھوں میں پہنتے تھے حالانکہ وہ حاکم نہ تھے، چونکہ ابو ریحانہ کی حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اس لئے ظاہر یہ ہے کہ اس پر عمل اولیٰ ہے واجب نہیں اور غیر حاکم کے لئے انگوٹھی نہ پہننا بہتر ہے، کیونکہ اس میں تنزیین ہے جو مردوں کے لائق نہیں ابو ریحانہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہے اسے مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِيْ بَطْنِ كَفِّهٖ

۶۳۹۹ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ فِيْ بَطْنِ كَفِّهٖ اِذَا لَبِسَهٗ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اصْطَنَعْتُهٗ وَاِنِّيْ لَا اَلْبَسُهٗ فَنَبَذَهٗ فَنَبَذَ النَّاسُ وَقَالَ جُوَيْرِيَةُ وَلَا اَحْسِبُهٗ اِلَّا قَالَ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى

باب جس نے انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا "

۶۳۹۹ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی جس وقت اس کو پہنا تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں نے یہ انگوٹھی بنوائی تھی اور میں اس کو نہیں پہنتا ہوں اور اس کو پھینک دیا تو لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔ جُوَیریہ نے کہا ۔ میں انس کو گمان نہیں کرتا مگر یہ کہ انہوں نے کہا دائیں ہاتھ میں پہنی تھی۔

۶۳۹۹ — شرح : دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بہت احادیث مذکور ہیں۔ چنانچہ امام ترمذی نے ابن عباس سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ نیز ترمذی نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث ذکر کی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا ہے۔ نیز طبرانی نے کبیر

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُنْقَشَنَّ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِهٖ

۶۴۰۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَّنَقَشْتُ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ

میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ علاوہ ازیں بائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننے کی بہت احادیث مذکور ہیں۔ امام ترمذی نے صحیح حدیث جعفر بن محمد کے ذریعہ محمد سے روایت کی کہ امامان حسن و حسین سلام اللہ علیہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ بیہقی نے کتاب الادب میں جعفر بن محمد کے ذریعہ محمد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ مذکور روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دونوں طرح روایات مذکور ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مستحب اور افضل ہے اور دائیں میں مکروہ ہے البتہ ضرورت کے وقت دائیں میں بھی جائز ہے فقیہ ابو اللیث نے جامع صغیر کی شرح میں ذکر کیا کہ انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں جائز ہے کیونکہ روایات مختلف ہیں۔ شرح سنۃ میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی پھر بائیں میں پہنی یہ آپ کا آخری امر ہے اور بائیں ہاتھ پہننے پر عمل ہے۔ سونے کی انگوٹھی تو بہر حال حرام ہے۔ لوہے تانبے اور پیتل وغیرہ کی بھی مطلقاً حرام ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ دوسری کا حبشی نگینہ تھا۔ اس میں نہ تھا تو بہت ہے اور نہ ہی زینت ہے (عینی و کرمانی)

خطابی نے کہا انگوٹھی پہننا عرب کا لباس نہیں۔ یہ عجمیوں کی عادت اور طریقہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس لئے پہنی تھی کہ اس کے ساتھ عجمی ملوک کی طرف خط لکھتے وقت مہر لگاتے تھے۔ کیونکہ وہ مہر کے بغیر خط نہ پڑھتے تھے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابٌ هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ

۶۴۰۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ سَطْرٌ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر نقش کندہ نہ کرائے "

۶۴۰۰ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ کرایا اور فرمایا میں نے یہ انگوٹھی چاندی کی بنوائی ہے اور اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ کرایا۔ کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر یہ کندہ نہ کرائے "

۶۴۰۰ــ شرح . سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش کی مثل نقش کندہ کرانے کی ممانعت حضور کی حیات طیبہ سے مختص تھی۔ آپ کے بعد یہ نقش کندہ کرانا جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے یہ انگوٹھی پہنی ہے۔ جب یہ انگوٹھی چاہ اریس میں گر گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چاندی کی نئی انگوٹھی بنوائی اور اس پر یہ نقش کندہ کرایا تھا۔ طبرانی نے کبیر میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نگینہ سماوی تھا جو انھوں نے انگوٹھی میں لگایا تھا اس پر یہ نقش کندہ تھا۔ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِي وَرَسُولِي (عینی)

باب کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں کندہ کرایا جائے "

وَاللّٰهُ سَطْرٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِیْ اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِهٖ وَفِیْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَهٗ وَفِیْ یَدِ عُمَرَ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَمَّا کَانَ عُثْمٰنُ جَلَسَ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ فَاَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ یَعْبَثُ بِهٖ فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ یَجِدْهُ

۶۴۰۱ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو اُنھوں نے انس کو (زکوٰۃ کی مقادیر) لکھیں اور انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھیں۔ محمد ایک سطر رسول دُوسری سطر اور اللہ تیسری سطر تھی۔ بخاری نے کہا احمد نے یہ زیادہ کیا کہ ہمیں انصاری نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا مجھے میرے والد نے ثمامہ سے اُنھوں نے حضرت انس سے روایت کی اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضور کے ہاتھ میں اور آپ کے بعد ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں اور اُن کے بعد عمر فاروق کے ہاتھ میں رہی۔ جب حضرت عثمان خلیفہ تھے ایک روز وہ چاہِ اریس پر بیٹھے ہوئے انگوٹھی انگلی سے اُتاری اور اس سے کھیلنا شروع کیا تو وہ اس کنوئیں میں گر گئی۔ ہم تین روز عثمان کے ساتھ آتے رہے۔ ہم نے کنوئیں کا سارا پانی نکالا لیکن انگوٹھی نہ پائی۔

۶۴۰۱ شرح : ان تین سطروں کی ترتیب یہ تھی کہ ان کی کتابت نیچے سے اُوپر کو تھی۔ اس لئے لفظ اللہ تینوں سطروں سے اوپر اور لفظ محمد ان کے نیچے اور رسول درمیان میں تھا۔ اس کی صورت یہ تھی "محمد رسول اللہ"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتویں سال انگوٹھی کنوئیں میں گری جبکہ چھ برس اُن کے ہاتھ میں رہی۔ انگوٹھی سے کھیلنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے بار بار اُتار کر پہنتے رہے۔ یہ بظاہر کھیل کی صورت ہے۔ غالبًا حضرت عثمان امورِ سلطنت میں تفکر کرتے ہوئے مستغرق ہوئے تو انگوٹھی سے بار بار اُتار چڑھا کرتے رہے حتی کہ وہ کنوئیں میں گر گئی۔
بعض علماء نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں راز تھا جیسے سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں راز تھا کیونکہ جب سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہو گئی تو اُن کا مُلک جاتا رہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گم پائی تو ان کی سلطنت کا معاملہ مختل ہو گیا اور اُن پر بلوائیوں نے غلبہ کیا جو اُن کے شہید ہونے پر منتج ہُوا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَآءِ وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ خَوَاتِيْمُ ذَهَبٍ

۶۴۰۲ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاَتَى النِّسَآءَ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ

بَابُ الْقَلَآئِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَاءِ

يَعْنِيْ قِلَادَةً مِنْ طِيْبٍ وَسُكٍّ

۶۴۰۳ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

باب عورتوں کے لئے انگوٹھی

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کی انگوٹھیاں تھیں"

۶۴۰۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر تھا۔ حضور نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی۔ بخاری نے کہا ابن وہب نے ابن جریج سے یہ زیادہ بیان کیا کہ حضور عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے بلال کے کپڑے میں انگوٹھیاں اور چھلے ڈالنا شروع کئے۔ (حدیث : ۹۱۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَائِدِ

۶۴۰۴ــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ

باب عورتوں کے لئے خوشبو کے ہار

قلائد قلادہ بمعنی ہار کی جمع ہے۔ سخاب بکسر السین ہار ہے جو خوشبو سے بنایا جاتا ہے اس میں موتی اور جواہر نہیں ہوتے۔ ابن اثیر نے کہا سخاب دھاگہ ہے جس میں موتی منظوم ہوتے ہیں اس کو بچے اور بچیاں پہنتی ہیں۔ سُک بضم السین وتشدید الکاف مشہور خوشبو ہے۔

۶۴۰۳ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن باہر تشریف لے گئے اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس کے بعد اور پہلے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو عورتوں نے اپنی بالیاں اور ہار صدقہ کرنا شروع کیا۔

۶۴۰۳ــ شرح : خُرص بضم الخاء کانوں کی بالی ہے اور بفتح الخاء بمعنی کذب ہے بعض نے کہا بکسر الخاء اندازہ کی ہوئی شئی ہے۔

(حدیث : ع ۹۱۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ہار مستعار لینا

۶۴۰۴ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسماء کا ہار گم ہوگیا تو نبی کریم

قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هَلَكَتْ قَلَادَةٌ لِاَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ اِسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ

بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَاءِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ

۶۴۰۵ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں آدمی بھیجے اس اثنا میں نماز کا وقت آگیا لوگ باوضو نہ تھے اور اُنھوں نے پانی نہ پایا تو اُنھوں نے نماز پڑھی، حالانکہ وہ بلاوضو تھے۔ انہوں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ ابن نمیر نے ہشام سے مذکور سند سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ ذکر کیا کہ انہوں نے اسماء سے ہار مستعار لیا۔ (حدیث ع۳۳۱ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب عورتوں کی بالیاں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو میں نے عورتوں کو دیکھا وہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھیں۔

وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا

بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ

۶۴۰۶ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُوقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِينَةِ فَانْصَرَفَ وَانْصَرَفْتُ فَقَالَ أَيْنَ لُكَعُ ثَلَاثًا ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِي وَفِي عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ

۶۴۰۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز دو رکعتیں پڑھیں اُن سے پہلے اور بعد نماز نہیں پڑھی پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ بلال تھے۔ حضور نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو عورتیں اپنی بالیاں (بلال کی طرف) پھینکنے لگیں۔ (حدیث ۹۳۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ۲ بچوں کے ہار

۶۴۰۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں

بَابُ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ

۶۴۰۷ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ تَابَعَهُ عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور واپس آئے تو میں بھی واپس آیا۔ آپ نے فرمایا چھوٹا بچہ کہاں ہے یہ تین بار فرمایا حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما اُٹھے اور چلتے ہوئے آئے جبکہ اُن کے گلے میں ہار تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے ہاتھ پھیلائے حسن نے اسی طرح ہاتھ پھیلائے اور حضور سے بغل گیر ہو گئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ ابو ہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے کے بعد مجھے حسن بن علی سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا (حدیث: ۱۹۹۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب عورتوں سے مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں سے مشابہت کرنیوالی عورتیں

۶۴۰۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں۔ غندر کی عمرو نے متابعت کی کہا ہمیں شعبہ نے خبر دی۔

۶۴۰۷ — شرح: مردوں کی عورتوں سے مشابہت لباس اور زینت میں ہے جو عورتوں کے ساتھ مختص ہے جیسے عورتوں کا سا زیور اور دوپٹے وغیرہ پہننا جو مرد نہیں پہنتے ہیں اور عورتوں کی مردوں سے مشابہت باریک جوتیاں پہن کر مردوں کی محفلوں میں چلنا اور

بَابُ إِخْرَاجِهِمْ

إِخْرَاجُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوْتِ

۶۴۰۸ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانَةَ وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا

چادریں اور طیلسان اور عمامے وغیرہ باندھنا ہے جو عورتوں کے استعمال میں نہیں ایسے ہی مردوں کے لئے عورتوں سے اُن افعال میں مشابہت جائز نہیں جو عورتوں کے ساتھ مختص ہیں جیسے اَجسام میں تکسّر اور کلام اور رفتار میں تلیّن وغیرہ بنانا اور جس مرد کی خلقت میں عورتوں کے مزاج جیسے افعال و احوال ہوں اس کو ترک کرنے پر مجبور کیا جائے اور وہ مردوں جیسا حال بنائے۔ لباس کی ہیئت ہر علاقہ کی عادت کے خلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ عورتوں کی ہیئت مردوں سے مختلف نہیں ہوتی لیکن حجاب سے اُن میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو گھروں سے نکال دینا

۶۴۰۸ — ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے مخنثوں پر لعنت فرمائی اور عورتوں سے مردوں کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا ان دونوں قسموں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانہ عورت کو نکال دیا اور عمر فاروق نے فلاں مرد کو نکال دیا۔

۶۴۰۸ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مخنّث بکسر النون اور بفتح النون مشہور

۶۴۰۹ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ فُتِحَ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفُ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ

ہے۔ مخنث وہ ہے جو اقوال و افعال میں عورتوں سے مشابہت کرے کبھی تو یہ پیدائشی ہوتا ہے اور کبھی تکلف سے کیا جاتا ہے۔ یہ قسم مذموم ہے خلقی مذموم نہیں۔ علامہ عینی نے کہا اس زمانہ میں مخنث وہ ہے جس سے لواطت کی جائے۔ مترجلات وہ عورتیں ہیں جو مرد بننے میں تکلف کریں اور ہتھیار، تلوار و نیزہ وغیرہ اُٹھانے میں مردوں سے مشابہت کریں اور مردوں جیسی حرکات کریں ان کو گھروں سے باہر نکالنے کا حکم اس لئے ہے کہ ان کا فعل کبھی شرارتی عورتوں کے فعل کی طرف پہنچاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجشہ کو باہر نکال دیا وہ کالا غلام تھا جو اپنی خوش آواز اشعار سے عورتوں کے اونٹوں کو چلایا کرتا تھا۔

۶۴۰۹ — ترجمہ: عروہ نے بیان کیا کہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف فرما تھے جبکہ گھر میں ایک مخنث تھا اس نے ام المؤمنین ام سلمہ کے بھائی عبداللہ سے کہا اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل تمہارے لئے طائف فتح کیا تو میں تجھے غیلان کی بیٹی بتاؤں گا اس کے آگے سے چار شکن اور پیچھے سے آٹھ شکن معلوم ہوتے ہیں (بہت فربہ ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس گھروں میں داخل نہ ہوں (مؤلف) امام بخاری نے کہا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ سے مُراد یہ ہے کہ یعنی اس کے پیٹ کے چار شکن ہیں وہ ان کے ساتھ آتی ہے۔

قولہ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ ،، یعنی ان چار شکنوں کے کنارے ہیں، کیونکہ وہ دونوں پہلوؤں کو گھیرے گھیرے ہوئے ہیں حتیٰ کہ وہ مل جاتے ہیں اور ثمان کہا ثمانیہ نہیں کہا اور اطراف کا واحد طرف ہے اور وہ مذکر ہے

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هٰذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ

۶۴۱۰ — حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ

۶۴۱۱ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ

۶۴۰۹ — شرح : یعنی ہجڑوں کو گھروں سے نکال دیا جائے پھر داخل نہ ہونے دیا جائے کسی ایک ہجڑے کی تخصیص نہیں یہ حکم تمام کے لئے ہے۔ حدیث میں مذکور مخنث کا نام ہیت بکسر الراء۔ فربہ ہونے کے باعث پیٹ پر شکن پڑتے ہیں یعنی جب ام غیلان آتی ہے تو اس کے پیٹ کے دونوں طرف دو دو شکن پڑتے ہیں اور ہر ایک کے دو دو کنارے ہیں۔ اس لئے جب جاتی ہے تو اس کی پشت پہ آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ قیاس تو یہ ہے کہ ثمانیہ کہا جاتا کیونکہ اس کا ممیز اطراف مذکر ہے اور مذکر کی تمیز مؤنث ہوتی ہے، لیکن مؤنث اس لئے ذکر کیا ہے کہ جب ممیز مذکور نہ ہو تو عدد میں تذکیر و تانیث دونوں طرح جائز ہے اور ظاہر ہے کہ اطراف ممیز مذکور نہیں

باب مونچھیں کتروانا

عبداللہ بن عمر اپنی مونچھیں کترواتے تھے حتیٰ کہ جلد کی سفیدی دیکھی جاتی تھی اور یہ دونوں یعنی مونچھ اور داڑھی کے درمیان بال کترواتے تھے "

۶۴۱۰ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فطرت سے مونچھیں کتروانا ہے۔

حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

۶۴۱۰ — شرح: مونچھیں کتروانے میں زینت ہے اس اعتبار سے یہ لباس کے اُن ابواب کے مناسب ہے جن میں زینت پائی جاتی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ عمر فاروق مونچھیں کتروانے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر تھے، کیونکہ ابو داؤد میں عاصم بن محمد کے ذریعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی مونچھیں اس قدر کتر واتے تھے کہ جلد کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ قولہ یاخذ ھذین، یعنی ہونٹوں کے دونوں طرفیں جو مونچھ اور داڑھی کے درمیان ہیں اور ان کے ملنے کی جگہ ہے۔ مونچھیں کتروانے کے وقت دونوں زاویے بھی بالوں سے صاف کئے جاتے ہیں۔ اس سے عنفقہ کی دونوں طرفیں بھی مراد ہو سکتی ہیں (کرمانی)

قولہ قص الشارب، قص کے معنی قطع کے ہیں۔ کہا جاتا طیر" مقصوص" جس پرندے کے پر کٹے ہوئے ہوں اسے مقصوص کہا جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا علماء سلف کی کثیر تعداد نے کہا مونچھوں کا حلق اور استیصال ممنوع ہے۔ امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے وہ فرماتے تھے مونچھوں کا حلق کرنا مثلہ ہے۔ وہ حلق کرنیوالے کو تادیب کرتے تھے۔ مستحب یہ ہے کہ مونچھوں کے بال کتروائے حتیٰ کہ ہونٹوں کے کنارے ظاہر ہو جائیں۔ امام نووی نے کہا مونچھیں کتروانا سُنّت ہے۔ مستحب یہ ہے کہ پہلے دائیں طرف سے کتروانا شروع کرے خود کترے یا کسی سے کتروائے مونچھیں کتروانے کی حد میں مختار یہ ہے کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے ان کا حلق نہ کرے اور جن روایات میں اِحْفُوا الشَّوَارِبَ، ہے اُن سے مراد یہ ہے کہ جو ہونٹوں پر بال لٹکے ہوتے ہیں ان کو کتروائے۔ انتہیٰ،،

۶۴۱۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فطرت پانچ اشیاء ہیں یا پانچ اشیاء فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرنا۔ ناف کے نیچے والے بال صاف کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن کٹوانا اور مونچھیں کتروانا۔

۶۴۱۱ — شرح: کرمانی نے کہا ختنہ کرنا فرض ہے، کیونکہ یہ دین کا شعار ہے جیسے کلمۂ توحید دین کا شعار ہے۔ اس کے ساتھ مسلمان کافر سے ممتاز ہوتا ہے۔ اگر یہ فرض نہ ہوتا تو کشفِ عورت جائز ہوتا اور اس کو دیکھنا ممنوع نہ ہوتا اس کے علاوہ

بَابُ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ

۶۴۱۲ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

باقی چار اشیاء سُنّت ہیں۔ اگر کوئی سوال پُوچھے کہ اگر ختنہ فرض ہے اور باقی چار سنت ہیں تو ان کو جمع کیوں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فرض اور سُنّت کو جمع کرنا ممنوع نہیں، چنانچہ اس آیت کریمہ "كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ" میں فرض و سُنّت کا اجتماع ہے "اِسْتِحداد" استرہ استعمال کرنا ہے۔ یہ سُنّت ہے اس سے مراد اس جگہ کو صاف کرنا ہے۔ اس میں افضل حلق کرنا ہے۔ کترنا بھی جائز ہے۔ ایسے ہی بال اُکھاڑنا اور نورہ کا استعمال بھی جائز ہے۔ جیسے آلہ تناسل پر اور اس کے اردگرد کے بال صاف کرنا سُنّت ہے۔ ابوالعباس بن سریج نے کہا مقعد کے حلقہ پر اُگنے والے بال صاف کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ شرمگاہ سے بال صاف کرنے کے وقت میں مختار یہ ہے کہ جب یہ صاف کرنے کی حاجت محسوس کرے تو صاف کر لیا جائے اور چالیس روز سے تجاوز نہ کرے۔

قولہ "تَقْلِيْمُ الْاَظْفَار" تقلیم قلم سے ہے اس کے معنیٰ قطع ہیں۔ اظفار ظفر کی جمع ہے ان کو کٹوانے میں مبالغہ کریں اور یہ خیال رہے کہ اس سے انگلیاں متاثر نہ ہوں اور ران کو ضرر نہ پہنچے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ ناخن کٹواتے وقت دائیں ہاتھ کی سبابہ سے شروع کرے پھر درمیانی انگلی پھر بنصر پھر خنصر پھر ابہام تک اور بائیں ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے پھر ساتھ والی انگلی انگوٹھے تک اور پاؤں میں پہلے دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے انگوٹھے تک اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے چھنگلیا تک۔ ناخن کٹوانے کا وقت مقرر نہیں جب بھی کٹوانے کی حاجت محسوس ہو کٹوا لئے جائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز ناخن کٹوانے کو اچھا جانتے تھے۔

باب ناخن کٹوانا

۶۴۱۲ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۴۱۳ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ

۶۴۱۴ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

نے فرمایا زیرناف بال صاف کرنا، ناخن کٹوانا اور مونچھیں کتروانا فطرت سے ہیں۔

۶۴۱۳ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ پانچ چیزیں فطرتی ہیں۔ ختنہ کرنا، زیرناف بال صاف کرنا، مونچھیں کتروانا، ناخن کٹوانا اور بغلوں کے بال اکھاڑنا۔

۶۴۱۴ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو! داڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں کترواؤ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو مٹھی سے اپنی داڑھی پکڑتے جو اس سے زیادہ ہوتا اسے کٹوا دیتے۔،،

۶۴۱۶ـــ شرح : وَاَحْفُوْا ،، اِعْفَاء سے امر ہے۔ اِس کے معنی توفیر اور لمبا کرنے کے ہیں۔ ایک دُوسری روایت میں :اَوْفُوا اللِّحٰی،، ہے فارس والے داڑھی کٹواتے تھے۔ اس لئے شریعت مطہرہ نے اس سے منع فرمایا۔ علامہ عینی نے طبری سے نقل کیا کہ اگر کوئی یہ سوال پُوچھے کہ سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ داڑھی بڑھاؤ، حالانکہ یہ کسی پر مخفی نہیں کہ اِعْفَاء کے معنی اکثار ہیں اس کی اتباع کرتے ہوئے اگر کوئی داڑھی کے بال نہ کٹوائے اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دے اور وہ طول وعرض میں بڑھنے لگا تو وہ بہت زیادہ بڑھ جائیں گے حتیٰ کہ لوگ اس داڑھی

بَابُ اِعْفَاءِ اللُّحٰی عَفَوْا کَثُرُوْا وَکَثُرَتْ اَمْوَالُھُمْ

۵۴۱۵ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْھَکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی

کی باتیں کرنے لگتے ہیں اور لوگ مذاق کرنے لگتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مخصوص ہے اور داڑھی بڑھانا ممنوع ہے اور زیادہ لمبی کو کٹوانا واجب ہے سلف صالحین کے اس کے اندازے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں اگر مٹھی سے زیادہ بڑھائی جائے اور وہ طول وعرض پھیلی جائے تو بہت برا محسوس ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کی داڑھی طول وعرض میں بہت بڑھی ہوئی تھی تو انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور ایک آدمی کو فرمایا مٹھی سے اوپر کاٹ ڈالو پھر اسے فرمایا جاؤ اپنے بال درست کرو یا خراب کرو تم داڑھی بڑھاتے اور بال لمبے کرتے ہو گویا کہ وہ دیکھنے میں جنگل کا درندہ معلوم ہوتا ہے جیسے ریچھ ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی پکڑتے اور جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اس کو کٹوا دیتے تھے۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حد معین نہیں جو بال زیادہ بڑھ جائیں وہ کٹوا دیئے جائیں اور داڑھی اتنی بڑھائے جو لوگوں میں معروف ہو اور چہرہ خوبصورت معلوم ہو۔ عطا نے کہا اگر داڑھی بڑھ جائے تو طول وعرض سے بڑھے ہوئے بال کٹوا دیئے کیونکہ داڑھی زیادہ لمبی ہو جائے تو لوگ مذاق کرتے ہیں۔ ترمذی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور داڑھی شریف کے طول وعرض سے زائد بال پکڑ لیتے تھے۔ اقول دراصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف مٹھی کی مقدار تھی اس سے نہ بڑھی نہ تھی۔ راوی نے بظاہر رویت کے اعتبار سے روایت کی ہے۔ امام نووی نے کہا اگر عورت کے داڑھی کے بال نکل آئیں تو ان کو منڈوانا مستحب ہے اسی طرح اس کے لئے مونچھیں بھی منڈوانا مستحب ہے۔

باب داڑھی بڑھانا

اعفاء عفی سے ماخوذ ہے، چنانچہ جب بال بکثرت ہو جائیں تو کہا جاتا ہے "عفی الشعر" زیادہ بالوں کو عافی کہتے ہیں "مؤلف" نے کہا: "عَفَوْا کَثُرُوْا وَکَثُرَتْ اَمْوَالُھُمْ" یعنی عفی کا معنی مطلق کثرت ہے کثرتِ نوافل

حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ
خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ
لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ

۶۴۱۸ــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ
عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ
بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلٰثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهِ شَعَرٌ
مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ
أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ
حُمْرًا

نہیں کہ خضاب لگائیں۔ اگر میں چاہتا تو حضور کی داڑھی شریف کے سفید بال شمار کر سکتا تھا۔

۶۴۱۶ - ۶۴۱۷ — شرح: شمط سفیدی ہے جو سیاہی سے مخلوط ہو۔ بعض نے اس کے معنی سفید بال لکھے ہیں یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف میں سفید بال بہت کم تھے۔ بعض نے کہا انیس (۱۹) بال سفید تھے۔ بعض نے بیس بال ذکر کئے ہیں۔ بعض نے پندرہ بھی ذکر کئے ہیں۔ سترہ اور اٹھارہ کی بھی روایات ہیں۔ ابو جحیفہ نے کہا کہ سفید بال عنفقہ میں تھے۔ عنفقہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والے بال ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زرد رنگ داڑھی شریف پر لگایا ہے۔ اچنانچہ ام المومنین ام سلمہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم کے زرد بال دیکھے ہیں۔ بعض اس کا انکار کرتے ہیں۔ دراصل حضور علیہ السلام خوشبو بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ اس سے بال زرد ہو گئے تھے اس لئے جس نے انہیں دیکھا اس نے کہا کہ حضور زرد رنگ کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۴۱۸ — ترجمہ: ثابت نے کہا انس بن مالک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا حضور اس حد تک نہیں پہنچے کہ خضاب کرتے اگر میں آپ کی داڑھی شریف کے سفید بال شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

۶۴۱۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ

۶۴۱۸ — شرح : حدیث میں شرط کا جواب محذوف ہے یعنی اگر میں سفید بال شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال ثابت کرنے اور نفی کرنے کی روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ جس نے سفید بالوں کا اعتبار کیا اس نے ثابت کئے ہیں اور جس نے نفی کی ہے اس نے باقی بالوں کے باعث سفید بالوں کا اعتبار نہیں کیا۔

۶۴۱۹ — ترجمہ : عثمان بن عبداللہ بن موہب نے کہا میرے گھر والوں نے مجھے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا پیالہ دیکر بھیجا۔ اسرائیل نے تین انگلیاں بچائیں (یعنی تین بار بھیجا) وہ پیالہ چاندی کا تھا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف تھے۔ جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی شئی ہوتی تو وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف برتن بھیجتا۔ عثمان نے کہا میں نے اس کو دیکھا تو چند بال سرخ تھے۔

۶۴۱۹ — شرح : (مِنْ فِضَّةٍ) بکسر الفاء و تشدید الضاد بمعنی چاندی ہے یہ مجرور "قَدَحٍ" کی صفت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ چاندی کا پیالہ مردوں اور عورتوں کے لئے استعمال کرنا حرام ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خالص چاندی کا نہ تھا بلکہ اس پر چاندی کا پانی ملمع تھا۔ یہ چاندی کے حکم میں نہیں۔ مخضب پانی کا برتن ہے جس میں غسل اور وضو کرتے ہیں۔ جلجل کی جمع جلاجل ہے یہ چاندی یا پیتل یا تانبے کا برتن ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان جملوں میں اتصال نہیں لہٰذا یہ قضیہ کیسے صحیح ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ بال مخضوب جلجل میں رکھے ہوئے تھے۔ ان سے بیمار لوگ برکت چاہتے اور ان کی برکت سے شفا پاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال شریف لیتے اس کو پانی کے پیالہ میں ڈالتے اور بال والا پانی پیتے تو انہیں

بَابُ الْجَعْدِ

۶۴۲۱ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ

رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ کریں گے وہ جنت کی خوشبو نہ پاسکیں گے۔ مثنیٰ بن صباح نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو کوئی داڑھی سیاہ کرے گا۔ قیامت میں اللہ اس کو نظر کرم سے نہ دیکھے گا طبرانی نے اپنے اسناد با ابوالدرداء سے مرفوع روایت کی کہ جس نے داڑھی سیاہ کی اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ قیامت میں کالا کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ داڑھیوں کو متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے متغیر نہ کرو بعض حضرات نے وقتی ضرورت کے لئے داڑھی کو سیاہ کیا۔ چنانچہ نوجوان بیوی کی تسکین کے لئے یا جہاد میں دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے سیاہ کرنا جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما حنا اور وسمہ لگاتے تھے۔

باب گھونگریلے بال

۶۴۲۱ — ترجمہ: ربیعہ نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دراز قد والے نہ تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے نہ سخت سفید تھے اور نہ گندم گوں تھے اور آپ کے بال شدید (حبشیوں کی طرح سخت) گھونگریالے نہ تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی حتیٰ کہ سر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس بال سفید تھے۔

٤٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ مَالِكٍ إِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ قَالَ شُعْبَةُ شَعَرُهُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ ٤٤٢٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ

٤٤٢١ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد شریف درمیانہ تھا نہ زیادہ لمبا نہ تھا کیونکہ زیادہ لمبا قد عیب شمار کیا جاتا ہے۔ آپ چہرے کی طرح خاص سفید نہ تھے۔ جسم کے حسن میں پیچدار اور قطط کے معنی سخت پیچدار سبط اس کی ضد ہے۔
(حدیث ۲۳۱۹ ج ۱ ص ۵ کی شرح دیکھیں)

٤٤٢٢ — ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کوئی شخص سرخ چادر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا (بخاری نے کہا) میرے بعض ساتھیوں نے مالک بن اسماعیل سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف مونڈھے تک آجاتے تھے۔ ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو کئی بار بیان کرتے ہوئے سنا وہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو ہنس دیتے تھے۔ ابو اسحاق کی شعبہ نے متابعت کی کہ حضور کے بال شریف آپ کے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ (حدیث ۲۳۲۰ ج ۱ ص ۵ ترجمہ اور شرح دیکھیں)
(حدیث ۲۳۲۲ ج ۱ ص ۵ کی شرح دیکھیں)

٤٤٢٣ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۴۲۸ـ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ

۶۴۲۹ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ اَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ وَقَالَ اَبُو هِلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهُ شِبْهًا لَهُ

۶۴۲۶ـ شرح : رَجِلًا بفتح الراء وکسر الجیم بمعنی معتدل جو سخت گھنگھریالے اور بالکل سیدھے بالوں کے درمیان ہوں۔ لیس بالسبط رَجِلًا کی تفسیر ہے۔

۶۴۲۷ـ ترجمہ : قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے حضور کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف معتدل تھے نہ بہت گھنگریالے اور نہ بہت سیدھے تھے۔

۶۴۲۸ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دست مبارک اور دونوں قدم گوشت سے پُر تھے حضور کا چہرہ بہت خوبصورت تھا۔ میں نے آپ کے بعد اور پہلے کی مثل نہیں دیکھا۔ حضور کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

۶۴۲۹ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک گوشت سے پُر تھے حضور کا چہرہ انور بہت خوبصورت تھا حضور کے

۶۴۳۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَالَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ اَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ اَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ وَاَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِی الْوَادِیْ يُلَبِّیْ

بعد میں نے اس کی مثل نہیں دیکھا۔ ہشام معمر اور قتادہ کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف اور ہتھیلیاں گوشت سے پر تھیں ابو ہلال نے کہا قتادہ نے انس سے یا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں گوشت سے پر تھے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا

۶۴۲۹ ـــ شرح : قولہ عن رجل آہ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی سے یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ سے صرف کوئی آدمی راوی ہے یا حضرت انس بھی راوی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بظاہر عن ابی ہریرۃ کا تعلق صرف رجل سے ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے وہ کسی دوسرے کی نسبت حضور کی صفات سے زیادہ آشنا تھے لہٰذا ان کا کسی دوسرے آدمی سے جو اس کی نسبت حضور کی خدمت میں زیادہ نہ رہتا ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت روایت کرنا بعید ہے (کرمانی)

ابو مسعود اور حمیدی نے کہا اس حدیث کے اسناد میں تردد معاذ بن ہانی کی طرف سے ہے کہ ہمام نے ان کو قتادہ سے خبر دی ہے جو وہ انس سے روایت کرتے ہیں یا کسی آدمی سے خبر دی ہے جو ابوہریرہ سے روایت کرتا ہے۔ علامہ عینی نے کہا بہرحال یہ دو باتیں ہیں ایک سند میں تردد دوسرے مجہول سے روایت۔ شیخ دہلوی عبدالحق نے کہا ثقہ راوی کا تردد کرنا اس کے ضبط میں مخل نہیں یعنی اگرچہ روایت مجہول ہے لیکن جس آدمی سے قتادہ نے نقل کی ہے وہ ثقہ ہوگا اس لئے یہ تردد مخل نہیں۔

۶۴۳۰ ـــ ترجمہ : مجاہد نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے۔ لوگوں نے دجال

بَابُ الْفَرْقِ

۶۴۳۴ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ وَکَانَ اَھْلُ الْکِتَابِ یَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَھُمْ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرُقُوْنَ رُؤُسَھُمْ فَسَدَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاصِیَتَہٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ

حلال ہو گئے ہیں اور آپ عمرے سے حلال نہیں ہوئے (احرام نہیں کھولا جبکہ لوگوں نے عمرے کا احرام کھول دیا ہے) حضور نے فرمایا میں نے اپنا سر گوندے سے جمایا ہے اور ہدی کو قلادہ پہنایا ہے۔ میں عمرے کا احرام نہیں کھولوں گا حتی کہ نحر کے روز ہدی ذبح کروں گا۔ (نحر کے روز قربانی کر کے احرام کھولوں گا)

(حدیث ۱۴۷۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب الفرق (مانگ نکالنا)

۶۴۳۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن احکام کے متعلق حکم نہ پہنچا ہوتا تھا ان میں اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے اور اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے جبکہ مشرک اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکاتے تھے پھر اس کے بعد مانگ نکالتے تھے۔

۶۴۳۴ — شرح: مانگ نکالنا مشرکوں کی عادت تھی سو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرنے کے باوجود مانگ کو اختیار کیا اس کی کیا وجہ ہے؟ چنانچہ شمائل ترمذی میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً مانگ نہیں نکالی تھی بلکہ خود بخود مانگ نکل گئی تھی شمائل کی عبارت کچھ اس طرح ہے ان انفرقت عقیقتہ فرق والا فلا یعنی اگر خود

۶۴۳۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي إِيَاسٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ الذَّوَائِبِ

۶۴۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ عَنْبَسَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ وَحَدَّثَنَا

مانگ نکل گئی تو حضور مانگ نکالیں گے ورنہ نہیں ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ،، اہل کتاب کی مخالفت کرو ،، حالانکہ تبدیل وحی سے پہلے آپ اس مسئلہ میں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی پیروی کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب حضور کو اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا تھا۔ صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا مستحب ہے واجب نہیں۔ امام نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ بال لٹکانے اور مانگ نکالنا دونوں جائز ہے۔ (حدیث عنہ ۳۲۸ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۴۳۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا گویا کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مفارق میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں ؛ حالانکہ آپ نے احرام باندھا ہوتا ہے۔ عبداللہ بن رجاء نے فی مفرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے۔

۶۴۳۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتے تھے نہانے کے بعد اس کا اثر باقی رہتا تھا یہ حال احرام میں ممنوع نہیں مفارق مفرق کی جمع ہے اور وہ سر کے درمیان سے بالوں کے دائیں بائیں دو حصے کرنا ہے لیکن مفارق اس لئے فرمایا کہ گویا ہر حصہ گویا کہ مفرق ہے (حدیث عنہ ۲۷ ج : اکی شرح دیکھیں)

باب گیسو

ذوائب ذؤابہ کی جمع ہے۔ یہ دراصل ذاءب تھا ہمزہ کو واؤ سے بدلا گیا ہے۔ ذؤابہ سر سے لٹکنے والے

بَابُ الْقَزَعِ

۶۴۳۸ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَخْلَدٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنُ حَفْصٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهٰی عَنِ الْقَزَعِ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَاَشَارَ اِلَیْنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ قَالَ اِذَا حَلَقَ الصَّبِیُّ تُرِكَ هٰهُنَا شَعَرٌ وَهٰهُنَا وَهٰهُنَا فَاَشَارَ لَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ اِلٰی نَاصِیَتِهٖ وَجَانِبَیْ رَاْسِهٖ قِیْلَ لِعُبَیْدِ اللّٰهِ فَالْجَارِیَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا اَدْرِیْ هٰكَذَا قَالَ الصَّبِیُّ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ وَعَاوَدْتُهٗ فَقَالَ اَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَاْسَ بِهِمَا وَلٰكِنَّ الْقَزَعَ اَنْ یُتْرَكَ بِنَاصِیَتِهٖ شَعَرٌ وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِهٖ غَیْرُهٗ وَكَذٰلِكَ شَقُّ رَاْسِهٖ هٰذَا اَوْ هٰذَا

باب قزع

یہ قزعہ کی جمع ہے۔ بادل کے ٹکڑے کو قزعہ کہتے ہیں اور سر کے بالوں میں سے بعض کو منڈا دیں اور بعض چھوڑ دیئے جائیں تو اسے بھی قزعہ کہتے ہیں۔ اس کو متفرق بادل سے تشبیہ دی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

۶۴۳۸ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا میں نے کہا قزع کیا شئ ہے؟ تو

۶۴۳۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُثَنَّى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ

عُبید اللہ نے اشارہ کر کے کہا جب بچے کے بعض بال منڈائے اور یہاں اور یہاں بعض بال چھوڑ دے۔ عُبید اللہ نے اپنی پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا۔ عبد اللہ سے کہا گیا لڑکی اور لڑکے دونوں کا حکم یہ ہے؟ کہا مجھے معلوم نہیں۔ صرف بچہ کا لفظ کہا تھا۔ عبید اللہ نے کہا میں نے اُن سے دوبارہ پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ لڑکے کی پیشانی اور گدی کے بال مونڈنے میں حرج نہیں لیکن قَزَع یہ ہے کہ پیشانی کے بال چھوڑ دیئے جائیں اس کے سوا سر پر کوئی بال نہ ہو ایسے ہی سر کے کنارے میں دائیں بائیں کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔

۶۴۳۹ — شرح : اس حدیث میں "اَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰه" دوبار ذکر کیا پہلی بار میں کچھ عبارت میں محذوف ہے۔ یعنی عبید اللہ نے عمر بن نافع کا کلام نقل کر کے اشارہ کیا کہ قَزَع یہ ہے کہ بچے کے بال منڈائے جائیں اور یہاں کے بال چھوڑ دیئے جائیں اور دائیں اور بائیں طرف کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔ دوسری بار عبید اللہ نے اپنی پیشانی کی طرف اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا یہ عبید اللہ کا اپنا کلام ہے۔ عبارت کی ترکیب میں کچھ اضطراب ہے اسی لئے علامہ کرمانی نے کہا اگر سوال پوچھا جائے کہ اس کلام کا حاصل کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلام کی تقریر اس طرح ہے کہ عبید اللہ نے کہا میں نے اپنے شیخ اور استاذ عمر بن نافع سے کہا قزع کے معنیٰ کیا ہیں۔ عمرؓ نے کہا جب بچے کا سر منڈائے تو ادھر اُدھر سے بال چھوڑ دے۔ عبید اللہ نے اپنی پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا اور پہلے لفظ ہٰھُنَا سے پیشانی کی طرف اشارہ کیا جبکہ دُوسرے اور تیسرے ہٰھُنَا سے سر کی دونوں جانبوں کی طرف اشارہ کیا۔ عبید اللہ سے پوچھا گیا کیا اس حکم میں لڑکی اور لڑکا دونوں برابر ہیں؟ اُس نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں لیکن اُنہوں نے بچے کو ذکر کیا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ظاہر یہی ہے کہ یہ بچے کا حکم ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ فعیل میں مذکر و مؤنث دونوں برابر ہیں یا بچے کی ذات یعنی بچپن مراد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے قزع سے منع کرنے میں کیا حکمت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح خلقت میں قباحت معلوم ہوتی ہے یا یہ فسادیوں اور یہودیوں کی حالت ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا قَزَع کی کراہت پر علماء کا اتفاق ہے جبکہ وہ مختلف جگہوں سے ہو البتہ دوا کے طور پر تنزیہاً مکروہ ہے۔ امام غزالی نے احیاء میں ذکر کیا جو کوئی زیادہ صفائی چاہے وہ سارے سر کا حلق کرے تو حرج نہیں اور جو تیل اور کنگھی سے بال سنوارنا چاہے تو بال حلق نہ کرے۔

بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

٦٤٤٠ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ

٦٤٣٩ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔

باب عورت کا اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے شوہر کو خوشبو لگانا ،،

لباس سے حاصل ہونے والی زینت سے خوشبو بھی ہے اسی لئے اس کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے ،،

٦٤٤٠ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت خوشبو لگائی اور طوافِ زیارت سے پہلے منیٰ میں خوشبو لگائی۔

٦٤٤٠ — شرح : منیٰ میں رمی، ذبح اور حلق کے بعد عورتوں کے سوا ہر شئی محرم کے لئے حلال ہے اس لئے طوافِ زیارت سے پہلے محرم خوشبو لگا سکتا ہے۔ اور طوافِ زیارت کے بعد بیوی سے جماع بھی جائز ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے۔ اور تحللِ اول یعنی طوافِ زیارت سے قبل بھی خوشبو لگانا جائز ہے۔

بَابُ الطِّيْبِ فِی الرَّاسِ وَاللِّحْيَةِ

۶۴۴۱ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى اَجِدُ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ

بَابُ الْاِمْتِشَاطِ

۶۴۴۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِیْ

باب سر اور داڑھی کو خوشبو لگانا

۶۴۴۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بہترین خوشبو سے جو میں پاتی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معطر کرتی تھی یہاں تک کہ حضور کی داڑھی اور سر مبارک میں خوشبو کی چمک پاتی تھی۔"

۶۴۴۱ — شرح : وبیص کے معنی چمک ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کی خوشبو لگانے کے مواضع عورت کی خوشبو کے مواضع سے مختلف ہیں؛ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف کو خوشبو لگاتی تھیں اس سے واضح ہے کہ ام المؤمنین بالوں کو خوشبو لگاتی تھیں چہرہ کو نہیں لگاتی تھیں بخلاف عورتوں کے وہ چہروں کو خوشبو لگاتی ہیں اور اس سے زینت اور خوبصورتی بڑھاتی ہیں لیکن مردوں کے لئے چہروں کو خوشبو لگانا شرعًا ممنوع ہے؛ کیونکہ عورتوں سے مشابہت کرنا حرام ہے۔ عورتیں ہر زینت سے مزین ہو سکتی ہیں بشرطیکہ اس قسم کی زینت نہ کریں جس سے خلقت تبدیل ہو جائے۔

دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَى فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْإِبْصَارِ

بَابُ تَرْجِيلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

۶۴۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ

باب کنگھی کرنا

۶۴۴۲ ترجمہ : سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں سوراخ سے جھانکا جبکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوہے کے آلہ سے اپنا سر مبارک کھجا رہے تھے۔ حضور نے فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں یہ کنگھی تیری آنکھوں میں چبھو دیتا۔ اجازت طلب کرنا نظروں ہی کے سبب ہے۔

۶۴۴۲ شرح : مِدریٰ بکسر المیم یعنی کنگھی جس سے بالوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "تَمَدَّرَتِ الْمَرْأَةُ" جبکہ وہ اپنے بالوں کی اصلاح کرے۔ یعنی طلبِ اجازت اس لئے ہے کہ اجنبی کی نظر درونِ خانہ نہ پڑے اور وہ مستورات نہ دیکھے۔ اگر دروازے کے سوراخ سے دیکھ لے تو استیذان کا مقصد فوت ہو جاتا ہے ہاں اگر دروازہ کھلا ہو اور پردہ بھی نہ لٹکا ہو تو گزرتے ہوئے نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں۔

باب حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر پر کنگھی کرنا ،،

۶۴۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ

بَابُ التَّرَجُّلِ

۶۴۴۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ ابْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِي تَرَجُّلِهِ وَوُضُوئِهِ

۶۴۴۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کرتی تھی ؛ حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

۶۴۴۴ — ترجمہ : عبداللہ بن یوسف نے مالک، ہشام اور عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی جیسی روایت کی ہے

(حدیث ۲۹۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب کنگھی اور داہنی طرف سے شروع کرنا ""

۶۴۴۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت کے مطابق کنگھی کرنا اور وضو کرنا داہنی طرف سے بہت پسند تھا۔

(حدیث ۱۶۷ ، ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ

۶۴۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَخَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

باب جو کچھ کستوری کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے "

۶۴۴۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے لیکن روزہ وہ میرے لئے ہے اس کی جزا میں دیتا ہوں۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے۔

۶۴۶۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام عبادات اللہ کے لئے ہیں تو روزہ کی طرف نسبت کرنے کا کیا معنیٰ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت روزہ سے نہیں کی گئی ، کیونکہ کافروں نے کسی وقت اپنے معبودوں کی عبادت روزے رکھ کر نہیں کی ہے۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ روزہ خفیہ عمل ہے جس میں ریاء کو دخل نہیں۔ یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ اس سے غرض کثرت ثواب ہے کہ معطی کی عظمت عطیہ کی عظمت کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت اَطْيَبِيَّتْ متصور نہیں ہوتی کیونکہ وہ اشتمال سے منزہ ہے لہٰذا " اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ " کا مفہوم کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ طیب قبول کو مستلزم ہے لہٰذا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ روزہ کی بو خوشبو تمہارے نزدیک کستوری کی خوشبو کی قبولیت سے زیادہ مقبول ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی عند ملائکۃ اللہ تعالیٰ تو معنی یہ ہیں کہ اللہ کے فرشتوں کے نزدیک زیادہ اچھی ہے مطلقاً

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيبِ

۶۴۴۷ــ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُثْمٰنَ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهِ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ

بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيبَ

۶۴۴۸ــ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ

باب جس خوشبو کا استعمال مستحب ہے

۶۴۴۷ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے کے وقت سب سے اچھی خوشبو لگاتی جو پاتی تھی۔

باب جس نے خوشبو کو ردّ نہ کیا

۶۴۴۸ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خوشبو کو ردّ نہ کیا کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو ردّ نہ فرماتے تھے۔"

بَابُ الزَّرِيْرَةِ

۴۴۴۹ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ اَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقٰسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيْرَةٍ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْاِحْرَامِ

۴۴۴۸ ـــ شرح: یعنی جو کوئی حضور کو خوشبو نذرانہ پیش کرتا آپ اس کو قبول فرما لیتے تھے ردّ نہ کرتے تھے کیونکہ خوشبو کا اٹھانا آسان ہے۔ اور اس کی بو اچھی ہے

باب ذریرہ

یہ خوشبو کی قسم ہے جو چند خوشبوؤں سے مرکب ہوتی ہے۔ یہ خوشبو کی ایک خاص قسم ہے،،

۴۴۴۹ ـــ ترجمہ: عثمان بن ہیثم یا محمد نے ان سے بیان کیا اُنہوں نے ابن جُریج سے خبر دی کہ مجھے عمر بن عبداللہ بن عروہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا عروہ اور قاسم کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے ہوئے سُنا کہ انہوں نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے اور کھولنے کے وقت اپنے ہاتھوں سے خوشبو (ذریرہ) لگائی۔

۴۴۴۹ ـــ شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عثمان سے روایت کرنے میں شک کیا ہے کہ یہ بالواسطہ ہے یا بلا واسطہ ہے، لیکن یہ شک قادح نہیں؛ کیونکہ وہ اپنے شیخ عثمان سے بلاواسطہ روایت کرتے رہتے ہیں؛ چنانچہ حج اور نکاح کے اواخر میں کئی مواضع میں بلاواسطہ احادیث ذکر کی ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ

۶۴۵۰ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

کے احرام باندھنے سے پہلے میں آپ کو خوشبو لگاتی تھی پھر آپ غسل فرما کر احرام باندھتے تو اس کی چمک آپ کے سر مبارک سے نظر آتی تھی ایسے ہی احرام کھولنے کے بعد حضور کو خوشبو لگاتی تھی۔

باب خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورتیں

عورتیں سامنے والے دو یا چار دانتوں کے درمیان خوبصورتی کے لئے دوری کرتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے کیونکہ اس طرح کرنا اصل خلقت کو بدلانا ہے۔ ایسے ہی عورتوں کا آبروؤں سے بال اُکھاڑ کر ان کو باریک کرنا بھی ممنوع ہے"

۶۴۵۰ — ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے بدن پر داغ کرنے والی اور داغ کرانے والی اور سر اور منہ سے بال اُکھاڑنے والی اور حُسن کے لئے دانت کشادہ کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی جو اللہ کی خلقت کو متغیر کرتی ہیں۔ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے، حالانکہ یہ اللہ کی کتاب میں ہے جو تمہیں رسول دے وہ لو"

بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعَرِ

۶۴۵۱ — حَدَّثَنَا اسمٰعیل قَالَ حَدَّثَنِيْ مالك عن ابن شهاب عَنْ حُمَيْد بن عبد الرحمٰن بن عوف انه سَمِعَ معٰوية ابن ابی سفین عامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً من شَعَرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بنو اسرائیل

۶۴۵۰ — شرح : واشمات واشمہ کی جمع ہے۔ یہ وشم سے ہے اس کے معنی ہیں ہاتھ یا منہ پہ یا بدن کے کسی حصّہ پر سوئی سے داغ کر کے اس میں سرمہ وغیرہ بھرنا تاکہ داغ سیاہ معلوم ہو اور مستوشمات مستوشمہ کی جمع استشام سے ہے اس کے معنی ہیں وشم طلب کرنا یعنی بدن کے کسی حصّہ پر سوئی سے داغ کروا کر اس میں سرمہ وغیرہ بھروانا متنمصات متنمصہ کی جمع ہے۔ یہ تنمّص سے ہے اس کے معنی ہیں سر یا منہ سے بال اُکھاڑنا متنمصات کے معنی بال اکھڑانے والی عورتیں اور نامصات بال اکھاڑنے والی عورتیں۔ متفلجات ،، متفلجہ کی جمع تفلج سے ہے اس کے معنی ہیں سامنے والے دو یا چار دانتوں میں کشادگی اور دُوری کرنا یہ عورتیں حُسن اور خوبصورتی کے لئے کرتی ہیں چونکہ ان میں تغییر خلق ہے اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حدیث ع ج ؛ ۷ کی شرح دیکھیں۔ کتاب التفسیر سورۂ حشر،،

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مذکورہ افعال کرنے والی عورتوں پر لعنت اللہ کی کتاب میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جو تمہیں رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے رُک جاؤ ،، اس کے منع میں ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اس پر لعنت کرو ،،

باب بالوں کو جوڑنا

۶۴۵۱ — ترجمہ : حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ اُنہوں نے معاویہ

حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَاؤُهُمْ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو جس سال اُنہوں نے حج کیا۔ منبر پر یہ کہتے ہوئے سُنا جبکہ اُنھوں نے بالوں کا چٹلا ایک سپاہی کے ہاتھ سے پکڑا تھا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جیسے بالوں سے منع کرتے ہوئے سُنا ہے۔ حضور فرماتے تھے بنی اسرائیل اس وقت ھلاک ہوگئے جبکہ ان کی عورتوں نے یہ پکڑے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بالوں کے ساتھ بال پیوند کرنے والی اور کروانے والی اور داغ کر کے رنگ بھرنے والی اور رگدوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۶۴۵۱ — شرح : قُصَّۃ بضم القاف وتشدید الصاد بمعنی چٹلا ہے۔ حرسی بمعنی لشکری ہے۔ جوہری نے کہا حرس وہ ہیں جو بادشاہوں کی پاسبانی کرتے ہیں اس کا واحد حرسی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سوال انکار کے لئے تھا کہ علماء نے اس قسم کی منکر اور بری اشیاء سے لوگوں کو کیوں نہیں روکا اور اس میں تساہل اور غفلت کیوں کی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوگوں نے ایسی منکرات اشیاء سے کیوں تساہل کیا اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی زمانہ بھی معاصی کے ارتکاب سے خالی نہیں رہا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی بعض لوگ شراب نوشی، سرقہ اور زناء کے مرتکب پائے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ امور بہت نادر ہوئے ہیں لہٰذا مسلمان کو یہ کہنا زیب نہیں دیتا کہ بُری شئی کو منع کیوں نہیں کیا گیا ایسے ہی مدینہ منورہ میں چٹلا کا پایا جانا ایک نادر فعل تھا ؛ لہٰذا یہ کہنا مناسب نہیں کہ مدینہ منورہ والوں نے اس سے کیوں پہلوتہی کی تھی؟ کیونکہ واصلہ کی حدیث مدنی ہے۔ اہل مدینہ میں معروف ہے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں کے چٹلا اختیار کرنے اور مردوں کے اس سے راضی ہونے کے باعث وہ ہلاک ہوگئے۔

طبری نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بالوں کے وصل سے منع کرنے میں مختلف آراء ہیں اکثر فقہاء نے کہا بالوں کے ساتھ بالوں کا جوڑنا ممنوع ہے۔ اگر بالوں کے ساتھ پشم اور صوف وغیرہ کا وصل کیا تو جائز ہے اور وہ نہی میں داخل نہیں۔ ابن عباس امہات المومنین عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ مروی ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وصل مطلقاً جائز نہیں اگر بالوں کا بنا ہوا چٹلا سر پر رکھ لیا جائے اور بالوں

۶۴۵۲ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جَارِيَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَاَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعَرُهَا فَاَرَادُوْا اَنْ يَّصِلُوْهَا فَسَاَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ تَابَعَهٗ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ

۶۴۵۳ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمِّيْ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَنْكَحْتُ ابْنَتِيْ ثُمَّ اَصَابَهَا شَكْوٰى فَتَمَرَّقَ رَاْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِيْ بِهَا اَفَاَصِلُ رَاْسَهَا فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ

ساتھ جوڑا نہ کیا جائے تو اس میں حرج نہیں (عینی) (حدیث ۲۲۴۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۴۵۲ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبیلہ انصار کی ایک لڑکی نے نکاح کیا اور وہ بیمار ہوگئی اس کے سر کے بال گر گئے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس کے بال جوڑ دیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضور نے فرمایا اللہ نے بال جوڑنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ ابن اسحاق نے ابان بن صالح، حسن، صفیہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی۔

(حدیث ۵۸۰۵ کی شرح)، کتاب النکاح باب لا تطیع المرءۃ زوجہا فی معصیۃ "

۶۴۵۳ــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت

۶۴۵۴ــ حدثنا آدم قال حدثنا شعبة عن هشام بن عروة عن امرأته فاطمة عن أسماء بنت أبي بكر قالت لعن النبي صلى الله عليه وسلم الواصلة والمستوصلة

۶۴۵۵ــ حدثنا محمد بن مقاتل أخبرنا عبد الله قال أخبرنا عبيد الله عن نافع عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة قال نافع الوشم في اللثة

۶۴۵۶ــ حدثنا آدم حدثنا شعبة حدثنا عمرو بن مرة سمعت سعيد بن المسيب قال قدم معاوية المدينة آخر قدمة قدمها فخطبنا فأخرج كبة من شعر قال ما كنت أرى أحدا يفعل هذا غير اليهود أن النبي صلى الله عليه وسلم سماه الزور يعني الواصلة في الشعر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئی اور عرض کیا میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے
پھر اس کو بیماری لاحق ہوئی تو اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہیں اس کا شوہر مجھے اس کے متعلق بھڑکاتا ہے
کیا میں اس کے سر پہ بال پیوند کروں ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال پیوند کرنے والی اور پیوند
کرانے والی کو سخت ڈانٹا۔

۶۴۵۴ــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر لعنت کی۔

۶۴۵۵ــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالی نے واصلہ اور مستوصلہ، واشمہ اور مستوشمہ پر لعنت فرمائی ہے

بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ

۶۴۵۷۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ اللّٰهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَتْ اُمُّ يَعْقُوْبَ مَا هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

نافع نے کہا لثہ دانتوں کے ساتھ گوشت میں ہوتا ہے۔
(نافع کا مقصد یہ ہے کہ لثہ جبڑوں میں منحصر نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان میں بھی وشم ہوتا ہے)

۶۴۵۶۔ ترجمہ: سعید بن مسیب نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آخری بار مدینہ منورہ میں آئے تو ہم سے خطاب کیا جبکہ بالوں کا گچھا نکالا اور کہا میں نے یہودیوں کے سوا کسی کو یہ کام کرتے نہیں دیکھا یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یعنی بال جوڑنے کو باطل فرمایا ہے۔

۶۴۵۶۔ شرح: زُور کے معنے کذب، باطل اور تہمت ہیں۔ اسی سے شاہد الزور (جھوٹا گواہ) ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصل کو اس لئے زُور فرمایا کہ یہ جھوٹ اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب چہروں کے بال صاف کرنے والی عورتیں

۶۴۵۷۔ ترجمہ: علقمہ نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گودنا لگانے والی چہروں کے

بَابُ الْمَوْصُولَةِ

۶۴۵۸ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ
وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

بال صاف کرنے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اللہ کی خلقت کو متغیر کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ام یعقوب نے کہا یہ کیا ہے ؟ عبداللہ نے کہا میرا کیا حال ہے کہ میں اُن پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور اللہ کی کتاب میں ہے۔ ام یعقوب نے کہا بخدا! میں دونوں تختیوں کے درمیان پڑھا ہے میں نے یہ کہیں نہیں پایا۔ عبداللہ نے کہا خدا کی قسم اگر تو قرآن پڑھتی تو یہ پالیتی (قرآن میں ہے) جو تم کو رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ!

۶۴۵۷ ـــ شرح : متنمصات ،، متنمصہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں "چہرے کے بال صاف کرنے والی عورت "

واشمات ،، واشمہ کی جمع وشم سے ہے اس کے معنی ہیں ہاتھ یا منہ یا بدن کے کسی حصہ پر سوئی سے داغ کر کے اس میں سرمہ وغیرہ بھرنا تاکہ داغ سیاہ معلوم ہو اس کو گودنا بھی کہتے ہیں متفلجات متفلجہ کی جمع تفلج سے ہے۔ اس کے معنی ہیں خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنا ،، ان میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت کو بدلانا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (حدیث ۵۶۵ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

لوحین سے مراد رحل ہے جس پر قرآن کریم رکھا جاتا ہے۔ یہ قرآن سے کنایہ ہے یا دونوں طرفیں مراد ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب بال جڑوانے والی عورت

۶۴۵۸ ـــ ۱ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، چمڑے میں رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔

۶۴۵۹ ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُوْلُ سَمِعْتُ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ اِمْرَاَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ اَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعَرُهَا وَاِنِّيْ زَوَّجْتُهَا اَفَاَصِلُ فِيْهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ ۶۴۶۰ ــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوْتَشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ يَعْنِيْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۵۹ ــ ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! میری بیٹی کو چیچک نکل آئی تھی اس کے سارے بال جھڑ گئے ہیں۔ میں نے اس کا نکاح کر دیا ہے کیا میں اس کے بالوں کو پیوند لگا دوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے پیوند لگانے والی اور لگوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

۶۴۵۹ ــ شرح : حَصْبَۃٌ بفتح الحاء وسکون الصاد ہے۔ صاد پر فتحہ اور کسرہ بھی جائز ہے۔ یہ سرخ دانے ہیں جو چمڑے میں متفرق ظاہر ہوتے ہیں اسے چیچک کہتے ہیں۔ فَامَّرَقَ اصل میں اِنْمَرَقَ انفعال کی ماضی ہے نون کو میم سے بدل کر میم میں ادغام کر دیا ہے۔ اس کے معنی ہیں بالوں کا جھڑ جانا،،

۶۴۶۰ ــ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی، بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی۔

۶۴۶۰ ــ شرح : قولہ اَوْ قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ راوی کا شک ہے۔ قال کی تقدیر

۶۴۶۱ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَالِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

بَابُ الْوَاشِمَةِ

۶۴۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ

یہ واشمہ اور بعد والے الفاظ اس کا مقولہ ہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لعنت کے مقام میں ذکر کیا ہے اور اس کی تصریح نہیں کی عبداللہ بن عمر نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا لعن بعض روایات میں ہے قال ابن عمر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن الواشمۃ الخ

۶۴۶۱ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رنگ بھرنے والی اور گدوانے والی، بال اکھاڑنے والی اور حسن کے لئے دانت کشادہ کرنے والی اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت کو متغیر کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ میں ان پر لعنت کیوں نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے؛ حالانکہ یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔

باب گودلگانے والی عورت

۶۴۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور گود لگانے سے منع فرمایا۔

٦٤٦٣ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ اُمِّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ

٦٤٦٤ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ اَبِيْ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَاٰكِلِ الرِّبٰى وَمُوْكِلِهٖ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ

٦٤٦٥ـــ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ عُمَرُ بِامْرَاَةٍ تَشِمُ

٦٤٦٣ـــ ترجمہ: سفیان نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے منصور کی حدیث ذکر کی جو وہ ابراہیم نخعی اور علقمہ کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود سے ذکر کرتے ہیں کہا میں نے یہ ام یعقوبؓ سے عبداللہ کے ذریعہ منصور کی حدیث کی مثل سنا۔

٦٤٦٤ـــ ترجمہ: عون بن ابی جحیفہ نے کہا میں نے اپنے والد کو دیکھا انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت سود کھانے اور کھلانے اور چمڑے میں رنگ بھرنے اور بھروانے سے منع فرمایا۔
(حدیث ۱۹۵۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب سرمہ یا نیل بھروانے والی عورت

فَقَامَ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَا سَمِعْتُ قَالَ مَا سَمِعْتَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ

۶۴۶۶ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

۶۴۶۷ـــــ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ

۶۴۶۵ـــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق کے پاس ایک عورت لائی گئی جو سوئی سے چہرہ بنا کر اس میں رنگ یا نیل بھرا کرتی تھی۔ عمر فاروق نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "وشم" نیل بھرنے کے متعلق کسی نے سنا ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں کھڑا ہوگیا اور کہا اے امیر المؤمنین میں نے سنا ہے۔ عمر فاروق نے کہا تو نے کیا سنا ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا وشم نہ کرو اور نہ کرواؤ"

۶۴۶۵ـــــ شرح: تشم وشم سے ہے اور وہ ہاتھ یا کسی عضو سے سوئی کے ذریعہ چہرہ بنا کر اس میں سرمہ یا نیل بھرنا تاکہ وہ سیاہ معلوم ہو۔

بَابُ التَّصَاوِيرِ

۶۴۶۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۶۴۶۸ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِیْ دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَاٰی

انشدکم باللہ کے معنی ہیں میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں۔

۶۴۶۶ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی وشم کرنے والی اور کروانے والی عورت پہ لعنت فرمائی۔

۶۴۶۷ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے سرمہ بھرنے والی اور بھروانے والی چہرے کے بال صاف کرنے والی اور کروانے والی حسن کے لئے دانت کشادہ کرنے والی اللہ کی پیدا کردہ صورت بدلنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ کیا میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

فِي صُفَّتِهٖ تَمَاثِيلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ

۶۴۶۹ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهٗ

باب تصاویر

تصاویر تصویر کی جمع بمعنی صورت ہے۔ شیٔ کی حقیقت اور ہیئت کو صورت کہا جاتا ہے۔ تصاویر کے ابواب کی کتاب اللباس سے مناسبت بطور زینت ہے کیونکہ زینت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔

۶۴۶۸ — ترجمہ : ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں تصاویر ہوں۔ لیث نے اپنے استاد کے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سنا۔

۶۴۶۸ — شرح : اس حدیث میں ملائکہ سے مراد وحی کے فرشتے ہیں جیسے جبرائیل اور اسرافیل علیہما السلام اور وہ فرشتے جو انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ ہر گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ بیت الخلاء اور جماع کے سوا کسی وقت انسان سے جدا نہیں ہوتے۔ بعض نے ان سے مراد رحمت کے فرشتے مراد لئے ہیں جو انسانوں کے لئے رحمت اور استغفار کرتے ہیں۔ بیت سے مراد انسان کے رہنے کی جگہ ہے۔ اگرچہ جھونپڑی یا خیمہ وغیرہ ہو۔ جن کتوں سے شکار کرتے ہیں یا وہ حفاظت کے لئے رکھے جاتے ہیں یا کھیتی وغیرہ کے محافظ ہوتے ہیں وہ اس عموم سے خارج اور فرشتوں کے گھروں میں داخل ہونے سے مانع نہیں۔ جس گھر میں عمومی کتا ہو وہاں فرشتے اس لئے نہیں آتے کہ ان سے شیطان کا تعلق ہوتا ہے یا یہ نجاست کھاتے ہیں اور نجاست سے ان کا اختلاط ہوتا ہے۔ دراصل کتے والے گھر میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کی حکمت اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں؛ کیونکہ خنزیر بھی پلید ہے اور کوئی گھر شیطان سے خالی نہیں ہوتا اور اکثر بلی بھی نجاست کھاتی ہے، حالانکہ جس گھر میں بلی یا خنزیر وغیرہ ہوں وہاں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کی کوئی روایت نہیں۔ صورت سے مراد وہ صورت ہے جس میں روح ہو اور اس کا سر نہ کٹا ہو اور نہ ہی اسے روندھا جاتا ہو یا اتنی باریک ہو کہ دور سے ظاہر نہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَصْنَعُوْنَ ھٰذِہِ الصُّوَرَ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ

ہوتی ہو۔ اس مسئلہ میں ہم حدیث ۴۲۶۹ ج ۱ کی شرح میں بسط سے تحریر کر چکے ہیں۔ فارجع الیہ۔

باب قیامت میں تصویریں بنانیوالوں کو عذاب

۴۴۶۹ — ترجمہ: مسلم نے کہا ہم مسروق کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر تھے۔ مسروق نے ان کے صحن میں صورتیں دیکھیں تو کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے سنا اُنھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ قیامت میں جن لوگوں کو سخت تکلیف عذاب ہوگا وہ تصویریں بنانے والے ہیں۔

۴۴۷۰ — شرح: بعض علماء نے کہا تمثال اور صورت میں فرق نہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ حیوان میں صورت کا اطلاق ہوتا ہے اور تمثال حیوان اور غیر حیوان میں عام ہے۔

بعض نے کہا تمثال کا جسم ہوتا ہے اور صورت کپڑے یا دیوار پر نقش ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ » اور مصورین کو سخت عذاب کا مقتضیٰ یہ ہے کہ صورت بنانے والوں کو فرعون سے زیادہ سخت عذاب ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشد الناس میں ناس سے تمام لوگ مراد نہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہیں لہٰذا فرعون کو اِن لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ہوگا جنہوں نے الوہیۃ کا دعویٰ کیا ہے اور جس نے ذی روح کی صورت عبادت کے لئے بنائی اس کو اس مصور سے زیادہ سخت عذاب ہوگا جو ذی روح کی صورت عبادت کے لئے نہیں بناتا۔

بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ مصورین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ایسی صورت بنائے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی گئی ہے اور جانتے ہوئے وہ یہ قصد کرتا ہے وہ آلِ فرعون میں داخل ہے اور جس کا قصد یہ نہ ہو وہ تصویر بنانے میں گنہگار ہے۔

توضیح میں ہے کہ حیوان کی تصویر بنانا سخت حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اگرچہ وہ تصویر روندی جاتی ہے یا نہ۔ بہر حال تصویر بنانا حرام ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خلقت سے مشابہت ہے پھر اس میں کوئی امتیاز نہیں کہ تصویر کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دیوار پر ہو یا درہم و دینار پر ہو اور غیر ذی روح کی صورت حرام نہیں جیسے درخت وغیرہ کی صورت بنائے یہ جاننا ضروری ہے کہ ذی روح صورت

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ

۶۴۷۱ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ

۶۴۷۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ فَرَأَى أَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بنانا بہرحال حرام ہے اس کا سایہ ہو یا نہ ہو ۔ امام مالک، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے (عینی) حدیث ۲۶۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں ۔

۶۴۷۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو قیامت میں عذاب دیا جائے گا اُن سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں روح ڈالو (یہ امر عاجز کرنے کے لئے ہے جب وہ زندہ نہ کر سکیں گے تو عذاب میں مبتلا رہیں گے)

باب تصویر توڑ دینا

۶۴۷۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمران بن حطان سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں کوئی ایسی شئی نہ چھوڑتے جس میں صورتیں ہوں مگر اس کو توڑ دیتے تھے ۔

۶۴۷۱ — شرح : تصالیب وہ تصاویر ہیں جو صلیب کی مانند ہوں ؛ چنانچہ جس کپڑے پر صلیب جیسے نقش ہوں اس کو مصلب کہا جاتا ہے ۔ یہ تصلیب

يَقُولُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ

بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيرِ

۶۴۷۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ

کی جمع ہے نقض کے معنیٰ ہیں اس کو توڑ دینا اور اس کی صورت بگاڑ دینا۔

۶۴۷۲ — ترجمہ : ابو زرعہ نے کہا میں ابوہریرہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ایک گھر میں داخل ہُوا۔ ابوہریرہ نے گھر کے اُوپر ایک مصوّر کو دیکھا جو تصویریں بنا رہا تھا۔ اُنہوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی مانند پیدا کرتا ہے۔ چاہیئے کہ وہ دانہ خلق کریں اور انہیں چاہیئے کہ چیونٹی پیدا کریں پھر ابوہریرہ نے پانی کا برتن منگوایا اور دونوں ہاتھ بغلوں تک دھوئے۔ میں نے کہا اے ابا ہریرہ کیا یہ تم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے؟ اُنہوں نے کہا زیور پہننے کے انتہائی جگہ تک دھوئے۔

۶۴۷۲ — شرح : اس سے اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ" زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا حلیہ سے مُراد سفیدی ہے جو قیامت میں اس اُمّت مرحومہ کے وضو کے آثار سے ہوگی (لوگ پانچ کلیان ہوں گے)۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں تصویریں بنانے والوں کو بہت بڑا ظالم کہا ہے؛ حالانکہ کافر اس سے بڑا ظالم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو عبادت کے لئے بتوں کی تصویریں بناتا ہے وہ بہت بڑا ظالم ہے بلکہ دوسرے کافروں سے اس کو عذاب زیادہ ہوگا کیونکہ اس کا کفر زیادہ قبیح ہے۔
واللہ ورسولہ اعلم!

اَفۡضَلُ مِنۡهُ قَالَ سَمِعۡتُ اَبِیۡ قَالَ سَمِعۡتُ عَائِشَةَ قَالَتۡ قَدِمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مِنۡ سَفَرٍ وَقَدۡ سَتَرۡتُ بِقِرَامٍ لِّیۡ عَلٰی سَهۡوَةٍ لِّیۡ فِیۡهِ تَمَاثِیۡلُ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ هَتَکَهٗ وَ قَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ الَّذِیۡنَ یُضَاهُوۡنَ بِخَلۡقِ اللّٰهِ قَالَتۡ فَجَعَلۡنَاهُ وِسَادَةً اَوۡ وِسَادَتَیۡنِ

۶۴۷۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ دَاوٗدَ عَنۡ هِشَامٍ عَنۡ اَبِیۡهِ عَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مِنۡ سَفَرٍ وَعَلَّقۡتُ دُرۡنُوۡکًا فِیۡهِ تَمَاثِیۡلُ فَاَمَرَنِیۡ اَنۡ اَنۡزِعَهٗ فَنَزَعۡتُهٗ وَکُنۡتُ اَغۡتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مِنۡ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ

باب تصویریں جو پاؤں میں روندی جائیں

۶۴۷۳ ترجمہ: سفیان نے کہا میں نے عبدالرحمن بن قاسم سے سُنا آج کے روز عبدالرحمٰن سے افضل کوئی نہیں انہوں نے کہا میں نے اپنے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر سے سُنا کہ میں نے ام المومنین عائشہ سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے اس حال میں کہ میں نے اپنے چبوترہ پر منقش پردہ لٹکایا تھا جس میں تصاویر تھیں جب اس کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا قیامت میں سب لوگوں سے سخت عذاب میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی مشابہت کرتے ہیں ام المومنین نے فرمایا ہم نے اس منقش پردہ کے ایک یا دو تکیے بنا لئے۔

۶۴۷۳ شرح: قِرام بکسر القاف منقش چادر ہے۔ سہوہ بفتح السین وفتح الواو چبوترہ ہے یا صحن ہے جو کمروں کے سامنے ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصوّر تکیہ جو گھر میں ہوتا ہے اس میں حرج نہیں اور وہ رحمت کے فرشتوں کے

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُودَ عَلَى الصُّوَرِ

۶۴۷۵ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَقُلْتُ أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا هٰذِهِ النُّمْرُقَةُ قُلْتُ لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّوَرُ

کے آنے سے مانع نہیں (حدیث ۲۳۱۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۴۷۴ــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے میں نے پردہ لٹکا یا ہوا تھا جس میں صورتیں تھیں۔ حضور نے مجھے حکم دیا کہ میں پردہ کو دُور کر دوں تو میں نے اس کو دُور کر دیا اور میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں سے غسل کرتے تھے۔

۶۴۷۴ــ شرح : اس حدیث کی پہلی بابوں سے مناسبت اس طرح ممکن ہے کہ غالبًا یہ پردہ غسلخانہ میں تھا۔ دُرنوک بضم الدال وسکون الراء وبضم النون بمعنی پردہ ہے۔

باب جس نے صورتوں پر بیٹھنا پسند نہ کیا

۶۴۷۵ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹا گدا خریدا جس میں صورتیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ پر ہی کھڑے رہے اور اندر

۶۴۷۶ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُوَرٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ

داخل نہ ہو سکے میں نے عرض کیا میں اللہ کے حضور اس سے توبہ کرتی ہوں جو میں نے گناہ کیا ہے۔ فرمایا یہ گدا کیسا ہے میں نے عرض کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں فرمایا یہ صورتیں بنانے والے قیامت میں عذاب دیئے جائیں گے اُن سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اُن کو زندہ کرو اور جس گھر میں صورت ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔

۶۴۷۵ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویروں والے گدے پر بیٹھنے اور اس پر تکیہ لگانے کو پسند نہ کیا تھا اس سے ظاہر ہے کہ صورت پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ یہ حدیث اُن حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ مصوّر کپڑا پہننا اور اس پر بیٹھنا اور تکیہ لگانا مکروہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت کا سایہ ہو یا نہ وہ کپڑا بُنتے وقت دھاگوں سے بنائی جائے یا نقش کی جائے بہرکیف تصویر حرام ہے۔ نُمرُقہ کے معنی ہیں چھوٹا گدا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا صورتوں والے پردے کے دو گدّے بنا دیئے تھے جن پر حضور تشریف رکھتے اور تکیہ لگاتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویروں والا پردہ استعمال کیا ہے اور اور اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور نے صورتوں والا پردہ استعمال نہیں کیا بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں میں تعارض نہیں کیونکہ جب پردہ کے دو گدّے بنائے تو صورتیں کٹ گئیں اور وہ اصلی حالت پر نہ رہی تھیں اس لئے اس کے گدّے بنا لئے گئے تھے سو اس تغییر پر صورت دخولِ ملائکہ سے مانع نہیں ہوتی لیکن جب صورت اصلی حالت پر ہو تو مانع ہوتی ہے۔

۶۴۷۶ ترجمہ: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے

يَوْمَ الْاَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ اَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ اِلَّا رَقْمٌ فِىْ ثَوْبٍ وَقَالَ
ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ زَيْدٌ حَدَّثَهُ اَبُوْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں صُورت ہو۔ بُسر نے کہا پھر زید بیمار ہوگئے۔ ہم اُن کی بیمار پُرسی کو گئے تو کیا دیکھا کہ اس کے دروازے پر صورت ہے۔ میں نے عُبید اللہ سے کہا جو ام المؤمنین میمونہ زوجۂ محترمہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ربیب (پروردہ) ہیں۔ کیا پہلے روز ہمیں زید نے صورتوں کے متعلق خبر نہ دی تھی؟ عُبید اللہ نے کہا کیا تم نے اُن سے یہ نہ سُنا تھا مگر کپڑے میں نقش و نگار ہوں تو حرج نہیں۔ ابن وہب نے عمرو بن حارث، بُکیر اور زید کے واسطے سے ذکر کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس طرح روایت کی ہے۔

۶۴۷۶ — شرح : خطابی نے کہا مُصوّر وہ ہے جو حیوانات کی شکلیں بنائے اور نقاش وہ ہے جو درختوں وغیرہ کی شکلیں بنائے۔ لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ نقاش اس وعید میں داخل نہیں کہ ایسے مکان میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اگرچہ یہ بھی مکروہ ہیں اور لایعنی اشیاء میں دل مشغول ہوتا ہے۔

امام طحاوی نے کہا کہ اِلَّا رَقْمًا فِىْ ثَوْبٍ سے مراد یہ ہے کہ مصوّر کپڑا پاؤں روندھا جائے اور بچھونا کی طرح ذلیل کیا جائے تو اس میں حرج نہیں؛ چنانچہ علماء نے کہا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ کو پسند نہیں فرمایا اور جو پاؤں میں روندھا جائے اس کو مکروہ نہیں جانا، کیونکہ اس میں صورتوں کی توہین ہے۔ امام ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر قسم کی صورت سے منع فرمایا تھا۔ اگرچہ نقش ... ہو؛ کیونکہ لوگوں نے ابھی صورتوں کی عبادت ترک کی تھی۔ اس لئے سب سے منع فرما دیا۔ جب لوگ پُوری طرح اس میں مستقر ہوگئے تو ضرورت کے باعث نقش و نگار والے کپڑے مباح کر دیئے اور وہ صورتیں بھی مباح کر دیں جن کو پاؤں میں روندھا اور ذلیل کیا جاتا ہے، کیونکہ ذلیل شئ کی جاہل عبادت نہیں کرتے تھے اور جو صورتیں ذلیل و خوار نہ کی جاتی تھیں اُن کی تحریم بدستور باقی رہی۔ (عینی)

Marfat.com

بَابُ کَرَاهِیَۃِ الصَّلٰوۃِ فِی التَّصَاوِیْرِ

۶۴۷۷ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُھَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَۃَ سَتَرَتْ بِہٖ جَانِبَ بَیْتِھَا فَقَالَ لَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمِیْطِیْ عَنِّیْ فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ تَصَاوِیْرُہٗ تَعْرِضُ لِیْ فِیْ صَلَاتِیْ

باب صورتوں والے کپڑوں میں نماز کی کراہت

۶۴۷۷ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا پردہ تھا جس کے ساتھ انہوں نے اپنے گھر کی جانب پردہ کیا ہوا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا یہ پردہ مجھ سے ہٹالو کیونکہ اس کی صورتیں میری نماز میں میرے سامنے ہوتی ہیں۔

۶۴۷۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کو لٹکتے رہنے دیا اور نماز پڑھتے رہے حالانکہ ام المؤمنین کی نمرقہ والی حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہی نہ ہوئے تھے جس میں پردہ پر صورتیں تھیں حتی اس کو اتار دیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ ام المؤمنین کی حدیث میں پردہ کی صورتیں ذی روح کی تصویریں تھیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذوات ارواح کی صورتیں نہ تھیں بلکہ نقش ونگار تھے۔ حدیث ۲۹۸ ج ۱ میں اس کی تفصیل دیکھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع ہونا چاہیئے اور دل صرف نماز کے لئے فارغ ہونا چاہیئے اور جو چیز خشوع سے مانع ہو اس کا ازالہ کر دینا چاہیئے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز اس حال میں پڑھو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر یہ حال نہ ہو تو نماز اخلاص سے پڑھتے رہو کیونکہ خالق کائنات تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں خیالات کا آنا نماز کو قطع نہیں کرتا۔

بَابٌ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ

۶۴۷۸ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هُوَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ

بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُوْرَةٌ

۶۴۷۹ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جس گھر میں صورت ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے“

۶۴۷۸ ـــ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا تو اس میں تاخیر کردی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت شاق گزرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ سے جبرائیل علیہ السلام نے ملاقات کی حضور نے اس سے تاخیر کرنے کی شکایت کی تو اس نے کہا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں صورت ہو اور نہ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں کتا ہو (حدیث ۲۰۱۶ ج ۵) کی شرح دیکھیں

اِنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اِنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ مَاذَا اَذْنَبْتُ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ

باب جو کوئی اس گھر میں داخل نہ ہُوا جس میں تصویر ہے ،،

۶۴۷۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاسم بن محمد کو خبر دی کہ انھوں نے ایک گدا خریدا جس میں صورتیں نقش جب اس کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہُوئے ۔ ام المؤمنین نے حضور کے چہرۂ انور پر کراہت کا اثر دیکھا تو عرض کیا یا رسُول اللہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کے حضور توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے ؟ حضور نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے ام المؤمنین نے فرمایا میں نے یہ اس لئے خرید کیا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان صورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں رُوح ڈالو اور فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ۔

(حدیث ۱۹۷۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

۶۴۸۰ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوكِلَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ

بَابٌ ــــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

باب جس نے مصوِّر پر لعنت کی

۶۴۸۰ــــ ترجمہ : ابو جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے پچھنے لگانے والا غلام خرید کیا تو اُنہوں نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خون کی قیمت کتے کی قیمت اور فاحشہ عورت کی اُجرت سے منع فرمایا اور سود کھانے اور کھلانے والے سرمہ اور نیل بھرنے اور بھروانے والی اور تصویریں کھینچنے والے پر لعنت فرمائی۔

(حدیث ۱۹۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْاِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

۶۴۸۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى اِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَرَآءَهُ

۶۴۸۱ — ترجمہ : سعید نے کہا میں نے نضر بن انس بن مالک کو قتادہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں ابن عباس کے پاس تھا جبکہ لوگ اُن سے سوال پُوچھ رہے تھے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر نہ کرتے تھے حتیٰ کہ اُن سے پُوچھا گیا تو کہا میں نے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے دُنیا میں تصویر بنائی اس کو قیامت میں تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے وہ رُوح نہ پھونک سکے گا۔

۶۴۸۱ — شرح : یعنی وہ رُوح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا۔ اس کی طاقت سے مافوق اس کو تکلیف دی جائے گی۔ جیسے قرآن کریم میں ہے: حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ،، یہ تعلیق بالمحال ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ مصوّر کو عذاب ختم نہ ہوگا ؛ کیونکہ اس کو تصویر میں رُوح پھونکنے کی تکلیف دی جائے گی اور عذاب کی غایت روح پھونکنے تک ہے اور حضور کے ارشاد کے مطابق روح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مصوّر ہمیشہ کے لئے عذاب میں رہے گا، لیکن یہ اس مصوّر پر محمول ہے جو تصویر بنانے سے کافر ہوجائے جیسے بت کی صورت بنائے تاکہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کی جائے جو کفر ہے یا رُوح پھونکنے سے مراد مطلق حیات کا وجود ہے حتیٰ کہ وہ صورت حیوان ہوجائے یا پُورا حیوان ناطق بن جائے۔ ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس میں روح پھونکے حتیٰ کہ اس میں مطلق حیات پائی جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کسی کو سواری پر پیچھے بٹھانا

۶۴۸۲ — ترجمہ : اُسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ الثَّلٰثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

۶۳۸۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ اُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاٰخَرَ خَلْفَهُ

گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس پر فدک کی بنی ہوئی چادر تھی اور اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا تھا ۔

۶۳۸۲ ــ شرح : اس حدیث کی کتاب اللباس سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس حدیث کی غرض سواری کے لباس پر بیٹھنا ہے اگرچہ بیٹھنے والے متعدد ہوں اور فدک چادر سے یہ معنی واضح ہوتا ہے ۔

(حدیث ۲۷۸۵-۸۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب ایک سواری پر تین آدمیوں کا بیٹھنا

۶۳۸۳ ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے حضور کا استقبال کیا تو آپ نے ایک کو آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھالیا ۔

۶۳۸۳ ــ شرح : بعض روایات میں سواری پر تین مردوں کے بیٹھنے میں ممانعت مذکور ہے اگر ان کی صحت تسلیم کرلی جائے تو ان کا محمل یہ ہے کہ جب سواری تین مردوں کو اٹھانے کی متحمل نہ ہو اور عاجز ہو تو تین کا اس پر بیٹھنا ممنوع ہے جیسے گدھا تین مردوں کا متحمل نہیں ہوسکتا لیکن اگر سواری تین کو اٹھاسکے جیسے اونٹ یا خچر ہو تو جائز ہے ۔ (حدیث ۱۹۸۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ ۶۴۸۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ذُكِرَ الْأَشَرُّ الثَّلَاثَةُ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ أَشَرُّ أَوْ أَيُّهُمْ أَخْيَرُ

باب سواری کے مالک کا کسی کو اپنے آگے بٹھانا"

بعض نے کہا سواری کا مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے مگر یہ کہ کسی کو آگے بیٹھنے کی اجازت دیدے "

۶۴۸۴ ــــ ترجمہ : ایوب نے بیان کیا عکرمہ کے پاس ذکر کیا گیا کہ ایک سواری پر تین مردوں کا بیٹھنا سخت بُرا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے؛ حالانکہ قثم کو آگے اور فضل کو پیچھے بٹھایا ہُوا تھا یا قثم کو پیچھے اور فضل کو آگے بٹھایا ہُوا تھا۔ ان میں سے کون بُرا اور کون اچھا ہے۔

۶۴۸۴ ــــ شرح : یعنی عکرمہ کے پاس ذکر کیا گیا کہ ایک سواری پر تین آدمیوں کا بیٹھنا شر اور ظلم ہے اور اگلا پچھلے سے زیادہ شر ہے۔ عکرمہ نے اس کی تردید کرتے ہُوئے کہا ابن عباس سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قثم کے پیچھے اور فضل کو آگے بٹھایا ہُوا تھا اب بتاؤ کہ ان میں سے کون اشر اور کون بہتر ہے۔ قولہ اَشَرُّ الثَّلَاثَۃُ "

بَابُ اِرْدَافُ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ

۶۴۸۴۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا اٰخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ

بالاضافت ہے اور ساشتر اور ساخیر بھی فصیح لغت ہے یا اشتر معرّف باللام اضافت لفظیہ مد الحسن الوجہ اور انصار سے الرحل ہے کے قبیلہ سے ہے لہذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اشتر اور اخیر غریب ہے اور شتر اور خیر مشہور لغت ہے۔

قثم بن عباس رضی اللہ عنہما

ہاشمی ہیں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری زمانہ پایا ہے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے ان کو مکہ مکرمہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر امیر معاویہ کے عہد میں سمرقند گئے اور وہیں شہید ہو گئے اور وہیں مدفون ہوئے بعض نے کہا ان کی قبر "مرو" میں ہے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ ان کی قبر سمرقند میں ہے۔

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

ہاشمی ہیں غزوہ حنین میں جب لوگ بھاگ گئے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے ۔ صحیح روایت کے مطابق اٹھارہ ہجری میں فوت ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

باب آدمی کا سواری پر کسی کو پیچھے بٹھانا

۵۴۸۵ ترجمہ : معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوہ کی لکڑی تھی فرمایا اے معاذ! میں نے لبیک یا رسول اللہ وسعدیک کہا پھر کچھ وقت چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ۔ پھر کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ و سعدیک (میں حضور کی خدمت میں کھڑا ہونے کے بعد کھڑا ہوں حضور کی خدمت کرتا ہوں اور مدد کے بعد مدد کرتا ہوں) فرمایا کیا جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے۔ میں نے عرض کیا ۔ واللہ ورسولہ اعلم! فرمایا اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں پھر کچھ دیر چلے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک "میں بار بار حاضر ہوں اور بار بار مدد کرتا ہوں" فرمایا کیا جانتے ہو۔ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے جبکہ وہ یہ کریں۔ میں نے عرض کیا ۔ اللہ ورسولہ اعلم ۔ فرمایا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ دے گا ۔

۵۴۸۵ شرح : حضرت معاذ کا یہ کہنا کہ میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوہ کی لکڑی تھی ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حضور کے بہت قریب تھے تاکہ سننے والے کے دل میں متمکن ہو اور وہ اچھی طرح ضبط کرلے ۔

قولہ آخرۃ ،، یہ کجاوہ کی لکڑی ہے جس پر سوار پیچھے کی طرف تکیہ لگاتا ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ اللہ کا حق ادا کریں گے اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے تو وہ ان کو عذاب نہ دے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے بندوں کا حق اپنے ذمہ لیا ہے ورنہ اللہ پر کسی کا حق نہیں یا یہ بطور مشاکلہ ہے جیسے قرآن کریم میں ہے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ،، حالانکہ اللہ کا نفس نہیں صرف بطور مشاکلت فرمایا ہے ۔ قولہ وَسَعْدَیْكَ ،،

عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

بَابُ اِرْدَافِ الْمَرْاَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ

۶۴۸۶ــــ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَاِنِّي لَرَدِيْفُ اَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيْرُ وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْاَةَ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا اُمُّكُمْ

سَاعَدْتُ طَاعَتَكَ مُسَاعَدَةً بَعْدَ مُسَاعَدَةٍ " یعنی میں تیری طاعت کا پوری طرح پابند ہوں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ کو بار بار فرمانا اے معاذ! تاکید پر مبنی ہے تاکہ حضرت معاذ کلام کی اہمیت کی طرف متوجہ ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا شریک بنانے والا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جو اللہ کا شریک نہیں بناتا، اگرچہ کبائر کا مرتکب ہو اس کی بخشش یقینی ہے اس میں معتزلہ کا رد ہے جن کا یہ مذہب ہے کہ کبائر کا مرتکب مخلد فی النار ہے۔ یہ عقیدہ نص قطعی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ "

باب سواری پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا

۶۴۸۶ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر سے آئے جبکہ میں ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے اور حضور کی ایک بیوی سواری پہ آپ کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی اچانک اونٹنی پھسل

فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَنَا اَوْرَاَى الْمَدِيْنَةَ قَالَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْاُخْرٰى

۶۴۸۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى

گئی تو میں نے کہا عورت گر پڑی میں سواری سے اُترا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری ماں ہے۔ میں نے کجاوہ مضبوط باندھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے۔ جب قریب آئے اور مدینہ منورہ کو دیکھا تو فرمایا ہم واپس آنے والے ہیں اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

۶۴۸۷ — شرح: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا والد مالک ہے اور ابوطلحہ ان کی والدہ کے شوہر ہیں جبکہ مالک کی وفات کے بعد ابوطلحہ نے انس کی والدہ اُمّ سُلیم سے نکاح کر لیا تھا۔ اس غزوہ میں حضرت انس کو بطور خدمت ہمراہ لائے تھے۔ بعض نساء سے مراد ام المؤمنین صفیہ ہیں رضی اللہ عنہا۔ قولہ المرأۃُ مرفوع اور منصوب ہے۔ اگر مرفوع ہو تو معنی یہ ہیں عورت گر پڑی اور اگر منصوب پڑھیں تو معنی یہ ہیں عورت کو گرا دیا یا عورت کو پکڑ اور اس کی نگہبانی کر یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور یہ تمہاری ماں ہے اس لئے فرمایا کہ تم پر ان کی خدمت اور تعظیم واجب ہے تاکہ وہ خدمت میں کوشش کریں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ انس کا کلام ہے لیکن در اصل یہ ابوطلحہ کا کلام ہے! کیونکہ اس وقت انس کی عمر صرف دس برس تھی وہ کمسن تھے۔

(حدیث ۲۸۷۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْاَدَبِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

۶۴۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ ابْنُ الْعَيْزَارِ اَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرِو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَر

باب چت لیٹنا اور ایک پاؤں دُوسرے پاؤں پر رکھنا

۶۴۸۸ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مسجد شریف میں چت لیٹے ہوئے تھے اس حال میں کہ ایک پاؤں دُوسرے پاؤں پر رکھا ہُوا تھا

۶۴۸۸ — شرح : بعض علماء نے مسلم کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صمّاء ایک کپڑے میں احتباء اور چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے سے منع فرمایا سے استدلال کیا کہ اس طرح لیٹنا مکروہ ہے اس کا جواب دیا کہ بخاری کی اس حدیث سے وہ منسوخ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم راحت اور آرام کے لئے اس طرح لیٹے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی لیٹتے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان حضرات کو مسلم کی حدیث کا نسخ معلوم تھا (حدیث ۴۷۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَوْمَأَ بِيَدِهٖ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِيْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَدَبِ

شریعت مطہرہ میں ادب معتبر ہے وہ اچھی باتوں پر واقف ہونا یا مکارم اخلاق سے متصف ہونا ہے۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ بڑے کی تعظیم و توقیر کرنا اور چھوٹے سے نرمی کرنا (کرمانی) مجمع البحار میں ہے کہ ادب کے معنی اچھے اخلاق ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ ادب افعال اور اخلاق سب کو شامل ہے۔ صراح میں ہے کہ ادب کا معنی ہر چیز کی نگہداشت کرنا ہے۔

ادب کا لغوی معنی جمع کرنا ہے اور لوگوں کو طعام کے لئے جمع کرنے اور ان کو کھانے کے لئے بلانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اسی لئے جو کھانا دعوت اور شادی کے لئے تیار کیا جائے اس کو مأدبہ کہتے ہیں

باب نیکی اور صلۂ رحم

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے لوگوں کو والدین سے نیکی کرنے کی وصیت کی ہے" ۵۴۸۸ ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے ولید بن عیزار نے خبر دی کہ میں نے عمرو شیبانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کے مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے عبداللہ بن مسعود کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

بَابُ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ

۴۴۸۹ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ وَقَالَ اِبْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ مِثْلَهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ اِبْنُ اَخِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شُبْرُمَةَ

کونسا عمل اللہ کو محبوب ہے فرمایا نماز اپنے وقت میں ادا کرنا پھر کہا اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو پسند ہے فرمایا پھر والدین سے نیکی کرنا ابن مسعود نے کہا اس کے بعد کونسا عمل ہے فرمایا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ابن مسعود نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کی خبر دی اگر میں حضور سے زیادہ طلب کرتا تو اور بھی فرماتے۔

۴۴۸۸ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الایمان میں گزرا ہے کہ کھانا کھلانا اسلام میں بہترین عمل ہے۔ نیز فرمایا محبوب تر عمل وہ ہے جس پر دوام و استمرار کیا جائے۔ اگرچہ قلیل ہو اس کا جواب یہ ہے ان روایات میں اختلاف اوقات و احوال یا حاضرین کے اعتبار سے ہے اس کی تقریر حدیث ۵۰۴ ج ۱ کی شرح میں دیکھیں)

باب لوگوں میں کون سب سے زیادہ حسن موافقت کا مستحق ہے،،

۴۴۸۹ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے جناب رسول اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں کون سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا مستحق ہے فرمایا تیری ماں، کہا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں! کہا پھر کون؟ فرمایا تیرا والد! ابن شبرمہ، یحییٰ بن ایوب نے کہا ابوزرعہ نے اس کی مثل ہم سے بیان کیا۔

۶۴۸۹ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا تیری ماں تیرے حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے اور چوتھی بار والد کو ذکر کیا کیونکہ ماں حمل کی حالت میں پھر بچے کی پرورش اور تربیت میں بہت مشقت برداشت کرتی ہے۔

بعض علماء نے کہا نان ونفقہ اور خدمت کرنے میں ماں زیادہ مستحق ہے اور تعظیم وتکریم اور آداب اور خدمت میں کمربستہ رہنے کا والد زیادہ مستحق ہے۔ والدہ کے زیادہ مستحق ہونے میں چند احادیث مذکور ہیں:

طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں جہاد کی خواہش کرتا ہوں لیکن جہاد کرنے کی طاقت نہیں۔ حضور نے فرمایا کیا تیری ماں یا باپ ہے؟ اس نے کہا صرف ماں زندہ ہے فرمایا ماں کی خدمت کر جب تو نے یہ کرلیا تو حاجی اور عمرہ کرنے والا ہے۔

طبرانی نے صغیر میں بریدہ کی حدیث ذکر کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنی ماں کو اپنی گردن پر چھ سات میل سخت گرمی میں کندھوں پر اٹھایا ہے اگر اس گرمی میں گوشت کا ٹکڑا رکھ دیا جائے تو وہ پک جاتا ہے کیا میں نے اس کا شکریہ ادا کردیا ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا یہ تو صرف اس کے ایک احسان کا بدل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اور عرض کیا میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ نے آپ کے لئے مکہ مکرمہ فتح کردیا تو میں بیت اللہ شریف میں آؤں گا اور اس کی دہلیز کو بوسہ دوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ماں کے دونوں پاؤں چوم تو تمہاری نذر پوری ہوجائے گی (طبرانی)

طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بال بچے اور ماں باپ ہیں اُن میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے۔ حضور نے فرمایا تیری ماں، باپ، بہن اور بھائی حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر جو ان کے قریب ہیں ابن ماجہ اور نسائی میں معاویہ بن جاہمہ کی حدیث ہے۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے ہمراہ جہاد کا ارادہ کیا ہے اس سے میں اللہ کی رضا طلب کرتا

بَابٌ لَا يُجَاهِدُ اِلَّا بِاِذْنِ الْاَبَوَيْنِ

۲۴۹۰ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ وَشُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُجَاهِدُ قَالَ لَكَ اَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ

چاہتا ہوں اور قیامت میں ثواب کا امیدوار ہوں فرمایا تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہے فرمایا واپس چلے جاؤ اس کی خدمت کرو پھر میں نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہے فرمایا واپس چلے جاؤ اس کی خدمت کرو پھر میں نے دوسری جانب سے آکر یہی عرض کیا فرمایا واپس چلے جاؤ اور اپنی ماں کی خدمت کرو پھر میں نے تیسری بار یہی عرض کیا تو فرمایا تیرے لئے خرابی ہو جاؤ اپنی ماں کے پاؤں پکڑو اور جنت کی خوشبو لو "

محاسبی نے کہا نیکی اور طاعت میں والد پر ماں کی فضیلت پر علماء کا اجماع ہے۔ حسن بصری سے پوچھا گیا والدین سے نیکی کرنا کیا شئی ہے انہوں نے کہا اپنا سارا مال اُن پر خرچ کر دو اور معروف میں ان کی اطاعت کرو (عینی)

باب ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے "

۲۴۹۰ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمرو نے کہا ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا میں جہاد کروں؟ حضور نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا اُن کی خدمت کرنا جہاد ہے (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب

بَابٌ لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَهٗ

٦٤٩١ ـــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهٗ فَيَسُبُّ أُمَّهٗ ـــ

جہاد فرض کفایہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے۔ یہ ان کی اجازت پر موقوف ہے۔
(اس کی تفصیل حدیث ع ٢٨٠٢ ج: ۴ کی شرح میں دیکھیں)

باب کوئی بھی اپنے والدین کو گالی گلوچ نہ کرے "

٦٤٩١ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی اپنے والدین پر لعنت کرے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کوئی اپنے والدین پر لعنت کیسے کرسکتا ہے فرمایا آدمی کسی کے والد کو گالی دے تو وہ اس کے والد کو گالی دے گا اور وہ کسی کی ماں کو گالی دے گا

٦٤٩١ ـــ شرح : ترمذی میں ہے کہ اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ابوبکرہ کی حدیث میں ہے کہ تین بہت بڑے گناہ ہیں۔ ایک اللہ کا شریک بنانا دوسرا والدین کی نافرمانی کرنا تیسرا جھوٹی گواہی دینا ہے۔ ان کے علاوہ اکبر الکبائر گناہ بہت ہیں: چنانچہ ناحق مومن کو قتل کرنا، جہاد میں میدانِ کارزار سے بھاگ نکلنا، پاک دامن عورت کو تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، شراب پینا، کسی کی طرف جھوٹی بات منسوب

بَابُ إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

۶۴۹۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

کرنا، اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا، خیانت کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، گواہی چھپانا، قصداً نماز ترک کرنا، عہد شکنی کرنا، چھوٹے گناہوں پر اصرار کرنا، نسب غیر کی طرف کرنا، جھوٹا خواب بنانا۔ علاوہ ازیں کبائر بہت ہیں۔ تقریباً سات سو تک پہنچتے ہیں۔ یہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ "لَا کَبِیْرَۃَ مَعَ الْاِسْتِغْفَارِ وَلَا صَغِیْرَۃَ مَعَ الْاِصْرَارِ" یعنی صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ والدین کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہ ہے جب سائل نے والدین کو گالی دینا بعید جانا تو تعجب سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا جب کسی کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے گا گویا اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ معلوم ہوا حرام فعل کا سبب بھی حرام ہوتا ہے۔ اسی طرح تصویر بنوانا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھینچنے والے پر لعنت فرمائی اور جو کوئی تصویر بنواتا ہے وہ اس کا سبب ہوتا ہے، لہٰذا تصویر بنانے والا بھی ملعون قرار پاتا ہے "صَرَّحَ بِهِ الشَّامِیُّ"

باب جو ماں باپ سے نیکی کرے اس کی دعاء کا قبول ہونا

۶۴۹۲ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُنْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا
فَقَالَ أَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِي
صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ
بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَإِنَّهُ نَأٰى بِيَ الشَّجَرُ يَوْمًا
فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ
فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا مِنْ
نَوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ
فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى
مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ وَقَصَّ
الْحَدِيْثَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ وَقَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ

نے فرمایا ایک وقت تین آدمی چل رہے تھے اُن کو بارش نے آلیا وہ پہاڑ کی غار میں گھس گئے تو
ان کی غار کے منہ میں پہاڑ سے عظیم پتھر گرا جس سے اس کا منہ بند ہو گیا تو ان میں سے بعض نے کہا اپنے
عمل دیکھو جو تم نے نیک عمل اللہ کے لئے کئے ہیں اور اُن کے وسیلہ سے اللہ کے حضور دعا کرو!
شاید وہ اس کو کھول دے اُن میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے بوڑھے والدین تھے اور چھوٹے
چھوٹے بچے بھی تھے میں اُن کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا جب میں شام کو اُن کے پاس آتا تو میں دودھ
دوہتا اور اپنے والدین سے ابتداء کرتا۔ بچوں سے پہلے ان کو دودھ پینے کو دیتا۔ ایک دن درخت
بہت دور ہو گئے (جن کے پتے چراتا تھا) اور میں شام کو دیر سے آیا۔ والدین کو دیکھا تو وہ سو رہے
تھے۔ میں نے حسب عادت دودھ دوہا جیسے دوہا کرتا تھا اور تازہ دودھ لا کر والدین کے سرہانے
کھڑا ہو گیا اور ان کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ اُن سے پہلے بچوں کو

كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهَا فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

پلاؤں اور بچے میرے پاؤں کے پاس چلا رہے تھے میرا اور میرے والدین کا یہ طریقہ دیر تک رہا حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی (اے اللہ) اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہمارے لئے کچھ راستہ کھول دے ہم اس سے آسمان دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ راستہ کھول دیا حتیٰ کہ وہ اس سے آسمان دیکھتے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی بیٹی تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا جیسے لوگ اپنی بیویوں سے محبت کرتے ہیں میں نے اس کا نفس اس سے طلب کیا اس نے انکار کیا حتیٰ کہ میں اس کو سو دینار دوں میں نے کوشش کر کے پانچ سو دینار جمع کئے

(پھر بموجب شرط جو پائی تھی) وہ لے کر اس کے پاس آیا۔ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اُس نے کہا اے اللہ کے بندے خدا سے ڈر مہر کو نہ کھول میں اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہمارے لئے پتھر سے راستہ کھول دے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے کچھ اور کھول دیا۔ (تیسرے) نے کہا اے اللہ! میں نے ایک فرق (ڈاھڈ سیر) کے عوض ایک مزدور سے اُجرت کروائی جب اُس نے پورا کام کرلیا تو کہا مجھے میرا حق دو میں نے اس کا حق پیش کر دیا۔ اُس نے اس کو ترک کر دیا اور اپنے حق سے اعراض کیا اس کے بعد میں اس حصے کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ اس سے میں نے بیل گائے اور ان کے چرانے والا خرید کرلیا وہ کچھ مدت بعد میرے پاس آیا اور کہا اللہ سے ڈر مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق مجھے واپس کردے میں نے کہا یہ بیل گائے اور اُن کا چرواہا سب لے جاؤ۔ اُس نے کہا اللہ سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق نہ کر میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا ہوں۔ یہ بیل گائے اور اُن کا چرواہا لے جا۔ (یہ سب کچھ تیرا ہے)۔ اُس نے وہ لئے اور چلتا ہُوا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری طلب رضا کے لئے کیا ہے تو جو راستہ باقی رہ گیا ہے وہ بھی کھول دے۔ اللہ تعالیٰ نے سارا پتھر اُن سے ہٹا دیا۔

۴۴۹۲ — شرح : نفر، تین سے دس تک عدد کو نفر کہتے ہیں۔ غار پہاڑ کی کوکھ کو کہتے ہیں۔ اس کا منہ دروازہ ہے۔

قولہ فَاَطْبَقَتْ ،، ساری زمین کو بارش نے گھیر لیا۔ صِبْیَۃٌ ،، صَبِیٌّ کی جمع ہے چھوٹے چھوٹے بچے۔ رُحْتُ رُحٌ سے ہے۔ دن کے آخر میں آیا۔ نَاَیَ بِیَ الشَّجَرُ ،، یعنی درخت ہماری جگہ سے دُور ہو گئے جن سے بکریوں کو چارہ دیتا تھا۔ حِلاب ، بکسر الحا تازہ دودھ جس برتن میں دودھ دوہا جائے اس کو حلاب کہا جاتا ہے۔ یَتَضَاغَوْنَ ،، ضَغَا سے ہے یعنی وہ چلاتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اولاد کا نفقہ ماں باپ کے نفقہ پر مقدم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُن کے دین میں یہ جائز تھا۔

فُرجہ بضم الفاء دیوار کے فرجہ سے ماخوذ ہے (تھوڑا سا راستہ) یہاں یہی مراد ہے۔ اگر فَرجہ کی فاء پر فتحہ پڑھیں تو اس کے معنیٰ مصیبت اور غم کے ہیں لَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ ،، بکارت کے ازالہ کی طرف اشارہ ہے۔

فَرَق ،، میں سولہ رطل گنجائش کرتے ہیں۔ ایک رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دعاء کرنا والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی خدمت کرنا اگر بیوی اور اولاد پر ترجیح دینا افضل عمل ہے۔ حرام کاری سے بچنا موجب سعادت ہے کسی کی حق تلفی

بَابُ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

قَالَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

حرام ہے اور لوگوں کے حقوق کی نگہداشت سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ یہ نیک اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور انہیں وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۲۰۷۶ ج ۳ کی شرح میں دیکھیں) (حدیث ۲۱۸۳ ج ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

باب والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا ہے "

۶۴۹۳۔ ترجمہ: مغیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، منع اور ہات، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کیا ہے۔ قیل و قال کثرتِ سوال اور اضاعتِ مال کو تمہارے لئے برا جانا ہے۔

۶۴۹۳۔ شرح: عقوق عق سے مشتق ہے اس کے معنی شق اور قطع ہیں۔ عَقَّ عَنْ وَلَدِہٖ اور عَقَّ وَالِدَہٗ کے مصدروں میں فرق ہے عق عن ولدہ کی مصدر عَقٌّ اس کے معنی ہیں اپنے بچے کا عقیقہ کیا اور اس کی طرف ساتویں دن سے جانور ذبح کیا۔ اور عَقَّ وَالِدَہٗ کی مصدر عُقوق ہے اس کے معنی ہیں نافرمانی اولاد پر والدین کی اطاعت

اس حد تک واجب ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ ہو۔ اگر والدین معصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت واجب نہیں۔ اگر نفل نماز پڑھتے وقت والدین آواز دیں تو ان کی اطاعت مقدم ہے نفل ترک کر دے۔ الحاصل اباحتِ شریعت میں والدین کی اطاعت نہیں۔
"منع وہات" جس کا عطا کرنا تم پر ضروری ہے اس کو منع کرنا حرام ہے اور جس کو لینا تمہارے لئے مناسب نہیں۔ اس کی طلب تم پر حرام ہے۔ ھاتِ "بکسر التاء ہے ایتاء مصدر سے امر حاضر معروف ہے یہ دراصل اٰت تھا ہمزہ کو ہا سے بدلا گیا ہے۔

واء والبنات" یعنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا تم پر حرام ہے۔ جاہلیت میں لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے اور ان کو زندہ قبروں میں دفن کر دیتے تھے۔ سب سے پہلے قیس بن عاصم تمیمی نے یہ کیا تھا۔ اس کے کسی دشمن نے حملہ کر کے اس کی بیٹی قید کر کے اپنے تصرف میں کر لی تھی پھر ان میں صلح ہوگئی تو اُس نے اپنی بیٹی کو اختیار دیا کہ اپنے باپ کو چاہتی ہے یا اپنے شوہر کو پسند کرتی ہے اُس نے شوہر کو پسند کیا تو قیس نے قسم کھائی کہ اس کی جو بیٹی پیدا ہوگی اس کو زندہ قبر میں دفن کریگا اس عمل پر عرب اس کی اتباع کرتے ہوئے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے جس کو اسلام نے حرام قرار دیا اور قرآن میں اللہ نے فرمایا ان کے متعلق قیامت میں پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کے سبب انہیں زندہ درگور کیا گیا تھا۔

عرب میں بعض لوگ وہ بھی تھے جو اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے تاکہ ان کے مال محفوظ رہیں اور مزید خرچ نہ برداشت کرنا پڑے یا اُن کے پاس گنجائش نہ ہوتی تھی تو فاقہ کے ڈر سے اولاد قتل کر دیتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین پر چلنے پھرنے والے کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ سب سے پہلے ہمام بن غالب بن صعصعہ کے دادا صعصعہ نے اس بُری رسم کا خاتمہ کیا جو کوئی لڑکی کو زندہ درگور کرنے کا ارادہ کرتا وہ اس کو فدیہ دے کر بچا لیتا تھا چنانچہ فرزدق نے کہا:

وَجَدِّی الَّذِی مَنَعَ الْوَائِدَاتِ وَاَحْیَ الْوَئِیْدَ فَلَمْ یُوْءَدِ

"میرا دادا وہ ہے جس نے زندہ درگور کرنے سے منع کیا اور زندہ درگور ہونے والی کو زندہ رہنے دیا اور اُس نے درگور نہ کیا"

قیل و قال" یہ دونوں مصدر ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے قال قولاً وَقیلاً وَ قالاً، حدیث میں ربیعہ کی لغت کے مطابق الف نہیں لکھا گیا۔ اس کے معنی لایعنی باتوں میں کثرتِ قول سے منع فرمایا۔ تکرار تاکید کے لئے ہے یا یہ دونوں فعل ہیں قیل فعل ماضی مجہول ہے اور قال فعل ماضی معروف ہے۔ دونوں کا فاعل ضمیر ہے اس کے معنی یہ ہیں قیل لفلاں کذا۔ فلاں کے لئے اس طرح کہا گیا۔ اور فلاں نے اس طرح کہا استکثار سے اجتناب کرتے ہوئے اس طرح اختصار کیا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ لوگوں

۶۴۹۴ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ مَرَّتَيْنِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ

کے اقوال کی حکایت ہو کہ فلاں نے ایسا کہا اور فلاں سے ایسا کہا گیا یا یہ امور دین میں استعمال ہوتے ہیں جبکہ احتیاط اور دلیل کے بغیر نقل کیا جائے (حدیث ۱۳۹۲ ج : ۲ اور ۲۲۴۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں) اضاعة المال ،، فضول خرچی کرنا اور حرام کاری میں مال خرچ کرنا مال کو ضائع کرنا ہے۔ اسی طرح بے دینوں اور گمراہیوں کی اعانت کرنا بھی اضاعتِ مال ہے۔ واللہ اعلم!

۶۴۹۴ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بہت بڑے گناہ کی خبر نہ دوں ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور ہمیں یہ خبر دیں۔ فرمایا اللہ کا شریک بنانا ، والدین کی نافرمانی کرنا۔ حضور تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی نہ دینا۔ یہ فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے کہا آپ خاموش نہ ہوں گے ،،

۶۴۹۴ــــ شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا میں تمہیں خبردار نہ کروں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم دین کو چاہیئے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو جو بتانا چاہے اُن پر پیش کرے تا کہ وہ بغور استماع کریں اور جس میں اُن کی صلاح ہو اس پر انہیں ابھارے اور اس کی رغبت دلائے۔

(حدیث ۲۲۴۸ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۴۹۵ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَكْثَرُ ظَنِّيْ اَنَّهٗ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ

۶۴۹۵ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے گناہوں کو ذکر کیا یا آپ سے بڑے بڑے گناہوں کو ذکر کیا یا آپ سے بڑے بڑے گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اللہ کا شریک بنانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پھر فرمایا کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں ؟ فرمایا جھوٹی بات کرنا یا جھوٹی گواہی دینا۔ شعبہ نے کہا میرا غالب گمان یہ ہے کہ حضور نے فرمایا جھوٹی گواہی دینا۔

۶۴۹۵ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصوصیت سے اس پر زجر اور وعید فرمائی ہے اس کے اکبر گناہ (بہت بڑا) ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ والد بظاہر صورت کے اعتبار سے بیٹے کا موجد ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ والدین سے احسان کرو چنانچہ ارشاد ہے : وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ اگر یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ جھوٹی بات یا جھوٹی گواہی کی کیا توجیہ ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل جھوٹ میں انحراف ہوتا ہے اور استعمال میں باطل کو ایسا مزین کرنا ہوتا ہے کہ وہ حق ہے۔ بعض نے کہا یہاں قول زور ،، سے مراد کفر ہے، کیونکہ کافر جھوٹا گواہ ہوتا ہے اور جھوٹی بات کرتا ہے یہ اس کا محمل یہ ہے کہ جھوٹی بات کرنا حلال جانتا ہے یا یہ اکبر کبائر میں سے ہے
زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ :
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ،، میں اللہ تعالیٰ نے شرک اور جھوٹی بات کو جمع کیا ہے، کیونکہ شرک اور جھوٹی بات ایک ہی شیٔ کا گمان ہے کہ بتوں کی عبادت حق ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ

بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

۴۴۹۶ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِي اَبِي قَالَ اَخْبَرَتْنِي اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ اَتَتْنِي اُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهَا لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ —

نے فرمایا بتوں کی عبادت سے بچو جو ہر جھوٹ کا اصل ہے اور جھوٹی بات کرنے سے بچو،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "قولِ زُور،، یعنی جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات کو یہاں اکبر الکبائر فرمایا اور دُوسرے مقام میں ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ،، کونسا گناہ اعظم یعنی عظیم تر ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا اعظم گناہ ہے عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا گناہ اعظم ہے فرمایا روٹی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا نیز ابھی ابھی گزرا ہے کہ شرک اور عقوق الوالدین میں برابری ہے تو یہ اکبر الکبائر کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اکبر الکبائر کے مراتب احوال اور اس پر مرتب مقاصد کے اعتبار سے مختلف ہیں یا مراد یہ ہے کہ شرک کے سوا اکبر الکبائر مراد ہے؛ کیونکہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ علی الاطلاق اکبر (معاذ اللہ) شرک ہے (کرمانی) (حدیث ۲۴۷۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب والد مشرک سے صلہ رحمی

۴۴۹۶ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں میری ماں میرے پاس آئی، حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرتی تھی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا۔ کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کروں؟ ! ہاں ضرور صلہ رحمی کرو۔ ابن عیینہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اللہ تم کو اُن لوگوں سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین میں مقاتلہ نہیں کیا"

بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ

۶۴۹۷ــ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ

۶۴۹۶ــ شرح : اسماء کی ماں کا نام "قیلہ بنت عبد العزیٰ" ہے۔ بعض نے کہا، یہ اسماء کی رضاعی ماں تھی۔ اس حدیث میں لفظ "راغبۃ" میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ میری نیکی اور میرے صلہ میں رغبت کرتی ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ اسلام سے اعراض اور نفرت کرتی ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار سے معاہدہ تھا اور اُن سے مصالحت کا زمانہ تھا۔

دوسرا احتمال صحیح تر ہے؛ کیونکہ اگر وہ اسلام میں رغبت کرتی تو اسماء کو اس سے صلہ رحمی کرنے میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ والدین سے احسان کرنے میں لفظ "بر" متعارف ہے لیکن یہاں لفظ "صلہ" ذکر کیا ہے؛ کیونکہ والد کے کفر کے سبب ولادت کا حکم ساقط ہے باقی صرف قرابت رہ جاتی ہے اس لئے "صلۃ الوالد المشرک" کہا ہے۔

(حدیث ۲۴۴۴ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورت کا اپنی ماں سے احسان کرنا حالانکہ اس عورت کا شوہر ہے

۶۴۹۷ــ ترجمہ : اسماء نے کہا میری ماں آئی، حالانکہ وہ عہد قریش اور اُن کے صلح کی مدت میں مشرکہ تھی جبکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۴۹۸ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سُفْيٰنَ اَخْبَرَهُ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعِفَافِ وَالصِّلَةِ

بَابُ صِلَةِ الْاَخِ الْمُشْرِكِ

۴۴۹۹ ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ

سے معاہدہ کیا تھا۔ وہ اپنے والد کے ہمراہ آئی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا اور کہا میری ماں آئی ہے، حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرتی ہے کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ حضور نے فرمایا ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔

۴۴۹۸ ــــ ترجمہ: عبید اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر سنائی کہ ان کو ابو سفیان نے خبر دی کہ ہرقل نے ان کو پیغام بھیجا اور کہا تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم کرتے ہیں ابو سفیان نے کہا وہ ہم کو نماز، صدقہ، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں،،

(حدیث: ۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب ۴ مشرک بھائی سے صلہ رحمی کرنا

۴۴۹۹ ــــ ترجمہ: عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے ریشمی دھاری دار چادر فروخت

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ رَأَى عُمَرُ حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْتَعْ هٰذِهٖ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاِذَا جَاءَكَ الْوُفُوْدُ قَالَ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَاَرْسَلَ اِلٰی عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ كَيْفَ اَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنْ لِتَبِيْعَهَا اَوْ تَكْسُوْهَا فَاَرْسَلَ عُمَرُ اِلٰی اَخٍ لَهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمَ

ہوتی دیکھی تو عرض کیا یا رسُولَ اللہ ! آپ یہ چادر خرید فرمالیں اور یہ جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس وفد آئیں تو پہنا کریں حضورؐ نے فرمایا اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ چادریں آئیں تو حضورؐ نے عمر فاروق کو ایک چادر بھیجی ۔ انہوں نے کہا یا رسُولَ اللہ ! میں یہ کیسے پہنوں حالانکہ آپ نے ان کے متعلق فرمایا تھا وہ جو فرمایا تھا حضورؐ نے فرمایا میں نے یہ تم کو پہننے کے لئے نہیں بھیجی لیکن اس کو بیچ دو یا کسی کو دے دو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں رہنے والے اپنے بھائی کو ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے بھیج دی ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھائی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ بھائی عثمان بن حکیم بن امیہ بن حارثہ ہیں یہ عمر فاروق کے حقیقی بھائی نہیں تھے بلکہ وہ ان کے مادرزاد بھائی زید بن خطاب کے بھائی تھے ان کی والدہ اسماء بنت وہب بن جبیب بن حارث ہیں ۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ حنتمہ یا خثمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں ۔ ابن ہشام نے ذکر کیا کہ اس کے مرد حکیم بن امیہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ

۶۵۰۰ــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ مُوسٰى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمٰنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا ....

مُوسٰى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَا لَهُ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا قَالَ كَأَنَّهُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ

باب صلہ رحمی کی فضلت

۶۵۰۰ــــ ترجمہ : ابو ایوب نے کہا عرض کیا گیا یارسولَ اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے (تحویل) عبدالرحمٰن، بہز، شعبہ ابن عثمان بن عبداللہ بن موہب اور ان کے والد عثمان بن عبد اللہ کے ذریعہ روایت ہے جبکہ ابن عثمان اور ان کے والد عثمان دونوں نے موسٰی بن طلحہ کے ذریعہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

بَابُ اِثْمِ الْقَاطِعِ

۶۵۰۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ

سے سُنا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! مجھے ایسے عمل کی خبر دیں جو مجھے جنّت میں داخل کرے لوگوں نے کہا یہ کیا ہے یہ کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ ضرورت مند ہے اور حضور نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو صلہ رحمی کرو (اب اونٹنی کو) چھوڑ دو گویا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اونٹنی پر سوار تھے

۶۵۰۰ — شرح : مَالَہٗ مَالَہٗ ،، کلمہ ما استفہام کے لئے ہے تاکید کے لئے مکرر آیا ہے۔ قولہ أَرِبٌ مَالَہٗ ،، أَرِبٌ میں ہمزہ مفتوح اور راء مکسور حَذِرٌ کے وزن پر ہے اس کے معنیٰ ،، صاحب حاجت ، ضرورتمند ،، کے ہیں۔ یہ مبتدا محذوف خبر ہے یعنی ھُوَ أَرِبٌ ،، وہ ضرورت مند ہے محتاج ہے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو دیکھا کہ وہ سوال کرنے میں بڑا حریص ہے تو اس کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے بطور استفہام یہ فرمایا تھا اس کلمہ کو مفتوح العین ،، أَرَبٌ ،، بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس وقت معنی یہ ہیں کہ اس کو حاجت ہے ضرورت ہے یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی ،، لَہٗ أَرَبٌ ،، اسے ضرورت ہے۔ (حدیث ۱۳۱۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ کیوں فرمایا ،، ذَرْھَا ،، اس کا جواب ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اونٹنی پر سوار تھے اور وہ شخص اونٹنی کی مہار پکڑ کر سوال پوچھ رہا تھا۔ حضور نے جواب کے بعد فرمایا اب سواری کو چھوڑ دو اور چلنے دو۔ بعض نے یہ تقریر کی ہے کہ اس آدمی نے جب سوال پوچھا تھا اس وقت وہ سوار تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خیال فرمایا کہ وہ جلدی جانا چاہتا ہے جب اس کا جواب سے مقصود حاصل ہو گیا تو فرمایا سواری چھوڑ دو اور اپنی منزل اختیار کرو اب تمہارا مقصد پورا ہو گیا۔

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ

۶۵۰۲ـــ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدٍ

باب قطع رحم کا (رشتہ توڑنے کا) گناہ

۶۵۰۱ـــ ترجمہ : محمد جُبیر بن مطعم نے کہا کہ جُبیر بن مُطعِم نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ رشتہ توڑنے والا قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا"

۶۵۰۱ـــ شرح : اس میں اختلاف نہیں کہ صلہ رحمی فی الجملہ واجب ہے اور اس کو قطع کرنا کبیرہ گناہ ہے صلہ رحمی کے کچھ درجات ہیں کم از کم درجہ یہ کہ ناراضگی ترک کر دے اور سلام و کلام سے صلہ کرے قدرت اور حاجت کے اختلاف سے صلہ کی مختلف حالتیں ہیں بعض حال میں صلہ رحمی واجب ہے اور بعض صورت میں مستحب ہے۔ اگر بعض حالات میں صلہ کیا اور پوری طرح نہ کیا تو اس کو قطع رحمی نہیں کہتے جس رحم کو ملانا ہو اور اس کا صلہ واجب ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ ذی رحم محرم ہو کہ اگر دو مرد اور عورت ہوں تو ان کا باہم نکاح حرام ہو جیسے بہن، پھوپھی، بھانجی، خالہ بھتیجی وغیرہ مرد ہونے کی صورت میں اس تقدیر پہ چچا اور ماموں کی اولاد ذی رحم نہیں، کیونکہ ان سے نکاح جائز ہے۔ درست یہ ہے کہ ذی رحم سے مطلقاً رشتہ دار مراد ہیں جو وراثت میں معتبر ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا معصیت کے باعث مومن کافر نہیں ہوتا لہٰذا وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ حدیث میں قاطع کا مفعول محذوف ہے جب عامل کا معمول محذوف ہو تو اس میں عموم ہوتا ہے، لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جن امور کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا وصل کیا جائے اور توڑا نہ جائے ان کو قطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ اس تقدیر پہ وہ کافر ہے یا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قطع رحمی کو حلال اور جائز سمجھتا ہے وہ جنت میں نہ جائے گا، کیونکہ یہ بھی کفر ہے یا معنی یہ ہیں کہ جو شخص رشتہ داری توڑ دیتا ہے تو پہلے جنت میں نہ جائے گا بہت دیر بعد داخل ہوگا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

ابْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

باب جس کی صلہ رحمی کے سبب رزق میں فراخی ہوئی

۶۵۰۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔

۶۵۰۲ — شرح : "اَنْ یُنْسَأَ" کا مادہ نسأ بمعنی تاخیر ہے یعنی اس کی اجل مؤخر کی جائے اثر سے مراد اجل ہے؛ کیونکہ وہ عمر کے بعد آتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے آجال مقرر ہو چکی ہیں اسی طرح رزق بھی مقرر ہو چکے ہیں ان میں کمی وبیشی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کسی کی موت کا وقت آجائے تو اس میں تاخیر نہیں اور نہ وہ اجل سے پہلے مر سکتے ہیں اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ زیادتی سے مراد برکت ہے یعنی صلہ رحمی کرنے والے کی عمر میں برکت ہوتی ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ تابعداری کی توفیق دیتا ہے اور بد اعمالی سے بچاتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے کی عمر حقیقۃً زیادہ ہو جاتی ہے جو فرشتہ عمر کے لئے مقرر ہے یہ اس کے علم کے اعتبار سے ہے اور جو لوح محفوظ میں محو و اثبات کے ساتھ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ" اللہ جو چاہے مٹاتا ہے اور جو چاہے ثابت رکھتا ہے جیسے فلاں شخص کی عمر ساٹھ برس ہے لیکن اگر وہ صلہ رحمی کرے گا، تو اس کی عمر دس برس بڑھا دی جائے اور ستر برس کر دی جائے گی؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ہوگا جانتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادتی نقصان غیر متصور ہے۔ اس کو قضاء مُبرم کہا جاتا ہے

۶۵۰۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

زیادتی نقصان فرشتوں کے دفاتر میں مکتوب کے اعتبار سے ہے اس کو قضاء مُعلّق کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اس کا اچھا ذکر باقی رہتا ہے گویا کہ وہ مرا ہی نہیں جیسے علم نافع پڑھا کر فوت ہو گیا یا صدقہ جاریہ اور نیک اولاد چھوڑ گیا یہ عمل ختم نہیں ہوتا۔

۶۵۰۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر میں درازی ہو تو وہ صلہ رحمی کرے

۶۵۰۳ — شرح : صلہ رحمی کی فضیلت میں احادیث کثیرہ مروی ہیں :

(۱) بزار، طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی جو چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی اور رزق وسیع ہو اور اس کی موت بُری نہ ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔

(۲) ترمذی نے صلہ رحمی کے باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی صلہ رحمی کرنے سے اقارب میں محبت مال کی فراوانی اور عمر میں درازی ہوتی ہے۔

(۳) مسند امام احمد میں صحیح اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ صلہ رحمی، ہمسایہ سے حسن سلوک اور مخلوق سے اخلاص ملک کو آباد کرتے ہیں اور عمریں لمبی کرتے ہیں

(۴) کتاب الترغیب والترہیب میں ابوموسیٰ مدینی نے مرفوع روایت ذکر کی کہ والدین سے نیکی کرنا عمر کو دراز کرتا ہے اور جھوٹ رزق میں کمی کرتا ہے۔ والدین سے نیکی کرنا بہت بڑی صلہ رحمی ہے۔

(۵) حضرت ابن عباس اور ثوبان رضی اللہ عنہم نے تورات سے مسند روایت کی کہ اے آدم زاد انسان اپنے رب سے ڈر، ماں باپ سے نیکی کر۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کر میں تیری عمر کو دراز کروں گا۔

(۶) ثوبان سے مرفوع روایت ہے کہ والدین سے نیکی کرنا عمر میں درازی ہوتی اور صلہ رحمی سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللهُ

۶۵۰۴ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِیْ مُزَرِّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّیْ سَعِیْدَ بْنَ یَسَارٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهٖ قَالَتِ الرَّحِمُ هٰذَا

"یَمْحُوْ اللهُ مَا یَشَآءُ"، کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا صحیح صدقہ، والدین سے نیکی کرنا، نیک کام کرنے اور صلہ رحمی کرنا شقاوت کو سعادت سے تبدیل کر دیتے ہیں عمر میں اضافہ کرتے ہیں اور بُری موت سے محفوظ کرتے ہیں۔ اے علی جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے اللہ تعالیٰ اس کو مذکورہ خصلتیں عطاء کرتا ہے۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث کی روایت ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے انسان کی عمر کے اگر تین دن باقی رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر تیس ۳۰ برس بڑھا دیتا ہے اور جو انسان قطع رحمی کرتا ہے، حالانکہ اس کی عمر ابھی تیس سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کم کر کے تین دن کر دیتا ہے۔ ابو موسیٰ مدینی نے اس حدیث کو حسن کہا۔ نیز انہوں نے کتاب الترغیب والترہیب میں عبدالرحمٰن بن سمرہ سے مرفوع حدیث روائت کی کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے جبکہ ہم مدینہ منورہ کے صُفّہ میں تھے حضور نے فرمایا میں نے آج رات عجیب شئی دیکھی ہے میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ اس کے پاس ملک الموت آیا ہے کہ اس کی روح قبض کرلے وہ شخص اپنے والدین سے نیکی کیا کرتا تھا۔ نیکی آئی اور ملک الموت کو واپس کر دیا ابو موسیٰ نے کہا یہ حدیث حسن ہے (عینی، حدیث ۱۹۳۹ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی صلہ رحمی کرتا ہے اللہ اس سے ملتا ہے"

۶۵۰۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ

مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ نَعَمْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَارَبِّ قَالَ فَهُوَ لَكِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ

۶۵۰۵۔ حَدَّثَنَا خٰلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا جب اُن کو پیدا کرنے سے فارغ ہُوا تو رحم نے کہا یہ قطع رحمی سے تیری پناہ چاہنے کا مقام ہے۔ خداوند قدوس نے فرمایا ہاں (ایسا ہی ہے) کیا تو خوش نہیں کہ میں اس سے ملوں گا جو تجھ سے ملے گا اور اس سے تعلق منقطع کروں گا جو تجھ سے قطع تعلقی کرے گا۔ رحم نے کہا کیوں نہیں اے پروردگار عالم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو! قریب ہے کہ اگر تم نے منہ پھیر لیا تو زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔

۶۵۰۴۔ شرح: خلق سے مراد مخلوقات ہے یا مکلفین مراد ہیں اور فراغ سے مراد اس کا فیصلہ اور اتمام ہے کیونکہ اللہ کو کوئی شئی مشغول نہیں کرتی (کرمانی) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں مذکور رحم معانی میں سے ایک معنی ہے وہ کلام کیسے کر سکتا ہے؟ کیونکہ رحم قرابت ہے جس میں کئی افراد جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے رحم سے مراد اس کی شان کی عظمت اور اس کے واصل کی فضیلت اور اس کے قاطع کی مذمت مقصود ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ وہ کلام میں استعارات استعمال کرتے رہتے ہیں۔

۶۵۰۵۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم رحمٰن سے ملی ہوئی شاخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کوئی تجھے ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔

۶۵۰۶ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مُعٰوِيَةُ ابْنُ اَبِي مُزَرَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ

بَابٌ يُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا

۶۵۰۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ اَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ اِنَّ اٰلَ اَبِي قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ لَيْسُوا بِاَوْلِيَائِي اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ زَادَ عَنْبَسَةُ ابْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ

۶۵۰۵ — شرح : شِجنَہ بکسر الشین وسکون الجیم ہے۔ شین کو مضموم و مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ شجنہ کے معنی درخت کی ایک دوسرے سے ملی ہوئی جڑیں ہیں۔ اس کا نام رحمٰن سے اخذ کیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کے لئے اپنے نام سے اس کا نام نکالا ہے جو کوئی اس کو ملائے گا میں اس سے ملوں گا اور جو کوئی اس کو قطع کرے گا میں اس کو قطع کروں گا (ابوداؤد، ترمذی)۔ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ رحم رحمت کے ملے جلے آثار میں سے ایک اثر ہے جو اس کو قطع کرے وہ اللہ کی رحمت سے منقطع ہے۔ رحم کا نام رحمٰن کے نام سے مشتق ہے اس کو اللہ سے تعلق ہے یہ معنیٰ نہیں کہ رحم اللہ کی ذات کا جزو ہے۔

۶۵۰۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رحم شجنہ ہے جو اس کو ملائے گا میں اس سے ملوں گا اور جو اس کو قطع کرے گا میں اس سے تعلق منقطع کرتا ہوں۔

عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَاثِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا وَقَعَ وَبِبَلَالِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِبَلَاثِهَا لَا أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا

باب رحم کو اس کی نرمی سے تر کیا جائے

۶۵۰۷ — ترجمہ : عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خفاء کے بغیر علانیہ یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اٰل ابی فلاں، دو عمرو نے محمد بن جعفر کی کتاب میں کہا اس جگہ بیاض ہے؛ میرے دوست نہیں میرا ولی اور محب صرف اللہ اور نیک مومن ہیں۔ عنبسہ بن عبدالواحد نے بیان سے اُنہوں نے قیس سے اُنہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ، لیکن اُن سے رحم کا تعلق ہے میں انہیں رحم کی نرمی سے تر کرتا ہوں یعنی میں ان کی صلہ رحمی کے سبب صلہ کرتا ہوں" امام بخاری نے کہا ببلاثھا ایسے ہی مذکور ہے اور ببلالھا اچھا ہے اور ببلاثھا کی کوئی وجہ نہیں پہچانتا ہوں۔

۶۵۰۷ — شرح : بلال بروزن کتاب بمعنی نرمی یا حلق میں تھوڑی سی مٹھاس ہے۔ عمرو امام بخاری کے شیخ نے کہا محمد بن جعفر کی کتاب میں اٰل ابی فلاں ،، کی جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے اس میں کسی کی تصریح نہیں۔ بعض راویوں نے فتنہ کے خوف کے باعث کنایہ کیا ہے اور جس طرف اشارہ ہے وہ یا تو ابوسفیان یا حکم بن عاص ہے بعض نے کہا اٰل ابی فلاں سے مراد ابولہب ہے۔

قولہ صالح المؤمنین ،، اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے اور صالح اسم جنس ہے اس سے تمام نیک مومن مراد ہیں یعنی میرے دوست نیک مومن ہیں۔

قولہ لٰکن لھم ،، یعنی اٰل ابی فلاں میرے دوست نہیں ہیں، لیکن اُن سے میرا رحم کا تعلق ہے کہ وہ میرا قبیلہ ہے اور اُن سے قرابت رحم کی نسبت ہے میں ان کی تھوڑی سی رعایت کرتا ہوں۔

قولہ ببلاثھا ،، یعنی رحم کی مصیبت۔ اس کی کوئی معروف وجہ نہیں لہٰذا ببلالھا ہی درست ہے

بَابُ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ

۶۵۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيٰنُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میں کسی کی قرابت کی وجہ سے اس سے دوستی نہیں کرتا میں تو صرف اللہ اور نیک مؤمن سے محبت کرتا ہوں۔ میری محبت ایمانی اور اصلاحی ہے، لیکن میں رشتہداروں کے حق کا لحاظ کرتا ہوں اور ان کی پوری مدد کرتا ہوں۔ حدیث میں رحم کو پانی سے تر زمین سے تشبیہ دی جبکہ وہ پوری تر ہو تو پھل دیتی ہے اور جب اس کو چھوڑ دیا جائے تو خشک ہو جاتی ہے اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا۔ حلق کو پانی اور دودھ سے تر کرنے والے کو بلال کہا جاتا ہے۔ وصل کو بَلل کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ اتصال کو کہا جاتا ہے اور قطعیت کو یَبَس کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ انفصال کو چاہتی ہے۔

باب بدلہ چکانے والا واصل نہیں

یعنی واصل کی حقیقت یہ نہیں کہ اپنے ساتھی کو اس جیسا بدلہ دے، کیونکہ یہ تو معاوضہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وصل یہ نہیں کہ جو تم سے ملے تم اس سے ملو یہ تو بدلہ اور معاوضہ ہے لیکن وصل یہ ہے کہ جو تم سے تعلق منقطع کرے اس کو اپنے ساتھ ملاؤ۔ اس وصل پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُّوْصَلَ الاٰية

۶۵۰۸ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے سفیان ثوری نے کہا سلیمان اعمش نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا حسن بن عمرو فقیمی اور فطر بن خلیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو مرفوع ذکر کیا ہے

بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

۶۵۰۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ قَالَ حَكِيمٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ وَقَالَ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَقَ التَّحَنُّثُ التَّبَرُّرُ وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

کہ حضور نے فرمایا معاوضہ دینے والا واصل نہیں لیکن واصل وہ ہے کہ جب اس کا تعلق قطع کیا جائے تو اس کو ملائے ۔

بابٌ جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی پھر مسلمان ہوگیا ،،

۶۵۰۹ — ترجمہ : حکیم بن حزام نے بیان کیا یا رسُول اللہ مجھے اُن امور سے خبردار کریں جو میں جاہلیت کے زمانہ میں صلہ رحمی، غلام آزاد اور صدقہ وغیرہ کیا کرتا تھا کیا مجھے اُن کا ثواب حاصل ہوگا ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی نیکی کرنے کے باعث تو مسلمان ہُوا ہے نیز ابوالیمان سے أَتَحَنَّثُ مروی ہے ۔ معمر اور صالح اور ابن مسافر نے بھی أَتَحَنَّثُ کہا ہے ۔ محمد بن اسحاق نے کہا التَّحَنُّثُ کے معنی نیکی کرنا ہے اور ہشام نے اپنے

بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتّٰى تَلْعَبَ بِهٖ اَوْ قَبَّلَهَا اَوْ مَازَحَهَا

۶۵۱۰ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ

والد سے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔

۶۵۰۹ — شرح : اَرَءَيْتَ " کے معنی ہیں مجھے خبر دو اور اَلتَّحَنُّثُ کے معنی ہیں عبادت کرنا اس کے حقیقی معنی حِنث یعنی گناہ سے گزر جانا ہے گویا کہ عبادت گزار انسان اپنی ذات سے عبادت کے ذریعہ گناہ پھینک دیتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن سے جب حالتِ کفر میں نیک اعمال ہوتے تھے اُن پر اس کو ثواب حاصل ہوتا ہے (حدیث ۱۳۵۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب دُوسرے کے بچے کو چھوڑے رکھنا حتی کہ وہ اس کے ساتھ کھیلتا رہے یا اس کو بوسہ دیا یا اُس سے ہنسی کی

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ

۶۵۱۱ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ

۶۵۱۰ — **ترجمہ**: ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، حالانکہ میں نے زرد رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت اچھی ہے۔ عبداللہ نے کہا سَنَہ سَنَہ حبشی زبان میں بمعنی حَسَنَہ ہے۔ ام خالد نے کہا میں نے خاتم نبوت سے کھیلنا شروع کیا تو میرے والد نے مجھے زجر کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور کھیلنے دو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ فرمایا عبداللہ نے کہا قمیص باقی رہی حتیٰ کہ لوگوں میں اس کا ذکر ہونے لگا۔

۶۵۱۰ — **شرح**: زبر بمعنی زجر اور منع ہے۔ قولہ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ، یہ دونوں امر حاضر معروف کے صیغے ہیں۔ اَبْلِیْ کے معنی ہیں کپڑا پرانا کر دو اَخْلِقِیْ اخلاق سے امر ہے اس کے معنی بھی پرانا کرنا ہیں۔

قولہ فَبَقِیَتْ حَتّٰی ذَکَرَ، یعنی قمیص باقی رہی حتیٰ کہ لوگوں میں مشہور ہوئی؛ کیونکہ عادۃً قمیص اتنی مدت باقی نہیں رہ سکتی۔ ایک روایت میں "حَتّٰی ذَکَنَ"، بمعنی سواد ہے یعنی وہ باقی رہی حتیٰ کہ قمیص سیاہ ہو گئی۔ علامہ کرمانی نے کہا یعنی ام خالد نے لمبی زندگی بسر کی حتیٰ کہ اس کی قمیص کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ سیاہ ہو گئی۔ دکنہ سیاہی مائل رنگ ہے یعنی ام خالد بہت مدت زندہ رہیں حتیٰ کہ ان کی قمیص لوگوں میں مشہور ہو گئی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مرد نابالغ لڑکی سے اختلاط کر سکتا ہے اور اس سے مزاح بھی کر سکتا ہے اگرچہ وہ محرمہ نہ ہو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح حق تھا اگر مزاح حق نہ ہو تو وہ فاحشہ تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسا مزاح ہرگز جائز نہیں۔

(حدیث ۲۸۶۴، ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

باب بچے سے شفقت کرنا اس کو بوسہ دینا اور اس سے معانقہ کرنا

قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ انْظُرُوا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا

ثابت نے انس سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے شہزادے ابراہیم علیہ السّلام کو پکڑا اور انہیں بوسہ دیا اور سونگھا۔

۵۵۱۱ — ترجمہ : ابن ابی نُعم نے کہا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا جبکہ ایک آدمی نے اُن سے مچھر کے خون کے متعلق سوال پُوچھا تھا۔
ابن عمر نے کہا تو کن لوگوں میں سے ہے اُس نے کہا عراق والوں سے ہوں۔ ابن عمر نے کہا اس شخص کو دیکھو مجھ سے مچھر کے خون سے متعلق پوچھتا ہے (کہ احرام باندھنے والا اس کو مار دے تو اس کی جنایت کیا ہے) حالانکہ ان لوگوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شہزادی کے لختِ جگر کو قتل کیا ہے میں نے پیغمبر خدا علیہ السلام سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے حسن و حسین دُنیا میں میرے دو خوشبودار پھُول ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔

۵۵۱۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ دُنیا میں میرے دو خوشبودار پھول ہیں اور خوشبودار پھول کو سُونگھا جاتا ہے اور اولاد کو بھی سُونگھا جاتا ہے بوسہ دیا جاتا ہے اور معانقہ کیا جاتا ہے گویا کہ وہ خوشبو ہیں۔

(حدیث ۳۵۰۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۵۱۲ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

۶۵۱۲ــ **ترجمہ** : عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو بچیاں تھیں وہ مجھ سے کچھ مانگتی تھی اُس نے ایک کھجور کے سوا میرے پاس کچھ نہ پایا میں نے اس کو وہی دے دی اُس نے کھجور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی پھر اُٹھ کر چلی گئی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے حضور سے سارا ماجرہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جو کوئی اِن لڑکیوں میں سے کسی لڑکی کا والی ہوا اور اُن سے اچھا سلوک کیا تو یہ اُس کے لئے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں۔

۶۵۱۲ــ **شرح** : قولہ یَلِیْ " یہ فعل مضارع ولایت سے ہے بعض نسخوں میں اِبْتَلٰی " ابتلاء سے اور بعض میں بُلِیَ " ماضی مجہول بلاء سے ہے اور شَیْئًا " حرف جر حذف ہونے کے سبب منصوب ہے یعنی " بُلِیَ بِشَیْءٍ " اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں " بنات " جمع کا صیغہ ہے تو ایک یا دو لڑکیوں کا کیا حکم ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے مراد یہ ہے کہ ایک لڑکی دوزخ سے حجاب بن جاتی ہے۔ اگر بُلِیَ پڑھا جائے یا اِبْتَلٰی پڑھیں تو ان کو ابتلاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ عادۃً لوگ لڑکیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ بہرحال تینوں صورتوں میں تقریبًا معنیٰ ایک ہی ہے لڑکیوں سے اچھا سلوک کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کے کھانے پینے اور لباس کا اچھا اہتمام کرے اور ان کی حسب وسعت پوری کفالت کرے اور ان کا نکاح کرے اور اُن کے حقوق میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

۶۵۱۳ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا

۶۵۱۴ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ

طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ سے روایت ذکر کی ہے کہ جس کی تین لڑکیاں ہوں وہ اُن کے خورد ونوش اور رہائش وکفالت اچھی طرح کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا ایک اور دو لڑکیوں کا بھی یہی حال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کا حق لڑکوں کے حق سے زیادہ مضبوط اور مؤکد ہے کیونکہ وہ کمزور اور صنفِ نازک ہونے کے باعث اکتسابِ رزق، حُسنِ تصرّف اور بلند رائے رکھنے سے قاصر ہوتی ہیں جب وہ بیوہ ہو جاتی ہے تو والد کے پاس لوٹ آتی ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین صدقہ کی رہنمائی نہ کروں؟ تمہاری بیٹی جو لوٹ کر تمہارے پاس آجائے اور تمہارے سوا اس کو کوئی کھلانے پلانے والا نہیں تو جو رقم اس پر خرچ کروگے وہ بہترین صدقہ ہے (ابن ماجہ)

۶۵۱۳ـــ ترجمہ: ابوقتادہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے جبکہ اُمامہ بنت ابی العاص حضور کے کندھے پر تھی۔ آپ نے نماز پڑھی جب رکوع کرتے اُس کو اُتار دیتے جب سجدہ سے سرِ مبارک اُٹھاتے تو اس کو اُٹھا لیتے۔ (حدیث: ۴۹۶ جلد اکی شرح دیکھیں)

۶۵۱۴ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی علیہما السلام کا بوسہ لیا جبکہ حضور کے پاس اَقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع نے کہا میرے دس بیٹے ہیں میں نے اُن میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع کی

ابْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسٌ فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

۶۵۱۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ أَمْلِكُ لَكَ إِذَا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ

۶۵۱۶ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا بِسَقْيٍ إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی طرف دیکھا پھر فرمایا جو کسی پر رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۶۵۱۴ ــ شرح: یعنی جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس کو بنظر کراہت دیکھا تھا۔

۶۵۱۵ ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا تم بچوں کے بوسے لیتے ہو۔ ہم تو ان کے بوسے نہیں لیتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرے دل سے اللہ تعالیٰ رحمت نکال دے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

۶۵۱۵ ــ شرح: حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت کھینچ لی ہے تو میں

اَتُرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَلَّا تَطْرَحَهٗ فَقَالَ لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا

بَابُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ

۶۵۱۷ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا

تیرے دل میں رحمت لانے پر قادر نہیں ہُوں ۔

۶۵۱۶ — ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے اچانک اُن قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کے پستان دودھ سے بھرے ہُوئے تھے وہ اِدھر اُدھر پھرتی تھی اچانک اُس نے قیدیوں میں ایک بچہ پایا تو اس کو پکڑ لیا اور اس کو اپنی چھاتی سے لگا کر دودھ پلایا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کیا تم گمان کرتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی ۔ ہم نے عرض کیا اگر یہ اس کو آگ میں نہ پھینکنے پر قادر ہو تو نہیں پھینکے گی ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے اپنے بچے کی نسبت اللہ اپنے بندوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے ۔

۶۵۱۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بچہ گم ہو چکا تھا اس لئے جب وہ کوئی بچہ دیکھتی تو اس کو دودھ پلاتی تھی تاکہ اس کی چھاتی دودھ سے ہلکی ہو جب اُس نے بعینہٖ اپنا بچہ پا لیا تو اس کی چھاتی سے لگا لیا اور بہت خوش ہُوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر قیامت میں رحم کرے گا اور انہیں دوزخ میں نہ پھینکے گا ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کو آدمیوں سے بھرے گا اور مسلمان اور کافر سب اللہ کے بندے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرتے ہیں جن کے باعث وہ دوزخ کے مستحق ہو جاتے ہیں وہ اللہ کے حکم کا خلاف کرتے ہیں اور اُن سے اللہ راضی نہیں ہوتا گویا کہ وہ اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالتے ہیں ؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو کمر سے پکڑتا ہوں کہ دوزخ میں چھلانگیں نہ مارو اور تم زبردستی سے دوزخ میں گرتے ہو جیسے پروانے آگ میں گرتے ہیں ؛ حالانکہ ان کو منع کیا جاتا ہے ۔

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ فِيْ مِائَةِ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ جُزْءًا وَّاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى يَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ

باب اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں

۶۵۱۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں۔ اُس نے اپنے پاس ننالوے حصے روک رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین پر اُتارا ہے اس ایک حصے کے باعث مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ گھوڑا اپنے بچے سے اس کو تکلیف پہنچنے کے خوف سے اپنا کھرا اُٹھالیتا ہے۔

۶۵۱۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ کی رحمت غیر متناہی ہے سو دو سو حصے نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ رحمت وہ قدرت ہے جس کا تعلق ایصالِ خیر سے ہے (خیر پہنچانے کی قدرت رحمت ہے) قدرت صفت واحد ہے اس کے متعلقات غیر متناہی ہیں سمجھانے کے لئے تمثیل کے طور پر سو حصوں میں منحصر کیا ہے تاکہ یہ سمجھنے میں آسانی ہو کہ جو ہمارے پاس ہے وہ کم ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سو حصوں کی تعیین میں کیا حکمت ہے، حالانکہ عربوں کی عادت ہے کہ کثرت کے لئے ستر کا عدد استعمال کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس خاص عدد کا اطلاق کثرت کے لئے ہے ستر بھی تو سو کے اجزاء میں سے ہے۔ نیز یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ آخرت کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) حصے زیادہ ہے اگر ہر جزو آگ کا ہر جزو رحمت سے مقابلہ کیا جائے تو رحمتیں تیس (۳۰) اجزا

بَابُ قَتْلُ الْوَلَدِ خَشْيَةَ اَنْ يَاكُلَ مَعَهٗ

۶۵۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّ هُوَ خَلَقَكَ ثُمَّ قَالَ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّاكُلَ مَعَكَ ثُمَّ قَالَ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ تَصْدِيْقَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

زیادہ ہوں گی اس سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت میں رحمت عذاب سے زیادہ ہوگی اس کی تائید سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے: غَلَبَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ ،، گھوڑے کی مثال بیان کرنے میں یہ حکمت ہے کہ دوسرے حیوانات کی نسبت گھوڑا اپنے بچّہ پر زیادہ شفقت کرتا ہے۔ یَتَرَاحَمُ ،، ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں"

باب بچّوں کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ اس کے ساتھ کھائیں گے

۶۵۱۸ — ترجمہ: عمرو بن شرحبیل نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے حضور نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے کہا پھر کونسا؟ فرمایا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ: وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ،، نازل کی۔

۶۵۱۸ — شرح: اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

۶۵۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ صَبِيًّا فِي حِجْرِهِ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ

بہت بڑا گناہ اور اکبر الکبائر سے ہے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اکبر الکبائر جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی ہے لیکن اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اللہ کا شریک بنانا تمام گناہوں سے بڑا گناہ اور اکبر الکبائر سے ہے بہرحال ہر مقام میں اس کے مقتضیٰ کا حال معتبر ہے؛ چنانچہ جھوٹ بولنا قولی معاصی سے اکبر ہے۔ قتل فعل معاصی سے اکبر ہے جن کا لوگوں کے حقوق سے تعلق ہے اور ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرنا زناء کے تمام انواع سے اکبر ہے۔ پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق مذکور آیت کریمہ سے فرمائی کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو بلاوجہ قتل نہیں کرتے ہیں جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زناء کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں قتل اور زناء کو سلکِ اشراک میں داخل کیا ہے معلوم ہوا کہ یہ تمام معاصی اکبر الکبائر اور بہت بڑے گناہ ہیں۔

باب بچے کو گود میں کرنا

۶۵۱۹۔ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود شریف میں کوئی بچہ کیا اس حال میں کہ اس کو گھٹی دے رہے تھے۔ اس نے حضور پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا (حدیث ۲۲۴ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

۶۵۲۰ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا وَعَنْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ أَبِي عُثْمٰنَ قَالَ التَّيْمِيُّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ حَدَّثْتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمٰنَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ —

باب بچّے کو ران پر بٹھانا،،

۶۵۲۰ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی ران پر بٹھاتے اور شہزادہ حسن علیہ السلام کو دُوسری ران پر بٹھاتے تھے۔ پھر دونوں کو باہم ملاتے اور فرماتے اے اللہ ان پر رحم کر کیونکہ اُن پر میں رحم کرتا ہوں۔ علی بن مدینی (شیخ بخاری) سے روایت ہے اُنہوں نے کہا ہمیں یحیٰی نے خبر دی اُنہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے ابوعثمان سے بیان کیا سلیمان تیمی نے کہا اس سے میرے دل میں شک واقع ہُوا۔ میں نے دل میں کہا مجھے تو اُس حدیث کی روایت ابوعثمان سے اس طرح کی گئی ہے۔ پھر میں نے اپنی کتاب میں دیکھا تو اُس کو بعینہٖ وہی لکھا ہُوا پایا جو میں نے ابوعثمان سے سُنا تھا۔

بَابُ حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ

۶۵۲۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلٰثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خُلَّتِهَا مِنْهَا

۶۵۲۰ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت شہزادہ حسن اور اُسامہ رضی اللہ عنہما کا بیک وقت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران شریف پر بیٹھنا غیر متصور ہے، کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت امام حسن کی عمر صرف آٹھ برس تھی اور اُسامہ حضور کی حیاتِ طیبہ میں نوجوان تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنایا تھا جس میں صحابہ کرام کثیر تعداد میں تھے اُن میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی تھے اور حضور کی وفات کے وقت اسامہ کی عمر بیس سال تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو ران شریف کے سامنے قریب تر بٹھایا ہو اور اُنہوں نے ران شریف کو محبت سے اپنے ساتھ ملایا ہو تو حضرت اُسامہ نے مبالغہ کے طور پر اظہارِ محبت کے لئے کہا ہو کہ مجھے ران پر بٹھایا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ حدثتُ بہٖ، ماضی مجہول ہے یعنی مجھے یہ حدیث بہت بیان کی گئی ہے میں نے یہ ابوعثمان سے سُنا پھر میں نے اپنی کتاب میں نظر ڈالی تو اس میں یہ مکتوب پایا جو اُس سے سُنا تھا اور قلبی وسوسہ جاتا رہا ہے۔ (حدیث ۲۵۰۱ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

باب عہد کی حفاظت ایمان کا حصّہ ہے

۶۵۲۱ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے کسی عورت

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُولُ يَتِيمًا

۶۵۲۲ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا أَوْ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى

پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی۔ وہ مجھ سے نکاح کرنے سے تین سال پہلے فوت ہو چکی تھیں میں اس لئے غیرت کرتی تھی کہ میں حضور سے سنتی تھی کہ انہیں اکثر یاد کیا کرتے تھے آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا کہ خدیجہ کو جنت میں ایسے مکان کی خوشخبری دیں جو اندر سے خالی موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ شان یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے پھر اس سے خدیجہ کی سہیلیوں کو ہدیہ بھیجتے۔

۶۵۲۱ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بکری کا گوشت بھیجا کرتے تھے اس میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق کی نگہداشت تھی اور ان کے گذشتہ عہد کی رعایت تھی۔ حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ ایک بوڑھی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضور نے فرمایا تم کیسے ہو کیسا حال ہے ہمارے بعد کیسے رہے اس بوڑھی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں خیریت سے ہوں جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا آپ نے اس بوڑھی سے بہت متوجہ ہو کر گفتگو فرمائی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خدیجہ کے زمانہ میں آیا کرتی تھی۔ یہ ان کی سہیلی ہے اور حسن عہد اور اچھا سلوک ایمان کا حصہ ہے (حدیث ۳۵۷۲ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب یتیم کی پرورش کرنے کی فضیلت

۶۵۲۲ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ

۵۲۳۹۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ یَرْفَعُہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ کَالَّذِیْ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ

نے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح جائیں گے اور اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ سے اشارہ فرمایا۔

۶۵۲۲ — شرح : یعنی یتیم کی پرورش کرنے والا میرے بہت قریب ہوگا۔ "قال" بمعنی اشار ہے یعنی اشارہ کیا۔ انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو سبّاحہ کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کے ساتھ نماز میں تسبیح اور تشہّد (التحیات) میں اشارہ کیا جاتا ہے اس کو سبابہ بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس کے ساتھ شیطان کو سب وشتم کیا جاتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تشہّد میں سبابہ سے اشارہ کرنا شیطان پر بہت سخت گزرتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انبیاء کرام علیہا السلام کے درجات ساری مخلوق کے درجات سے اعلیٰ وارفع ہیں خصوصًا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات تو بہت بلند ہیں پھر یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں حضور کے ساتھ ملا ہوا کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یتیم کی پرورش کرنے والے کا جنت میں درجہ بلند ہوگا۔ حدیث شریف میں اس کی اہمیت ذکر کی ہے۔

باب بیوہ عورتوں کے لئے کمائی کرنے والا

۶۵۲۳ — ترجمہ : صفوان بن سلیم مرفوع حدیث ذکر کرتے ہیں کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورتوں اور مسکینوں کے لئے سعی اور محنت کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی مانند ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے سے ہوتا ہے اور رات اللہ کی عبادت میں کھڑا رہتا ہے۔

۶۵۲۴ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ ابْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِي عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْمِسْكِيْنِ

۶۵۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ

۶۵۲۳ — شرح : بعض نسخوں میں "وَكَالَّذِي"، لفظ واؤ سے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عبارت میں لف نشر مرتب ہو یعنی بیوہ عورتوں کی مصلحتوں کے لئے سعی کرنا محنت کرنا دھوڑ دھوپ کرنا جہاد کرنے والے کی مانند ہے اور مساکین کے لئے ان کے خورد و نوش اور دیگر مصالح میں سعی کرنے والے اس شخص کی مانند ہے جو دن میں روزے سے ہوتا ہے اور رات عبادت میں رہتا ہے۔

۶۵۲۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۶۵۲۴ — شرح : یہ اس حدیث کا مدار مالک پہ ہے اُن سے یہ حدیث دو طرح منقول ہے ایک طریق صفوان بن سلیم کا ہے اس طریقہ سے یہ حدیث مرسل ہے۔ دوسرا ثور بن زید کا طریق ہے اس طریق سے یہ مسند ہے ابوالغیث کا نام سالم ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

٦٥٢٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ سُلَيْمٰنَ مٰلِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَظَنَّ اَنَّا اشْتَقْنَا اَهْلَنَا وَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ اَهْلِيْنَا فَاَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَقِيْقًا رَحِيْمًا فَقَالَ ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ

باب مسکین کے لئے سعی کرنا

٦٥٢٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورتوں اور مسکینوں کے لئے سعی اور محنت کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔ میرا گمان ہے کہ مالک نے کہا اس میں قعنبی شک کرتے ہیں کہ اس شخص کی مانند ہے جو رات کھڑا رہتا ہے جو سست نہیں ہوتا اور روزے دار کی طرح ہے جو روزے نہیں چھوڑتا۔

٦٥٢٥ — شرح : قولہ وَ اَحْسِبُهٗ قَالَ ،، اَحْسِبُهٗ کا فاعل قعنبی ہے۔ اس میں ضمیر منصوب کا مرجع مالک ہے اور کالقائم آہ قال کا مقولہ ہے اور شک القعنبیؒ قول اور مقولہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ یہ بخاری کا اپنا کلام ہے قعنبی کا نام عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ہے۔ یہ امام بخاری کے استاد ہیں اور مالک سے روایت کرتے ہیں حدیث کے معنی یہ ہیں۔ قعنبی نے کہا مجھے گمان ہے کہ مالک نے کہا بیواؤں اور مساکین کے لئے محنت مزدوری کرنے والا شخص قائم صائم کی طرح ہے۔

۶۵۲۷ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهٗ ثُمَّ أَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ

باب لوگوں اور چارپایوں پر رحم کرنا

۶۵۲۶ ـــ ترجمہ : ابو سلیمان مالک بن حویرث نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حالانکہ ہم نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس[۲] روز رہے۔ حضور نے خیال فرمایا کہ ہم نے اپنے گھر والوں کے مشتاق ہوئے ہیں حضور نے ہم سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جو ہم اپنے اہل و عیال میں چھوڑ کر آئے تھے۔ ہم نے آپ کو خبر دی آپ نرم دل اور مہربان تھے۔ فرمایا تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور انہیں دین کے احکام کا حکم دو اور جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھو۔ جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے کوئی اذان کہے پھر تم سے بڑا نماز پڑھائے۔

۶۵۲۶ ـــ شرح : یہ تمام لوگ عمر میں برابر تھے اس لئے فرمایا تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرے جبکہ وہ تمام علم میں برابر تھے (حدیث ۶۰۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۵۲۸ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ

۶۵۲۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی راستہ میں چل رہا تھا اس پر پیاس سخت غالب ہوئی اُس نے ایک کنواں پایا تو اُس میں اُترا اور پانی پیا پھر باہر آیا اچانک ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس آدمی نے خیال کیا کہ اس کتے کو پیاس سے وہی تکلیف پہنچی ہوگی جو مجھے پہنچی تھی وہ کنوئیں میں اُترا اور موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو منہ سے روکا اور کُتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جزا دی اور اسے بخش دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اِن چار پایوں میں ثواب ہے ؟ حضور نے فرمایا ہر تر جگر رکھنے والے میں ثواب ہے (حدیث ۲۲۰۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۵۲۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے ایک اعرابی نے کہا حالانکہ وہ نماز میں تھا اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم " پر رحم کر ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اعرابی سے فرمایا تو نے بہت وسیع یعنی اللہ کی رحمت کو تنگ کر دیا ہے۔

۶۵۲۸ ـــ شرح : یعنی اللہ کی رحمت ہر شئ کو گھیرے ہوئے ہے اور تو نے اس کو محدود کر دیا ہے۔ ارشاد فرمایا رحمتی وسعت کل شئ "، بعض نے کہا یہ وہی اعرابی ہے جس نے مسجد میں پیشاب کیا تھا اور وہ ذوالخویصرہ ہے جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہ مال غنیمت تقسیم کرتے وقت اعتراض کیا تھا کہ آپ نے عدل نہیں کیا (معاذ اللہ) اس کی تائید ابن ماجہ کی حدیث سے ملتی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک اعرابی مسجد میں آیا اور کہا اے مجھے

۶۵۲۹ـــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى

۶۵۳۰ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ

بخش اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش اور ہمارے ساتھ کسی کو نہ بخش۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے وسیع ترشئ کو محدود کر دیا پھر اعرابی نے مسجد کے کونے میں جاکر پیشاب کر دیا۔ بعض نے کہا وہ اقرع بن حابس تھے۔

۶۵۲۹ـــ ترجمہ : نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند دیکھو جس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو اس کے باقی اعضاء بیداری، بے آرامی اور تپ میں اس کے شریک ہو جاتے ہیں۔

۶۵۲۹ـــ شرح : یعنی تکلیف اور راحت میں تمام اعضاء آپس میں موافق ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو دکھ میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس حدیث سے مسلمانوں کے حقوق کی عظمت اور اُن کی معاونت اور ایک دوسرے سے شفقت واضح ہوتی ہے۔

۶۵۳۰ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جو بھی پھول دار درخت لگاتا ہے اور اس سے انسان، حیوانات کھاتے ہیں تو وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے۔

(حدیث : ۲۱۷۰ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۵۳۱ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِلَى قَوْلِهِ

۶۵۳۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ

۶۵۳۱ — ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں نے جریر بن عبداللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضور نے فرمایا جو کسی پر رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۶۵۳۱ — شرح : طبرانی کی روایت میں ہے جو شخص زمین والوں پر مہربان نہیں اس پر آسمان والے مہربان نہیں ہوتے۔ طبرانی نے اوسط میں روایت ذکر کی ہے کہ جو مسلمانوں پر رحم نہ کرے اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والے رحم کریں گے۔ اللہ کی رحمت کے مقابلہ میں لوگوں کی رحمت کا ذکر بطور مشاکلت ہے جیسے قرآن میں ہے: تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ،، تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے میں تیری باتیں نہیں جانتا ہوں۔ واللہ اعلم!

باب ہمسائے کے حق میں وصیت کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اللہ کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ کرو اور والدین سے احسان کرو! مُخْتَالًا فَخُورًا تک ،،

ابْنُ اَنَسٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْبَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ

اَلْوَصَاۃ بفتح الواو بمعنی وصیت ہے۔اس کا اسم وصایہ بکسر الواو اور فتحہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مجرد اور مزید ہم معنی ہیں۔آیت کریمہ کو ذکر کرنے کا مقصد ہمسایہ کے ساتھ احسان ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے وہ اللہ کی عبادت کرو اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ والدین کے ساتھ احسان و اخلاص کرو کرو اور مردوں اور عورتوں سے اچھی طرح پیش آؤ جن سے قرابت ہو یا نہ ہو اُن سے احسان کرو جو تمہارے قرب و جوار میں ہو یا راستہ کا ساتھی ہو اس سے حسنِ سلوک کرو اور مہمانوں اور ممالیک سے اچھا برتاؤ کرو۔ قیدیوں کا خیال رکھو! اللہ تعالیٰ متکبر اور فخر کرنے والوں کو عذاب دے گا۔

۶۵۳۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کر لیا کہ حضور ہمسایہ کو وارث کر دیں گے۔

۶۵۳۲ — شرح : یعنی جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی طرف سے مجھے ہمسایہ کو ہمسایہ کے وارث کرنے کا حکم کرتے رہے۔یہ حکم حقیقی وارث بنانے کا نہیں بلکہ ہمسایہ کے حق کی حفاظت میں مبالغہ کے طور پر فرمایا ہے۔ہمسایہ کا نام مسلمان، کافر، عابد، فاسق، دوست، دشمن، مسافر، شہری، نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا، قریبی اور اجنبی، گھر کے قریب یا دور تمام کو شامل ہے۔علامہ عینی نے قرطبیہ سے نقل کیا کہ ہمسایہ کا اطلاق ساتھ والے گھر پر کیا جاتا ہے اور جو اس کے قریب ہو اس پر بھی ہمسایہ کا اطلاق ہوتا ہے۔غالب طور پہ اسی کو ہمسایہ کہتے ہیں اور یہاں وہی مراد ہے ہمسائیگی کی حد میں اختلاف ہے حضرت علی سلام اللہ علیہ نے فرمایا گھر کے ہر طرف سے چالیس گھر حقوقِ ہمسایہ میں داخل ہیں۔ہمسایہ کے حق کی حفاظت کی کیفیت کچھ یوں ہے کہ ہمسائیگی میں مذکور لوگوں کو نفع پہنچائے اُن سے ضرر دُور کرے اور اُن کے ساتھ اخلاص کرے۔سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ سے احسان کرو اگرچہ وہ ظلم ہی کرے حضور اذیت پہنچانے والے ہمسایہ کی خبر گیری کرتے اور اگر وہ بیمار ہو جاتا اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے۔

۶۵۳۳ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ يُوبِقْهُنَّ يُهْلِكْهُنَّ مَوْبِقًا مَهْلِكًا

۶۵۳۴ ــــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ و

یہ حضور کا خلق عظیم تھا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

باب اس شخص کو گناہ جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں سے محفوظ نہیں

قولہ "یُوبِقْهُنَّ"، اس میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے "اَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا" یعنی ان کے کسب کے سبب انہیں ہلاک کرے گا اور "مَوْبِقًا" سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا" کی طرف اشارہ کیا اور "مَهْلِكًا" کی "مَهْلِك" سے تفسیر کی۔

۶۵۳۴ ترجمہ: ابو شریح سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا!

اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

بَابٌ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا

۶۵۳۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا نِسَاءُ الْمُسْلِمَاتُ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

مومن نہیں! بخدا مومن نہیں! عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کون؟ فرمایا جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں سے بے خوف نہیں۔ شبابہ اور اسد بن موسیٰ نے عاصم بن علی کی متابعت کی اور حمید ابن اسود، عثمان بن عمر، بکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے ابن ابی ذئب، مقبری کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۶۵۳۴ — شرح: حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ بخدا وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کی تکلیف سے محفوظ نہیں، سے مراد کمال ایمان ہے یعنی وہ کامل مومن نہیں؛ کیونکہ یہ معصیت ہے اور عاصی کامل مومن نہیں ہوتا۔ قولہ وَمَنْ یا رسول اللہ، یعنی حضور۔ وہ کون ہے جو مومن نہیں، واؤ کا معطوف علیہ مقدر ہے۔ یعنی ہم نے آپ کا ارشاد سنا ہے اور وہ کون ہے؟ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کوئی عورت اپنے ہمسایہ کو حقیر نہ جانے

۶۵۳۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنے ہمسایہ کو حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کی کھری ہو۔

بَابٌ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ

۵۳۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

۵۳۵ شرح : یعنی اگر ہمسایہ جس قدر شئی بھیجے اس کو حقیر نہ جانے یعنی کھری دینے والی یا لینے والی حقیر نہ سمجھے قولہ یا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ اس عبارت کی نحوی ترکیب اس طرح ہے کہ نِسَاءَ منصوب مضاف اور المسلماتِ مضاف الیہ مجرور ہے اور یہ اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے یعنی اے عورتو جو مسلمان ہو۔ یا عبارت کی تقدیر اس طرح ہے یا فَاضِلَاتِ الْمُسْلِمَاتِ ،، چنانچہ کہا جاتا ہے " هٰؤُلَاءِ رِجَالُ الْقَوْمِ ،، یعنی اَفَاضِلُ الْقَوْمِ ،، فاضل عورتیں اور فاضل مرد ،، دوسری ترکیب یہ ہے کہ نِسَاءُ اور الْمُسْلِمَاتُ دونوں مرفوع ہیں تیسرے یہ کہ نساءُ مرفوع اور المسلمات منصوب ہے جیسے یا زَيْدُ الْعَاقِلَ ،، حدیث کے معنی یہ ہیں کہ کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو حقیر خیال نہ کرتے ہوئے اس سے صدقہ نہ روکے بلکہ جو بھی میسر ہو اس کو عطا کرے اگرچہ بکری کی کھری سا قلیل ہو یہ نہ دینے سے بہتر ہے۔ یہ مکارم اخلاق سے ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے

۵۳۶ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۵۳۷۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ الْعَدَوِیِّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنَایَ وَاَبْصَرَتْ عَیْنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جوکوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھا کلام کرے یا خاموش رہے۔

۵۳۶۶ — شرح : ایذاء معصیت ہے اس سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہوتی ہے۔ ایمان میں اللہ اور قیامت کے دن کی تخصیص کرنے اور دوسرے امور جن پر ایمان واجب ہے کو ذکر کرنے میں مبدءاور معاد کی طرف اشارہ ہے یعنی جوکوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور یہ کہ قیامت میں اس کو اچھی بری جزاء دے گا وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہیں پہنچائے گا۔

ارشادِ نبوی کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔ اکرام کا حکم مقامات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ کبھی فرض عین ہوتا ہے اور کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے۔ اس کا کم از کم مرتبہ مکارمِ اخلاق ہیں اور یہ واضح بات ہے کہ مہمان کی ضیافت کرنا رسولوں کا طریقہ ہے۔

کرمانی نے ذکر کیا کہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور تین امور ذکر کرنے کا کیا سبب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام جوامع کلم سے ہے کیونکہ یہی تینوں اصول ہیں؛ چنانچہ تیسرے سے قولیہ کی طرف اشارہ ہے اور پہلے دو سے فعلیہ کی طرف اشارہ ہے پھر ان میں پہلے میں رذیل اخلاق سے علیحدہ رہنا ہے اور دوسرے میں فضائل سے مزین ہونا ہے۔

حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس میں اللہ کے حکم کی وصفِ تعظیم پائی جاتی ہے وہ ضرور مخلوق پر شفقت سے موصوف ہوگا یا اچھی بات کرے گا یا شرارت سے باز رہے گا اور فعلی یہ کہ نفع دے گا اور اذیت سے دور رہے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

۵۳۷۶ — ترجمہ : ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے کہا میرے کانوں نے سُنا اور آنکھوں نے دیکھا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام فرمایا۔ حضور نے فرمایا جو کوئی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے جائیہ

فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِیْ قُرْبِ الْاَبْوَابِ

۶۵۲۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ جَارَيْنِ فَاِلٰی اَيِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ پر اور آخر دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا جائزہ سے اکرام کرے ابوشریح نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کا جائزہ کیا ہے (مہمان کو عطیہ کرنا) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن اور ایک رات ہے اور ضیافت تین دن تک ہے اس سے زائد اس پر صدقہ ہے اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

۶۵۲۷۔ شرح : جائزہ عطیہ ہے یہ جواز سے مشتق ہے کیونکہ یہ ان پر اُن کے جواز کا حق ہے وہ ایک دن اور ایک رات ہے بعض نے کہا جائزہ کا معنی یہ ہے کہ مہمان کی خدمت میں ایک دن اور ایک رات خوب تکلف کرے اور اس سے پوری بھلائی کرے اور باقی دو دن جو گھر میں حاضر ہوا سے پیش کرتا رہے جب تین دن گزر جائیں تو اس کا حق ختم ہو گیا۔ اس کے بعد اس پر صدقہ ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بَابٌ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

۶۵۳۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

ضیافت تین دن ہے اس میں جائزہ کا پہلا دن بھی داخل ہے۔ صحیح بھی یہی ہے بعض نے کہا اس کے علاوہ تین دن ضیافت ہے۔ علامہ ہروی نے کہا تین دن کی ضیافت کرے پھر اسے ایک دن رات کی مسافت کا کھانا دے ضیافت مکارم اخلاق سے ہے۔

باب حق ہمسایہ دروازوں کے قریب ہونے میں ہے۔

یعنی جس کا دروازہ قریب ہو اس کی ہمسائگی کا حق ہے۔

۶۵۳۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو ہمسائے ہیں کس کو ہدیہ بھیجوں فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہے (حدیث ۲۱۱ ج ۲ کی تشریح دیکھیں)

باب ہر اچھی بات صدقہ ہے

۶۵۳۹ — ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر معروف صدقہ ہے۔

۶۵۳۹ — شرح: معروف ہر وہ دین و اسلام کی بات ہے جو کسی سے کی جائے تو اس پر ثواب آخرت مرتب ہوتا ہے جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے وہ بھی صدقہ ہے۔ بیوی کے منہ میں لقمہ دے تو صدقہ ہے جس کے ساتھ کسی کی مروت [illegible]

۶۵۴۰ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَلْيُعِنْ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ

بَابُ طِيبِ الْكَلَامِ

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ

۶۵۴۱ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

اسم ہے جو ہر طاعت اللہ، تقرب الی اللہ اور لوگوں سے احسان کو شامل ہے۔

۶۵۴۰ـــ ترجمہ : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا اگر صدقہ کی شئ نہ پائے تو کیا کرے فرمایا اپنے ہاتھوں سے کام کرے اپنی ذات کو نفع دے اور صدقہ کرے لوگوں نے کہا اگر یہ طاقت نہ ہو یا نہ کر سکے تو۔ فرمایا کسی صاحب حاجت مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے کہا اگر یہ نہ کرے فرمایا اچھی باتوں کا حکم دے یا بالمعروف فرمایا کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنی شرارت کو روک رکھے یہ بھی صدقہ ہے۔

باب اچھا کلام کرنا

ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ قَالَ شُعْبَةُ اَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا اَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

بَابُ الرِّفْقِ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ

۶۲۴۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اچھی بات کرنا صدقہ ہے ،،

۶۵۴۱ — ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کو ذکر کیا اور اس سے پناہ چاہی اور اپنا منہ بنایا پھر دوزخ کو ذکر کیا اور اس سے پناہ چاہی اور اپنا منہ بنایا۔ شعبہ نے کہا آپ نے دو دفعہ ذکر کیا مجھے اس میں شک نہیں پھر فرمایا دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے عوض سے ہو اور اگر یہ نہ پائے تو اچھی گفتگو کرنے سے

۶۵۴۱ — شرح : اشاح کے معنی میں اعراض کیا۔ خطابی نے کہا اس کے معنی ہیں کسی شئ کو مکروہ جانتے ہوئے محتاط کرنے والے کی طرح اس سے منہ پھیر لیا گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کو دیکھ رہے تھے اور اس کی جلن اور تمازت سے اعراض کرتے ہوئے چہرہ انور اس سے پھیر لیا ہم نے اس کی تعبیر ترجمہ میں اپنا منہ بنانے سے کی ہے

باب ہر شئ میں نرمی کرنا ،،

مِنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ

۶۵۴۳ــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۵۴۲ــ ترجمہ: عروہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں کا ایک ٹولہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا "السَّامُ عَلَيْكُمْ"، ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا میں نے یہ بات سمجھی تو میں نے کہا "وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ" (تم پر موت اور لعنت ہو) ام المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ نرمی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر امر میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو کہہ دیا ہے "وَعَلَيْكُمْ" اور تم پر۔

۶۵۴۳ــ شرح: رھط کا اطلاق تین سے دس سے کم پر ہوتا ہے۔ اس کی جمع "اَرْهُطٌ"، "اَرْهَاطٌ" ہے اور اَرَاهِطُ جمع کی جمع ہے۔ السّام کے معنی موت ہیں اس لفظ سے یہودیوں نے حضور پر بد دعا کی تھی۔ گویا کہ ان کا ارادہ تھا۔ آپ کو اللہ ابھی موت دے، "مَهْلًا" کے معنی نرمی اور آہستگی ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ واؤ عاطفہ کا مقتضیٰ تشریک ہے یعنی معطوف اور معطوف علیہ باہم دونوں کسی امر میں شریک ہیں۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضور نے یہودیوں کو قبول فرمالیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واؤ عاطفہ نہیں بلکہ استیناف کے لئے ہے۔ دراصل کلام اس طرح ہے "وَاَقُوْلُ عَلَيْكُمْ مَا تَسْتَحِقُّوْنَهٗ"، یعنی میں تمہارے لئے وہی کہتا ہوں جس کے تم مستحق ہو۔ اس صیغہ کو اختیار کرنا اور فحاشی کو دفع کرنا تھا کیونکہ یہ حضرت کے رفق اور خلق کریم کے بہت قریب اور لائق ہے اگر واؤ عاطفہ کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ ہماری اور تمہاری موت میں مشارکت ہے یعنی ہم اور تم سب فوت ہونے والے ہیں۔

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ

بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا

۶۵۴۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا اِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْاَلُ اَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ ـــ

۶۵۴۳ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اس کی طرف دوڑے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا پیشاب منقطع نہ کرو پھر حضور نے پانی کا ڈول منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

۶۵۴۳ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کریمانہ کے سبب فرمایا اس کو پیشاب کر لینے دو ورنہ یہ بیمار ہو جائے گا۔ یہ بھی اس کے ساتھ رفق اور نرمی ہے (حدیث : ۲۱۸ ج : ا کی شرح دیکھیں)

باب مومنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا

۶۵۴۴ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض دوسرے بعض کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر حضورؐ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا پھر اچانک ایک آدمی آگیا جبکہ حضور ابھی بیٹھے ہی ہوتے تھے۔ وہ سوال کرتا ہے یا اپنی حاجت طلب کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس کی شفاعت کرو تمہیں اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

۶۵۴۴ — شرح: یعنی تم ایک دوسرے کی شفاعت کرو اس میں تمہیں ثواب حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب تم طالب حاجت کے حق میں مجھ سے شفاعت کرو گے اور ہم اس کی حاجت پوری کر دیں جبکہ طالب کی حاجت کی تکمیل کا فیصلہ اللہ تعالیٰ میری زبان شریف پر کرتا ہے تو اس سے سائل کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے اور تمہیں اجر ملتا ہے۔ اس حدیث میں یَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ مَاشَآءَ " کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بنیاز سے جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر جاری کرتا ہے اور جو فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر جاری نہ ہو وہ اللہ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ حضرت فاضل بریلوی محقق قوی اعلیحضرت عظیم المرتبت جناب احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا ترجمہ اپنے کلام میں اس طرح کیا ہے۔

جو وہاں ہو یہیں آکے ہو ۞ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

بہر حال کسی کی حاجت کی تکمیل میں سعی کرنے والے ماجور ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے جب تک اپنے بھائیوں سے تعاون کریں۔ واللہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا اِلٰى قَوْلِهٖ مُقِيْتًا كِفْلٌ نَصِيْبٌ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى كِفْلَيْنِ اَجْرَيْنِ بِالْحَبْشِيَّةِ

۶۵۴۵ــــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پچیسواں پارہ (۲۵)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے اور جو بُری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے اور اللہ ہر شئ پر قادر ہے۔ کِفل بمعنیٰ حصہ ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کفلین بمعنی اجرین " دو ثواب "۔ یہ حبشی لغت ہے۔

اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَتَاہُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَیَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِہٖ مَا شَاءَ

بَابٌ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا

۶۵۴۶ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو ح وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ

مجاہد نے کہا یہ آیت کریمہ لوگوں کے ایک دوسرے کی سفارش کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی جو کوئی دُنیا میں اچھی سفارش کرے گا۔ اس میں اس کا آخرت میں حصّہ ہوگا۔ شفاعت حسنہ مومنوں کے لئے دعاء ہے اور بری دعاء اُن پر بد دعاء ہے۔ شفاعت پر ثواب عام نہیں بلکہ اس کے ساتھ مختص ہے جس میں سفارش جائز ہو اور سفارش حسنہ کا ضابطہ یہ ہے کہ جس میں شرعًا اجازت ہو جس میں شرعًا اجازت نہیں وہ سفارش حسنہ نہیں۔ اسی لئے بخاری نے کِفل کی تفسیر نصیب سے کی ہے۔ قتادہ اور حسن بصری نے کہا کِفل بمعنی وزر او گناہ ہے۔ ابن فارس نے کہا کِفل ضعف ہے مُقیت بمعنی شاہد ہے یعنی شئ کے تمام اوقات پر اطلاع پانے والا مُقیت کے معنی بدنی اور روحانی غذاؤں کا خالق ہے اور انہیں کو اجسام اور ارواح کو پہنچاتا ہے۔ قریش کی لغت میں مُقیت بمعنی قدرت رکھنے والا ہے۔ ابو عبداللہ بن قیس اشعری نے اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ کی تفسیر میں کفلین کی تفسیر ضِعْفَیْنِ سے کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت میں سے دوگنا دے گا۔ کفل حبشی لغت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس میں حبشی لغت عرب کی لغت کے موافق ہے "عینی"

۶۵۴۶ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل یا کوئی حاجتمند آتا تو فرماتے اس کی سفارش کرو تمہیں اس کا

شَفِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعٰوِيَةَ اِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَخْيَرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ خُلُقًا

۶۵۴۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

اجر ملے گا اور اللہ اپنے رسُول کی زبان شریف پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

۶۵۴۶ — شرح : ابوموسیٰ کی حدیث پہلے باب میں گزری ہے اس باب میں مذکورہ آیت کے بعد اس لئے دوبارہ ذکر کیا کہ آیت کریمہ میں سفارش کی دو قسمیں ہیں۔

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بدگوئی کرنے والے نہیں تھے اور نہ بیہودہ باتیں کرتے تھے"

۶۵۴۶ — ترجمہ : مسروق نے کہا جس وقت عبداللہ بن عمرو امیر معاویہ کے ساتھ کوفہ میں آئے تو ہم اُن کے پاس گئے اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا کہ حضور فاحش اور متفحش نہیں تھے اور کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا خُلق اچھا ہے۔

۶۵۴۶ — شرح : صراح میں ذکر کیا ہے کہ فحش وہ بری بات ہے جو حد سے گزری ہو اور تفحش بیہودگی اور یاوہ گوئی ہے۔ خُلق وہ ملکہ ہے جس کے ساتھ افعال سوچ بچار کے بغیر آسانی سے صادر ہوتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن تھا یعنی قرآن پر عمل کرنا حضور کی جبلت تھی صلی اللہ علیہ وسلم

(اس کی تفصیل حدیث ، ۳۳۳۱ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ يَهُوْدَ
اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ
عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَالَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ
عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا
قَالُوا قَالَ اَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ
فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ

۶۵۴۸ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
اَخْبَرَنَا اَبُوْ يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَنَسِ
ابْنِ مٰلِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا
فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُوْلُ لِاَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَا لَهٗ تَرِبَ
جَبِيْنُهٗ —

۶۵۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا "السلام علیک" ام المؤمنین نے فرمایا "علیکم"، اور تم پر اللہ کی لعنت اور غضب ہو (یہ سن کر) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ نرمی کرو سختی اور فحش سے بچو۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ حضور نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا کہ میں نے کیا کہا ہے۔ میں نے ان پر ہی لوٹا دیا ہے۔ میرا کہنا ان کے حق میں قبول ہوگا ان کی بات میرے حق میں قبول نہ ہوگی۔

۶۵۴۷ — شرح : یہ حدیث باب "الرفق فی الامر کلہ" میں گزری ہے یہاں اس کا اعادہ ایک فائدہ کے لئے کیا ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدگو اور بیہودہ گو نہ تھے۔ آپ نرم بات کرنے کا حکم فرماتے تھے اور بدگوئی اور کرخت باتیں کرنے سے منع فرماتے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی باطل کلام کرتے ہیں وہ ہرگز قبول نہ ہوں گی

۶۵۴۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَاَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَاهَدْتِنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ

جبکہ میرا کلام حق ہے یہ بہت جلد قبول ہوگا۔

۶۵۴۸ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گالی گلوچ کرنے والے اور بیہودہ باتیں کرنے والے نہیں تھے اور نہ ہی لعنت کرنے والے تھے ہمیں عتاب کے وقت صرف یہ فرماتے اس کو کیا ہُوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

۶۵۴۸ — شرح: سبّاب، فحّاش اور لعّان فعّال کے وزن پر ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات سے قطعًا موصوف نہ تھے جیسے اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعًا موصوف نہیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے "وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ"۔ ظلّام بروزن فعّال مبالغہ کا صیغہ ہے اگرچہ مبالغہ کی نفی سے اصل فعل کی نفی نہیں ہوتی، لیکن یہاں اصل فعل کی نفی ہے حدیث کے معنی یہ ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم قطعًا گالی گلوچ کرنے والے، بیہودہ باتیں کرنے والے اور لعنت کرنے والے نہ تھے جیسے اللہ تعالیٰ قطعًا ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ ان تین میں فرق یہ ہے کہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دُور ہونا ہے۔ سبّ کا تعلق نسب سے ہوتا ہے جیسے قذف نسب سے متعلق ہے اور فحش کا تعلق حسب سے ہے۔ "تَرِبَ يَمِيْنُهٗ" جب اس کو مٹی پہنچے کہا جاتا ہے "تَرِبَتْ يَدَاكَ" بددعا کے

کے لئے ہے یعنی تو خیر اور بہتری نہ پائے۔ اس دعا میں دو وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنے چہرہ کے بل گرے اور اس کی پیشانی خاک آلود ہوجائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نیک دعا ہے تاکہ وہ نماز پڑھے تو اس کی پیشانی مٹی سے مل جائے۔ دراصل اس کلمہ سے حقیقی معنیٰ مراد نہیں۔ یہ عربوں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں اُن سے حقیقت مراد نہیں ہوتی۔

۶۵۴۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی جب حضور نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص قبیلے کا بُرا بھائی اور قبیلے کا بُرا بیٹا ہے جب وہ بیٹھ گیا تو حضور اس کو خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ سے ملے جب وہ چلا گیا تو ام المؤمنین نے حضور سے عرض کیا یارسُول اللہ جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تو اسے ایسا ایسا فرمایا تھا پھر اسے خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ پیش آئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ تُو نے مجھے بدگو کب دیکھا ہے؟ یقیناً قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام لوگوں سے بدترین مقام والا وہ شخص ہوگا جس کو لوگ اس کی شرارت سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔

۶۵۴۹ — شرح: ابن بطال نے کہا ایک شخص حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری تھا اس کو احمق سردار کہا جاتا تھا اُس کی قوم کے اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کے آنے پر حضور بہت خوش ہوئے اور اس کے آنے کے وقت حضور نے ابن ام مکتوم اعمی سے گفتگو ترک کر دی اور اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "عَبَسَ وَتَوَلّٰی"، نازل فرمائی۔ عشیرہ سے مراد جماعت اور قبیلہ ہے یعنی اس قبیلہ کا یہ مرد بہت بُرا ہے کسی قبیلہ یا قوم کے فرد کو قبیلہ کا بھائی یا بیٹا کہا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا بئس اخوالقوم وابن القبیلہ"، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آپ کی نبوّت اور وفورِ علم کی دلیل ہے، کیونکہ یہ شخص سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہوگیا تھا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اس کو قیدی بنایا گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص سے اس کے فحش اور بدگوئی کا خطرہ ہو اس سے حُسنِ خلق خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ ملنا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ جو شخص علانیہ فاسق ہو اس کے فسق کے باعث اس کی غیبت جائز ہے۔ یہ حدیث شریف کفار و فساق، ظالموں اور فسادی لوگوں کی غیبت کے جواز کی دلیل ہے۔

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ وَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَخِيْهِ ارْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ فَرَجَعَ فَقَالَ رَاَيْتُهٗ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ

باب حسنِ خُلق وسخاوت اور جو بُخل مکروہ ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان مبارک میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ ابوذر نے کہا جب اس کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کی خبر پہنچی تو اپنے بھائی سے کہا سوار ہوکر اس وادی کی طرف جاؤ اور اللہ کے رسُول کا کلام سنو وہ واپس آیا اور کہا میں نے اس نبی کو دیکھا ہے وہ مکارمِ اخلاق کا حکم فرماتے ہیں۔

شرح : خُلُق کی خاء مضموم اور لام ساکن دونوں کو مضموم بھی پڑھا جاتا ہے راغب نے کہا خَلق اور خُلق دونوں شَرب اور شُرب کی طرح ہم معنیٰ ہیں، لیکن خلق بفتح الخا کا اطلاق بصر سے مدرک صورتوں پر ہوتا ہے اور خُلق بضم الخاء عادات وسجایا سے مختص ہے جن کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔ سخاء یہ ہے کہ مناسب شئی مناسب شخص کو دی جائے اور اپنی مملوک کسی عوض کے بغیر دی جائے۔ یہ اچھا خلق بلکہ عظیم خلق ہے۔ بخل اس کی ضد ہے نیبوں اور

فضلاء کی یہ صفت نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بخل صفت مذمومہ ہے عنوان میں مَا یَکُونُ مِنَ الْبُخْلِ .. کیوں کہا ہے یعنی بعض بخل مکروہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض بخل مذموم نہیں ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے میں تمہاری صحبت سے بخل کرتا ہوں جبکہ ان میں رہنا سہنا اچھا نہ ہو۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے رمضان مبارک میں تو بہت ہی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کھلی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے یعنی کھلی ہوا سے ہر ایک کو نفع پہنچتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت سے لوگوں کو ہوا سے زیادہ نفع دیتے تھے۔ رمضان مبارک میں زیادہ سخاوت اس لئے کرتے تھے کہ اس میں روزہ ہوتے ہیں اس میں لیلۃ القدر بھی ہے۔ روزہ تمام عبادات سے افضل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے" میں ہی اس کی جزاء دیتا ہوں، لہٰذا رمضان مبارک میں روزے کا ثواب کئی گنے زیادہ ہوتا ہے جبکہ لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے زہری نے کہا رمضان شریف میں ایک تسبیح غیر رمضان کی ستر تسبیحوں سے بہتر ہے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی نے کہا۔

حضور فضائل اور مکارمِ اخلاق کا سبق دیتے ہیں رذائل اور قبائح کا حکم نہیں دیتے"

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"

یعنی میں مکارم اور محاسن اخلاق کے اتمام کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ حکماء نے ذکر کیا ہے کہ انسان میں تین قوتیں ہیں۔ غضبیہ، شہویہ اور عقلیہ"، قوت غضبیہ کا کمال شجاعت ہے قوتِ شہویہ کا کمال جود و سخا ہے اور قوت عقلیہ کا کمال حکمت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شجاعت جود و سخا اور حکمت کے جامع تھے۔ حدیث میں احسن سے اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کے معنی اقوال و افعال میں احسن ہیں اس لئے انس نے کہا آپ احسن الناس تھے"

۶۵۵۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا اَوْ اِنَّهُ لَبَحْرٌ —

۶۵۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے خوبصورت اور سخی تھے مدینہ منورہ کے لوگ ایک رات ڈرے اور آواز کی جانب چلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے آگے سے تشریف لائے جبکہ حضور اُس آواز کی جانب اُن سے پہلے تشریف لے گئے تھے آپ نے فرمایا مت گھبراؤ مت گھبراؤ حضور ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے اس پر زین نہ تھی حضور کی گردن میں تلوار تھی۔ آپ نے فرمایا میں نے اس گھوڑے کو جاری دریا پایا یا فرمایا یہ گھوڑا دریا ہے۔

۶۵۵۰ — شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تین اوصاف کے ذکر پر اقتصار کیا جبکہ یہ جامع کلمات ہیں، کیونکہ یہ اصُولِ اخلاق ہیں، کیونکہ ہر انسان میں تین قوتیں ہوتی ہیں۔ وہ غضبیہ، شہویہ اور عقلیہ ہیں۔ قوت غضبیہ کا کمال بہادری، قوت شہویہ کا کمال سخاوت اور قوت عقلیہ کا کمال حکمت ہے۔ احسن سے اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں اقوال و افعال میں احسن اس سے صاف ظاہر ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کمالات بشریہ کے علی وجہ اتم جامع ہیں قولہ فَاسْتَقْبَلَهُمْ، یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پہلے ڈراؤنی آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے پھر آپ واپس آئے اور ان کے آگے سے ملے اور فرمایا مت ڈرو۔ قولہ لَنْ تُرَاعُوْا، یہ نہی کے معنی میں ہے یعنی لَا تَفْزَعُوْا یہ کلمہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کو گھبراہٹ سے تسلی دینا ہو اور مخاطب سے نرمی کا اظہار کرنا ہو۔ حضور نے گھوڑے مذکور کی وصف اس کے

۶۵۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا

۶۵۵۲ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا

بیان فرمائی کہ وہ بہت سست تھا۔ (حدیث ۲۶۵۱ ج ۴ اور حدیث ۲۶۹۱ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۵۵۱ — ترجمہ: ابن منکدر نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شئ کا ہرگز سوال نہیں کیا گیا کہ آپ نے فرمایا ہو۔

۶۵۵۱ — شرح: یعنی جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کے مال و متاع مانگا گیا تو آپ نے دینے سے انکار نہیں کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یمن سے اشعری آئے انہوں نے ایک غزوہ میں حضور سے اونٹ مانگے تو آپ نے فرمایا لا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ،، میں سواریاں (اونٹ) نہیں پاتا جن پر تمہیں سوار کروں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نہیں دوں گا بلکہ حضرت نے فرمایا میرے پاس اونٹ موجود نہیں جو تمہیں دوں۔

۶۵۵۲ — ترجمہ: مسروق نے کہا ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے وہ ہمیں حدیثیں سنا رہے تھے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدگو اور نہ زیادہ بدگو تھے۔ حضور فرماتے تھے تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

۶۵۵۲ — شرح: أحاسن احسن کی جمع ہے۔ ایک روایت میں أَحْسَنُكُمْ ،، ہے جبکہ انس کی مرفوع روایت میں " أكمل المؤمنين ايمانا أَحْسَنُهُمْ " خُلُقًا ہے کامل ایمان والے وہ مؤمن ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ ترمذی میں مرفوع روایت ہے تم میں سے مجھے زیادہ محبوب

٦٥٥٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوجَةٌ فِيهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَكْسُوكَ هٰذِهٖ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَاٰهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهٗ أَصْحَابُهٗ قَالُوْا مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهٗ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهٗ لَا يُسْئَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعُهٗ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّي أُكَفَّنُ فِيهَا

اور قیامت کی محفل میں میرے زیادہ قریب وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں ۔حاکم نے اسامہ بن شریک کی حدیث ذکر کی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندوں سے اسے کون زیادہ محبوب ہے فرمایا جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

٦٥٥٣ــــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بُردہ یعنی لکیردار چادر لے کر آئی ۔ سہل نے لوگوں سے کہا جانتے ہو کہ بُردہ کیا ہے ۔ لوگوں نے کہا بُردہ بڑی کملی چادر ہے ۔سہل نے کہا بُردہ وہ چادر ہے جس کے حاشیے بُنے ہوئے ہوں اس عورت نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! یہ چادر میں آپ کو پہننے کے لئے پیش کرتی ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر لے لی اس حال میں کہ آپ کو اس کی ضرورت تھی ۔پھر حضور نے وہ پہنی ۔صحابہ کرام میں سے ایک آدمی نے آپ پر وہ چادر دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم

۶۵۵۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیَنْقُصُ الْعِلْمُ وَیُلْقَی الشُّحُّ وَیَکْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ

یہ کیا ہی اچھی چادر ہے۔ آپ یہ مجھے عطا فرما دیں فرمایا ہاں تم لے لو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر چلے گئے تو حضور کے صحابہ نے اس کو ملامت کی۔ اُنہوں نے کہا تو نے اچھا نہیں کیا جب تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا تھا کہ آپ نے وہ چادر لے لی ہے، حالانکہ آپ کو اس کی ضرورت بھی پھر تو نے آپ سے مانگ لی، حالانکہ تو جانتا ہے کہ حضور سے کوئی بھی سوال کیا جائے تو آپ انکار نہیں فرماتے۔ اس آدمی نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہن لیا تو میں نے اس کی برکت کی اُمید کی شائد کہ میں اس میں کفن دیا جاؤں۔

۶۵۵۳ــــ شرح: بُردہ کالی مربع چادر ہے جسے عرب پہنتے ہیں۔ شملہ بہت بڑی چادر ہے۔ حدیث میں بردہ کی تفسیر شملہ سے کی ہے جس کے حاشیے بنے ہوئے ہوں۔ بعض نے کہا بُردہ صوف اور روئی سے بنائی جاتی ہے یہ تہبند اور بڑی چادر کی طرح چھوٹی بڑی ہوتی ہے۔ چادر کا سوال کرنے والا شخص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھے "رضی اللہ عنہ"

(حدیث ۱۲۰۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۵۵۴ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ قریب ہونا ہے گا اور عمل کم ہونے جائیں گے لوگوں میں بخل ڈالا جائے گا اور قتل بکثرت ہونے لگیں گے لوگوں نے کہا ہرج کیا ہے فرمایا قتل ہے قتل ہے

۶۵۵۴ــــ شرح: یتقارب الزمان سے مُراد یہ ہے کہ قیامت قریب آجائے گی جب وہ قریب آجائے گی تو اس کے اشراط ظاہر ہونے لگیں گے علم کم ہوتا جائیگا اور بخل اور قتل بڑھ جائیں گے یا زمانوں کی مدت عادت سے کم ہو جائے گی۔ یہ قیامت کے علامات سے ہے اس وقت سورج مغرب سے طلوع ہو گا یا عمریں کم ہو جائیں گی اور فتنہ و فساد کی وجہ سے لوگوں کے حالات ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے۔ قاضی بیضاوی نے کہا تقارب زمان سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زمانہ کے قرن جلدی ختم ہونے لگیں گے۔ "یُلقی الشح"، یعنی لوگوں میں بخل ڈالا جائے گا یا

۶۵۵۵ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ إِسْمٰعِيلَ سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْكِينٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُولُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ

بَابٌ كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ

۶۵۵۶ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ قَالَتْ كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ

یا طبیعتوں اور دلوں میں کمزوری آجائے گی اور یہ اُن میں دیکھا جائے گا ، بخل کی حرص زیادہ ہو جائے تو اسے " شح " کہتے ہیں " ھرج " یہ حبشی لفظ ہے۔ حدیث میں اس کی تفسیر قتل ذکر کی ہے بعض نے اس کی معنی فتنہ وفساد کئے ہیں۔

۶۵۵۵ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے حضور نے " اس مدت میں مجھے " اُف " تک نہیں کہا اور نہ ہی یہ فرمایا " یہ تو نے کیوں کیا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ تو نے کیوں نہیں کیا ،،

۶۵۵۵ـــ شرح : بعض روایات میں ہے کہ انس نے کہا میں نے نو سال حضور کی خدمت کی ہے ، لیکن یہ اختلاف نہیں ، کیونکہ انس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے چند ماہ بعد کی تو وہ نو سال چند ماہ ہوتے ہیں کسر کو چھوڑ کر صرف عدد کو ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

باب آدمی اپنے گھر والوں میں کیسے رہے ؟

۶۵۵۶ـــ ترجمہ : اسود نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم

بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللّٰهِ

۶۵۵۷ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا گھر کے کام کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

۶۵۵۶ــ شرح : سوال کا مقصد یہ ہے کہ کسی آدمی کا اپنے گھر والوں میں کیسے رہنا چاہیئے ؟ وہ امور خانہ داری کیسے کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور کبھی کپڑے کی سلائی کرتے تھے کبھی جوتا مبارک بھی سی لیتے تھے اور لوگ جو اپنے گھروں میں کام کاج کرتے ہیں۔ وہ بھی سرانجام دیتے تھے بکری بھی دھوتے تھے نماز کے وقت مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام !

(حدیث ع ۶۴۷ ج ۱: کی شرح دیکھیں)

باب محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

۶۵۵۷ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرے تو جبرائیل کو ندا کرتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کر تو جبرائیل اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبرائیل آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم اس سے

بَابُ الْحُبِّ فِی اللّٰہِ

۶۵۵۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَجِدُ اَحَدٌ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَحَتّٰی اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ وَحَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ

محبت کرو تو اس سے آسمان والے محبت کرتے لگتے ہیں پھر اس کی قبولیت زمین والوں میں اُتاری جاتی ہے۔

۶۵۵۸ — شرح : مِقَةٌ بکسر المیم ہے اور قاف مخفف مفتوح بمعنی محبت ہے۔ دراصل وَمِقٌ تھا۔ عِدَةٌ کی طرح واو کو حذف کرکے آخر میں تاء لاحق کی گئی ہے جبکہ عِدَۃ دراصل وعدٌ تھا۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اہلِ زمین سے مراد عام لوگ ہیں اگر کوئی ایسا اچھا کام کرے جس کا نفع اللہ کے بندوں کو پہنچے وہ عام لوگوں کی محبت کا موجب ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب میں محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔ جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہوتا ہے اللہ کی محبت کا معنیٰ اس سے خیر کا ارادہ ہے۔ فرشتوں کی محبت اُن کا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا ہے اور اس کے لئے دُنیا و آخرت کی خیر کا ارادہ ہے یا اُن کے دل اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں؛ کیونکہ اللہ کا مطیع اور اس کا محبوب ہے۔ شیخ محقق دہلوی نے ایک واقعہ نقل کیا کہ ایک بزرگ بارہا دفعہ کہتا میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھ سے محبت کریں یہ اس لئے نہیں کہ وہ مجھے کوئی فائدہ یا نفع دیں گے بلکہ اس لئے کہ لوگوں کی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے مقربین کی محبت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا،،

(حدیث ۲۹۹۷ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب محبت اللہ کے لئے

۶۵۵۹ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی ایمان کی شیرینی نہیں پاتا حتیٰ کہ وہ کسی آدمی سے محبت صرف اللہ ہی کے لئے کرے حتیٰ کہ اس کو آگ میں پھینکا جانا اس سے زیادہ محبوب ہو کہ کفر کی طرف لوٹے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے نکالا ہے حتیٰ کہ اللہ اور اس کا رسول اُن کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔

۶۵۵۹ شرح : ایمان کو شہد سے تشبیہ دی اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان اور شہد میں میلان قلب پایا جاتا ہے پھر شہد کی صفت "شیرینی" کو ایمان کی طرف منسوب کر کے حلاوۃ الایمان فرمایا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حلاوت مطعومات میں پائی جاتی ہے۔ ایمان مطعوم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استعارہ بالکنایہ ہے کہ شہد کے خاصہ کو ایمان کی طرف منسوب کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محبت طبعی شئی ہے یہ انسان کے اختیار میں نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مراد محبت عقلی ہے اور وہ عقل کے مقتضی اور مختار کو ترجیح دینا ہے۔ اگرچہ خواہش کے خلاف ہو جیسے بیمار آدمی دوا کو مکروہ جانتا ہے اور اپنے اختیار سے اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث شریف میں اللہ اور رسول کی ضمیر کو جمع کر کے فرمایا اَحَبَّ مِمَّا سِوَاھُمَا حالانکہ جس خطیب نے کہا تھا وَمَنْ یَعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی ، ، تو بہت برا خطیب ہے حالانکہ اس نے بھی اللہ اور رسول کو ایک ضمیر میں جمع کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دونوں محبتوں کا مجموعہ معتبر ہے ہر ایک محبت معتبر نہیں۔ بخلاف معصیت کے کہ غوایت میں ہر ایک معصیت مستقل ہے خطیب کے کلام کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ اور رسول دونوں کی عصیان گمراہی ہے حالانکہ ہر ایک عصیان گمراہی ہے محبت میں یہ صورت نہیں کیونکہ محبت میں مجموعہ کا اعتبار ہے۔ اللہ ورسولہ اعلم (حدیث ۱۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں۔ عجب نہیں کہ وہ اُن ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ اِن ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں ،،

۴۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْاَنْفُسِ وَقَالَ بِمَ يَضْرِبُ اَحَدُكُمْ اِمْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَوُهَيْبٌ وَاَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ جَلْدَ الْعَبْدِ

تفسیر : یعنی ایک دوسرے پر طعن اور استہزاء نہ کرو ہوسکتا ہے کہ جن پر استہزاء اور طعن کیا جاتا ہے وہ اللہ کے نزدیک طعن کرنے والوں سے بہتر ہوں، یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفہ میں رہنے والے فقراء سے استہزاء کیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے ام المؤمنین صفیہ کو پست قد کے باعث عار دلائی اور ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیبیاں مجھے یہودی کی بیٹی کہہ کر شرمندہ کرتی ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے یہ نہیں کہا کہ میرا باپ ہارون چچا موسٰی اور شوہر محمد مصطفٰی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی،، جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کے متعدد القاب تھے جن سے وہ ایک دوسرے کو بلاتے تھے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! لوگ القاب کو برا جانتے ہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کے متعدد القاب تھے جن سے وہ ایک دوسرے کو بلاتے تھے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! لوگ القاب کو برا جانتے ہیں تو یہ آیت کریمہ ،، وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ،، نازل ہوئی۔ جس لقب سے منع کیا گیا وہ برا لقب ہے جو لقب مستحسن ہو اس میں کچھ حرج نہیں؛ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق، عمر بن خطاب کو فاروق عثمان کو ذوالنورین، علی المرتضٰی کو ابوتراب اور خالد بن ولید کو سیف اللہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ،، بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ ،، یعنی ایماندار کو نصرانی یا یہودی کہنا برا نام ہے اور جو برے نام چلانے سے تائب نہ ہو وہ معصیت کے باعث اپنے آپ کو نقصان دے گا،،

۴۵۵۹۔ **ترجمہ** : عبداللہ بن زمعہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ہوا خارج ہونے پر ہنسی سے منع فرمایا اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنی بیوی

۶۵۶۰ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ هٰذَا یَوْمٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا

کو نرحیوان کو مارنے کی طرح کیوں مارتا ہے پھر شاید اس کو بغل میں لے گا۔ سفیان ثوری، وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے نرحیوان کی جگہ "جلد العبد"، کو ذکر کیا ہے۔ یعنی غلاموں کو مارنے کی طرح ذکر کیا،، شرح: حدیث اور آیت کریمہ میں مناسبت ہوا خارج ہونے پر ہنسی میں ہے کیونکہ اس میں استہزاء اور سخریت کا مفہوم واضح ہے۔ پوری حدیث میں تین امور ہیں۔ ایک اونٹنی کو ہلاک کرنے کا واقعہ دوسرا ہوا خارج ہونے پر ہنسی کا واقعہ

۶۵۵۹ - تیسرا بیوی کو ایسا مارنا جیسے نرحیوان یا غلام کو مارا جاتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کو مارنے پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَاضْرِبُوْهُنَّ" عورتوں کو مارو، حالانکہ مذکور حدیث میں حضور نے عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سخت مارنا جس سے عورت زخمی ہو جائے سے منع فرمایا اور آیت کریمہ میں ہلکی ضرب کی طرف اشارہ ہے۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ہوا خارج ہونے پر ہنسی سے اس لئے منع فرمایا کہ یہ اختیار کے بغیر نکلتی ہے اس میں تمام لوگ داخل ہیں۔

۶۵۶۰ ـــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان منیٰ میں فرمایا اے لوگو کیا تم جانتے ہو یہ دن کونسا ہے لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول کریم ہی جانیں فرمایا یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے انہوں نے کہا اللہ ورسولہ اعلم جانتے ہیں۔ فرمایا یہ بلد حرام ہے۔ کیا تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے انہوں نے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا یہ ماہ حرام ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون، اموال اور عزتیں حرام کی ہیں جیسے تمہارے اس دن

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

۶۵۶۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ تَابَعَهٗ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ —

کو اس مہینہ میں اس شہر میں حرام کیا ہے۔

۶۵۶۰ — شرح : یہ دن یوم منیٰ ہے جس میں حج کے افعال ادا کرتے ہیں۔ یہ شہر مکہ مکرمہ ہے اور یہ مہینہ ذوالحجہ ہے یہ حرم کے مہینوں میں سے ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح تم منی کے دن کا اس شہر اور مہینہ میں احترام کرتے ہو اس طرح تم ایک دوسرے کے خون، مال اور عزت کا احترام کرو ناحق خونریزی نہ کرو لوگوں کے مال تباہ نہ کرو اور ان کی بے عزتی نہ کرو بلکہ ان تمام امور کا احترام کرو ان کو پامال نہ کرو۔
(اس حدیث کی مزید وضاحت حدیث ع ۶۵ ج ۱ و حدیث ع ۱۶۳۳ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب گالی گلوچ اور لعنت سے منع کیا گیا ہے

سب و شتم کسی کی شان میں عیب ناک بات کرنا ہے اور لعنت کے معنی اللہ جل وعلا کی رحمت سے دُور کرنا ہے،،

۶۵۶۱ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے جھگڑا کرنا کفر ہے سلیمان بن حرب کی غندر نے شعبہ سے روایت کرنے میں متابعت کی۔

۶۵۶۱ — شرح : فسق کے معنی اللہ کی نافرمانی کرنا اور اس کی طاعت سے نکلنا ہے جبکہ کفر کے معنی مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرنا یا ان کو پامال کرنا حلال جاننا ہے۔ قتال کے معنی حقیقۃً قتل کرنا یا مخاصمت کرنا ہے (حدیث ۴۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۵۶۲ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَالِكَ

۶۵۶۲ — ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی آدمی کسی شخص کو فسق اور کفر سے متہم نہیں کرتا مگر وہ فسوق وکفر اس کی طرف لوٹ آتا ہے جبکہ وہ شخص فسق وکفر نہ کرتا تھا۔

۶۵۶۲ — شرح: یعنی کسی کو فسق کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے، چنانچہ کسی کو یہ نہ کہے اے فاسق اور نہ ہی کسی کو کفر کی طرف منسوب کرے اور کہے اے فاسق اے کافر کیونکہ منسوب الیہ شخص میں فسق یا کفر نہ پایا جائے تو وہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے اور وہ فاسق، کافر ہو جائے گا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فسق وکفر کے قائل کی طرف لوٹنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

صحیح تر قول یہ ہے کہ اس قائل کی طرف کفر لوٹتا ہے جو اس شخص کو کافر کہے جس کا اسلام معروف ہے اور اس کے گمان میں یہ شبہ نہیں کہ وہ کافر ہے تو اس وقت قائل کافر ہوگا۔ اس تقدیر پر حدیث کے معنی یہ ہیں کہ قائل کی طرف اس کی تکفیر (کفر کی طرف نسبت کرنا) لوٹے گی کفر نہ لوٹے گا گویا کہ اُس نے اپنی طرف کو منسوب کیا ہے۔ حدیث کے بعض طرق میں یہ ہے۔ وجب الکفر علی احدھما، دونوں میں سے ایک پر کفر ثابت ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا اگر اس سے مراد اُس کو شرمندہ کرنا ہے اور اس طرح اس کی شہرت کرنا اور اس کو اذیت پہنچانا مقصود ہے تو یہ حرام ہے کیونکہ انسان کو پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے جب تک کسی سے نرم برتاؤ ممکن ہو اس پر سختی کرنا حرام ہے کیونکہ ایسا کرنا بسا اوقات اس کی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے اور اگر اس سے اس کو یا کسی اور کو اس کا حال بیان کرنے سے اخلاص ونصیحت مطلوب ہے تو یہ جائز ہے۔ اللہ ورسولہ اعلم!

۶۵۶۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ

۶۵۶۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّ ثَابِتَ ابْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ

۶۵۶۳ ـــ ترجمہ : حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہ تھے اور نہ ہی لعنت کرنے والے اور گالی گلوچ کرنے والے تھے۔ کسی کو عتاب اور زجر کے وقت فرماتے اسے کیا ہوگیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

۶۵۶۴ ـــ ترجمہ : ابو قلابہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک جو اصحاب شجرہ سے ہیں نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غیر اسلام ملت کی قسم کھائی تو وہ وہی ہے جو اس اُس نے کہا ہے ابن آدم کا اس شئی میں نذر ماننا ٹھیک نہیں جس کا وہ مالک نہیں جس نے دُنیا میں اپنے آپ کو کسی شئی کے ساتھ قتل کیا تو اسے قیامت کے روز اسی کے ساتھ عذاب دیا جائے گا جس نے دُنیا میں مومن پر لعنت کی وہ اس کو قتل کرنے کی مانند ہے اور جس نے مومن پر کفر کی تہمت لگائی وہ اس کو قتل کرنے کی مثل ہے۔

۶۵۶۴ ـــ شرح : اس حدیث میں چند احکام ہیں اوّل : اسلام کے سوا کسی دوسرے

۵۹۵ ۔۔۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَنَ ابْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ قَالَ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتُرَى بِي بَأْسٌ أَمَجْنُونٌ أَنَا اذْهَبْ

ملت کی قسم کھانا۔ جیسے کافروں کے طریقہ پر۔ مثلاً لات وعزیٰ کی قسم کھائے تو وہ غیر ملتِ اسلام پر ہوگا کیونکہ بت کی قسم میں اس کی تعظیم ہے یہ کفر ہے یا کوئی یہ کہے اگر اس نے یہ کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہے تو وہ وہی ہوگا جو اس نے کہا۔

دوم ،، غیر مملوک کی نذر ماننا مثلاً اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دی تو میں فلاں کا غلام آزاد کروں گا۔ یہ نذر صحیح نہیں ،،

سوم ،، خودکشی کرنا جو کوئی کسی آلہ سے خودکشی کرے اس کو دوزخ میں اسی آلہ کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

چہارم ،، مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے یعنی اس کو قتل کرنے کی مثل گناہ ہوگا ؛ کیونکہ لعنت کا معنی اللہ کی رحمت سے دور کرنا ہے اس طرح اس سے آخرت کے منافع منقطع ہو جاتے ہیں۔

پنجم ،، مومن کو کفر سے متہم کرنا یہ بھی گناہ میں اس کو قتل کرنے کی طرح ہے ؛ کیونکہ قاتل اس سے دنیا کے منافع ختم کر دیتا ہے۔

اصحاب شجرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیبیہ میں شجرہ کے نیچے بیعتِ رضوان کی تھی۔

۵۹۵ ۔۔۔ ترجمہ : عدی بن ثابت نے کہا میں نے سلیمان بن صرد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

٦٥٦٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ

کے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی جھگڑ پڑے اُن میں سے ایک بہت غصہ سے بھر گیا حتیٰ کہ اس کا چہرہ پھول گیا اور رنگ متغیر ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ وہ کہہ دے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ وہ آدمی اس کے پاس گیا اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے خبردار کیا اور کہا شیطان سے پناہ مانگ۔ اُس نے کہا کیا تجھے گمان ہے کہ مجھ میں کوئی بیماری ہے کیا میں مجنون ہوں یہاں سے چلے جا۔

٦٥٦٥ — شرح : یعنی وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ،، پڑھے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا وہ شخص دینِ اسلام کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ غصہ شیطان کے اُبھارنے سے ہے۔ اس لئے اُس نے وہم کیا کہ شیطان سے پناہ مانگنا مجنون لوگوں سے خاص ہے۔ غالباً یہ شخص جاہل عرب تھا یا غصہ کی شدت نے اس کو اعتدال سے نکال دیا تھا حتیٰ کہ اس کو نصیحت کرنے والے کو زجر کرنے لگا ابوداؤد کی مرفوع حدیث میں ہے غصہ شیطان کے سبب آتا ہے یا یہ شخص کا فریا منافق تھا۔ (حدیث ع ٣٠٦٧ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

٦٥٦٦ — ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تاکہ لوگوں کو لیلۃ القدر سے خبردار کریں تو مسلمانوں سے دو آدمی جھگڑنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں باہر آیا تھا کہ تمہیں شبِ قدر کی خبر دوں فلاں فلاں جھگڑنے لگے اور وہ اُٹھالی گئی شاید اس کا اُٹھ جانا تمہارے لئے بہتر ہو تم اس کو ۲۹۔ ۲۷ اکیس راتوں میں تلاش کرو۔

(حدیث : ع ٤٦ ج : ١ اور حدیث : ع ١٨٩٨ ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

۶۵۶۷ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْ أَخَذْتَ هٰذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَسَابَبْتَ فُلَانًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ قُلْتُ عَلَى سَاعَتِي هٰذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ

۶۵۶۷ــــ ترجمہ : معرور نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا میں نے ابوذر پر ایک چادر اور اُن کے غلام پر ایک چادر دیکھی تو میں نے اُن سے کہا اگر تم غلام کی چادر لیتے اور پہنتے تو آپ کے لئے جوڑا ہو جاتا اور غلام کو کوئی اور کپڑا دے دیتے ابوذر نے کہا میرے اور ایک آدمی کے درمیان کوئی بات ہوگئی اس کی ماں عجمیہ تھی میں نے اس کو غصہ میں بُرا بھلا کہا تو اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کردی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا تو نے فلاں شخص کو گالی دی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو نے اس کی ماں کو بھی گالی دی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ میں جاہلیت باقی ہے میں نے عرض کیا اس وقت کہ میں بڑھاپے سے یہاں تک پہنچا ہوں (میں بوڑھا ہو گیا ہوں ابھی مجھ میں جاہلیت باقی ہے؟) فرمایا ہاں! وہ تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے زیر دست کیا ہے۔ جس شخص کے بھائی کو اللہ نے اس کے

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمِ الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ وَمَا لَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ

۶۵۶۸ــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ

زبردست کیا وہ اس کو وہ طعام کھلائے جو خود کھائے اور اس کو وہ پہنائے جو خود پہنے اور اس کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس پر گراں بار ہو اگر ایسا کام اس کے ذمہ کیا جو اس پر گراں بار ہے تو اس میں اس کی مدد کرے ،،

۶۵۶۷ــ شرح : حلّہ چادر اور تہبند کو کہتے ہیں یہ دو کپڑوں پر مشتمل ہوتی ہے جس آدمی سے ابوذر کی قیل قال ہو گئی تھی وہ حضرت بلال تھے رضی اللہ عنہ ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابوذر نے حضرت بلال سے کہا تھا کالی ماں کے بیٹے ،، کسی کی ماں کو اخلاقِ جاہلیت جیسی باتوں سے شرمندہ کرنا۔ جاہلیت کی بات ہے ممکن ہے کہ جاہلیت سے مراد جہالت ہو یعنی تم ایسے آدمی ہو کہ تم میں جہالت ہے۔ ابوذر نے کہا کیا مجھ میں جہالت پائی جاتی ہے ؟ حالانکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ ممالیک سے مُراد خُدّام ہیں وہ مملوک ہوں یا اجیر ہوں (حدیث ع۲۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب لوگوں میں جو ذکر کرنا جائز ہے جیسے لانبا اور ٹھگنا کہنا ،،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لمبے ہاتھوں والا کیا کہتا ہے ؟ اور ایسا کلام کرنا جس سے کسی کا عیب مقصود نہ ہو ،،

۴۵۶۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا پھر مسجد کے اگلے حصہ میں لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا دستِ اقدس رکھ لیا اس دن لوگوں میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی تھے وہ حضور سے کلام کرنے سے ڈرے اور جلدی کرنے والے لوگ باہر چلے گئے اور کہنے لگے نماز کم ہو گئی۔ صحابہ کرام میں ایک آدمی تھا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین "لمبے ہاتھوں والا" کہتے تھے۔ اس نے کہا یا نبی اللہ، آپ بھول گئے یا نماز کم ہو گئی۔ حضور نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ ذوالیدین نے کہا بلکہ یا رسول اللہ آپ بھول گئے ہیں فرمایا کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے "کہ میں بھول گیا ہوں"، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پھر تکبیر کہی "برائے سجدہ سہو" پھر پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور تکبیر کہی پھر پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور تکبیر کہی۔

۴۵۶۸ — شرح: خشبہ مسجد کے قبلہ کی طرف ستون گڑا ہوا تھا جس کو ستون حنانہ کہتے ہیں۔ سَرَعان، بفتح السین والراء ہے اگر راء کو ساکن پڑھیں تو معنی یہ ہیں مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنے والے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے آخری دو رکعتیں پہلی دو کے ساتھ کیسے جمع ہوئیں، حالانکہ ان کے درمیان افعال اور اقوال ہوتے رہے جو احرام نماز کے خلاف ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا حرام نہ تھا۔ ذوالیدین کا نام خرباق ہے۔ اس کے ہاتھ لمبے ہونے کے باعث ذوالیدین کہا جاتا تھا (حدیث ۴۷۰ ج ۱، اور حدیث ۱۱۵۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی میں کچھ ہو تو وہ ذکر کرنے میں حرج نہیں جبکہ اس کا عیب مراد نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا اگر کسی میں کوئی وصف ہو تو وہ ذکر کرنا غیبت ہے۔ معاویہ بن قرہ نے کہا اگر تمہارے پاس سے اقطع گزرے اور تو اسے اقطع کہے تو یہ بھی غیبت ہے لیکن علماء کہتے ہیں کہ اگر بطور تعریف ہو تو حرج نہیں اور اگر اس سے عیب مقصود ہو تو جائز نہیں، کیونکہ اس میں اس کی تنقیص ہے۔ اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

"غیبت کے معنی یہ ہیں کہ کسی انسان کی عدم موجودگی میں اس کی سچی بات کرنا جس کو وہ سن کر مغموم ہو۔ اگر وہ بات جھوٹی ہو تو بہتان ہے"

يَدَاهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قَالَ بَلْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُودِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ۔

باب ۴ غیبت کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اس کو مکروہ سمجھتے ہو اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے "

۵۶۹— ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ کوئی بڑی بات میں ان کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ بہرحال یہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور یہ چغلی کرتا پھرتا تھا۔ پھر حضور نے کھجور کی تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اس قبر پہ ایک شاخ گاڑ دی اور اُس پر ایک شاخ گاڑ دی۔ پھر فرمایا یقیناً ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی جب تک یہ خشک نہ ہوں گی۔

۵۶۹— شرح : غیبت اور نمیمہ میں فرق یہ ہے کہ غیبت میں کسی کی عدم موجودگی میں سچی بات کرنا ہے جسے سُن کر وہ مغموم ہو اور نمیمہ کسی کا کلام افساد کے طور پر نقل کرنا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا نمیمہ غیبت کی قسم ہے، کیونکہ جس کا کلام نقل کیا جائے

بَابُ الْغِيْبَةِ

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اِلٰی قَوْلِہٖ رَحِیْمٌ

۶۵۷۰ — حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاھِدًا یُحَدِّثُ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا ھٰذَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَاَمَّا ھٰذَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِیْبٍ رَطْبٍ فَشَقَّہٗ بِاثْنَیْنِ فَغَرَسَ عَلٰی ھٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰی ھٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْھُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا

اگر وہ سُن لے کہ اس کا کلام نقل کیا گیا تو وہ غمگین ہوگا۔ بعض احادیث میں صراحۃً لفظ غیبت مذکور ہے، چنانچہ ادب مفرد میں جابر سے حدیث ذکر کی کہ "اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ یَغْتَابُ النَّاسَ" اُن میں سے ایک غیبت کرتا تھا۔ بعض روایات میں "یَسْتَتِرُ" مذکور ہے۔ یعنی دُوسرا شخص قضاء حاجت کے وقت لوگوں سے پردہ نہ کرتا تھا۔

(اس مسئلہ کی پوری تفصیل حدیث ۲۱۵ ج کی شرح میں دیکھیں اس مسئلہ کو ہم نے وہاں مفصّل تحریر کیا ہے)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد! انصار کے گھروں میں سب سے بہتر گھر"

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ

۶۵۷۱۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

۶۵۷۲۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ

۶۵۷۱۔ ترجمہ : ابو اُسید ساعدی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے گھروں میں سب سے بہتر قبیلہ بنو نجار کا قبیلہ ہے۔

۶۵۷۱۔ شرح : دُور سے مراد قبائل ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کو اس لئے سب سے بہتر فرمایا کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں بہت جلدی کی تھی جبکہ دوسرے قبائل نے کچھ تاخیر کی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کا عنوان اس مقام کے مناسب نہیں کیونکہ اس میں غیبت کا شائبہ تک نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جن قبائل پر فضیلت دی گئی ہے وہ یقیناً غمناک ہوں گے۔ مناسبت کے لئے اتنی قدر کافی ہے۔

باب فسادی اور اھل شک میں جو غیبت جائز ھے

۶۵۷۲۔ ترجمہ : ابن منکدر نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اِسْتَاذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ اَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ اَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ الَّذِيْ قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ اَيْ عَائِشَةُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ

بَابُ النَّمِيْمَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

۵۷۳ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ وَاِنَّهُ لَكَبِيْرٌ

سے آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا اس کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ یہ قبیلے کا بُرا بھائی یا بُرا بیٹا ہے۔ جب وہ اندر آیا تو حضور نے اس سے بہت نرم کلام فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے اس کے بارے میں یہ فرمایا تھا پھر اُس سے نرم کلام کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! شریر آدمی وہ ہے جس کو لوگ اس کے فحش سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔

۵۷۳ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں مذکور عبارت غیبت نہیں یہ تو صرف نصیحت و اخلاص ہے تاکہ سامع احتیاط کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں غیبت کی صورت موجود ہے لیکن یہ شرعاً غیبت مذمومہ کو شامل نہیں۔

باب چغلی کبیرہ گناہ ہے

۵۷۳ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكَسْرَتَيْنِ اَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا وَكِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيْمَةِ

وَقَوْلِهٖ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيْبُ

کے بعض باغات سے باہر تشریف لائے تو دو انسانوں کی آواز سُنی جن کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا حضور نے فرمایا ان کو عذاب دیا جارہا ہے۔ کسی بڑی بات میں عذاب نہیں دیا جارہا ہے؛ حالانکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اُن میں سے ایک پیشاب کرتے وقت پردہ نہ کرتا تھا اور دُوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا پھر حضور نے کھجور کی شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک تو اس قبر پر کر دیا اور دُوسرا اُس قبر پر کر دیا اور فرمایا یقیناً جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہیگی (اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ۲۱۵ ج ا کی شرح میں دیکھیں)

باب جو غیبت مکروہ ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا یہمزُ یلمزُ بمعنی عیب لگاتا ہے۔ ھمّاز ہمز سے ماخوذ ہے۔ امام بخاری نے ہمز اور لمز کا معنی عیب ذکر کیا ہے یعنی دونوں کا معنی واحد ہے۔ امام لیث نے کہا ھمز وہ ہے جو غائبانہ تمہاری چغلی کرے اور لمز وہ ہے جو تیرے سامنے تیری چغلی کرے بعض نے برعکس ذکر کیا ہے۔ مشّاء مبالغہ کا صیغہ معنی بہت چلنے والا۔ مشّاء بنمیم کے معنی یہ ہیں وہ جو بعض لوگوں کی باتیں دوسروں کی طرف نقل کرکے فساد برپا کرے بعض نے کہا یہ وہ شخص ہے جو جھوٹی باتیں کرکے ایک دن میں اس قدر فساد برپا کر سکتا ہے جو جادوگر ایک ماہ میں نہیں کر پاتا۔

۶۵۷۴ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلٰى عُثْمَانَ فَقَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

۶۵۷۵ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ قَالَ اَحْمَدُ اَفْهَمَنِىْ رَجُلٌ اِسْنَادَهٗ

۶۵۷۴ــ ترجمہ: ہمام نے کہا ہم حذیفہ بن یمان کے ساتھ تھے۔ ان سے کہا گیا ایک آدمی حضرت عثمان کی طرف لوگوں کی باتیں پہنچاتا ہے۔ حذیفہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا

۶۵۷۴ــ شرح لغت میں قتات اور نمام میں فرق کیا ہے؛ چنانچہ علامہ خطابی نے کہا نمام وہ شخص ہے جو لوگوں میں شامل ہوتا ہے اور ان کی باتیں دوسرے کی طرف نقل کرتا ہے اور قتات وہ ہے جو اس حال میں لوگوں کی باتیں سننے میں سعی کرتا ہے کہ لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ وہ ان کی باتیں سن رہا ہے پھر ان کی باتیں نقل کرتا ہے۔ حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ زجر و تہدید پر محمول ہے؛ کیونکہ اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی وعید اور زجر و تہدید میں مختار ہے۔ اگر وہ چاہے تو اپنے فضل وکرم اور امتنان و احسان کرتے ہوئے معاف کردے اور اگر چاہے تو گرفت کرے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ کامیاب لوگوں کے ساتھ پہلے جنت میں داخل نہ ہوگا یا یہ کسی عذر کے بغیر چغلی کو حلال سمجھنے والے پر محمول ہے؛ حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ چغلی حرام ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ ذِي الْوَجْهَيْنِ

۶۵۷۶ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جھوٹ بولنے سے بچو!

۶۵۷۵ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا ترک نہ کرے اور اس پر عمل کرنا اور جہالت کی باتیں ترک نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا ترک کرے امام احمد نے کہا ایک عظیم آدمی نے مجھے اس کا اسناد سمجھایا۔

۶۵۷۵ ــــ شرح : یعنی جو کوئی جھوٹ ترک نہ کرے اور اس سے نہ بچے اور جھوٹ کے مقتضیٰ پر عمل کرے اور بیوقوف لوگوں جیسے فعل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا روزہ قبول نہیں کرتا۔ قولہ قال احمد یعنی امام احمد نے کہا میں یہ اسناد بھول گیا تھا۔ مجھے ایک عظیم آدمی نے یہ اسناد سمجھایا۔ میرے خیال میں وہ عظیم آدمی ان کا بھتیجہ ہے۔

باب جو دو رُخا کے حق میں کہا گیا ہے

۶۵۷۶ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن لوگوں میں اللہ کے نزدیک شریر ترین دو رُخے شخص کو پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور اُن کے پاس دوسرے منہ سے آتا ہے

۶۵۷۶ ــــ شرح : یعنی لوگوں میں شرارت پھیلانے کے لئے لوگوں میں مختلف باتیں

بَابُ مَنْ اَخْبَرَ صَاحِبَهٗ بِمَا يُقَالُ فِيهِ

۶۵۷۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاللهِ مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللهِ فَاَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهٗ وَقَالَ رَحِمَ اللهُ مُوسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

کرتا ہے۔ اگر تمام لوگوں کے پاس بقصدِ اصلاح آئے تو یقیناً وہ نیک ترین مردوں سے ہے بعض شراح نے یہ معنی ذکر کیے ہیں کہ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اُن میں سے ہے اور دوسروں کے مخالف ہے اُن سے بغض رکھتا ہے ایسے شخص کو ذوالوجہین کہا جاتا ہے کہ اس کے دو چہرے ہیں جو لوگوں میں شر پھیلاتا ہے ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر ترین شخص ہے اگر ہر گروہ سے اصلاح کی بات کرے تو محمود ہے۔

باب جس نے اپنے ساتھی کو اس شیٔ کی خبر دی جو اس میں کہی جاتی ہے،،

۶۵۷۷ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے مال تقسیم کئے تو قبیلہ انصار کے ایک آدمی نے کہا بخدا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقسیم سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور حضور کو یہ خبر دی تو آپ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انہوں نے صبر کیا۔

۶۵۷۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے حق میں کوئی باطل اور بری شئی کہی جائے تو وہ اُن پر بہت گراں بار ہوتی ہے کیونکہ

بَابُ مَا یُکْرَہُ مِنَ التَّمَادُحِ

۶۵۷۸ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ زَکَرِیَّاءِ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ

یہ بشریت کی جبلت میں داخل ہے، لیکن وہ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے اہل فضل کی اقتداء کرتے ہوئے صبر کرتے ہیں، چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی صبر کرنے میں اقتداء کی، چنانچہ یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جسمانی عیب سے متہم کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ان کی پاکدامنی اور نزاہت کی کہ وہ خلوت میں برہنہ غسل کر رہے تھے جبکہ کپڑے اُتار کر ایک پتھر پر رکھے تھے پتھر کپڑوں سمیت بھاگ نکلا اور یہودیوں کے مجمع کے پاس ٹھہر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے تو یہودیوں نے کہا موسیٰ کے جسم میں کوئی عیب نہیں۔ نیز قارون نے ایک خوبصورت عورت سے کہا میں تجھے اپنی بیویوں اور مال میں شامل کر لوں گا بشرطیکہ تو بنی اسرائیل کے بھرے مجمع میں کہہ دے کہ موسیٰ نے اس سے ناجائز فعل کیا ہے جب وہ یہ بات کہنے کے لئے یہودیوں کے مجمع کے پاس کھڑی ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا دل بدل دیا اُس نے کہا مجھے قارون نے ایسا ایسا کہنے کو کہا ہے موسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو وہ سخت غصہ سے بھر گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سخت غصہ ہوتا تو اُن کے بال سیدھے ہو جاتے اور کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے۔ آپ نے روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی کہ میں نے زمین کو تمہارے تابع کر دیا ہے جو چاہو اسے کہو۔ موسیٰ علیہ السلام قارون کی طرف متوجہ ہوئے جب قارون نے انہیں دیکھا تو کہا اے موسیٰ مجھ پر رحم کرو! فرمایا اے زمین اسے پکڑلے زمین نے قارون کو اس کے گھر سمیت ٹخنوں تک پکڑ لیا۔ قارون نے کہا اے موسیٰ! مجھ پر رحم کر موسیٰ علیہ السلام نے زمین سے فرمایا اس کو اور پکڑ لے زمین نے اس کو اس کے گھر سمیت پکڑ لیا پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا (عینی)

(حدیث ۲۹۲۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جو مدح اچھی نہیں

۶۵۷۸ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَیُطْرِیْہِ فِی الْمِدْحَۃِ فَقَالَ اَھْلَکْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَھْرَ الرَّجُلِ

ایک آدمی کو ایک شخص کی مدح کرتے ہوئے سُنا وہ اس کی مدح میں بہت مبالغہ کر رہا تھا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہلاک کر دیا" یا فرمایا" تم نے آدمی کی پشت کاٹ ڈالی ہے۔

۴۵۷۸ — شرح : پشت کاٹ ڈالنے سے مراد ہلاکت ہے یعنی تم نے اس کو فقص کو بڑھائی میں ڈال دیا۔ یہ اس کے دین وایمان کی ہلاکت کا موجب ہے بلکہ اس سے اس کی دُنیا بھی تباہ ہوگی، کیونکہ وہ اپنے ناقص حال کے سبب مغرور ہو کر اکتساب کمال حاصل کرنے سے رُک جائے گا۔ اسی لئے بہت سے لوگ ناقص حال پر مغرور ہونے کے باعث دینی اور دُنیوی کمالات سے محروم رہ جاتے ہیں، چونکہ حد سے بڑھ کر مدح کرنے والے ممدوح کی تباہی کا سبب ہیں اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «لوگوں کے سامنے ان کی مدح کرنے والوں کے موہنوں میں مٹی ڈالو»، لیکن اگر ایسی مدح سے کسی کی ثناء کی جائے جو ممدوح میں پائی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اسلامی شعراء نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب مدحیں کیں اور آپ کے سامنے ثنا خوانی کرتے رہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے منہ پر مٹی ڈالنے کا حکم نہیں فرمایا کیونکہ حضور ہر کمال بشری سے موصوف ہیں۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں : دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمْ ؛ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْہِ وَاحْتَکِمِ ،، نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا اور تیسرا خدا مانا تھا۔ اس لئے بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں جو کہا ہے اسے چھوڑو اور حضور کی جو بھی مدح چاہو کرو اور سنوا ؎

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

اور حضور کی ذاتِ کریمہ کی طرف جو کمال چاہو منسوب کرو اور آپ کی قدر و منزلت کی طرف جو بزرگی چاہو منسوب کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں جسے کوئی اپنے منہ سے ظاہر کر سکے حضور بزرگی کے آفتاب اور تمام نبی اس کے ستارے ہیں جو لوگوں کے لئے اندھیروں میں اپنے انوار ظاہر کرتے رہے ہیں۔ اسی لئے ابو طالب نے حضور کی ثناء میں کہا ؎

۶۵۷۹ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَجُلًا ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ رَجُلٌ خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ یَقُوْلُهٗ مِرَارًا اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا

ے وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

وہ روشن سفید چہرہ والے کہ جس کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے غمخوار ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کثیر اشعار میں حضور کی مدح کی وہ فرماتے ہیں ے

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَیْبٍ ؎ كَاَنَّكَ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ (یا رسول اللہ آپ ہر عیب سے مبرا پیدا ہوئے ہیں ؎ گویا کہ آپ اپنی مشیت کے مطابق پیدا ہوئے ہیں)

اسی طرح عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔ حضور کے سامنے مدائح کہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے آپ کی مدح و ثنا خوانی کا اہتمام فرماتے اور اس کے لئے حسان کے لئے منبر نصب کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شیخ سعدی کی قبر پر انوار کی بارشیں نازل فرماتا رہے جنہوں نے حضور کی مدح یوں کہی :

بَلَغَ الْعُلٰی بِكَمَالِهٖ ؎ كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

(ترجمہ) حضور اپنے کمال کے باعث، تمام بلندیوں کو پہنچے اور اپنے حسن و جمال سے اندھیرے زائل کر دیئے آپ کے تمام صفات خوبصورت ہیں ؎ آپ پر اور آپ کی آل پر درود پڑھو!"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

حدیث قدسی میں خالق کائنات کا ارشاد ہے : مِنْ لَدُنِ الْعَرْشِ اِلٰی تَحْتِ الْاَرْضِیْنَ کُلُّهُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ یَا مُحَمَّدُ (اے میرے حبیب مکرم عرش سے تمام زمینوں سے نیچے تک ساری مخلوق میری رضا طلب کرتی ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ

اَوْ مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يُرٰى اَنَّهٗ كَذٰلِكَ وَ حَسِيْبُهٗ اللّٰهُ وَلَا يُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا وَ قَالَ وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ وَيْلَكَ

بَابُ مَنْ اَثْنٰى عَلٰى اَحَدٍ بِمَا يَعْلَمُ

وَ قَالَ سَعْدٌ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ

۶۵۷۹ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے اس کی اچھی ثناء کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ہلاکت ہو تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی ہے۔ یہ آپ بار بار فرماتے رہے پھر فرمایا اگر تم میں سے کوئی ضرور ہی کسی کی مدح کرے تو یہ کہے ،، میں اس کو ایسا ایسا خیال کرتا ہوں اگر وہ جانتا ہے کہ وہ ایسا ہی تھا اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کسی کا تزکیہ نہ کرے (کسی کی پاکدامنی ظاہر نہ کرے) وہیب نے خالد سے وَیْلَکَ نقل کیا ہے۔

۶۵۷۹ — شرح : حدیث کے معنی یہ ہیں میں فلاں کو ایسا ایسا گمان کرتا ہوں ایسا خیال کرتا ہو،، اس کے باطن کو اللہ جانتا ہے کہ وہ کیسا ہے وہی اس کو جزا دے گا اور یہ نہ کہے مجھے یقین ہے کہ وہ بہت مخلص ہے یقیناً اس پر اللہ گواہ ہے اور لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ معاملہ کرے۔ کسی کی پاکدامنی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے۔
قولہ ویحک ،، وَیْحَکَ اور وَیْلَکَ ان دونوں لفظوں کے معانی میں فرق ہے۔ وَیْحَکَ شفقت کا کلمہ ہے۔ جبکہ وَیْلَکَ کلمۂ عذاب ہے۔ بعض نے دونوں کو ہم معنیٰ کہا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب جس نے اپنے بھائی کی ایسی چیز سے مدح کی جس کو وہ جانتا ہے ،،

۵۵۸۰ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ إِزَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے لئے جو زمین پر چلتا ہو کہتے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے مگر عبد اللہ ابن سلام کے لئے یہ کہتے سنا ہے۔"

شرح : اس باب میں امام نے بیان کیا ہے کہ کسی شخص میں جو وصف معلوم ہو اس اعتبار سے اس کی مدح جائز ہے لیکن اس پر زیادتی نہ کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبد اللہ بن سلام اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے تو عشرہ مبشرہ میں حصر نہ رہے گا۔ عشرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام ہیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی کہا ہے۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ عشرہ مبشرہ سے وہ حضرات مراد ہیں جنہیں ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی گئی کیونکہ ان دس حضرات کے علاوہ اماماں کریماں حسن و حسین، ان کی والدہ سیدۃ النساء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم بالاتفاق جنتی ہیں۔ نیز عدد کی تخصیص زائد کی نفی نہیں کرتی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ترکیب کا مفہوم یہ ہے کہ صرف عبد اللہ بن سلام ہی جنتی ہیں کیونکہ کلمہ حصر سے یہی ظاہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضور سے عبد اللہ کے سوا اور کسی کے متعلق نہیں سنا یا معنی یہ ہیں کہ زمین پر چلنے کی حالت میں عبد اللہ بن سلام کے سوا اور کسی کو جنتی نہیں فرمایا (عینی)

ترجمہ ۵۵۸۰ ـــ : سالم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند کے متعلق کچھ فرمایا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میرے تہبند کی ایک طرف سے نیچے ٹخنوں سے گر جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا اے ابا بکر تم اُن میں سے نہیں ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَقَوْلِهِ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ وَمَنْ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللهُ وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلَىٰ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ

۶۵۸۰ — **شرح** : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسبال یعنی چادر لٹکا کر چلنے سے منع فرمایا اور اس پر سخت وعید فرمائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ازار تو ٹخنوں سے نیچے جھکا رہتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اُن لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر و غرور سے تہبند کو جھکا کر چلتے ہیں اس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایسی وصف سے مدح فرمائی جو اُن میں پائی جاتی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں اوصاف پائے جانے کے سبب اِن صفات سے بطورِ اعلام اِن کی مدح کرنا جائز ہے تاکہ لوگوں کو ان کی فضیلت اور عظمت معلوم ہو اور وہ انہیں ان کے عظیم مقام کے مطابق ان کا احترام کریں اور جو ان کے برابر نہیں اُن پر انہیں فضیلت دیں اور نیکی میں ان کی اقتداء کریں ،، چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام کو جنت کی خوشخبری دی اور صدیقِ اکبر کے متعلق فرمایا لوگوں نے مجھے کہا آپ جھوٹ بولتے ہو اور صدیق نے کہا سچ فرماتے ہو اور فرمایا میری امت میں سے میری امت پر بہت رحم کرنے والا ابوبکر ہے دین میں قوی تر عمر فاروق ہے۔ شرم و حیا کا پیکر عثمان ہے سب سے بڑا قاضی علی المرتضیٰ ہے۔ ابوعبیدہ میری امت کا امین ہے۔ میری امت میں حلال و حرام کو زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے ، سب سے بڑا قاری اُبَی بن کعب اور سب سے زیادہ وراثت کے احکام جاننے والا زید بن ثابت ہے ،، رضی اللہ تعالیٰ عنہم ''

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ عدل ، احسان ، اقارب کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی ، بُری باتوں اور سرکشی سے منع کرتا ہے تمہیں اس امید سے نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت پکڑو اور اللہ کا ارشاد! تمہاری سرکشی کی سزا تم پر عائد ہوگی پھر اس پر ظلم کیا گیا اللہ اس کی مدد کرے گا ،،

۶۵۸۱ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَاْتِيْ اَهْلَهُ وَلَا يَاْتِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِيْ فِيْ اَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ اَتَانِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رَجُلَيَّ

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو ذکر کرکے یہ اشارہ کیا کہ مسلمان اور کافر سے شرارت کرنا حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عدل و احسان کا حکم فرمایا ہے اور احسان یہ ہے کہ بُرائی کرنے والے سے بھلائی کرنا اور اس کی اساءت پر سرزنش نہ کرنا ارشادِ نبوی ہے: "اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْكَ"، بدی کرنے والے سے بھلائی کرو اور امر کا مقتضیٰ وجوب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عدل سے مراد توحید و رسالت کی شہادت اور احسان سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ بعض نے کہا عدل فرائض اور احسان نوافل ہیں۔ سفیان عیینہ نے کہا عدل یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں برابری ہو اور احسان یہ ہے کہ باطن ظاہر سے افضل ہو۔ عدل کے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ کا شریک نہ بنائے اور احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرے گویا اسے دیکھ رہا ہو۔ نیز عدل عبادت اور احسان خشوع ہے۔ مامورات کو بجا لانا اور منہیات کو ترک کرنا بھی عدل و احسان ہے۔ علماء نے عدل و احسان کے اور معانی بھی ذکر کئے ہیں۔ اقارب اور رشتہ دار ذی قربیٰ ہیں ان سے صلہ رحمی کا حکم ہے۔ فحشاء بے حیائی اور زنا ہے اور منکر برے کام ہیں یعنی ظلم اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد کرتا ہے اگرچہ وہ کافر ہو۔

۶۵۸۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اتنے دن اس حال میں رہے کہ آپ کا خیال ہوتا کہ اپنے اہل کے پاس آتے ہیں، حالانکہ اُن کے پاس نہ آتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے ایک دن فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کام کے متعلق جواب دیا جو میں نے اللہ سے پوچھا تھا۔ میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے پاؤں کے پاس اور دوسرا میرے سر کے قریب بیٹھ گیا جو میرے پاؤں کے پاس تھا اُس نے اس شخص سے کہا جو میرے سر کے پاس تھا اس آدمی کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے کہا

لِلَّذِیْ عِنْدَ رَأْسِیْ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ یَعْنِیْ مَسْحُوْرٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِیْدُ بْنُ اَعْصَمَ قَالَ وَفِیْمَ قَالَ فِیْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَکَرٍ فِیْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوْفَةٍ فِیْ بِئْرِ ذِیْ اَرْوَانَ فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِیْتُهَا کَاَنَّ رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رُؤُوْسُ الشَّیَاطِیْنِ وَکَاَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا تَعْنِیْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِیْ وَاَمَّا اَنَا فَاَکْرَهُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِیْدُ بْنُ اَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ حَلِیْفٌ لِّیَهُوْدَ

جادو کیا ہوا ہے۔ اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے جادو کیا ہے۔ پہلے نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور بالوں کو نر کھجور کے چھلکے میں ڈال کر ذروان کے کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے رکھ کر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا یہی کنواں مجھے دکھایا گیا ہے گویا کہ اس کی کھجوروں کے سر شیطانوں کے سر ہیں اور اس کا پانی مہندی کا رنگ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکالنے کا حکم دیا تو اس کو نکالا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو نشر کیوں نہیں کرتے (اس جادوگر کو ظاہر کیوں نہیں کرتے اور اس کو رسوا کیوں نہیں کرتے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگوں میں شر کو مشتہر کردوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا لبید بن اعصم قبیلہ بنی زریق سے یہودیوں کا حلیف تھا۔

۶۵۸۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ظلم سے منع فرمایا اور وضاحت فرمائی کہ ظلم کی ضرر ظالم کو پہنچتی ہے اور مظلوم کی نصرت اللہ کے ذمہ ہے لہٰذا مظلوم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے احسان کا شکر ادا کرے اور جس نے اس پر ظلم و ستم کیا اس کو معاف کردے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

وَقَوْلِهٖ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

۶۵۸۲ــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

کیا گیا۔ آپ نے جادوگر کو سزا دینے پر قادر ہونے کے باوجود اس کو سزا نہ دی اور فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ لوگوں میں شر کو مشتہر کروں لہٰذا حدیث ترجمہ کے دونوں اجزاء کے مطابق ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر اس حد تک تھا کہ آپ کو یہ خیال ہوتا کہ آپ نے اپنی اہل سے مباشرت کی ہے حالانکہ مباشرت نہ کی ہوتی تھی۔ یعنی یہ تخیل صرف فعل میں تھا کلام اور علم میں نہ تھا، کیونکہ حضور کا دعا کرنا وضع صحیح اور قانونِ مستقیم کے مطابق تھا۔ لبید بن اعصم نے کنگھی اور بالوں میں جادو کیا تھا مُشط بمعنی کنگھی ہے اور مُشاقہ وہ بال ہیں جو دھاگہ کاتنے کے وقت گرتے ہیں۔ جُفّ کھجور کے شگوفہ کا چھلکا ہے۔ اس کا اطلاق مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے اس لئے اس کو ذکر سے مقید کیا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں بنی زُریق کے باغ میں کنواں تھا جس کو ذروان کہا جاتا تھا اس میں پتھر کے نیچے جادو کیا تھا۔ نقاعہ مہندی کا ترش پانی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرے منظر کے باعث اُن کھجوروں کو رؤس شیاطین سے تشبیہ دی جب کسی کی صورت قبیح ہو تو اسے بطور مثال راس شیطان کہا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں میں شر کو مشہور نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اگر حضور جادو کی صورت کو مشہور کرتے تو اس سے منافق جادو سیکھ لیتے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ ضرر پہنچاتے، چنانچہ بعض اوقات عظیم فساد اور شر کے پیشِ نظر مصلحت ترک کر دی جاتی ہے۔ (حدیث ۳۰۵۵ / ۵۲۰ کی شرح دیکھیں)

۶۵۸۳ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مٰلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ

باب ایک دُوسرے پر حسد کرنا اور پشت پھیرنا ممنوع ہے ،،
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! ہم حاسد کے شر سے پناہ مانگتے ہیں جس وقت وہ حسد کرے ،،

۶۵۸۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کے عیب کی جستجو نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

۶۵۸۴ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض، حسد نہ کرو اور نہ ہی پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ علیحدہ ہو کر رہے۔

۶۵۸۲-۶۵۸۳ ـــ شرح : عنوان کے بعد اللہ تعالیٰ کا قول ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ حسد سخت مذموم ہے اور یہ ضروری نہیں کہ حسد دو شخصوں کے درمیان ہو بلکہ حسد بہرحال ممنوع ہے اگرچہ ایک شخص حسد کرے۔ ظن سے مراد بلاسبب تہمت لگانا ہے جیسے کسی کو زنا سے متہم کیا جائے، حالانکہ اس سے زنا

بابُ قولہٖ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ الاٰیۃ

کی کوئی وجہ معلوم نہیں۔ اسی لئے اس پر وَلَا تَجَسَّسُوْا کا عطف کیا اور یہ اس لئے کہ کسی کے متعلق دل میں تہمت کا خطرہ گزرا پھر اس کے تحقیق کی جستجو کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ ظن کی تحقیق کرنا ترک کرو تجسس مظنون بہ کو مضر ہوتی ہے۔ اسی طرح جو بلا دلیل دل میں واقع ہو اس سے اجتناب کرو۔ تجسس اور تحسس میں فرق یہ ہے کہ تحسس میں لوگوں کی باتوں کی طرف کان نہ لگاؤ اور نہ ہی تجسس میں ان کے عیوب کی ٹوہ میں رہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دنوں سے زیادہ مسلمان بھائی سے علیحدہ نہ رہے اور تین دنوں سے زیادہ ہجران حرام ہے یہ اس وقت ہے جبکہ دو شخصوں میں دنیاوی امر پہ جھگڑا ہو جائے لیکن دینی امور کی مخالفت میں تین دنوں سے زیادہ ہجران جائز ہے جیسے غزوہ میں شامل نہ ہونے والے تین صحابہ سے پچاس روز تک ہجران رہا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے ہجران کیا جمہور علماء نے کہا جھگڑنے والوں میں سے کوئی دوسرے کو السلام علیکم کہہ دے تو ہجران ختم ہو جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اے ایمان والو بہت بدگمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو

تفسیر: یعنی نیک مومنوں کے ساتھ برا گمان نہ کرو اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں۔ یہ بدگمانی ہے قرآن کریم کے صریح بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام گمان گناہ نہیں۔ گمان کی چار صورتیں ہیں بعض میں حکم دیا گیا ہے بعض مباح اور بعض مستحب ہیں جو گمان ممنوع ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور نیک مومنوں کے ساتھ بدگمانی ہے۔ مامور بہ گمان وہ ہے جس پر کوئی ایسی دلیل قائم نہ ہو جس سے اس کا علم آ جائے ہم اس میں حکم کرتے ہیں مامور ہیں اور غالب ظن پر کفایت کر لینا کافی ہے اور اس پر حکم کا جاری کرنا واجب ہے جیسے عادل گواہوں کی شہادت قبول کرنا، قبلہ کی جہت میں فکر کرنا، ہلاک شدہ اشیاء کی قیمت کا اندازہ کرنا، جنایات کا مالی تاوان جس کی شریعت میں کوئی مقدار معین نہیں ان جیسے امور میں ہم ظن غالب سے

۶۵۸۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰہِ إِخْوَانًا

حکم کرنے میں مامور ہیں۔ مباح گمان امام کا نماز میں شک کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شک کی صورت میں تحری کرنے اور سوچنے کے بعد ظن غالب پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ یہ فعل مباح ہے اور اگر کسی دوسری صورت کا یقین ہو جائے تو اس پر عمل کرنا جائز ہے اور مستحب گمان مسلمانوں کے ساتھ اچھا گمان کرنا ہے اور اس پر ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۶۵۸۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی جھوٹ بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈو اور نہ اس کی ٹوہ میں لگے رہو۔ خرید و فروخت میں قیمت بڑھانے میں دھوکہ نہ کرو۔ ایک دوسرے پر حسد اور اس سے بغض نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔

۶۵۸۴ ـــ شرح : بغض اور حسد بدگمانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے حدیث آیت کریمہ کے مناسب ہے۔

تناجش یہ ہے کہ بیع کے سامان کی قیمت زیادہ کرے، حالانکہ خریدنے کا ارادہ نہیں تاکہ خریدار دھوکہ میں آکر زیادہ قیمت سے خرید کرلے۔ تجش کا لغوی معنی شکار کو اپنی جگہ سے بھگانا ہے تاکہ اس کو شکار کیا جائے۔

(حدیث ۲۰۰۹ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَا يَكُوْنُ فِي الظَّنِّ

۶۵۸۵ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا وَقَالَ اللَّيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ

۶۵۸۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهٰذَا وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ دِيْنَنَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ

باب جو گمان جائز ہے

۶۵۸۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں فلاں شخص کو میں گمان نہیں کرتا کہ وہ ہمارے دین میں کچھ جانتے ہوں۔ لیث نے کہا وہ دو آدمی منافق تھے۔

۶۵۸۶ — ترجمہ : یحییٰ بن بکیر نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا کہ ام المؤمنین نے فرمایا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ میں فلاں فلاں کو گمان نہیں کرتا وہ ہمارے دین میں جس پر ہم ہیں کچھ جانتے ہوں۔

۶۵۸۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں ظن کا جواز اور اثبات ہے اور حدیث میں ظن کی نفی ہے تو ان میں مطابقت کیسے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ظن کی نفی نہیں بلکہ نفی کا ظن ہے لہٰذا دونوں میں منافات نہیں توضیح میں ذکر کیا کہ یہاں ظن یقین کے معنیٰ میں ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی تمام منافقوں کو جانتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح منافقوں کو نہیں

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ

۶۵۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ اُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَاِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ اَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

جانتے کیونکہ حضور پر وحی نازل ہوتا تھا اور ہم صرف گمان کر لیتے ہیں لہٰذا ہم ظن پر حتمی فیصلہ نہیں کر سکتے، البتہ بعض اوقات ہمیں کسی سے اچھا فعل معلوم نہیں ہوتا تو اس کے متعلق بدگمانی سی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا دین صحیح نہیں لہٰذا ایسے شخص سے سوءِ ظن کرنے میں حرج نہیں؛ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب ہم کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ عشاء اور صبح کی نمازوں میں موجود نہیں ہے تو اس کے متعلق بدگمانی کر لیتے تھے کہ وہ منافق ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: عشاء اور صبح کی نمازیں منافقوں پر گراں ہیں۔

باب مومن کا اپنے عیب پر پردہ ڈالنا

۶۵۸۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کے تمام گناہ معاف کئے جائیں گے مگر مجاہر جو گناہ کا اظہار کرتے ہیں اور دیوانگی یہ ہے کہ آدمی رات میں کوئی کام کرتا ہے پھر صبح کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہوتا ہے اکہتا ہے ... اے فلانے میں نے آج رات ایسا ایسا کام کیا ہے وہ رات بسر کرتا ہے حالانکہ اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہوتا ہے اور یہ صبح کو اللہ کے پردہ کو کھولتا ہے۔

۶۵۸۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوا أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ نَعَمْ وَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ

بَابُ الْكِبْرِ قَالَ مُجَاهِدٌ ثَانِيَ عِطْفِهِ مُسْتَكْبِرٌ فِي

۶۵۸۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کا عنوان "مومن کا اپنے عیب پر پردہ ڈالنا" ہے اور حدیث شریف میں اللہ کا مومن کے گناہ پر پردہ ڈالنا ہے۔ لہٰذا حدیث اور عنوان میں مطابقت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کا پردہ ڈالنا مومن کے اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کو مستلزم ہے اور جو کوئی گناہ کا اظہار کرتا ہے وہ اللہ کو ناراض کرتا ہے تو اللہ اسکے عیب پر پردہ نہیں ڈالتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے حیاء کرتے ہوئے پردہ ڈالنے کا قصد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔

مُجاہر وہ شخص ہے جو گناہ کا لوگوں میں اظہار کرتا پھرے۔ مُعَافیٰ بضم المیم وفتح الفاء مقصور اسم مفعول ہے اس کا اصل عافیت ہے جو مصدر کی جگہ ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ عافاہ عافیتہ یہاں اس کے معنی ہیں۔ اللہ نے اس کا گناہ معاف کر دیا۔

حدیث کے معنی یہ ہیں "میری امت میں سے ہر ایک کا گناہ معاف کیا جائے گا اور اس کے گناہ پر مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ مگر فاسق مُعلِن کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ قولہ مجاہرین" اسے مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے اگر مرفوع پڑھیں تو یہ مبتدا ہوگا اور اس کی خبر محذوف ہوگی اور منصوب پڑھیں تو بصریوں کے مذہب کے مطابق مستثنیٰ میں اصل نصب ہے۔

قولہ مَجَانَۃ بفتح المیم والجیم ہے اس کے معنی دیوانگی ہیں یعنی اپنے قول وفعل کی پرواہ نہ کرنے والا حدیث میں عمل سے مراد معصیت اور گناہ ہے

۶۵۸۸ — ترجمہ : صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر سے پوچھا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجویٰ کے متعلق

۶۵۸۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ

فرماتے ہوئے کس طرح سنا ہے۔ ابن عمر نے کہا تم میں سے ایک شخص اللہ کے قریب ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس پر دستِ قدرت رکھ کر فرمائے گا تو نے ایسا ایسا گناہ کیا ہے وہ کہے گا جی ہاں پھر کہے گا تو نے ایسا ایسا گناہ کیا ہے؟ دوبارہ کہے گا وہ کہے گا جی ہاں! اللہ اس سے اقرار کرائے گا پھر فرمائے گا میں نے دُنیا میں تیرے گناہ پر پردہ ڈالا اور آج تیرے لئے اسے بخشتا ہوں۔

۶۵۸۸ — شرح: نجویٰ بمعنی راز ہے اور یہاں اس سے مراد وہ راز ہے جو قیامت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندہ کے درمیان ہوگا اور بندے کا اللہ کے قریب ہونے کے معنی قربِ رُتبی ہیں، کیونکہ یہاں قرب مکانی غیر متصور ہے۔ یہ حدیث متشابہات سے ہے اس کی تاویل اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں (حدیث ۲۲۴۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب تکبّر

مجاہد نے ثانی عطفہ کی تفسیر میں کہا تکبّر کرتے ہوئے اپنی گردن پھیرنے والا عطف بمعنی گردن پھیرنا،، اس باب میں تکبّر کی مذمت مذکور ہے۔ اس میں بہت علماً عابد اور زاہد متاثر ہوئے ہیں۔ کبر، تکبر اور استکبار ہم معنی ہیں۔ تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا شمار کرے اور بہت بڑا تکبّر یہ ہے کہ اللہ پر تکبر کرے اور حق کے قبول کرنے سے اعراض کرے اور اُس کی توحید و طاعت کا یقین نہ کرے زمخشری نے کہا عطف بمعنی تکبر اور عزور ہے۔

۴۵۸۹ ترجمہ : حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں جنتیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر کمزور ناتواں مسکین اگر وہ خدا پر قسم کھائے تو وہ اس کو پورا کر دیتا ہے کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں؟ وہ حد سے بڑھنے والا گنہگار چال میں فخر کرنے والا اور متکبر ہے۔

۴۵۸۹ شرح : ضعیف سے کمزور حال والا مراد ہے کمزور بدن والا مراد نہیں متضاعف بمعنی متواضع ہے۔ ان تمام کا مآل واحد ہے وہ یہ کہ جس کو لوگ دنیا میں ضعیف الحال ہونے کے باعث کمزور اور حقیر جانیں۔ اگر وہ اللہ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائے کہ یہ کام ضرور ہوگا تو اللہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ حدیث شریف کے معنیٰ یہ ہیں کہ جنتیوں اور دوزخیوں سے یہ مراد نہیں کہ تمام جنتی کمزور الحال ہوں گے اور تمام دوزخی متکبر ہوں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ جنت میں اکثر فقراء ہوں گے اور دوزخ میں بکثرت متکبر ہوں گے۔

(حدیث ۴۵۹۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

محمد بن عیسیٰ نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں حمید طویل نے خبر دی کہ ہم کو انس بن مالک نے خبر سنائی مدینہ منورہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی "

شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خلق تھا کہ اگر کسی لونڈی کو مدینہ منورہ میں کوئی حاجت ہوتی اور اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت چاہتی کہ اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کے ساتھ تشریف لے جائیں تو آپ انکار نہ فرماتے اور اس کی ضرورت پوری کرتے تھے، یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری کی دلیل ہے اور یہ کہ حضور ہر قسم تکبر سے بری تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم

بَابُ الْهِجْرَةِ

۶۵۸۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْفُ ابْنُ الطُّفَيْلِ وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَهُوَ قَالَ هٰذَا قَالُوا نَعَمْ قَالَتْ

باب ہجرت (ناراضگی)

اس باب میں ہجرت کی مذمت کا بیان ہے ہجرت کے معنی "مومن بھائی کے ساتھ ملاقات کے وقت کلام نہ کرنا اور ہر ایک کا دُوسرے سے اعراض کرنا،، ہے اس کے معنی وطن چھوڑ کر دُوسری جگہ چلے جانا نہیں -

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ ہجرت کرے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علماء نے کہا مسلمانوں کے درمیان تین دنوں سے زیادہ ہجرت کی منصوص ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین دن تک مفارقت جائز ہے! کیونکہ انسان کی فطرت میں غیظ و غضب ہے اس لئے تین دن تک غصہ کی اجازت میں مسامحت ہے تاکہ غصہ کا عارضہ جاتا رہے ،،

۶۵۹۰ — ترجمہ : عوف بن مالک بن طفیل نے بیان کیا وہ حارث کے بیٹے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مادر زاد بھائی کے بیٹے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچائی گئی کہ عبداللہ بن زبیر نے بیع یا عطیّہ کے متعلق جو ام المؤمنین نے عطیّہ کیا تھا کہا بخدا ! ام المؤمنین خرید و فروخت کرنے یا عطیّہ

هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَّا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ
اِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا اُشَفِّعُ فِيْهِ اَبَدًا وَلَا
اَتَحَنَّثُ اِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ
مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ
وَقَالَ لَهُمَا اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا اَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَاِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا
اَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَاَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِاَرْدِيَتِهِمَا
حَتّٰى اسْتَاْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ اُدْخُلُوْا قَالُوْا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَمْ اُدْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَ
لَا تَعْلَمُ اَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ
فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ فَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ
يُنَاشِدَانِهَا اِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلَانِ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ وَاَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ

کرنے سے رُک جائیں یا میں اُن پر حجر کروں گا (اُن کا تصرف کرنا روک دوں گا) ام المؤمنین نے
فرمایا کیا عبداللہ نے یہ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! فرمایا اللہ کے لئے مجھ پر نذر ہے کہ میں ابن زبیر
سے کبھی بات نہ کروں گی جس وقت ابن زبیر پر مفارقت کی مدت زیادہ ہوگئی تو ابن زبیر نے
مائی صاحبہ کے حضور سفارش کرائی۔ ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! ہرگز نہیں میں اس بارے میں کبھی
کوئی سفارش قبول نہ کروں گی اور اپنی نذر میں حانث نہ ہوں گی جب ابن زبیر پر مدت زیادہ ہوگئی
تو اُنہوں نے مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث سے بات کی اور وہ دونوں قبیلہ
بنی زہرہ سے ہیں اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے ام المؤمنین کے پاس لے جاؤ کیونکہ اُن کے
لئے جائز نہیں کہ میری قطع رحمی کی نذر مانیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن ابن زبیر کو لائے جبکہ وہ دونوں

فَوقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلٰى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِىْ وَتَقُوْلُ اِنِّىْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَاَعْتَقَتْ فِىْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ اَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِىْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا

چادریں اوڑھے ہوئے تھے اُنہوں نے ام المؤمنین سے اجازت طلب کی اور کہا السّلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، کیا ہم اندر جائیں ام المؤمنین نے فرمایا آجاؤ اُنہوں نے کہا ہم سب آجائیں فرمایا ہاں سب آجاؤ اور وہ یہ نہ جانتی تھیں کہ اُن کے ساتھ عبداللہ بن زبیر بھی ہے جب وہ اندر داخل ہوئے تو ابن زبیر پردہ کے اندر داخل ہوگئے اور ام المؤمنین سے لپٹ گئے اور ام المؤمنین سے کلام کرنے لگے اور روتے رہے۔ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں کوئی بات نہ کرتے تھے مگر یہ کہ حضور کلام فرمائیں اور ابن زبیر کا عذر قبول کریں اور یہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا جو آپ مسلمان سے ہجرت جانتی ہیں، کیونکہ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین ایام سے زیادہ کلام ترک کرے۔ جب اُنہوں نے ام المؤمنین کو صلہ رحمی کا تذکرہ اور حرج میں پڑنا زیادہ ذکر کیا تو ام المؤمنین نے ان کو قسم یاد کرانا شروع کی اور رونے لگیں اور فرمایا میں نے نذر مانی ہے اور اس کی رعایت نہ کرنا سخت دشوار ہے اور وہ دونوں کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ ام المؤمنین نے ابن زبیر سے کلام کیا اور اپنی نذر میں چالیس غلام آزاد کئے اس کے بعد ام المؤمنین اپنی نذر یاد کرکے روتیں حتیٰ کہ اُن کے آنسو اُن کے دوپٹہ کو تر کر دیتے تھے۔

۵۶۹۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تین دنوں سے زیادہ مسلمان سے مفارقت جائز نہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے تین روز سے زیادہ ہجرت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہجرت کے معنی "ملاقات کے وقت ترکِ کلام ہے" ام المؤمنین کی عبداللہ بن زبیر سے اتنی مدت میں ملاقات ہی نہ ہوئی تھی اور نہ ہی اُن کو سلام کہا گیا تھا جس سے اُنہوں نے اعراض کیا ہو اور عبداللہ بن زبیر بھی اجازت کے بغیر ام المؤمنین کے پاس نہ آتے تھے ایسی حالت کو ہجرت نہیں کہتے (کرمانی) لیکن اشکال تو

۶۵۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ

یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا میں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ کروں گی اور میں کبھی حانث بھی نہ ہوں گی۔ یہ بھی اس کے منافی ہے کہ تین دنوں سے زیادہ ہجرت ممنوع ہے۔ اس کے باوجود ام المؤمنین کے پاس کیا جواز تھا کہ آپ نے کہا میں اس سے کبھی کلام نہ کروں گی اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ابن زبیر سے ہجرت کرنا دنیاوی امر نہ تھا کہ تین دنوں سے زیادہ ہجرات جائز نہ ہو بلکہ یہ امر دینی تھا کیونکہ عبداللہ نے ام المؤمنین کے حق میں ناشائستہ کلمات کہے تھے جو گستاخی اور اہانت پر مبنی تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ماں ہونے کے علاوہ اہل علم سے تھیں اور عبداللہ کی خالہ بھی تھیں۔ اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبداللہ سے ہجرت کرنا دینی امر تھا اور دینی امر میں ہجران ممنوع نہیں۔

بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے جو بات کہی تھی وہ عقوق کے زمرہ میں آتی ہے اور ام المؤمنین کا عبداللہ سے ہجران تادیب "ادب سکھانے" کے لئے تھا اور عاق سے ہجرت کرنا مباح ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت سے پہلے کا ہے، کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستاون (۵۷) ہجری میں وفات پائی جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس وقت ابن زبیر خلیفہ نہ تھے۔ توضیح میں ذکر کیا ام المؤمنین کا ارشاد کہ مجھ پر نذر ہے کہ میں ابن زبیر سے کبھی کلام نہ کروں گی یہ نذر غیر طاعت میں ہے۔ امام مالک کے نزدیک اس میں ناذر پر کوئی شئی واجب نہیں اور اگر یہ کہا کہ عَلَیَّ نَذْرٌ لَأَفْعَلَنَّ کَذَا، مجھ پر نذر ہے کہ میں یہ کروں گا اس میں کفارۂ یمین ہے۔ امام مالک نے بھی فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں سخت کفارہ ہے جیسے کفارہ ظہار ہے؛ کیونکہ اس میں اللہ کی قسم کو ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس کی نیت کی گئی ہے۔ بعض نے کہا اگر چاہے تو ایک دن روزہ رکھے اگر چاہے تو مسکین کو کھانا کھلائے یا دو رکعتیں نماز پڑھے۔

۶۵۹۱ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۵۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِي اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ فَيَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض نہ کرو نہ حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ ہجرت نہ کرے۔

۶۵۹۲ — ترجمہ: ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ ہجرت کرے کہ وہ دونوں آمنے سامنے آئیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے وہ ادھر منہ پھیر لے اُن میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے۔

۶۵۹۲ — شرح: زہری نے "بالسلام" کے بعد ذکر کیا کہ پہلے سلام کرنے والا پہلے جنت میں جائے گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تین روز گزر جانے کے بعد ملاقات کرے تو دوسرے کو سلام کہے اگر وہ سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہیں اور اگر جواب نہ دے تو سلام کہنے والا ہجرت سے نکل جائے گا اور دوسرا گنہگار ہوگا۔ علامہ قسطلانی نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلام سے ابتداء کرنا افضل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُن میں سے بہتر وہ ہے جو سلام پہلے کہے، پھر اس کا تعاقب کیا کہ حدیث میں یہ نہیں کہ ابتداء جواب سے بہتر ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ابتداء کرنے والا جواب دینے والے سے بہتر ہے کیونکہ ابتداء کرنا اچھا فعل ہے اور اچھے فعل تک پہنچاتا ہے اور وہ جواب اور ہجرت کا ترک ہے جس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرا جانا ہے اور ہجرت میں سخت قلبی بھی ہے کیونکہ حدیث مسلمانوں کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ملیں تو وہ ادھر پشت کر لیتا ہے وہ اُدھر کر لیتا ہے اور ابتداء کرنے والا شریعت میں مکروہ شئ کو ترک کرتا ہے اس لئے وہ بہتر ہے۔ اکثر علماء نے

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصٰى

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً

۶۵۹۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ قَالَتْ وَقُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ

کہا سلام کہتے اور اس کا جواب دینے سے ہجرت ختم ہوجاتی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہجرت اس وقت ختم ہوگی جب پہلے حال جیسے ہوجائیں۔ (حدیث: ۵۳۴۵ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی اللہ کی نافرمانی کرے اس سے ہجرت جائز ہے

کعب بن مالک نے کہا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے گفتگو کرنے سے منع فرمادیا اور پچاس راتیں ذکر کیں

شرح : مہلب نے کہا اس باب کے ذکر کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جائز ہجران کی صفت بیان کریں اور جرموں کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں جس کا جرم زیادہ ہو اس سے ہجران بھی زیادہ ہونا چاہئے اور اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور گفتگو نہ کرنا چاہیے جیسے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں سے پچاس روز تک صحابہ کرام نے ہجرت کی اور جو اہل و اولاد اور بھائیوں میں ایک دوسرے پر غصہ کے باعث ہو وہ ہجران جائز ہے اس میں صرف ترک سلام اور خندہ پیشانی ترک کرنا ہوتا ہے۔ دل میں ناراضگی نہیں ہوتی جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بعض اوقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ کرتی تھیں۔

ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّكِ اِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِنْ كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ لَسْتُ اُهَاجِرُ اِلَّا اِسْمَكَ

بَابٌ هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهٗ كُلَّ يَوْمٍ اَوْ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

۶۵۹۴ — حدثنی اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ

۶۵۹۳ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے غصہ اور رضاء کو پہچانتا ہوں۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یہ کیسے پہچانتے ہیں فرمایا جب تو راضی خوش ہو تو کہتی ہو کیوں نہیں مجھے رب محمد کی قسم ہے اور جب غصہ میں ہو تو کہتی ہو مجھے رب ابراہیم کی قسم "علیہ الصلوٰۃ والسلام"، ام المؤمنین نے فرمایا ہاں میں صرف آپ کے نام سے ہجرت کرتی ہوں۔

۶۵۹۳ — شرح : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا غصہ صرف غیرت کے باعث تھا جو عورتوں سے معاف ہے یہ غیرت شوہر سے زیادہ محبت کے سبب ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت کس طرح ہے اس ہجران میں کوئی عاصی یعنی گنہگار نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غالباً امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی مخالف شرع امر کے باعث ہجران شخص کو اس کے نام سے ہجران پر اس اعتبار سے قیاس کیا ہے جو مخالف طبع ہو یعنی جب امر طبعی کے اعتبار سے پوری ہجرت جائز ہے تو نافرمان سے بطریق اولیٰ ہجرت جائز ہے۔

باب کیا اپنے ساتھی کی ہر روز صبح وشام زیارت کرے

۶۵۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَاْتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِیَّةً فَبَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِیْ بَیْتِ اَبِیْ بَكْرٍ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ قَالَ قَائِلٌ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَاعَةٍ لَمْ یَكُنْ یَاْتِیْنَا فِیْهَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا جَاءَ بِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا اَمْرٌ قَالَ اِنِّیْ اُذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ

میں نے والدین کو نہ پایا مگر وہ دین کے تابع تھے اُن پر کوئی دن نہ گزرتا مگر اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں طرفین صبح و شام ہمارے پاس تشریف لاتے ۔ ایک دفعہ ہم دوپہر کے وقت ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ ایسا وقت تھا کہ اس وقت حضور ہمارے پاس تشریف نہ لاتے تھے ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو اس وقت کوئی ضروری امر لایا ہے حضور نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ سے باھر چلے جانے کی اجازت مل گئی ہے۔

۶۵۹۴ — شرح : شروع دن میں طلوع شمس سے نصف نہار تک بکرہ ہے اور اس کے غروب تک عشی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا : ایک دن چھوڑ کر زیارت کرو اس طرح محبت زیادہ ہوتی ہے ان دونوں حدیثوں میں معارضہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں معارضہ نہیں کیونکہ ان دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک حدیث کا مقصد علیحدہ ہے ۔
اس باب میں مذکور حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مہربان دوست کی زیارت اس کی محبت کے باعث بقدر حاجت ہر روز جائز ہے اس میں دونوں کی مشارکت سے نفع حاصل ہوتا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس شخص کے بارہ میں ہے جس میں کوئی خصوصیت اور محبت نہیں ان حالات میں کثرتِ زیارت سے اسا اوقات بغض و عناد کا سبب بن جاتا ہے اور قطعیت کا باعث ہوتا ہے ۔

بَابُ الزِّيَارَةِ وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ

۵۵۹۵ــــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهُ عَلَى بِسَاطٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ

زیارت کا باب جس نے کسی قوم کی زیارت کی اور اُن کے پاس کھانا کھایا

سلمان فارسی نے ابو درداء رضی اللہ عنہما کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں زیارت کی اور اُن کے پاس کھانا کھایا

۵۵۹۵ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ انصار کے ایک اہلبیت کی زیارت کی اور اُن کے پاس کھانا کھایا جب جانے کا ارادہ کیا تو گھر میں ایک جگہ کے متعلق حکم فرمایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چٹائی دھوکر صاف کی گئی تو آپ نے اس پر نماز پڑھی اور گھر والوں کے لئے دُعا فرمائی ، یہ گھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سُلیم کا گھر تھا اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کے لئے دُنیوی اور اُخروی برکات کی دُعائیں فرمائی تھیں۔

بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُوْدِ

۶۵۹۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ لِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ مَا الْاِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّیْبَاجِ وَخَشُنَ مِنْہُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ یَقُوْلُ رَاٰی عُمَرُ عَلٰی رَجُلٍ حُلَّۃً مِنْ اِسْتَبْرَقٍ فَاَتٰی بِہَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اشْتَرِ ہٰذَا فَالْبَسْہَا لِوَفْدِ النَّاسِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَیْکَ فَقَالَ اِنَّمَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَہٗ فَمَضٰی فِیْ ذٰلِکَ مَا مَضٰی ثُمَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلَیْہِ بِحُلَّۃٍ فَاَتٰی بِہَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعَثْتَ اِلَیَّ بِہٰذِہٖ وَقَدْ قُلْتَ فِیْ مِثْلِہَا مَا قُلْتَ قَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُ اِلَیْکَ

باب جس نے وفد کی آمد پر زیبائش کی

۶۵۹۶ — ترجمہ : یحییٰ بن اسحاق نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے کہا استبرق کیا ہے ۔ میں نے کہا موٹا اور کھردرا ریشمی کپڑا ہے ۔ سالم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی پر بڑی چادر ریشمی دیکھی جو فروخت ہو رہی تھی ۔ وہ اس کو پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اسے خرید لیں اور لوگوں کے وفد آپ کے پاس آئیں تو یہ پہن لیا کریں ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۔ اس کے بعد کچھ مدت گزری تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کی طرف بڑی چادر ریشمی بھیجی تو وہ اسے پکڑ کر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا

لِتُصِيبَ بِهَا مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهَذَا الْحَدِيثِ

بَابُ الْإِخَاءِ وَالْحِلْفِ

وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ

یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ، آپ نے میرے لئے یہ بھیجی ہے ؛ حالانکہ آپ نے اس جیسی چادر کے متعلق فرمایا جو بھی فرمایا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ صرف اس لئے بھیجی ہے کہ اس کے ساتھ مال حاصل کرو۔ ابن عمر کپڑے میں نقش ونگار کو اس حدیث کی وجہ سے مکروہ سمجھتے تھے۔

۶۵۹۶ — شرح : اس حدیث کی باب کے ساتھ مطابقت عمر فاروق کے کلام سے سمجھی جاتی ہے ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ وفد کی آمد کے وقت زیبائش کرتے تھے ؛ کیونکہ اس میں اسلام کی بڑھائی ہے اور دشمن کو مقہور کرتا اور غیظ وغضب دلاتا ہے کہ وہ غصہ کی بھٹی میں جلتا رہے ، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں عمر فاروق کے لئے ریشم پہننا اچھا نہ سمجھا اور فرمایا اس کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور مطلق وفد کی آمد پر زیبائش کا انکار نہیں کیا۔ اسی لئے علماء نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ وفود کی آمد پر نفیس تر لباس پہننا چاہیئے۔

باب بھائی چارہ کرنا اور قسم کھانا

ابو جحیفہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی اور ابوالدرداء کے درمیان بھائی چارہ بنایا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ

۶۵۹۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

شرح : جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ بنایا اور ان کو آپس میں حلیف بنایا وہ اس بھائی چارہ اور حلف کے باعث ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے جیسا کہ اسلام سے پہلے لوگ کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ : وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا الْمَوَالِيَ ،، نازل ہوئی یعنی ہم نے ہر ایک کے نسبی وارث بنائے ہیں تو اس نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا حِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ وَمَا كَانَ مِنْ حِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَزِيْدُهُ الْاِسْلَامُ اِلَّا شِدَّةً ،، یعنی اب اسلام میں نیا عقد حلف نہیں کر سکتے اور جو اسلام سے پہلے ہو چکا ہے اسلام اس کو مضبوط رکھتا ہے، لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ ،، نے اس کو منسوخ کر دیا اور وراثت صرف نسبی حقداروں میں منحصر ہو گئی (حدیث : ع ۱۸۴۶ ج : ۲ اور ع ۱۹۴۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

اَبُوْ جُحَيْفَة کا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے وہ کوفہ میں آئے اور وہاں اپنا مکان بنا کر رہائش کر لی۔

۶۵۹۷ **ترجمہ** : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور سعد ابن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن سے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو۔

۶۵۹۷ **شرح** : (عبدالرحمٰن بن عوف نے بھائی چارہ کے بعد نکاح کیا تھا اس لئے انہیں فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو)

(اس کی تفصیل حدیث : ع ۱۸۴۶ ج : ۳ کی شرح میں دیکھیں)

۹۸ ۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي —

۶۵۹۸ — ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَاحِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ ،، اسلام میں عقدِ حلف نہیں ۔ انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کے درمیان میرے گھر میں عقدِ حلف کیا (بھائی چارہ) بنایا ۔

۶۵۹۸ — شرح : اسلام میں حلف نہیں کیونکہ عقدِ حلف میں باہم اتفاق کی صورت مطلوب ہوتی ہے اور اسلام نے تمام مسلمانوں کو جمع کر دیا اور اُن کے دل جوڑ دیئے ہیں لہٰذا اب عقدِ حلف کی ضرورت باقی نہیں رہی ؛ البتہ اسلام سے پہلے لوگ ایک حال پر مجتمع نہ تھے اس لئے اس وقت ضرورت کا مقتضیٰ تھا کہ لوگوں میں عقدِ حلف کیا جائے تاکہ اُن میں اتحاد و اتفاق اور اجتماعی صورت پیدا ہو اسلام بنفسِ نفیس تالیفِ قلوب کرتا ہے اس لئے اب یہ ضرورت باقی نہیں رہی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ ،، اللہ ہی نے تمہارے دل جوڑے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں بھائی چارہ بنایا اور اُن میں عقدِ حلف کیا بایں ہمہ حضور نے فرمایا لَاحِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ ،، اسلام میں عقدِ حلف نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں کا محمل علیحدہ علیحدہ ہے لَاحِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ ،، کے معنی یہ ہیں کہ جو جاہلیت میں لوگ معاہدہ کرتے تھے وہ اسلام میں نہیں ہے اور جو اسلام میں عقدِ حلف ہے وہ اسلامی اخوت اور بھائی چارہ ہے ۔ الحاصل جس معاہدہ کی نفی کی گئی ہے وہ جاہلیت کا معاہدہ ہے اور جس کو ثابت کیا گیا ہے وہ مؤاخات یعنی اسلامی بھائی چارہ ہے لہٰذا منافات نہ رہی ۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لاحلف فی الاسلام کے معنی غیر شرعی حلف ہے جس کو شریعت منع کرتی ہے اور وہ حلفِ توارث ہے یعنی آپس میں عقد کریں کہ وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور

بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكْتُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى

۶۵۹۹ — حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ

اللہ کی طاعت اور باہم تعاون کے طور پر مخالفت جائز ہے یعنی نیکی میں ایک دوسرے کی مدد کا عہد کریں۔ یہ حلف منسوخ نہیں منسوخ صرف حلفِ جاہلیت ہے (حدیث: ۲۱۴۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب مسکرانا اور ہنسنا

تعجب کے وقت آواز کے بغیر دانتوں کا ظاہر ہونا تبسم ہے اور اگر آواز کے ساتھ دانت ظاہر ہوں تو اس کو قریب والے لوگ سن لیں تو قہقہہ ہے ورنہ ضحک ہے۔ پس ضحک میں خود ہی آواز سنتا ہے اور قہقہہ میں اس کے غیر بھی سنتے ہیں اور تبسم میں کوئی بھی نہیں سنتا لہٰذا اگر نماز میں قہقہہ لگایا تو نماز اور وضوء دونوں فاسد ہو جائیں گے اور ضحک سے نماز تو فاسد ہو جاتی ہے لیکن وضوء باقی رہتا ہے اور تبسم سے نہ تو وضوء فاسد ہوتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے ضحک ... کی صورت میں سامنے والے دانت ظاہر ہوتے ہیں اس لئے منہ کے سامنے والے حصہ کو ضواحک کہا جاتا ہے (عینی)

سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ وَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا مَعَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ اَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَاَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهٗ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِيْ اَبَا بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَا تَزْجُرُ هٰذِهٖ عَمَّا تَجْهَرُ بِهٖ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ

خفیہ بات کہی تو میں ہنس پڑی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ ہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اللہ کے سوا اور کوئی مؤثر نہیں "

۶۶۰۰ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رفاعہ قُرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کی طلاق کو قطع کیا (تین طلاقیں دیں) رفاعہ کے بعد اس عورت سے عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ نے اس کو طلاق دیدی ہے اور تین طلاقیں دی ہیں۔ رفاعہ کے بعد اس سے عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کیا بخدا یا رسُولَ اللہ! اس کے پاس صرف اس پھندے کی مانند ہے پھندے کو اپنی چادر سے پکڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سعید بن عاص حجرہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ انہیں اندر آنے کی اجازت دی جائے۔ خالد نے ابوبکر صدیق کو آواز دی کہ اے ابوبکر تم اس عورت کو روکتے نہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیسی آواز بلند کر رہی ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسّم سے زیادہ نہ کرتے تھے پھر فرمایا شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی طرف واپس چلی جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے (جماع کرے)

۶۶۰۱ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَقَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ

۶۶۰۰ — شرح: عُسَیلۃ عَسَل کی تصغیر ہے۔ عَسَل مذکر و مؤنث مستعمل ہے اس سے جماع کی لذّت کی طرف اشارہ کیا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس عورت نے عبدالرحمٰن کا آلہ تناسل کپڑے کے پھندے کی طرح ظاہر کیا تھا تو وہ عبدالرحمٰن کا عُسَیلہ کیسے چکھ سکتی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے باریک ہونے میں پھندے سے تشبیہ دی نرم اور عدم حرکت میں تشبیہ نہیں دی (کرمانی)

علامہ عینی نے کہا رفاعہ کی مُطلّقہ سے ظاہر یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن زبیر جماع پر قادر نہیں تو اس صورت میں حضور کے ارشاد "حتیٰ تذوقی عُسیلتہ" سے مراد یہ ہے کہ تو عبدالرحمٰن کی زوجیت میں رہے گی حتیٰ کہ وہ جماع پر قادر ہو جائے اور اگر عبدالرحمٰن کی عصمت میں رہنا پسند نہیں کرتی تو اس سے طلاق کے بعد کسی اور شوہر سے نکاح کر کے جماع کی لذّت پائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل کی صورت میں دوسرے شوہر کا ادخال ہی کافی ہے انزال شرط نہیں ہے۔

۶۶۰۱ — ترجمہ: محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی

اللاتی کن عندی لما سمعن صوتک تبادرن الحجاب فقال انت احق ان یھبن یا رسول اللہ ثم اقبل علیھن فقال یا عدوات انفسھن اتھبننی ولا تھبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلن انت افظ واغلظ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایھًا یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا الا سلک غیر فجک

جبکہ قریش کی چند خواتین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے کچھ پوچھ رہی تھیں اور بکثرت سوال کرتی تھیں اس حال میں کہ انکی آوازیں حضور کی آواز پر بلند تھیں۔ جب عمر فاروق نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دی تو وہ اندر آگئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے۔ حضور نے فرمایا میں نے اِن عورتوں سے تعجب کیا جو میرے پاس موجود تھیں۔ جب اُنہوں نے تمہاری آواز سُنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ زیادہ حقدار ہیں کہ وہ آپ سے ڈریں پھر فاروق ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ انہوں نے کہا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت اور گفتگو میں سخت ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب چھوڑو اور اس طرف آؤ اس ذات ستودہ صفات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کسی راہ میں چلنے والا شیطان تم سے نہیں ملتا مگر وہ راستہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لیتا ہے۔

" فج " دو پہاڑوں کے درمیان وسیع اور فراخ راستہ کو فج کہا جاتا ہے۔

(حدیث ۳۴۴۶ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے)

۶۶۰۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّائِفِ قَالَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ قَالَ فَغَدَوْا فَقَاتَلُوهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا وَكَثُرَ فِيهِمُ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَسَكَتُوا فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بِالْخَبَرِ كُلِّهِ

۶۶۰۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے تو فرمایا ہم ان شاءاللہ کل واپس چلے جائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چند لوگوں نے کہا جب تک ہم طائف فتح نہ کرلیں واپس نہیں جائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح جنگ کرو۔ راوی نے کہا وہ صبح جنگ کرنے گئے اور اُن سے خوب جنگ کی اور صحابہ میں بہت لوگ زخمی ہوگئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے۔ راوی نے کہا لوگ خاموش رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاموشی پر ہنس پڑے۔ حمیدی نے کہا ہمیں سفیان نے اس حدیث کی خبر دی۔

۶۶۰۲ — شرح : طائف مکہ مکرمہ کے مضافات میں سرسبز شہر ہے مکہ مکرمہ فتح کرنے کے بعد حضور طائف کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک فرمانا صحابہ کی خاموشی کے سبب تھا۔ انہی الفاظ میں حدیث عنوان کے مناسب ہے۔ (حدیث : ۶۰۲۹ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں) حمیدی امام بخاری کے شیخ ہیں ان کا کلام ذکر کرنے سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ ساری حدیث خبر کے لفظ سے ہم تک پہنچی ہے لہٰذا یہ حدیث محض عنعنہ نہیں ہے۔

۶۶۰۳ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ وَقَعْتُ عَلٰی اَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ لِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِيَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ اَلْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ اَيْنَ السَّائِلُ تَصَدَّقْ بِهَا قَالَ عَلٰی اَفْقَرَ مِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَاَنْتُمْ اِذًا

۶۶۰۳ــــ ترجمہ: حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں ہلاک ہوگیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ حضور نے فرمایا غلام آزاد کر اس نے کہا میرے پاس غلام نہیں فرمایا دو ماہ مسلسل روزے رکھ اس نے کہا مجھے طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میں نہیں پاتا ہوں اسی اثناء میں ایک ٹوکرہ لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ ابراہیم نے کہا اَلعَرَق ، ٹوکرہ ہے۔ فرمایا سائل کہاں ہے؟ ان کو صدقہ کر دو اس نے کہا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ بخدا! مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی گھر والا ہم سے زیادہ محتاج نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے پھر فرمایا اس وقت تم ہی کھا لو۔

۶۶۰۳ــــ شرح: اس حدیث میں اشکال ہے وہ یہ کہ اس ٹوکری میں تھوڑی سی کھجوریں تقریباً سات آٹھ سیر تھیں کیونکہ کرمانی نے وضاحت کی ہے کہ کھجوریں پندرہ رطل تھیں رطل نصف سیر کا ہوتا ہے۔ اتنی مقدار کھجوریں ساٹھ مساکین کو کیسے کفایت کر سکتی تھیں؟ نیز

۶۶۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً قَالَ

اس کی بیوی پر بھی کفارہ واجب تھا۔ یہ کھجوریں دونوں کا کفارہ تھا یا صرف ایک کا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپے گئے ہیں لہٰذا حضور کو اختیار ہے کہ اتنی مقدار سے دونوں کا کفارہ ادا ہو جائے (تیسیر القاری)

منہ میں دانتوں کی تفصیل اس طرح ہے کہ منہ میں سامنے والے دانت ثنایا ہیں پھر رباعیات پھر انیاب پھر ضواحک اور پھر نواجذ ہیں جو آخری داڑھیں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تین حدیثوں کے بعد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کر نہیں ہنستے تھے آپ صرف تبسم کرتے تھے اور اس باب میں حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اس قدر کھل کر ہنسے کہ آپ کے آخری دانت نواجذ ظاہر ہو گئے اِن دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اپنے مشاہدہ کی خبر دی ہے اور ام المؤمنین کا نہ دیکھنا ابو ہریرہ کی رؤیت کی نفی کو مستلزم نہیں لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں جبکہ دونوں حدیثیں مختلف ہیں۔ نیز بعض لوگ انیاب اور ضواحک کو بھی نواجذ کہتے ہیں، چنانچہ کتاب الصیام میں یہی حدیث مذکور ہے اس میں یہ الفاظ ہیں حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، اس سے اختلاف بالکل ختم ہو جاتا ہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہنسا کرتے تھے البتہ زیادہ ہنسنا مکروہ ہے اور کثرتِ ضحک دل کو مردہ کر دیتی ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے زیادہ مت ہنسو یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

۶۶۰۴ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا جبکہ آپ پر گھنے حاشیہ والی نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی نے آپ کو پایا اور حضور کی چادر مبارک کو زور سے کھینچا انس نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کا کنارہ دیکھا کہ زور سے کھینچنے سے چادر کے کنارے نے اس میں نشان چھوڑ دیئے

اَنَسٌ فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ

۶۶۰۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ وَلَقَدْ شَكَوْتُ اِلَيْهِ اَنِّيْ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا

ہیں پھر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے مال سے جو آپ کے پاس ہے میرے لئے حکم کرو حضور اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے پھر اس کے لئے مال عطا کرنے کا حکم فرمایا۔

۶۶۰۴ — شرح : یمن میں ایک شہر نجران ہے، اس کی طرف منسوب چادر کو نجرانی کہتے ہیں اس چادر کا حاشیہ بہت موٹا تھا جس کے سبب کھینچنے سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف میں نشان پڑ گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ زور سے کھینچنے کے سبب چادر پھٹ گئی تھی اور اس کا سخت کنارہ گردن میں رہ گیا تھا۔ حضور نے تبسّم فرماتے ہوئے اس کو مال عطا کیا۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے بردبار اور جان و مال میں اذیت پہنچنے پہ سخت صبر کرتے تھے اور لوگوں کے اسلام کی امید پر ان کے جور و جفاء سے درگزر فرماتے تھے تاکہ آپ کے بعد آنے والے حکمران آپ کے خلقِ جمیل کی اقتداء کرتے ہوئے چشم پوشی سے کام لیں اور احسن طریقہ سے سخت قلوب والوں کی مدافعت کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۶۰۵ — ترجمہ : جریر بن عبداللہ بجلی نے کہا جب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں روکا اور جب مجھے دیکھتے تبسّم

۶۶۰۶ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَ تُشْبِهُ الْوَلَدَ

فرماتے تھے۔ میں نے حضور سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا۔ آپ نے میرے سینہ میں اپنا دست اقدس مارا اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ کر۔

۶۶۰۵ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور عبداللہ سے حجاب نہ کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مردوں کی مخصوص مجلس میں مجھے آنے سے کبھی نہ روکا تھا اس کے معنی یہ نہیں کہ حجرہ شریفہ میں داخل ہونے سے نہ روکا تھا یا اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے جو بھی عطیہ حضور سے طلب کیا آپ نے مجھ سے کبھی نہ روکا تھا۔

۶۶۰۶ — ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا ہاں جب وہ مادہ منویہ دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے۔ ام سلمہ ہنس پڑیں اور کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس شئی کے سبب اس سے بچہ کی مشابہت ہوتی ہے۔

۶۶۰۶ — شرح: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہنسیں اور حضور نے ان کو منع نہ فرمایا بلکہ عورت کے احتلام کا ام سلمہ کا انکار کرنا اچھا نہ جانا اور فرمایا عورت کے مادہ منویہ کے سبب بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے اس مقام میں تفصیل ہے حدیث ع۲۸۰ ج: ۱ ہم نے بسط سے تحریر کیا۔ فلیطالع ثمتہ

۶۶۰۷ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَنَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ

۶۶۰۸ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ

۶۶۰۷ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو شریف کا گوشت دیکھ سکوں۔ آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

۶۶۰۷ ــــ شرح : لَهَوات لَهَاة کی جمع ہے۔ یہ حلق کے آخر میں اُوپر کی جانب گوشت کا ٹکڑا ہے۔

۶۶۰۸ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ اُس نے کہا بارش رُک گئی اپنے پروردگار سے بارش طلب فرمائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر مبارک اُٹھائی ہم آسمان میں ذرہ بھر بادل نہ دیکھتے تھے۔ حضور نے بارش طلب کی تو بادل پیدا ہُوا اس حال میں کہ بعض بادل بعض کی طرف جانے لگا۔ پھر بارش ہونے لگی حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی نالیاں بہنے لگیں اور بدستور آئندہ جمعہ تک بارش برستی رہی اور نہ رُکی۔ پھر وہی شخص یا اُس کا غیر کھڑا ہُوا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اُس نے کہا ہم پانی میں ڈوبنے لگے ہیں اپنے پروردگار سے دُعا فرمائیں کہ بارش ہم سے روک لے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے پھر فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو دو یا تین مرتبہ فرمایا پس

حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ قُحِطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرٰى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ اِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ فَمَا زَالَتْ اِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُمْطَرُ مِنْهَا شَيْءٌ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِجَابَةَ دَعْوَتِهٖ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اِتَّقُوا اللّٰهَ

بادل مدینہ منورہ سے دائیں بائیں پھٹنے لگا ہمارے ارد گرد برساتا تھا۔ مدینہ منورہ میں نہ برساتا تھا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور حضور کی دعا کی قبولیت دکھاتا تھا (حدیث : ع۹۶۲ ج : ۲ و ع۹۶۳ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ۴ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو" "اور جو جھوٹ سے منع کیا گیا ہے"

وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْكَذِبِ

۶۶۰۹ــــ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا

۶۶۰۹ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ صدیق ہوجاتا ہے اور جھوٹ معصیت کی راہ دکھاتا ہے اور معصیت دوزخ کی راہ دکھاتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔

۶۶۰۹ــــ شرح : یعنی انسان سچ بولتے بولتے سچ کا عادی بن جاتا ہے اور اسے سچائی کا ملکہ حاصل ہوجاتا ہے اور اسم بامسمّٰی ہوکر صدیق بن جاتا ہے جو نبوت سے نچلا مرتبہ ہے اور نبوت اور صدیقیت کے درمیان اور کوئی مرتبہ نہیں۔ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا دو مرتبوں کے درمیان ایک مرتبہ ہے میں اس مرتبہ محدث دراز رہا ہوں لیکن عارفین نے کہا ان دو مرتبوں کے درمیان کوئی مقام نہیں جو شیخ ابن عربی نے کہا ہے دراصل وہ مقام صدیقیت کا حصہ ہے وہ کوئی دوسرا مقام نہیں ہے۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال (تیسیر القاری)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کا عادی اللہ کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے اور حکم کیا جاتا ہے کہ یہ شخص کذاب ہے اور مخلوق پر اس کا اظہار کیا جاتا ہے اور ان کے دلوں اور زبانوں پر اس کا القا کیا جاتا ہے۔ الحاصل صدق سے انسان کو صدیقین کی وصف اور ان کا ثواب حاصل

۶۶۱۰۔ حَدَّثَنِیْ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُهَیْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ اَبِیْ عَامِرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ہوتا ہے اور جھوٹ سے کذابوں کی وصف اور ان کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے، کیونکہ جھوٹ نفاق کی علامت ہے۔ صدیق کے حق میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ صدیق لکھا جاتا ہے کیونکہ وہ اُن حضرات میں سے ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ » اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا مومن کذاب ہو سکتا ہے حضور نے فرمایا نہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کے معارض ہے نیز حدیث میں ہے کہ مومن کی طبع میں خیانت اور جھوٹ نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ امام مالک کی روایت کردہ حدیث میں مومن سے کامل مراد ہے یعنی کامل مومن جو ایمان کے اعلیٰ درجات کو مکمل کرلے وہ کذاب نہیں ہو سکتا کہ اس پر کذب کا غلبہ ہو سکے، کیونکہ کذاب مبالغہ کا صیغہ ہے۔ (عمدۃ القاری)

۶۶۱۰۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جس وقت کلام کرے تو جھوٹ بولے جس وقت وعدہ کرے تو خلاف کرے جس وقت امین بنایا جائے تو خیانت کرے

۶۶۱۰۔ شرح: یعنی یہ تین وصفیں جس میں پائی جائیں اور وہ ان کا عادی ہو جائے تو وہ منافق ہے جس کو ایمانی تصدیق حاصل ہو وہ ان صفاتِ رذیلہ سے مبرا ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس بات پر اجماع منعقد ہے کہ مسلمان کو اِن صفات کے سبب منافق جو دوزخ میں نچلے طبقہ میں ہوگا نہیں کہا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان اِن صفات کے سبب منافق کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یا اس سے مراد منافق عملی ہے یعنی ان صفات کے سبب وہ منافق عملی ہو جاتا ہے۔ اعتقادی منافق نہیں۔ یا اس سے منافق مراد

۴۶۱۱۔۔۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ قَالَا الَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے با معنی یہ ہیں کہ جو شخص ان امور ثلاثہ کا عادی ہو جائے وہ منافق ہے۔ چنانچہ علامہ توریشتی نے کہا جس میں یہ صفات ذمیمہ پائی جائیں اور اس کا حال ان میں مستمر اور دائم ہو جائے تو اس کو منافق کہنا مناسب ہے۔ حدیث : ع ۳۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں

۴۶۱۱۔۔۔ ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے انہوں نے کہا جو آپ نے دیکھا ہے کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے وہ کذاب تھا (وہ بہت جھوٹ بولتا تھا) اس کی جھوٹی باتیں اس سے نقل کی جاتی تھیں یہاں تک کہ اطراف و اکناف میں پہنچیں اس کے ساتھ قیامت تک یہی کیا جائے گا۔

۴۶۱۱۔۔۔ شرح : یہ حدیث واقعہ معراج کا کچھ حصہ ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسریٰ میں ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھا جبکہ دوسرا آدمی کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی کنڈی تھی جس کو اس کے جبڑے میں داخل کرتا تھا حتی کہ اس کی گردن تک پہنچا تھا اور وہ بہت جھوٹ بولنے والا آدمی تھا جس کا جھوٹ آفاق میں پھیلا ہوا تھا اس کو قیامت تک یہ عذاب دیا جائے گا۔ اس شخص کو منہ میں عذاب اس لئے دیا جاتا تھا کہ اس کے ساتھ وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جس موصول کی خبر پہ فاء داخل ہو اس میں یہ شرط ہے کہ مبہم عام ہو اس کا حل یہ ہے کہ ابن مالک نے کہا کہ معین مبہم کو عام کے قائم مقام کیا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس عذاب میں ہر وہ آدمی شریک ہے جس میں زیادہ جھوٹ بولنے والی صفت پائی جائے

بَابُ الْهَدْيِ الصَّالِحِ

۶۶۱۲ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَةَ حَدَّثَکُمُ الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِیْقًا سَمِعْتُ حُذَیْفَةَ یَقُوْلُ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَّهَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهٖ اِلٰی اَنْ یَرْجِعَ اِلَیْهِ لَا نَدْرِیْ مَا یَصْنَعُ فِیْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا

باب اچھی سیرت

ہدی کی ہا مفتوح اور دال ساکن ہے اس کے معنی سیرت اور طریقہ کے ہیں

۶۶۱۲ — ترجمہ : شقیق نے کہا میں نے حذیفہ سے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور عادت و خصلت میں بہت مشابہ عبد اللہ بن مسعود تھے جس وقت گھر سے نکلتے یہاں تک کہ واپس تشریف لے جاتے ہم نہیں جانتے کہ جب اپنے اہل میں تنہا ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے ۔

۶۶۱۳ — شرح : یعنی راستی ، اہل خیر کی ہیئت اور باکمال لوگوں کی سیرت کے اعتبار سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے ۔ دلّ بفتح الدال و تشدید اللام جس کے حرکات و سکنات ایسے ہوں کہ اس کی طرف دل متوجہ ہوں اور جانیں مائل ہوں ۔ سَمت کا سین مفتوح میم ساکن ہے اس کے معنی ہیں نیک لوگوں کی ہیئت و حالت ،، ہدی نیک لوگوں کی سیرت اور طریقہ ہے ۔ علامہ کرمانی نے کہا دل اور ہدی دونوں قریب المعنیٰ ہیں اور وہ باوقار حال بہترین منظر اور اچھے خصائل ہیں سمت اہل خیر کی حالت ہے ۔ ام عبد حضرت عبد اللہ بن مسعود کی والدہ ہیں وہ عبد ود کی بیٹی صحابیہ ہیں ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود

۶۶۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ الصَّبْرِ وَالْاَذٰى

وَقَوْلِ اللّٰهِ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

رضی اللہ عنہ کے ساتھی اُن کے پاس جاتے اور ان کے اقوال، افعال اور حرکات وسکنات وغیرہ دیکھتے اور اُن سے مشابہت کی کوشش کرتے تھے۔ اِن کا یہ حال عبداللہ بن مسعود کے گھر سے باہر تشریف لانے سے واپس جانے تک تھا وہ کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ جب گھر میں تنہا ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باکمال اور افضل لوگوں کی سیرت اور اچھا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ان کے کھانے پینے اور لوگوں سے میانہ روی اختیار کرنے میں مشابہت کرنی چاہیے۔

۶۶۱۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا بہترین کلام اللہ کی کتاب (قرآن) ہے اور بہترین سیرت سیرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

باب اذیت پر صبر کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب حساب کے بغیر پورا دیا جائے گا

صبر کے معنیٰ حبس (رکنا) ہیں روزہ کو بھی صبر کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں نفس کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہوتا ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبرِ بہائم سے منع فرمایا یعنی جانوروں کو روک کر مارنے سے منع فرمایا۔ اذیت پر صبر کرنا نفس سے جہاد کرنا ہے اور اس کو شہوت اور فخر ومباہات

۶۶۱۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

۶۶۱۵ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ

سے منع کرنا ہے یہ نبیوں اور نیک لوگوں کے اخلاق میں شامل ہے اگرچہ نفس اذیت اور مشقت سے دُکھ محسوس کرتا ہے ۔ آیت کریمہ میں صابرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو مصائب پر صبر کرتے ہیں ۔ یہ آیت کریمہ جعفر بن ابی طالبؓ ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنا دین ترک نہ کیا تھا بغیر حساب کے معنی یہ ہیں کہ عقل اس کا ادراک نہیں کرسکتی ۔

۶۶۱۴ ــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اذیت پر جو کسی سے سُنے وہ اللہ سے زیادہ صابر نہیں ہے لوگ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور درگذر کرتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے ۔

۶۶۱۴ ــ شرح : اس حدیث میں صبر کے معنی حلم اور بردباری ہیں یعنی وہ عقوبت میں جلدی نہیں کرتا ۔ اور اس کے مستحق سے تاخیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں صبر کے معنی حلم اور بردباری ہیں ۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اللہ کی طرف وہ شئی منسوب کرتے ہیں جس سے وہ پاک ہے اور وہ ان پر احسان کرتا ہے اور انہیں مال و دولت اور رزق کثیر عطا کرتا ہے

۶۶۱۵ ــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا جو آپ تقسیم کیا کرتے تھے ۔ ایک انصاری مرد نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضامندی کا خیال نہیں کیا گیا ۔ میں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَسَمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ
مِنَ الْاَنْصَارِ وَاللهِ اِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ اَمَا لَاَ
قُوْلَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي اَصْحَابِهٖ فَسَارَرْتُهُ
فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتّٰى
وَدِدْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ اُوْذِيَ مُوْسٰى بِاَكْثَرَ
مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ

بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

۶۶۱۶ــــ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ

یہ ضرور ذکر کروں گا ؛ چنانچہ میں حضور کی خدمت میں آیا جبکہ حضور صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے میں نے آپ سے آہستہ گفتگو کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شاق ہوا اور چہرۂ انور متغیر ہوگیا اور غضب ناک ہوئے حتی کہ میں نے خواہش کی کہ میں آپ کو یہ خبر نہ سناتا پھر فرمایا موسیٰ "علیہ السلام" کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انھوں نے صبر کیا (حدیث : ۲۹۲۹ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جو شخص عتاب کے سبب لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوا

۶۶۱۶ــــ مسروق سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً

۶۶۱۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً

نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو وہ کرنے کی اجازت بھی دی تو بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی (کہ لوگوں نے وہ کرنے سے پرہیز کیا ہے) تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کی پھر فرمایا اُن لوگوں کا کیسا حال ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں جو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں ان سے اللہ کو زیادہ جاننے والا ہوں اور اُن سے اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

۶۶۱۶ــــ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عتاب کے سبب لوگوں کی طرف اس وقت متوجہ نہ ہوتے تھے جب کوئی فعل آپ کی ذات کریمہ سے مختص ہوتا تھا؛ جیسے جاہلوں کی جہالت پر صبر کرنا اور بدویوں کی سختی برداشت کرنا اور اُن سے درگزر کرنا وغیرہ ہیں؛ لیکن دین کے معاملہ میں جبکہ احکام شرعیہ کی مخالفت ہوتی ہو اُن میں عتاب سے درگزر نہ کرتے تھے اور ایسے معاملات میں کڑی نگاہ رکھتے تھے اور سخت کارروائی کرتے تھے اور حق کا اظہار فرماتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اقتدا بہت ضروری ہے اور اس کی گہرائیوں میں جانا ممنوع ہے اور مباح شئ سے پرہیز کرنا مذموم ہے۔ نیز اس حدیث میں انی لاعلم باللہ

مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَکْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ

بَابُ مَنْ اَکْفَرَ اَخَاهُ بِغَیْرِ تَاوِیْلٍ فَهُوَ کَمَا قَالَ

۶۶۱۸۔۔۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

سے قوت علمیہ کی طرف اور "اشدھم خشیۃ" سے قوت عملیہ کی طرف اشارہ ہے۔

۶۶۱۷۔۔۔ ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیاء دار تھے۔ جب کسی سے کوئی کوئی شئ دیکھتے جسے مکروہ جانتے توہم اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک میں معلوم کر لیتے تھے۔

۶۶۱۷۔۔۔ شرح: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شئ دیکھتے جس کو مکروہ جانتے تو حیاء کے باعث آپ کا چہرۂ انور متاثر ہوتا جسے ہم پہچانتے تھے اور جب کسی کو عتاب کرنا ہوتا تھا تو اس کو معین کر کے عتاب نہ فرماتے تھے بلکہ آپ کا عتاب عام ہوتا تھا۔ عذراء کنواری نوجوان لڑکی ہے؛ کیونکہ اس کی عذرت یعنی بکارت کی جھلی باقی رہتی ہے۔ خدر پردہ ہے جو باکرہ کے لئے گھر کے کنارہ میں کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم بادلیل ذکر کرنا چاہیئے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور کے چہرۂ انور کے تغیر سے آپ کی کراہت پہچانتے تھے جیسے سری نماز میں حضور کی داڑھی مبارک کی حرکت سے معلوم کر لیتے تھے کہ آپ نماز میں کیا پڑھتے ہیں (حدیث: ۳۳۲ ج: د کی شرح دیکھیں)

باب جس نے تاویل کے بغیر اپنے مسلمان بھائی کو کفر کی طرف منسوب کیا تو وہ ایسا ہی ہے جو اس نے کہا"

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۶۱۹ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا

۶۶۱۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہے اسے کافر! تو اُن دونوں میں سے ایک کفر کا مستحق ہوجاتا ہے۔ عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے اُنہوں نے عبد اللہ بن یزید سے روایت کی کہ اُنھوں نے ابوسلمہ سے سُنا اُنہوں نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔

۶۶۱۸ — شرح : اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی کو تاویل کے ساتھ کافر کہے تو وہ گنہگار نہ ہوگا کیونکہ وہ یہ کہنے میں معذور ہے اسی لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معذور جانا تھا جبکہ اُنہوں نے حاطب بن ابی بلتعہ کو منافق کہا تھا؛ کیونکہ عمر فاروق نے یہ خیال کیا تھا کہ حاطب نے مکہ کے مشرکوں کو خط لکھ کر ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی کارروائی سے مطلع کیا تھا اس لئے وہ منافق ہے۔ اگر بلا تاویل کسی کو کافر کہا جائے تو اس کا قول قائل کی طرف لوٹتا ہے گویا کہ اُس نے اپنے آپ کو کفر کی طرف منسوب کیا ہے۔

۶۶۱۹ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو اس کی دونوں میں سے ایک کفر کا مستحق ہوگیا۔

۶۶۲۰ ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ

۶۶۲۰ ــــ ترجمہ : ثابت بن ضحاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جس نے اسلام کے سوا کسی ملت کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ وہی ہے جو اُس نے کہا اور جس نے کسی شئ سے اپنے آپ کو قتل کر لیا اس کو جہنم کی آگ میں اسی کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مانند ہے جس نے مومن کو کفر کی طرف منسوب کیا وہ اس کے قتل کی مانند ہے

۶۶۲۰ ــــ شرح : اسلام کے سوا کسی مذہب وملت کی قسم کی صورت یہ ہے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہے حالانکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہے تو وہ وہی ہے جو اُس نے کہا یعنی وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے گا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اس قسم میں جھوٹ کی قید ذکر کی ہے اگر وہ قسم میں سچا ہے تو بطریق اولی اسلام سے خارج ہو جائے گا؛ کیونکہ سچا ہونے کے باوجود یہ قسم کھانا یہودیت یا نصرانیت کی تعظیم ہے اور اسلام کے سوا کسی ملت کی تعظیم کرنا کفر ہے۔

قاضی بیضاوی نے کہا وہ اس قسم سے اپنے اسلام کو مختل کرتا ہے اور اس کی سبکی کرتا ہے تو وہ اپنے قول کے مطابق یہودی یا نصرانی ہو جائے گا یہ بھی احتمال ہے کہ اس طرح قسم کھانے کا یہ حکم تہدید اور وعید میں بطور مبالغہ ذکر کیا ہو گویا کہ وہ اس قسم سے عذاب کا مستحق ہو گیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اگر قسم کھانے والے کی مراد یہ ہے کہ جس پر قسم کھائی گئی ہے اگر وہ واقع ہو جائے تو وہ یہودی یا نصرانی ہے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ کفر کا ارادہ کفر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قسم کھانے والے

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِحَاطِبٍ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

۶۶۲۱ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ

کی مراد یہ نہ تھی تو وہ جھوٹا ہوگا جیسا کہ اُس نے کہا ہے کافر نہ ہوگا ؛ کیونکہ اس نے اس جھوٹی قسم سے یہودیت یا نصرانیت کا التزام نہیں کیا بلکہ یہ اُس شخص کو دھوکہ دینا چاہا جس کے لئے قسم کھا رہا ہے۔ لہٰذا مذکور حکم وعید پر مبنی ہے۔ اور اگر وہ اُس قسم میں سچا ہو تو وہ مذکورہ ملت سے برأت کا ارادہ کرتا ہے جیسے کہے اگر اُس نے آج کھانا کھایا تو وہ یہودی یا نصرانی ہے اور سارا دن کھانا نہ کھایا وہ گنہگار نہ ہوگا ؛ کیونکہ اُس کی نیت کا عقد شرط کی نفی کرنا ہے ، لیکن ایسا شخص ملامت سے بری نہ ہوگا ؛ کیونکہ اس طرح قسم کھانے میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کہ جو کوئی قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے" کے مخالف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

اس حدیث کا دُوسرا جملہ یہ ہے کہ مومن کو لعنت کرنا حرمت یا گناہ یا اللہ کی رحمت سے دُور کرنے میں اس کے قتل کی مانند ہے ؛ کیونکہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دُور کرنا ہیں اور کسی کو قتل کرنا دنیاوی زندگی سے دُور کرنے کا موجب ہے۔ تیسرا جملہ یہ ہے کہ مسلمان کو کفر کی گالی دینا اس کو قتل کی مانند ہے اُس تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ کفر قتل کا موجب ہے گویا کہ کفر کی طرف نسبت کرنے والے نے قتل کے سبب کی طرف نسبت کی گویا اس کو قتل کر دیا۔

باب جس نے مومن کو تاویل سے کافر کہا یا وہ ناواقف تھا"

قَالَ اَخْبَرَنَا سَلِيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَاْتِيْ قَوْمَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةً فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلّٰى صَلٰوةً فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلّٰى صَلٰوةً خَفِيْفَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِاَيْدِيْنَا وَنَسْقِيْ بِنَوَاضِحِنَا وَاَنَّ مُعَاذًا صَلّٰى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ اَنِّيْ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ ثَلٰثًا اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَنَحْوَهَا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق فرمایا وہ منافق ہے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ منافق ہے یقیناً اللہ تعالیٰ بدر کے میدان لڑنے والوں کے متعلق فرمایا میں نے تمہیں بخش دیا ہے (حاطب بن ابی بلتعہ جنگ بدر میں موجود تھا)

۶۶۲۱ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور ان کو نماز پڑھاتے تو اس میں سورۂ بقر پڑھتے۔ ایک آدمی نے نماز سے باہر نکل کر ہلکی سی نماز پڑھی یہ خبر معاذ بن جبل کو پہنچی تو انہوں نے کہا یہ شخص

۶۶۲۲ — حَدَّثَنَا اسحٰق قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوالْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِیْ حلفه باللّاتِ والعُزّٰی فلیقل لَآ الٰه الا الله ومن قَالَ لصاحبه تعال اُقَامِرْكَ فليتصدقْ

منافق ہے وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے کاروبار کرتے ہیں اور اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں (اور تھک جاتے ہیں) معاذ کے گزشتہ رات نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کی تو میں نے ہلکی سی اپنی علیحدہ نماز پڑھ لی معاذ نے کہا ہے کہ میں منافق ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا فتنہ انگیزی کرتے ہو اور یہ کلمہ "اَفَتَّانٌ" تین بار فرمایا پھر فرمایا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

۶۶۲۱ — شرح: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مذکور شخص کو منافق کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یہ کلمہ کہنے میں معذور جانا کیونکہ معاذ نے یہ گمان کیا تھا کہ جماعت کا تارک منافق ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے حدیث عنوان کے مطابق ہے امام طحاوی نے کہا اس وقت فرض نماز دو بار پڑھنا جائز تھا۔ حضرت معاذ بن رضی اللہ عنہ نے مذکور شخص کو منافق کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یہ کلمہ کہنے میں معذور جانا کیونکہ معاذ نے یہ گمان کیا تھا کہ جماعت کا تارک منافق ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے حدیث عنوان کے مطابق ہے امام طحاوی نے کہا اس وقت فرض نماز دو بار پڑھنا جائز تھا حضرت معاذ برکت کے لئے حضور کی اقتداء میں نماز پڑھتے پھر اپنی مسجد میں لوگوں کی امامت کرتے یا وہ حضور کے پیچھے نفل پڑھتے تھے اور اپنی مسجد میں فرض پڑھاتے تھے لہٰذا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والوں کی امامت کر سکتا ہے صحیح نہیں۔ صاحب تیسیر القاری نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ اس آدمی کو منافق نہیں کہنا چاہیئے اگرچہ اس بات میں یہ تاویل کی جائے کہ تارک جماعت منافق ہے۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۶۲۳ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ

نے فرمایا یا معاذ أفتّانٌ أنتَ ،، (حدیث ع۱۷۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۶۲۲ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس نے قسم کھائی اور قسم میں لات اور عزیٰ کہہ دیا تو فوراً کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ،، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آمیں تیرے ساتھ جُوا کھیلتا ہوں تو صدقہ کرے۔

۶۶۲۲ــــ شرح : یعنی اگر بھول کر یا لاعلمی کے باعث زبان پر لات و عزیٰ کا نام لاسے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ کلمہ توحید پڑھے اور باطل الٰہیہ کی نفی کرے کیونکہ لات و عزیٰ بتوں کے نام ہیں اُن کو قسم میں ذکر کرنا مُوہم کفر ہے اس کا کفارہ تجدید کلمہ توحید ہی ہے۔ اس حدیث میں قمار کو بتوں کے ذکر کے ساتھ ذکر کیا اس میں اس آیت کریمہ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ،، کی اتباع میں ذکر کیا۔

۶۶۲۳ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنہوں نے عمر فاروق کو ایک قافلہ میں پایا جبکہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نداء کی کہ سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا جو کوئی قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

۶۶۲۳ــــ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو باپ کی قسم کھانے میں معذور جانا کیونکہ اُنہوں نے یہ تاویل کی تھی کہ والد کا بہت حق ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَفْلَحَ وَأَبِيهِ ،، اس میں

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ الْاٰيَةَ

۶۶۲۴ — حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيْهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهٗ وَقَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ

باپ کی قسم ذکر کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "وَ أَبِيهِ" سے مراد قسم نہیں اس قسم کے الفاظ تقریر کلام کے لئے ذکر کئے جاتے ہیں۔ باپ کی قسم کھانے سے منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جس کی قسم کھائے اس کی تعظیم مقصود ہوتی ہے، حالانکہ عظمت کی حقیقت صرف اللہ کے ساتھ مختص ہے۔ اللہ کے غیر کو اس کے مشابہ نہیں کر سکتے اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی قسم کھائی ہے وہ قادر مختار ہے جس کی چاہے قسم کھائے کسی کا وہ پابند نہیں۔

باب اللہ کے لئے غصہ اور سختی کرنا جائز ہے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو"

یعنی اللہ کے حکم پر امتثال کے لئے غضب اور سختی کرنا جائز ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اذیت پر صبر کرنا اپنے حق میں تھا اللہ کے حق میں آپ نے وہی کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کافروں سے تلوار کے ساتھ جہاد کرو اور منافقوں کے ساتھ ان پر حجت قائم کر کے جہاد کرو۔

۶۶۲۴ — ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۶۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا قَالَ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اَشَدَّ غَضَبًا فِىْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ ۶۶۲۶ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ

میرے پاس تشریف لائے، حالانکہ میرے گھر میں پردہ تھا جس میں تصاویر تھیں حضور کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا پھر پردہ کو پکڑا اور اس کو پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے سخت عذاب ان کو دیا جائے گا جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔

۶۶۲۴ — شرح : یعنی حیوانات اور آدمیوں کی تصویریں بنانے میں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صورت بنانے میں انتہائی بات تو یہی ہے کہ تصویر بنانا کبیرہ گناہ ہے۔ کبیرہ کے مرتکب کو کافر سے زیادہ سخت عذاب نہ ہوگا تو صورتیں بنانے والوں کو تمام لوگوں سے سخت عذاب کیسے ممکن ہوگا اس کا جواب یہ ہے اگر مسلمان تصویریں بنائے تو یہ گناہ کبیرہ ہے حرام ہے

۶۶۲۵ — ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں تاخیر کرتا ہوں کہ وہ نماز بہت لمبی کرتا ہے۔ راوی نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس سے زیادہ غصہ میں نہیں دیکھا۔ حضور نے فرمایا اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو نماز پڑھانے میں تخفیف کرے کیونکہ نماز پڑھنے والوں میں بیمار، بوڑھے اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں۔ (حدیث : ۶۷۳ ج : ا کی شرح دیکھیں)

۶۶۲۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ

إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ اللّٰهَ حِيَالَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلٰوةِ

۶۶۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ ابْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ

آپ نے مسجد کے قبلہ میں کھنگار دیکھا حضور نے اس کو دستِ اقدس سے کھرچ دیا اور بہت غصہ میں آگئے پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کے سامنے ہوتا ہے۔ وہ نماز میں اپنے چہرہ کے مقابل نہ تھوکے۔

۶۶۲۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حیال کے معنی مقابل کے ہیں یعنی اللہ تمہارے سامنے ہوتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی تشبیہ کے اعتبار سے ہے یعنی گویا اللہ اس کے اور اس کے قبلہ کے درمیان ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ نمازی کی قبلہ کی طرف توجہ اس کے قصد کو رب تک پہنچاتی ہے دراصل حدیث کی عبارت اس طرح ہے: كَانَ مَقْصُودُهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ،،

(حدیث ۴۰۹ ج : ۱، کی شرح دیکھیں)

۶۶۲۷ — ترجمہ : زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ شئی کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا اس کا ایک سال اعلان کرو پھر اس کی رسّی اور توشہ دان کا اعلان کرو پھر اس کو خرچ کر لو اگر اس کا

اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ
الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا
وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَقَالَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ
ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ
عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ احْتَجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ حَصِيرًا فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
فِيهَا قَالَ فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاؤُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاؤُوا لَيْلَةً
فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ

کا مالک آجائے تو وہ اس کو دے دو اُس نے کہا یا رسُولَ اللّٰہ! صلی اللّٰہ علیہ وسلم! گمی ہوئی بکری کا کیا حکم ہے فرمایا اس کو پکڑ لو وہ تمہاری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیئے کی ہے۔ اُس نے کہا یا رسُول اللّٰہ! صلی اللّٰہ علیہ وسلم! گم شدہ اُونٹ کا کیا حکم ہے؟ راوی نے کہا حضُور سخت غصّہ میں آگئے حتیٰ کہ آپ کے رُخسارے سُرخ ہوگئے یا چہرۂ انور سُرخ ہوگیا پھر فرمایا تجھے اس سے کیا تعلق ہے اس کے ساتھ اس کی جوتی اور مشکیزہ ہے حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو پالے (حدیث: ع۲۲۶۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں) مکّی نے کہا ہمیں عبداللّٰہ بن سعید نے خبر دی اور محمد بن زیاد نے، محمد بن جعفر، عبداللّٰہ بن سعید، سالم ابوالنضر مولیٰ عُمر بن عُبید اللّٰہ، بسر بن سعید کے وسائط سے زید بن ثابت رضی اللّٰہ عنہ سے خبر دی کہ جناب رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے مسجد شریف میں کھجور

فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ

کی شاخ یا بوریا کا حجرہ بنایا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر سے باہر آکر اس میں نماز پڑھنے لگے تو لوگ بھی آپ کی اتباع میں نماز پڑھنے لگے پھر وہ دُوسری رات آئے اور حاضر ہُوئے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے تاخیر کی ان کی طرف باہر تشریف نہ لائے اُنہوں نے اپنی آوازیں بلند کیں اور دروازہ کو کنکریاں ماریں تو حضور غصہ سے اُن کی طرف باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہارا یہ عمل ہمیشہ رہا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ تم پر (یہ نماز) فرض ہو جائے گی تم پر لازم ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیونکہ انسان کی فرض کے سوا بہترین نماز وہ ہے جو اپنے گھر میں پڑھے۔

۶۶۲۷ — شرح: سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غضبناک ہونا اس لئے تھا کہ اگر بدستور یہ نماز پڑھتے رہے تو یہ اُن پر فرض ہو جائیگی جس کا ہمیشہ کے لئے ادا کرنا اِن پر مشکل ہو جائے گا جسے وہ نہ کر سکیں گے۔ حضور کا غصہ کرنا لوگوں پر شفقت اور رحمت کے باعث تھا۔ یُوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ لوگوں کے آوازیں بلند کرنے اور دروازہ کو کنکریاں مارنے سے حضرت کو غصہ آیا ہو، کیونکہ ایسا فعل خلافِ ادب تھا اور سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اس حال میں تھے کہ ان کا یہ عمل مُخل تھا۔ اللہ کے حکم میں غصہ اور سختی واجب ہے یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قبیل سے ہے۔ خصوصًا حضرات ائمہ کرام اور سلاطینِ اسلام پر یہ بہت ضروری ہے تا کہ شریعت کے اوامر کی حفاظت ہو اور اُن پر کوئی تغیّر و تبدّل ہونے نہ پائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شعارِ شریعت جیسے عید وغیرہ کے علاوہ نوافل گھر میں پڑھنے افضل ہیں تا کہ لوگوں سے عمل مخفی رہے۔ اور جس حدیث میں ہے کہ نماز گھروں میں پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھو۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ یہ بات مخفی نہ رہے کہ یہ

بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَاغَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

۶۶۲۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

تراویح کی نماز ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسی نماز کو مسجد میں باجماعت مقرر کیا تھا کیونکہ اس وقت منع کا سبب نہ تھا اور اس میں جماعت کا ثواب زیادہ ہے اور حضرت عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں یہی مستمر اور دائم رہا حتیٰ کہ اب تک اسی پر عمل ہے اور حضرات ائمہ مجتہدین اسی کے پابند ہیں، البتہ اس زمانہ میں شرذمہ قلیلہ اس اجماع کے مخالف ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی تہجد کی آٹھ رکعت نماز کو تراویح پر محمول کرتے ہیں "وہم لایفقہون" حدیث ع ۱۰۸۵ ج : ۲ اور ع ۴۲۴ ج کی شرح دیکھیں)

باب۔ غصہ سے بچنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ لوگ کبیرہ گناہوں اور دوسری بدکاریوں سے بچتے ہیں اور جس وقت غصہ میں ہوتے تو ان کو معاف کر دیتے ہیں، اور وہ لوگ خوشحالی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو غصہ کھا جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (انتقام نہیں لیتے) اور نیک لوگوں کو بہت ثواب دیتا ہے (انتقام کے وقت دل کے خون کا جوش مارنے کا نام غصہ ہے)

۶۶۲۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہُ علیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ

۶۶۲۹ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سُلَیْمٰنُ بْنُ صُرَدٍ اِسْتَبَّ رَجُلَانِ

نے فرمایا لوگوں کو کشتی میں پچھاڑ دینے والا پہلوان نہیں پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول کرے اور اپنے کو قابو میں رکھے۔

۶۶۲۸ — شرح : باب میں مذکور دونوں آیات غصہ سے بچنے پر دلالت کرتی ہیں۔ پہلی آیت میں اُن لوگوں کی مدح ہے جو کبائر گناہوں سے بچتے ہیں اور وہ شرک اور فواحش ہیں یا زنا اور مُوجباتِ حدود ہیں جب غصہ میں ہوتے ہیں تو درگزر کرتے ہیں اور نہایت ہی بُردبار ہوتے ہیں۔ صُرعہ ہمزہ، لُمزہ کی طرح ہے۔ صُرعہ سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی قوت سے لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے حدیث میں اس کو اس کی طرف نقل کیا کہ بہادر پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کا مالک ہے کیونکہ نفس انسان کا بہت بڑا دشمن ہے جب کوئی نفس پر مالک اور غالب ہوجاتا ہے تو قوی ترین دشمن پر غلبہ کرلیتا ہے۔ حدیث مجاز پر مبنی ہے ، کیونکہ غضب ناک شخص جب سخت غصہ کی حالت میں ہو اور اس پر غصہ اور غضب سوار ہو تو بردباری اور ثابت قدمی کے ساتھ اُس پر قابو پانے کے باعث اس کو مقہور کرے وہ قوی ترین پہلوان ہے جو لوگوں کو پچھاڑتا ہے اور لوگ اس کو نہیں پچھاڑ سکتے۔ مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی مرفوع حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلوان کسے کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا جس کو لوگ نہ پچھاڑ سکیں۔ بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جبکہ وہ پہلوانی کرتے تھے فرمایا یہ کیا بات ہے اُنہوں نے کہا فلاں شخص جس سے کشتی لڑتا ہے اس کو پچھاڑ دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے زیادہ سخت اور قوی تر نہ بتاؤں ؟ وہ آدمی ہے جس کو کسی نے غضبناک کیا وہ اپنا غصہ کھا جائے نفس پر غالب ہوجائے اور شیطان پر غلبہ کرلے۔ الحاصل پہلوان وہ شخص ہے جو اپنے آپ پر غصہ کے وقت قابو پالے اس وقت خلافِ حق نہ کرے اور عقل و شرع کے مقام سے باہر نہ نکلے۔"

عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ جُلُوْسٌ فَاَحَدُھُمَا سَبَّ صَاحِبَہٗ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْھُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْ قَالَھَا لَذَھَبَ عَنْہُ مَا یَجِدُ لَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ اَلَا تَسْمَعُ مَا یَقُوْلُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ

۶۶۳۰ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ

۶۶۲۹ ـــ ترجمہ : سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے کہا دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑ پڑے جبکہ ہم حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

اُن میں سے ایک نے دُوسرے کو گالی دی اس حال میں کہ وہ غضبناک تھا اور اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص وہ کہے تو جو غصہ پاتا ہے جاتا رہے گا اگر یہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ،، پڑھتا۔ (تو اس حال تک نہ پہنچتا) لوگوں نے اس آدمی سے کہا کیا تو سُنتا نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں اُس آدمی نے کہا میں مجنون نہیں ہوں (کہ سُنتا نہیں ہوں)

۶۶۲۹ ـــ شرح : یعنی میں نے حضور کا ارشاد سُنا ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ظاہر یہی تھا کہ اگر کسی سے غضب و غصہ کی حالت میں کوئی نامناسب چیز صادر ہو جاتی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے

بَابُ الْحَيَاءِ

۶۶۳۱ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ

بہت جلد آگاہ ہوجاتا تھا (تبسیر القاری) (حدیث : ۳۰۶۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۶۳۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وصیت کریں حضور نے فرمایا غصہ میں نہ آیا کر اس نے بار بار کہا مجھے وصیت کریں حضور نے یہی فرمایا غصہ میں نہ آیا کر۔

۶۶۳۰ — شرح : یہ شخص بہت غضب ناک تھا حضور لوگوں کے احوال و اخلاق اور احکام شرعیہ جانتے تھے۔ اس وقت اس شخص کے حال کے لائق جانتے تھے کہ وہ غصہ جو شر کا منشاء ہے اس پر قابو پائے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اوضاع جانتے تھے ہر انسان کی وضع حضور کے پیش نظر تھی تو ہر انسان کو وہی حکم فرماتے تھے جو اس کی وضع کے لائق ہوتا تھا۔ غالباً حدیث میں مذکور آدمی غضوب اور بہت غصہ کرنے والا تھا تو اس کو غصہ ترک کرنے کی وصیت فرمائی۔

قاضی بیضاوی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ انسان کو جو مفاسد عارض ہوتے ہیں ان کا منشاء اس کی شہوت اور غضب ہے اور غضب کے مقتضیٰ کی نسبت شہوت مکسورہ ہے جب اس شخص نے حضور سے سوال عرض کیا کہ اسے ایسی شئی کی رہنمائی کریں جو اس کو قبائح اور برے افعال سے بچائے تو اس کو غضب اور غصہ میں آنے سے منع کیا جس سے بہت بڑی ضرر اور سخت گناہ واقع ہوتا ہے اور یہ کہ جب نفس پر قابو پالے گا تو اپنے قوی تر دشمن پر غالب ہوگا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا "لَا تَغْضَبْ" کے معنی یہ ہیں کہ غضب کے اسباب سے تعرض نہ کرے اور نہ ہی وہ امور اختیار کرے جو غضب کا باعث ہیں کیونکہ غضب انسان کی جبلت میں داخل ہے۔ اس کو جبلت سے نکالنا ممکن نہیں یا اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی بات ہی قبول نہ کر جو تجھے غضب میں لائے اور اس پر ابھارے وہ قول ہو یا فعل ہو اس سے دور رہے۔

مَكْتُوْبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِيْنَةً فَقَالَ لَهٗ عِمْرَانُ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تُحَدِّثُنِيْ عَنْ صَحِيْفَتِكَ

باب حیاء کی فضیلت

حیاء وہ حال ہے جو آدمی کو ایسی چیز کے خوف سے عارض ہوتا ہے جس کی طرف منسوب ہونے سے اس پر عیب لگایا جاتا ہے اور مذمت کی جاتی ہے ،،

۶۶۳۱ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء نیکی ہی لاتی ہے۔ بشیر بن کعب نے کہا حکمت میں لکھا ہے کہ حیاء سے وقار پیدا ہوتا ہے اور یقیناً حیاء سے سکینہ (سکونِ قلب) حاصل ہوتا ہے۔ عمران نے بشیر سے کہا میں تجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو مجھ سے اپنے صحیفہ سے بیان کرتا ہے۔

۶۶۳۱ — شرح : یعنی وقار اور سکونِ قلب دونوں صفتِ کمال حیاء سے حاصل ہوتی ہیں جس شخص میں حیاء ہوگا وہ لوگوں سے حیاء کرے گا کہ اگر اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے حیاء کرے تو حیاء اس کو فرائض ضائع کرنے اور گناہ کرنے سے روکے گا۔ کیونکہ حیاء فواحش سے منع کرتا ہے اور نیکی اور خیر پر ابھارتا ہے جیسے مومن کو اس کا ایمان فسق و فجور سے منع کرتا ہے اور گناہوں سے دور رکھتا ہے اور نیک امور کی ترغیب دلاتا ہے۔ لہٰذا ان امور میں حیاء ایمان کے مساوی ہے اگرچہ حیاء انسان میں جبلی اور طبعی ہوتا ہے اور ایمان مومن کا کسبی فعل ہے۔ اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ ،، کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے یعنی مومن کا خُلق حیاء ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء دین ہی دین

۶۶۳۲ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْعَزِيْزِ اِبْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اِبْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ فِي الْحَيَاءِ يَقُوْلُ اِنَّكَ لَتَسْتَحْيِيْ حَتّٰى كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ قَدْ اَضَرَّبِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ

ہے ۔اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حیاء بعض اوقات انسان کو بعض حقوق ادا کرنے سے مانع ہوجاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عجز ہے اور جو حیاء ہے وہ مکمل خیر ہے اسی لئے شرعی حیاء کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ حیاء وہ خلق ہے جو بُرے امور کے ترک کی ترغیب دلاتا ہے اور اچھا امور میں تقصیر سے منع کرتا ہے ۔حکمت وہ علم ہے جس میں بشری طاقت کے مطابق اعیان خارجیہ کے احوال سے جیسے وہ نفس الامر میں ہیں سے بحث کی جاتی ہے جب بشیر بن کعب نے کہا کہ حکمت میں اس طرح مکتوب ہے تو عمران غصہ سے بھر گئے اُن کا مقصد یہ تھا کہ حکمت حجت اور دلیل نہیں حجت صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت ہے ،کیونکہ کُتب حکمت کی حقیقت اور ان کا صدق غیر معروف ہیں جبکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ اخفاء نہیں ۔نیز بشیر نے حدیث کے مقابلہ میں حکمت سے اضافہ ذکر کیا تھا جو عمران کے غصہ کا سبب تھا۔

۶۶۳۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بہت حیادار کو عتاب اور سرزنش کر رہا تھا اور کہتا تھا تو حیاء کرتا رہتا ہے ۔حیاء تجھے ضرر پہنچائے گا اور نقصان دے گا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑو اور سرزنش و ملامت نہ کرو یقیناً حیاء ایمان کا حصہ ہے ۔

۶۶۳۲ ـــ شرح : یعنی حیاء کامل ایمان کا حصہ ہے ،کیونکہ حیاء ایمان سے حاصل ہوتا ہے جیسے ایمان مومن کو معصیت سے منع کرتا ہے اور اللہ کی طاعت کی ترغیب دلاتا ہے ۔اسی طرح حیاء منع کرتا ہے اور نیک اعمال کی ترغیب دلاتا ہے ۔اس بات میں ایمان سے مساوات کے باعث حیاء ایمان کی جنس سے ہے ورنہ حیاء جبلی اور طبعی چیز ہے اور ایمان کسبی ہے ۔بعض علماء نے کہا حیاء کبھی طبعی اور کبھی اکتسابی ہوتا ہے ۔شرعی ضابطہ کے مطابق اس کا استعمال

۶۶۲۳ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلَی اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِیْ خِدْرِھَا قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ اِسْمُہٗ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَبِیْ عُتْبَۃَ یَعْنِیْ مَوْلٰی اَنَسٍ اَلصَّحِیْحُ قَتَادَۃُ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ عُتْبَۃَ مَوْلٰی اَنَسٍ

بَابُ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

۶۶۲۴ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُھَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

نیت اور اکتساب کا محتاج ہے ۔ اس اعتبار سے حیاء ایمان ہے ۔ جب انسان میں حیاء نہ ہو تو وہ بے لگام ہوجاتا ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ ،، یعنی بے حیا باش ہرچہ خواہی کن ،، جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہو ۔

۶۶۲۳ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکیوں سے بہت زیادہ حیادار تھے (امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انس کے مولیٰ کا نام عبداللہ کہا ہے)

باب جب تو حیادار نہ رہے تو جو چاہے کر

۶۶۲۴ — ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں

بَابُ مَا لَا يُسْتَحْيَى مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

۶۶۳۵ ـــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ

نے جو کلامِ نبوت سے پہلی بات پائی وہ یہ ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر۔

شرح: یعنی جس پر شرائع اور احکام کا اتفاق ہے اور اوّل شریعت سے

۶۶۳۴ ـــــ معلوم ہُوا اور ہماری شریعت میں منسوخ نہیں ہُوا یہ ہے کہ جس وقت تو حیادار نہ رہے تو جو چاہے کر۔ یعنی پہلے نبیوں کے شرائع میں حیاء مستحسن رہا ہے اور وہ تاہنوز باقی ہے اور منسوخ نہیں ہُوا۔ پہلے اور پچھلے لوگ حیاء کے مستحسن ہونے میں متفق ہیں۔ اس میں صیغہ امر تہدید کے لئے ہے جیسے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُجْزِيْكُمْ ،، میں امر تہدید کے لئے ہے یا امر خبر کے معنی میں ہے۔ یعنی جب تجھ میں حیاء نہ رہا جو بُرے کاموں سے منع کرتا ہے تو جو چاہے کر،،

باب دین میں علم حاصل کرنے کے لئے حق بات سے شرم و حیاء نہ کیا جائے

یعنی دینی امر اور تمام حقائق دینیہ کے متعلق سوال کرنے سے

٦٦٢٦ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَاءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَجَرَةُ كَذَا هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

شرمانا جائز نہیں اور ان میں حیاء کرنا مذموم ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "حیاء خیر ہی خیر ہے عام مخصوص البعض ہے"

٦٦٢٥ــــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اُمِّ سُلیم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حق کے اظہار سے نہیں شرماتا کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل کرنا فرض ہے ؟ فرمایا ہاں فرض ہے جبکہ وہ (خواب) میں مادہ منویہ دیکھے۔

٦٦٢٥ــــ شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا مذکور سوال دریافت کرنے میں شرمانی نہیں؛ کیونکہ یہ حصولِ علمِ دین کے لئے سوال تھا۔

(اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ع<u>١٣٠</u> ج ١ کے اسماء رجال میں دیکھیں)

(ام المؤمنین ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے اور ام سلیم کے نام میں اختلاف ہے۔ یہ بنت ملحان ہیں ان کا نام سہلہ یا رملہ یا رُمَیثہ یا مُلیکہ یا غُمَیصاء یا رُمیصاء ہے حدیث ع١٣٠ ج ١ کے اسماء رجال میں دیکھیں)

٦٦٢٦ــــ ترجمہ : محارب نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی مثال اس سبز درخت کی مانند

۶۶۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِيَّ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ مَا اَقَلَّ حَيَاءَهَا فَقَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا

ہے جس کے پتے گرتے نہیں پاتے لوگوں نے کہا یہ ایسا ایسا درخت ہے میں نے ارادہ کیا کہ کہوں کہ یہ درخت کھجور ہے! چونکہ میں کمسن نوجوان تھا اس لئے میں نے شرم کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت کھجور ہے۔ شعبہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا ہم سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے حفص بن عاصم بن ابن عمر سے اس طرح بیان کیا اور اس میں یہ لفظ زیادہ کئے کہ میں نے یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا اگر تم یہ کہہ دیتے (اور خاموش نہ رہتے) تو مجھے ایسی ایسی شئی سے زیادہ محبوب ہوتا۔

۶۶۳۶۔ شرح: یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے فرمایا اگر تم بیان کر دیتے کہ یہ درخت کھجور ہے تو مجھے اتنی خوشی ہوتی جو تنو سُرخ اونٹ ملنے سے نہ ہوتی۔ کھجور کی مسلمان سے مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کی طرح کھجور کثیر المنافع ہے۔ بعض نے کہا اگر کھجور کا سر کاٹ دیا جائے تو یہ بھی انسان کا سر کٹ جانے کی طرح ختم ہوجاتی ہے۔ نیز یہ بار آور نہیں ہوتی اور اس کو پھل نہیں لگتا جب تک اس کی تلقیح نہ کی جائے وہ یہ کہ مذکر کھجور کا برادہ اس کے برادہ میں ڈالا جاتا ہے پھر یہ پھل دیتا ہے اور طلع کی بُو منی کی بُو جیسی ہے اور انسان کی طرح یہ مزاج عشق رکھتا ہے۔ اچھی وجہ پہلی ہے (حدیث: ۵۸ ج: اکی شرح دیکھیں)

۶۶۳۷۔ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ وہ اپنے آپ کو پیش کرتی تھی (اپنے آپ کو حضور کے لئے ہبہ کرتی تھی) اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو میری حاجت ہے۔ انس کی بیٹی نے کہا اس عورت کا حیا بہت کم ہے۔ حضرت انس نے کہا یہ تم سے اچھی ہے اُس نے اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔

۶۶۳۷۔ شرح: یعنی یہ عورت بے حیا نہیں ہے اُس نے اپنے آپ کو جناب رسول اللہ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيْفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ

٦٦٣٨ــ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

٦٦٣٩ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا

صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا ہے کہ حضور اس سے نکاح فرما کر اس کو ام المؤمنین کا شرف بخشیں جو دنیا و آخرت کی نیک بختی اور سعادت کو متضمن ہے۔ یعنی ایسی شرافت کے پیشِ نظر اتنی بے حیائی کی ہے اور اس کے دل میں یہ شرافت مستحکم و متمکن ہے اور اس کے برابر مال کی پرواہ نہیں کی لہٰذا یہ تجھ سے بہتر ہے جبکہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی تاکہ اُمّہاتُ المؤمنین میں داخل ہو جائے رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

باب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آسانی کرو تنگی نہ کرو!

٦٦٣٨ــ ترجمہ: ابو التیّاح نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسانی کرو سختی نہ کرو لوگوں کو آرام دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

٦٦٣٨ــ ترجمہ: نضر نے کہا مجھے شعبہ نے سعید بن ابی بردہ سے اُنہوں نے اپنے والد

اولا تنفرا وتطاوعا قال ابو موسٰی یا رسول اللہ انّا بارضٍ یُصنع فیھا شرابٌ من العسل یقال لہ البتع وشراب من الشعیر یقال لہ المزر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکرٍ حرام

ابوبردہ سے انہوں نے اس کے دادا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور معاذ بن جبل کو بھیجا تو ان سے فرمایا ایک دوسرے سے آسانی کرو تنگی نہ کرو اور ایک دوسرے کو خوشخبری اور بشارت دو اور نفرت نہ دلاؤ، ایک دوسرے کی موافقت کرو ابوموسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ایسی زمین میں جا رہے ہیں جہاں شہد سے شراب بنائی جاتی ہے اس کو تبع کہا جاتا ہے اور جَو سے شراب بنائی جاتی ہے اس کو مزر کہا جاتا ہے۔ (یہ دونوں قسم شراب ہیں مباح ہیں یا حرام ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ (حدیث: ۴۰۴۷ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۶۳۹ — شرح: یہ حدیث قرآن کریم سے اقتباس ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ،،

نیز فرمایا: یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ،، اللہ تعالیٰ تمہاری آسانی چاہتا ہے تمہاری تنگی کا ارادہ نہیں کرتا یعنی اس سے مراد وہ نوافل ہیں جو شاق ہوں اُن میں آسانی کرو تاکہ اُن پر امتثال کرنے والا رنجیدہ خاطر نہ ہو جائے اور ان کو بالکل نہ ترک کر دے اور جن فرائض میں رخصت ہے اُن میں آسانی کرو جیسے کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھنے سے عاجز ہونے والا بیٹھ کر نماز پڑھے اور فرض روزہ افطار کرنے والا مسافر جس پر روزہ رکھنا مشکل ہو اُن کو ملامت نہ کرو۔ الحاصل جو شخص اسلام قبول کرے ابتداءِ اسلام میں اس کی تالیف کرو اور اس پر تشدید نہ کرو اسی طرح معاصی میں زجر و تشدید کا حال ہے کہ اس کو اچھی طرح احسن طریقہ سے سمجھایا جائے تاکہ وہ نصیحت قبول کرلے ایسے ہی تعلیم علم ہے وہ بھی آہستہ آہستہ تدریجاً ہونی چاہیئے کیونکہ ابتداء میں جو چیز آسان ہو اس کے کرنے والے کو وہ محبوب ہوتی ہے اور وہ بخوشی اسے قبول کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کی عاقبت غالباً مستحسن ہوتی ہے بخلاف اس کے کہ ابتداء میں اس پر سختی کی جائے اور نفرت دلائی جائے تو نتیجہ اس کے برعکس برآمد ہوگا "اعاذنا اللہ منہ،، (حدیث ۶۹ کی شرح دیکھیں)

۶۶۴۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِىْ شَىْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ بِهَا لِلّٰهِ۔

۶۶۴۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار نہ دیا جاتا مگر آپ ان میں سے آسان کو اختیار کرتے جبکہ وہ گناہ نہ ہوتا اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس کام سے سب سے زیادہ دُور رہنے والے ہوتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جب کوئی اللہ کی حرمت کا ارتکاب کرتا تو اُس سے اللہ کے لئے انتقام لیتے "

۶۶۴۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں کس طرح اختیار دیا جاتا۔ جن میں ایک گناہ ہو اس کا جواب یہ ہے کہ تخییر اگر کافروں کی طرف سے ہو تو اس کے جواز میں کچھ محذور نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ یا مسلمانوں کی طرف سے ہو تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آسانی گناہ تک نہ پہنچانے والی ہو جیسے عبادت میں مجاہدہ اور اس میں میانہ روی کے درمیان اختیار دیا جائے اور وہ مجاہدہ جو ہلاکت تک پہنچائے وہ جائز نہیں علامہ بیضاوی نے کہا یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اس شئی میں اختیار دے جس میں دو عقوبتیں ہوں اور "مالم یکن اثما" جب تک گناہ نہ ہو یہ اس وقت متصور ہے کہ جب آپ کو کفار اختیار دیں اور "انتہاک حرمۃ اللہ" کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس شئی کا مرتکب ہو جو اللہ نے حرام کی ہے۔ یعنی وہ کرے جن اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اگر کوئی شخص ان کا ارتکاب کرتا اس سے سخت انتقام لیتے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر تخییر اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کی طرف سے ہو تو مراد یہ ہے کہ آسانی گناہ تک نہ پہنچانے والی ہو، حالانکہ جو گناہ تک پہنچانے والی ہو وہ بھی تو گناہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد وہ امر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے معاملہ میں ہو

۶۶۴۱ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَزْرَقِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا عَلَى شَاطِئِ نَهْرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَوٰتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَوٰتَهُ وَفِينَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُولُ انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ مَا عَنَّفَنِي أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ إِنَّ مَنْزِلِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهَا لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى مِنْ تَيْسِيرِهِ

یعنی لوگوں کے معاملہ میں دو کام درپیش آتے اور حق تعالیٰ کی طرف سے حضور کے سپرد ہوتے اور اُن میں تخییر ہوتی تو لوگوں پر غایت شفقت اور مہربانی کے باعث آسان تر کو اختیار کرتے اور اس کی تکلیف دیتے۔ (حدیث ۳۳۳۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۶۴۱ ترجمہ: اَزرق نے کہا ہم اہواز میں ایک نہر کے کنارے پر تھے جس کا پانی خشک ہو چکا تھا ابو برزہ اسلمی گھوڑے پر سوار آئے اور نماز پڑھنے لگے اور گھوڑے کو چھوڑ دیا گھوڑا چلنے لگا تو ابو برزہ نے نماز چھوڑ دی اور گھوڑے کا پیچھا کیا حتیٰ کہ اس کو پکڑ لیا۔ پھر واپس آئے اور نماز ادا کی ہم میں ایک آدمی تھا جو خارجیوں کا عقیدہ رکھتا تھا وہ آیا اور کہنے لگا اس بوڑھے کو دیکھو گھوڑے کی وجہ سے اس نے نماز چھوڑ دی ابو برزہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا جب سے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کی ہے مجھے کسی نے سخت بات نہیں کہی اور کہا میرا گھر دُور ہے اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور گھوڑے کو چھوڑ دیتا تو رات تک اپنے گھر نہ آتا اور ذکر کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور کو آسانی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۶۶۴۲ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ اِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَاَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ ذَنُوْبًا مِّنْ مَاءٍ اَوْ سَجْلًا مِّنْ مَاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ

۶۶۴۱ــ شرح : اہواز عراق اور فارس کے درمیان خورستان میں ایک مقام ہے ابوبرزہ اسلمی صحابی قبیلہ اسلم میں سے ہیں۔ لفظ فرس مؤنث سماعی ہے اسی لئے اس کی ضمیر مؤنث ذکر کی ہے۔ اگرچہ اس کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔ ابوبرزہ اسلمی نے خارجی سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ کا آسانی کرنا دیکھا ہے جس وجہ سے میں نے اس طرح کیا ہے، کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایسا ہرگز نہ کرسکتے کہ نماز چھوڑ دے اور گھوڑے کا پیچھا کرے اُنہوں نے اس قسم کے واقعات کا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا جانور بھاگ جائے، حالانکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو نماز قطع کرکے جانور کو پکڑلے ایسے ہی جو کوئی نماز کی حالت میں اپنا مال ضائع ہوتا دیکھے تو اس کی حفاظت کے لئے نماز ترک کردے (حدیث ۱۱۴۱ کی شرح دیکھیں)

۶۶۴۲ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عبداللہ کو خبر دی کہ ایک اعرابی نے مسجد شریف میں پیشاب کردیا لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے تاکہ اس کو زجر و تشدید کریں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو چھوڑو اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو۔ تم تو صرف آسانی کرنے والے بناکر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بناکر نہیں بھیجے گئے ہو۔

۶۶۴۲ــ شرح : سجل اور ذنوب میں فرق یہ ہے کہ ذنوب پانی سے بھرا ڈول ہے اور سجل بھی پانی کا ڈول ہے لیکن یہ لبالب بھرا ہوا نہیں ہوتا

بَابُ الْاِنْبِسَاطِ اِلَى النَّاسِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِيْنَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ وَالدُّعَابَةِ مع الاهل

راوی نے شک سے بیان کیا کہ ابوہریرہ نے سجل کہا تھا یا ذنوب کہا تھا۔ اس ارشاد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ اگر تم اعرابی کو زجر و تشدید کرو گے اس کے کپڑے اور بدن پیشاب سے ملوث ہو کر پلید ہو جائیں گے اور ایسا نہ ہو کہ پیشاب رُک جائے اور ضرر کا سبب بن جائے احناف کہتے ہیں جب تک مسجد سے مٹی نہ اُٹھائیں پاک نہیں ہوتی (حدیث ۲۱۸ ج ۱ اور ۲۲۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب لوگوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہو اور اپنے دینِ اسلام کی حفاظت کرو اور اس کو مجروح نہ کرو اور اہل و اولاد سے خوش طبعی کرنا ،،

شرح: لوگوں سے خندہ پیشانی میل جول کرو اور شریعت کے حدود کے اندر اُن میں کشادہ چہرہ رہو جس میں ارتکاب گناہ نہ ہو۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی خوش خلق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خُلقِ عظیم سے آپ کی مدح و ثنا کی ہے۔ آپ مردوں اور بچوں سے خوش طبعی فرماتے لیکن آپ کا مزاح اور خوش طبعی کرنا حق پر مبنی تھا اس لئے مسلمانوں کو بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق اور کشادگی چہرہ کی میں پیروی کرنا چاہئے وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ،، اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں میں میل جول اور اختلاط مشروع ہے لیکن یہ اختلاط اس حد تک ہو کہ دین میں خلل نہ ہونے پائے اور دین صحیح سلامت رہے چنانچہ ابن مسعود سے ایک روایت یہ ہے کہ لوگوں سے مخالطت کرو اور ان کی خواہش پر اُن سے صاف معاملہ کرو لیکن اپنے دین کو زخمی نہ ہونے دو۔ اس اثر سے واضح ہوتا ہے کہ بے دینوں کے ساتھ میل جول کرنے میں دین کے نقصان ہونے کا خطرہ ہو تو اُن سے ہرگز میل جول نہ کرے۔ دُعابہ کے معنی خوش طبعی ہیں مگر حضور کی خوش طبعی حد شریعت سے خارج نہ تھی۔ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ

۶۶۴۳ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالتَّیَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ اِنْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِّیْ صَغِیْرٍ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ

۶۶۴۴ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعٰوِیَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِیْ صَوَاحِبُ یَلْعَبْنَ مَعِیَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ یَتَقَمَّعْنَ مِنْہُ فَیُسَرِّبُهُنَّ اِلَیَّ فَیَلْعَبْنَ مَعِیَ

صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی مزاح اور خوش طبعی کرتے ہیں ؟ فرمایا میں حق کے بغیر کوئی بات نہیں کرتا اگرچہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی سے مخاصمت اور مزاح نہ کر اس کا جواب یہ ہے کہ ہر وقت مزاح میں مشغول رہنا اور اس میں افراط سے کام لینا ممنوع ہے؛ کیونکہ اس طرح جھگڑا اور خصومت پیدا ہوتی ہے اور ہیبت اور رُعب جاتا رہتا ہے۔ جس مزاح میں یہ نہ ہو وہ مباح ہے ۔

۶۶۴۳ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاط اور میل جول کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے اے ابا عُمیر چڑیا نے کیا کیا ؟

۶۶۴۳ ـــ شرح : ابو عُمیر کا نام زید بن سہل ہے وہ انس بن مالک کے اخیافی (مادر زاد) بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ ام سلیم ہے اس سے حضور بہت خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ یہ حضور کی حیات طیبہ میں انتقال کر گئے تھے۔ نُغَیر نُغَر کی تصغیر ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے۔ خوش طبعی اور کلام میں سجع جائز ہے۔

۶۶۴۴ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھی میری سہیلیاں میرے ساتھ کھیلا

کرتی تھیں ۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گھر میں داخل ہوتے تو وہ مجھ سے جُدا ہو جاتیں ۔ اور اپنے گھروں
میں داخل ہو جاتیں حضور ان کو میرے پاس بھیجتے وہ میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں ۔

۶۶۴۴ — **شرح** : بنات کے معنی کھلونے ہیں یَنْقَمِعْنَ ،، قمع سے ہے اس کے معنیٰ ہیں جُدا ہونا
اور چھپ جانا یعنی بھاگ کر چھپ جاتی تھیں یُسَرِّبُ تَسْرِیْب سے ہے اس کے
معنی بھیجنے کے ہیں یعنی چھوٹی بچیوں کو بھیجتے تھے ،، بنات سے مراد صورتیں ہیں ؛ چنانچہ ابوداؤد اور نسائی میں ہے
کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم غزوۂ تبوک یا حُنین سے واپس
تشریف لائے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر لٹکا ہُوا پردہ پھاڑنے کا ذکر کیا۔ ام المؤمنین نے کہا
حضور نے صورت سے پردہ اُٹھایا اور فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے ام المؤمنین نے کہا یہ میری گڑیاں ہیں پھر
آپ نے ان صورتوں میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر تھے ۔ فرمایا یہ کیا ہے ؟ عرض کیا یہ گھوڑا ہے فرمایا
گھوڑے کے دو پَر کیسے ہو سکتے ہیں ۔ عرض کیا حضور حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تھے یہ سُن کر
حضور ہنس پڑے ،، اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بنات سے مراد گڑیاں ہیں آدم زاد لڑکیاں نہیں اور
بِالْبَنَاتِ ،، میں باء بمعنی مع ہے ۔ یعنی میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی"
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے لئے گڑیاں وغیرہ بنانا اور ان سے کھیلنا جائز ہے اور صورتوں کی
تحریم کی حدیث سے یہ مستثنیٰ ہیں ۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمہور سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ لڑکیوں کے لئے گڑیوں کی خرید و
فروخت جائز ہے تاکہ چھوٹی عمر میں انہیں گھروں کا انتظام کرنے کا تجربہ ہو جائے اور اولاد کی حفاظت کا طریق کار
واضح ہو جائے ۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ کمسن لڑکیوں کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا
جائز ہے اور یہ عموم نہی سے مخصوص ہے ؛ چنانچہ ابن جوزی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ رخصت
تحریم سے پہلے تھی ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مُنذری سے نقل کیا اگر گڑیوں کی شکل صورت جیسی تھی تو یہ واقعہ
تحریم سے پہلے کا ہے ورنہ کبھی اس شئی کو بھی گڑیا کہا جاتا ہے جو صورت نہ ہو ۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا دیگر صورتوں سے لہو جیسا نہیں جن میں سخت
وعید آئی ہے ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لئے ان میں رخصت اس لئے تھی جس وقت وہ بالغہ نہ تھی ۔

اقول : اس وقت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا غیر بالغ ہونا محلِ نظر ہے ؛ کیونکہ غزوہ تبوک
یا غزوہ حنین کے وقت ام المؤمنین کے پاس گڑیاں تھیں اور اس وقت وہ یقیناً بالغہ
تھیں کیونکہ غزوہ تبوک سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا آخری غزوہ تھا ۔ نیز ام المؤمنین کی جب رخصتی ہُوئی اس وقت

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اِنَّا لَنَكْشِرُ فِی وُجُوْهِ اَقْوَامٍ وَاِنَّ قُلُوْبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ

۶۶۴۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهٗ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهٗ اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ اَوْبِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ اَلَانَ لَهٗ فِی الْكَلَامِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهٗ فِی الْقَوْلِ فَقَالَ اَیْ عَائِشَةُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهٗ اَوْوَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ

ان کی عمر نو برس تھی اور وہ بالغہ تھیں ۔ بخاری کی حدیث ۳۶۴۸ میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ سے نکاح کیا جبکہ ان کی عمر چھ برس تھی پھر ان کی رخصتی کی گئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں تعجب ہے کہ خطابی پر یہ حدیث کیسے مخفی رہی ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب لوگوں سے درگزر کرنا

مدارات کے معنیٰ نرم بات اور درگزر کرنے کے ہیں یہ مومنوں کے اخلاق ہیں لیکن مداہنت حرام ہے مدارات اور مداہنت میں فرق یہ ہے کہ مداہنت یہ ہے کہ جو علانیہ فاسق ہو اس سے نرم بات کرے اور دل سے اس کو بُرا نہ جانے اور مدارات یہ ہے کہ ایسے جاہل سے نرمی کرے جس کے معاصی مستور ہوں اس سے حسن سلوک کرنا حتیٰ کہ وہ گناہوں سے رُک جائے اور صحیح ہو جائے ۔ مدارات حسن خلق میں ہے ۔

اور ابو الدرداء سے ذکر کیا جاتا ہے کہ ہم لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور ہمارے دل اُن پر لعنت کرتے ہیں

۶۶۴۶ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنِیْ
اِبْنُ عُلَیَّۃَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُھْدِیَتْ لَہٗ اَقْبِیَۃٌ مِّنْ دِیْبَاجٍ مُزَرَّرَۃٌ بِالذَّھَبِ
فَقَسَمَھَا فِیْ نَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ وَعَزَلَ مِنْھَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَۃَ فَلَمَّا جَاءَ

کشر کے معنی ہنسی کے وقت دانتوں کا ظاہر ہونا ہے ۔ بعض اس کا معنی تبسّم ذکر کرتے ہیں ۔ "لَتَلْعَنُہُمْ" میں لام تاکید کے لئے ہے ۔

۶۶۴۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ کو خبر دی کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا اس کو اجازت دو وہ قبیلہ کا برا بیٹا یا بھائی ہے جب وہ آیا تو حضور نے اس سے نرم کلام فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے اس کے بارے میں کہا جو بھی کہا پھر اس سے نرم کلام کیا فرمایا اے عائشہ اللہ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے بدترین وہ شخص ہے جس کو لوگ اس کی بدزبانی سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں

۶۶۴۵ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا یہ شخص عُیینہ بن حصن تھا اور اپنے قبیلہ میں بدگو آدمی تھا اس لئے حضور نے اس سے نرم کلام فرمایا تھا۔ یہ مسلمانوں کے اعتبار سے ہے کہ مسلمانوں میں ایسا شخص اچھا نہیں جس کے فحش سے بچنے کے لئے اس کو چھوڑ دیا جائے یہ بطور تہدید و تغلیظ فرمایا ہے ورنہ کافر اللہ کے نزدیک بدترین مقام والا ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اس کی غیبت کرنا جائز ہے تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں ۔
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا مذکور شخص ایسا ہی تھا جیسا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ وہ حضور کی حیاتِ طیبہ میں ضعیف الایمان رہا اور آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا ۔ ابن بطال نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ لوگوں سے اُن کے ظاہر کے مطابق معاملہ کریں اور یہ شخص اسلام ظاہر کرتا تھا اس لئے اس کے آنے سے پہلے جو اس کے متعلق حضور جانتے تھے بیان فرمایا ۔

۶۶۴۶ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی مُلیکہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی

قَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ اَيُّوْبُ بِثَوْبِهٖ وَاَنَّهٗ يُرِيْهِ اِيَّاهُ وَكَانَ فِيْ خُلُقِهٖ شَيْءٌ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةٌ

بَابٌ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

وَقَالَ مُعٰوِيَةُ لَا حِلْمَ اِلَّا عَنْ تَجْرِبَةٍ ۶۶۴۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

کوٹ نذرانہ کئے گئے جن کو سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ حضور نے وہ اپنے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیئے اور ان میں سے ایک مخرمہ کے لئے علیحدہ کر لیا جب وہ آیا تو فرمایا یہ میں نے تیرے لئے چھپا رکھا تھا۔ ایوب نے کہا حضور نے وہ اپنے کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا اور اس کو سونے کے بٹن دکھا رہے تھے۔ اس شخص کی طبع میں سختی تھی۔ اس کو حماد ابن زید نے ایوب سے روایت کیا۔ حاتم بن وردان نے کہا ہمیں ایوب نے ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ مسور سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوٹ آئے (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

باب مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا

بُردبار صرف تجربہ کار ہوتا ہے

یعنی بردباری سے وہی شخص موصوف ہوتا ہے جس کو امور میں تجربہ ہو کیونکہ امور کی عاقبت کو جاننے کے سبب بردباری اختیار کرتا ہے اور تھوڑی اذیت پر صبر کرتا ہے تاکہ اس سے بڑی اذیت کی مدافعت کر سکے

۶۶۴۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

۶۶۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلٰى

فرمایا مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔

۶۶۴۷۔ شرح: یہ حدیث بعینہ باب کا عنوان ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پہلی ہی بار ابوعزہ جمی سے فرمایا تھا وہ شاعر تھا جنگِ بدر میں مسلمانوں کی قید میں گرفتار تھا اس نے اپنے بچوں اور فقر کو ذکر کیا تو حضور نے اس پر احسان کر کے فدیہ لئے بغیر اس کو آزاد کر دیا پھر وہ جنگ اُحد میں مسلمانوں سے لڑنے آگیا اور مسلمانوں نے اس کو گرفتار کر لیا اُس نے پھر وہی عذر کیا جو جنگِ بدر میں کیا تھا اور کہا حضور مجھ پر احسان کریں اور اپنی احتیاجی اور بچوں کو ذکر کیا حضور نے فرمایا تو مکہ میں نہیں جا سکتا تو کہے گا میں نے دو بار محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کو سحر کیا ہے۔ پھر آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا لَا يُلْدَغُ خبر بمعنی امر ہے یعنی مومن کو معاملات میں محتاط اور بیدار مغز ہونا چاہیئے کسی مقام میں غفلت نہ کرے کہ بار بار ڈسا جائے دنیا کی طرح دینی امر میں بھی یہ ہوتا ہے۔

باب مہمان کا حق

۶۶۴۸۔ ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا مجھے خبر نہیں دی گئی؟ کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور دن میں روزے سے ہوتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں (میں رات بھر نماز پڑھتا ہوں اور دن میں روزہ سے ہوتا ہوں) فرمایا ایسا نہ کرو نماز پڑھو اور آرام بھی کرو۔ روزہ رکھو اور افطار بھی

قَالَ فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ
لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا
وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ قَالَ
فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ أُطِيقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ
فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ
الدَّهْرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ زَوْرٌ وَهٰؤُلَاءِ زَوْرٌ وَضَيْفٌ وَمَعْنَاهُ
أَضْيَافُهُ وَزُوَّارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِثْلُ قَوْمٍ رِضًى وَمُقْنِعٌ وَعَدْلٌ يُقَالُ
مَاءٌ غَوْرٌ وَبِئْرٌ غَوْرٌ وَمَاءَانِ غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ وَيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ
لَا تَنَالُهُ الدِّلَاءُ كُلُّ شَيْءٍ غُرْتَ فِيهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ تَزَاوَرُ تَمِيلُ مِنَ
الزَّوْرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ

کرو بے شک تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے یقیناً تمہاری عمر لمبی ہوگی (لہٰذا ضعیف ہوجاؤ گے اور ان اعمال پر ہمیشگی نہ کرسکو گے بہتر عمل یہ ہے کہ ہمیشہ کرو اگرچہ تھوڑا ہو) تمہیں یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھے! کیونکہ ہر نیکی کے عوض اس کی دس مثلیں ثواب ہے۔ یہ سارے سال کے روزے ہیں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی جان پر سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں فرمایا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے سے روزے رکھو! میں نے عرض کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

بَابُ اِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهٖ اِيَّاهُ بِنَفْسِهٖ
وَقَوْلِهٖ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ

نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کیسے تھے ؟ فرمایا نصف سال (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار یہ صوم دہر ہے۔

۶۶۴۸ — شرح : زُوْر معنی زائر مہمان ہے اس کا حق ایک دن اور ایک رات ہے۔ مہمانی کے وجوب میں اختلاف ہے۔ لیث بن سعد نے کہا ایک رات اور ایک دن مہمانی فرض ہے۔ عبد ماذون کے لئے بھی اجازت ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے مہمانی کرے (عبد ماذون وہ ہے جس غلام کو تجارت کی اجازت دی گئی ہو) امام شافعی اور علماء کی ایک جماعت نے کہا شہر میں ہو یا دیہات میں ہو مہمان نوازی مکارم اخلاق میں سے ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شہر والوں پر ضیافت ضروری نہیں ہے بعض نے کہا مہمانی صرف دیہات والوں پر ہے۔ شہروں میں مہمان سرائے ہوتے ہیں جہاں مسافر آتے جاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں باہر بھیجتے ہیں ہم لوگوں کے پاس جاتے ہیں وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے اس بارے میں حضور کا کیا حکم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ تمہیں مہمان کے مناسب کھانا دیں تو اس کو قبول کر لو اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے جبرًا مہمان کا مناسب حق لے سکتے ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کا اکرام ضروری ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداءِ اسلام پر محمول ہے جبکہ مہمان کی خاطر داری واجب تھی یا یہ مجبوری پر محمول ہے کہ مہمان بھوک سے مر رہا ہے کوئی کھانا نہیں دیتا تو وہ جبرًا کھا سکتا ہے تاکہ اس کی جان بچ جائے اور اس کی نقد یا دیر سے قیمت ادا کرے لیکن اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے وسعت و مال داری عطا کی ہے مہمان نوازی مستحب ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ مہمان کا جائزہ ایک دن اور ایک رات ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانی واجب نہیں جائزہ کے معنی عطیہ ہیں یعنی مہمان کی خاطر داری کرے یہ تفضّل اور مہربانی ہے فرض و واجب نہیں (حدیث ۱۸۵۳ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۶۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَلِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ

باب مہمان کی عزت کرنا اور بذاتِ خود اس کی خدمت کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ابراہیم "علیہ السلام" کے معزز مہمان

ضَيْفِ ابراہیم"، اس سے یہ اشارہ کیا کہ لفظ ضیف کا اطلاق واحد اور جمع پر ہوتا ہے اسی لئے ضیف کی صفت مکرمین سے کی ہے۔ اضیاف جمع قلت اور ضیوف وضیفان جمع کثرت ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ"، امام بخاری نے کہا هُوَ زَوْرٌ وَهٰؤُلَاءِ زَوْرَاءُ وَضَيْفٌ اس کے معنی أَضْيَافٌ اور زُوَّار ہیں، کیونکہ کلمہ زور قوم، رضیٰ، مَقْنَع اور عدل کی طرح مصدر ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے مَاءٌ غَوْرٌ وَبِيرٌ غَوْرٌ وَمَاءَانِ غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ کہا جاتا ہے غور غائر (غور بمعنی غائر ہے) گہرا پانی جہاں ڈول نہ پہنچیں۔ ہر شئی جس میں تو جائے وہ مغارہ ہے (اس کو غار اور کھٹ جاتا ہے) تَزَاوَرُ بمعنی تَمِيلُ ہے زور سے ماخوذ ہے اور اَزْوَرُ بمعنی اَمْيَلُ ہے۔

شرح : یعنی زور سے مراد لفظ زَور ہے اس کا واحد اور جمع پر اطلاق ہوتا ہے؛ چنانچہ واحد کے لئے زَوْرٌ اور جمع کے لئے بھی زور کیا جاتا ہے اور هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ زَوْرٌ کہا جاتا ہے۔ الحاصل لفظ زَور مصدر اسم کی جگہ وضع کیا گیا ہے جیسے صوم بمعنی صائم نَوْم بمعنی نائم ہے اور هٰؤُلَاءِ زَوْرٌ کا معنی هٰؤُلَاءِ اَضْيَاف اور زُوَّار ہے؛ کیونکہ زور قوم کی طرح مصدر ہے زور کا اطلاق زُوَّار پر ہوتا ہے جیسے قوم کا اطلاق جماعت پر ہوتا ہے یہ مثلیت مصدر ہونے میں نہیں کیونکہ لفظ قوم اسم ہے مصدر نہیں۔ بخلاف زَور کے وہ اصل میں مصدر ہے۔ قولہ رضًا وعدل یعنی قوم رضًا بمعنی مَرْضِيُّون کہا جاتا ہے اور قوم عدل بمعنی عدول کہا جاتا ہے یہ لفظ کے اعتبار سے مفرد اور معنی کے اعتبار سے جمع ہے۔ قولہ ماءٌ غورٌ یعنی غور بمعنی غائر پانی جو زمین کے نیچے چلا جائے اس کو غَارَ الْمَاءُ کہا جاتا ہے۔ غَوْر اصل میں مصدر ہے اس لئے واحد تثنیہ اور جمع میں غور ہی کہا جاتا ہے۔ قولہ یقال الغور الغائر یعنی پانی زمین میں گہرا چلا گیا کہ وہاں تک ڈول نہیں

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ وَّالضِّیَافَۃُ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ

پہنچ سکتے ہیں۔ قولہ تزاور اس سے اس آیت کریمہ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ کَھْفِھِمْ،، کی طرف اشارہ ہے یعنی تو سورج کو دیکھتا ہے کہ جب طلوع کرتا ہے تو اصحاب کہف کی غار سے مائل ہوجاتا ہے۔ یہ زَوَر بفتح الواو بمعنی مَیْل ہے اس سے اسم تفضیل اَزْوَر بمعنی اَمْیَل ہے۔

۶۶۴۹ — **ترجمہ :** ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخرت دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اس کو عطیہ کرنا ایک دن اور ایک رات ہے داس کی ضیافت کا حق ایک شب و روز ہے) اور مہمانی تین دن ہے اس کے بعد اس پر صدقہ ہے اور مہمان کے لئے بھی جائز نہیں کہ میزبان کے گھر مستقل اقامت ہی کرلے کہ ان کو تنگی میں ڈال دے

۶۶۴۹ — **شرح :** یعنی مہمانی کا حق ایک دن اور ایک رات لازم ہے اور تین دن مستحب ہے اس کے بعد مہمان کا اقامت کرنا درست نہیں کہ میزبان تنگ پڑجاتا ہے۔ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ جب میزبان تنگ نہ ہو اور وہ مہمان کی اپنے پاس اقامت پسند کرتا ہو یا مہمان کا ظن غالب ہو کہ میزبان اس کی تین دن کے بعد اقامت کو ناپسند نہیں کرتا تو تین دن کے بعد اقامت درست ہے۔ ابن بطال نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کے معاملہ میں تین صورتیں بیان فرمائیں کہ پہلے دن مہمان کو خوب تحفے تحائف سے نوازے اور دوسرے دن اس کی مہمانی میں تکلف کرے اور تیسرے دن جو حاضر ہو وہ کھلائے اور تیسرے دن کے بعد اختیار ہے جیسے صدقہ میں اختیار ہے ادا کرے یا نہ کرے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک دن اور ایک رات مہمان کا اکرام کرے اور تین دن ضیافت ہے اس سے جائزہ اور ضیافت میں فرق واضح ہوجاتا ہے کہ جائزہ ضیافت سے مقدم ہے۔ یحرجہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ میزبان کوئی ایسی شئ نہیں پاتا جو مہمان کے آگے رکھے اور مہمان کی اقامت سے تنگ پڑجائے۔

۶۶۵۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ مِثْلَهُ وَزَادَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

۶۶۵۱ — حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي حَصِيْنٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

۶۶۵۰ — ترجمہ : اسماعیل نے کہا مجھے مالک نے اسی طرح خبر دی ہے اور یہ بات زیادہ ذکر کی کہ جو شخص اللہ اور آخر دن پر ایمان لاتا ہے وہ بات اچھی کرے ورنہ خاموش رہے۔

۶۶۵۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ، دونوں امر کے صیغے ہیں ان میں تخییر مشکل ہے کیونکہ اگر ایک شق مباح ہے تو دوسری شق کا مامور بہ ہونا لازم ہے لہٰذا وہ واجب ہوگی یا ممنوع ہوگی تو حرام ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں شقوں میں امر مطلق ہے جو مباح وغیرہ کو شامل ہے لہٰذا اس کو یہ لازم ہے کہ مباح بہتر ہو کیونکہ وہ خیر میں داخل ہے۔ لِيَصْمُتْ صیغہ امر ہے اس کا باب نَصَرَ یا ضَرَبَ ہے لہٰذا اس میں میم مضموم ہے یا مکسور ہے

۶۶۵۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے اور جو اللہ اور آخر دن پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ بات اچھی کرے یا خاموش رہے۔

۶۶۵۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَا فَمَا تَرَى فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ

۶۶۵۱ — شرح: ہمسایہ کا اکرام کرنا اس سے احسان کرنا اور اس کو اذیت ترک کرنے میں اکثر احادیث وارد ہیں؛ چنانچہ طبرانی نے بہزبن حکیم کے ذریعہ ان کے دادا سے خرائطی نے مکارمِ اخلاق میں عمرو بن شعیب سے اور ابوالشیخ نے ثواب میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمسائے کا حق کیا ہے فرمایا اگر وہ تم سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو اگر مدد چاہے تو اس کی مدد کرو اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اگر اسے کوئی حاجت ہو تو اس پہ عطیہ کرو اور اس کی حاجت روائی کرو اگر وہ غریب ہے تو اس کی ہمنوائی کرو اگر اسے خیر پہنچے تو اس کو مبارک باد دو اگر اس پر مصیبت آئے تو اس سے اظہارِ افسوس کرو اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلو ہمسایہ کے مکان سے اپنا مکان بلند نہ کرو اس سے اس طرح ہوا رک جاتی ہے ہاں اگر وہ اجازت دیدے تو حرج نہیں اگر پھل خریدو تو ہمسایہ کو ہدیہ بھیجو اگر ایسا نہ کرو تو پھل وغیرہ چھپا کر گھر میں لے جاؤ اور پھل دے کر اپنے بچے کو باہر نہ نکالو کہ اس طرح ہمسائے کا بچہ پریشان ہوگا۔

۶۶۵۲ — ترجمہ: عقبہ عامر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں باہر بھیجتے ہم لوگوں کے پاس جاتے ہیں وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس اُترو اور تمہارے مہمان کے مناسبِ حال اہتمام کریں تو وہ قبول کرلو (زیادہ مطالبہ نہ کرو) اگر وہ ایسا نہ کریں تو اُن سے مہمانی کا حق جبراً لو جو اُن کے مناسب ہے (یہ ابتداء اسلام میں تھا جب انسان بھوک سے مجبور ہوتا تھا پھر یہ منسوخ ہوا) (حدیث ۲۲۹۸ ج ۳: کی شرح دیکھیں)

۶۶۵۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

۶۶۵۴ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ

۶۶۵۳ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے ساتھ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتا ہے وہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

باب کھانا تیار کرنا اور مہمان کے لئے تکلف کرنا

اس باب میں مہمان کے لئے کھانا تیار کرنے اور مہمان کے لئے کھانے میں تکلف کرنے کا بیان ہے جو تکلف کر سکتا ہو۔ کیونکہ مہمان کے لئے پُرتکلف کھانا تیار کرنا رسولوں کا طریقہ ہے جیسے ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کے لئے موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا تھا حضرت جبرائیل میکائیل اور اسرافیل ان کے مہمان تھے جو اللہ کی طرف سے اُن کے پاس آئے تھے۔

قَالَ اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَۃً فَقَالَ لَھَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَۃٌ فِی الدُّنْیَا فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰی تَاْكُلَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَھَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَھَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمٰنُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَہٗ سَلْمٰنُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِاَھْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمٰنُ **بَابُ** مَا یُكْرَہُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ

۶۶۵۴ — ترجمہ: ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابو الدرداء کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ ابو الدرداء سے سلمان نے ملاقات کی تو اُمّ الدرداء کو دیکھا کہ اُس نے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سلمان نے اُس سے کہا تمہارا حال کیسا ہے؟ اُم درداء نے کہا تمہارا بھائی ابو درداء کو دُنیا میں کوئی حاجت نہیں اتنے میں ابو درداء بھی آ گئے اور سلمان کے لئے کھانا تیار کیا اور سلمان سے کہا آپ کھائیں میں روزے سے ہوں۔ سلمان نے کہا میں کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تم کھاؤ ابو درداء نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو ابو درداء نماز پڑھنے کھڑے ہوئے سلمان نے کہا سو جاؤ وہ سو گئے پھر اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو سلمان نے کہا سو جاؤ جب آخر رات ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھو اور دونوں نے نماز پڑھی پھر سلمان نے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے تیری جان کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے ہر حق دار کو اس کا حق دو۔ ابو درداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۶۵۵ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ دُوْنَكَ اَضْيَافَكَ فَاِنِّيْ مُنْطَلِقٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے واقعہ ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچ کہا ہے ابوجحیفہ وہب سوائی ہیں انہیں وہب الخیر بھی کہا جاتا ہے۔

۶۶۵۵ — شرح : ابودرداء کا نام عویمر ہے ان کی دو بیویاں تھیں بڑی کا نام خیرہ اور چھوٹی کا نام جھیمہ تھا وہ تابعیہ تھیں جبکہ دونوں کی کنیت ام الدرداء تھی۔ ام درداء نے پرانے خستہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور عورتوں کی طرح کوئی زینت اور خوبصورتی نہیں کی تھی انہوں نے حیاء کرتے ہوئے تصریح نہ کی کہ ابودرداء کو مباشرت کی حاجت نہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوست کی زیارت کرنا مستحب ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر داخل ہونا جائز ہے اور مہمان کے لئے روزہ افطار کرنا جائز ہے اور عبادت میں تشدد مکروہ ہے۔ افضل یہ ہے کہ میانہ روی اختیار کی جائے آخر رات میں نماز افضل ہے۔ اس حدیث میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق فرمائی (حدیث ۱۸۴۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب مہمان کے پاس غصہ کرنا اور گھبرانا مکروہ ہے

۶۶۵۵ — ترجمہ : عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کو مہمان بنایا اور عبدالرحمن سے کہا کہ ان مہمانوں کو ساتھ لے جاؤ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ تم میرے آنے سے پہلے ان کو کھانا کھلا کر فارغ ہو جاؤ۔ عبدالرحمن چلے اور جو کھانا اس کے پاس تھا وہ ان کے پاس لایا اور کہا کھانا

قِراهُمْ قَبْلَ اَنْ اَجِیْءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهٗ
فَقَالَ اِطْعَمُوْا فَقَالُوْا اَیْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اِطْعَمُوْا قَالُوْا مَا نَحْنُ
بِاٰكِلِیْنَ حَتّٰی یَجِیْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَاِنَّهٗ اِنْ جَاءَ
وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَیَنَّ مِنْهُ فَاَبَوْا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ یَجِدُ عَلَیَّ فَلَمَّا جَاءَ
تَنَحَّیْتُ عَنْهُ قَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ
فَسَكَتُّ ثُمَّ قَالَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ فَقَالَ یَا غُنْثَرُ اَقْسَمْتُ عَلَیْكَ
اِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِیْ لَمَا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ اَضْیَافَكَ فَقَالُوْا
صَدَقَ اَتَانَا بِهٖ قَالَ فَاِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِیْ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اللَّیْلَةَ
فَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتّٰی تَطْعَمَهُ قَالَ لَمْ اَرَ فِی
الشَّرِّ كَاللَّیْلَةِ وَیْلَكُمْ مَا اَنْتُمْ لِمَ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ
فَجَاءَ بِهٖ فَوَضَعَ یَدَهٗ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الْاُوْلٰی لِلشَّیْطَانِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا

کھا لو ۔ مہمانوں نے کہا صاحب خانہ کہاں ہے ۔ عبد الرحمٰن نے کہا تم کھانا کھاؤ اُنھوں نے کہا جب تک صاحب خانہ تشریف نہ لائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے عبد الرحمٰن نے کہا اپنی مہمانی قبول کر دا اور کھانا کھاؤ) کیونکہ اگر وہ تشریف لے آئے اور تم نے کھانا نہ کھایا تو ہمیں اُن سے اذیت پہنچے گی ۔ اُنہوں نے کھانے سے انکار ہی کیا میں جان گیا کہ ابو بکر صدیق مجھے سخت ناراض ہوں گے جب وہ تشریف لائے میں اُن سے ایک طرف ہو گیا اُنہوں نے کہا تم نے کیا کیا ہے ؟ اُنہوں نے واقعہ سے انہیں خبردار کیا تو فرمایا اے عبد الرحمٰن ! میں خاموش رہا پھر فرمایا اے عبد الرحمٰن ! میں پھر بھی خاموش رہا پھر فرمایا اے جاہل ! میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو میرے پاس آجا پس میں باہر آیا اور عرض کیا اپنے مہمانوں سے ہی پوچھ لیجئے ۔ مہمانوں نے کہا عبد الرحمٰن نے سچ کہا ہے وہ ہمارے پاس کھانا لائے تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے صرف میرا انتظار کیا

بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ لَا آكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ

فِيهِ حَدِيثُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۶۵۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ

ہے۔ بخدا! میں یہ رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مہمانوں نے کہا بخدا! ہم بھی نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ آپ کھانا کھائیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا آج رات کی طرح میں نے بدی نہیں دیکھی۔ تمہاری ہلاکت ہو تم ہماری مہمانی قبول کیوں نہیں کرتے اسے عبدالرحمٰن کھانا لاؤ وہ کھانا لائے تو ابوبکر نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا بسم اللہ اور کھانا کھایا اور کہا پہلی حالت شیطان کے باعث تھی تو مہمانوں نے بھی کھانا کھایا۔

۵۶۵۵ — شرح : حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابوبکر آئے اور تم نے کھانا نہ کھایا تو مجھ پر سخت ناراض ہوں گے۔ (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۳۳۵۲ ج ۵ میں دیکھیں)

باب مہمان کا صاحبِ خانہ سے کہنا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا،،

اس بارے میں ابوجُحیفہ کی حدیث ہے جو اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے ،،

۵۶۵۶ — ترجمہ : ابوعثمان نے کہا عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ابوبکر اپنا مہمان یا اپنے مہمان لے کر آئے اور خود شام تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے جب وہ آئے تو اُن سے میری والدہ نے کہا

جَاءَ اَبُو بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهٗ اَوْ بِاَضْيَافٍ لَهٗ فَاَمْسٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ لَهٗ اُمِّي اِحْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ اَوْ عَنْ اَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَيْهِ اَوْ عَلَيْهِمْ فَاَبَوْا اَوْ فَاَبٰى فَغَضِبَ اَبُو بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهٗ فَاخْتَبَأْتُ اَنَا فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهٗ حَتّٰى يَطْعَمَهٗ فَحَلَفَ الضَّيْفُ اَوِ الْاَضْيَافُ اَنْ لَا يَطْعَمَهٗ اَوْ يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمَهٗ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ كَانَ هٰذِهٖ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا فَقَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ قَبْلَ اَنْ نَاْكُلَ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا

آج رات آپ اپنے مہمانوں سے رُک گئے۔ ابو بکر صدیق نے کہا کیا ان کو رات کا کھانا نہیں دیا؟ والدہ نے کہا ہم نے کھانا اُن کے آگے رکھا تھا اُنہوں نے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ ابو بکر صدیق سخت غصہ میں آگئے اور بُرا بھلا کہا اور قسم کھالی کہ کھانا نہیں کھائیں گے (عبدالرحمٰن نے کہا) میں چھپ گیا۔ ابو بکر نے کہا اے جاہل گھروالی نے قسم کھائی کہ وہ کھانا کھائے گی حتیٰ کہ ابو بکر کھائیں۔ اور مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ وہ کھانا نہ کھائے گا یا نہ کھائیں گے (راوی کو شک ہے) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا گویا یہ شیطان کی طرف سے ہُوا ہے پھر کھانا منگوایا اور کھایا تو مہمانوں نے بھی کھایا وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اُٹھاتے مگر نیچے سے اس سے زیادہ اُبھر آتا ابو بکر صدیق نے کہا اے قبیلہ بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے۔ اُس نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ اب پہلے سے بہت زیادہ ہے۔ سب نے وہ کھانا کھایا اور بچا ہُوا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور ذکر

بَابُ اِكْرَامِ الْكَبِيْرِ وَيَبْدَأُ الْاَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

۶۶۵۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْاَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ اَوْحَدَّثَا اَنَّ

کیا کہ حضور نے اس سے کھایا۔

۶۶۵۶ — شرح : قولہ اخت بنی فراس بکسر الفاء عبد دُہمان کی بیٹی ہیں اُن کا نام زینب اور کنیت اُمّ رومان ہے وہ ام المؤمنین اور عبدالرحمٰن کی حقیقی والدہ ہیں (حدیث ع۸۵۰ ج ۱ اور ع۳۲۵۳ ج ۵ کی شرح دیکھیں) قولہ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ" یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم ہے اس سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے۔ یہ غیر اللہ کی قسم کی ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہے یا ان کو نہی کی حدیث نہ پہنچی تھی۔

باب بڑے کی عزّت کرنا اور بات اور سوال کرنے میں بڑا ابتداء کرے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم سے نہیں شیخ عبدالرزاق نے ایک حدیث ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کی تعظیم یہ ہے کہ اسلام میں بوڑھے آدمی کی توقیر کی جائے۔ آداب اسلام اور محاسن اخلاق سے یہ ہے کہ بڑا شخص کلام میں ابتداء کرے بشرطیکہ چھوٹے بڑے علم میں مساوی ہوں اور اگر چھوٹا بڑے سے زیادہ علم رکھتا ہو تو اس وقت چھوٹا ہی کلام میں ابتداء کرے گا اس کو سوءِ ادب نہیں کہا جاتا اور نہ ہی بڑے کے حق میں یہ نقص ہے۔ یہی حال سوال کرنے کی صورت میں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا جاتا تھا حالانکہ وہ بچے تھے اور وہاں بڑے بڑے مشائخ موجود ہوتے تھے؛ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورت اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا جبکہ حضرات مشائخ صحابہ کرام بھی موجود تھے

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِی النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَّحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوْا فِیْ اَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيٰی يَعْنِیْ لِيَلِ الْكَلَامَ الْاَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فِیْ اَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَحِقُّوْا قَتِيْلَكُمْ اَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ فِیْ اَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَفَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ فَاَدْرَكْتُ نَاقَةً مِّنْ تِلْكَ الْاِبِلِ فَدَخَلَتْ

اور وہ صحیح جواب نہ دے سکے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے اس کی تائید عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یوں کی کہ جو تم جانتے ہو وہی میں جانتا ہوں،،

۶۶۵۷ — ترجمہ : رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر میں آئے اور کھجوروں کے باغ میں جُدا جُدا ہو گئے وہاں عبداللہ بن سہل قتل ہو گئے تو عبدالرحمن بن سہل اور مسعود بن کعب کے دو بیٹے حُوَیِّصَہ اور مُحَیِّصَہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے ساتھی کے متعلق بات کرنے لگے عبدالرحمن نے کلام شروع کیا جبکہ وہ دونوں سے چھوٹے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑوں کو بات کرنے دو۔ یحیی نے کہا بڑا کلام کا ولی ہے پس انہوں نے اپنے ساتھی کے قتل کے بارے میں بات کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے پچاس قسموں سے تم اپنے مقتول یا اپنے ساتھی

مَرْبِدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيَى حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ

کی دیت کے مستحق ہو سکتے ہو؟ اُنہوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! یہ ایسی شئے ہے جو ہم نے دیکھی نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پھر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسمیں کھاکر بری الذمہ ہو جائیں گے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وہ تو کافر لوگ ہیں (ان کی قسموں کا کیا اعتبار ہے جب جھگڑا ختم ہوتا نہ دیکھا) تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی طرف سے (بیت المال) ان کو بدل دیا (دیت ادا کی) سہل نے کہا ہیں نے اُن اُونٹوں میں سے ایک اونٹنی کو پایا کہ میں اُن کے باڑے میں داخل ہُوا تو اُس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری۔ لیث نے کہا مجھے یحییٰ بن بُشیر نے سہل سے خبر دی کہ یحییٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنہوں نے کہا (مع رافع بن خدیج) کہا (عن رافع بن خدیج کی جگہ) اور ابن عُیینہ نے کہا ہمیں یحییٰ نے بُشیر سے اُس نے صرف سہل سے روایت کی ہے۔

۶۶۵۷ — شرح : قولہ کَبِّرِ الکُبْرَ، کُبْر بضم الکاف وسکون الباء اکبر کی جمع ہے یعنی بڑے کو پہلے کلام کرنے دو۔ عمر میں بڑے کو اس لئے کلام کرنے کا حکم دیا کہ واقعہ کی صورت اور کیفیت پُوری طرح واضح ہو جائے یہ مقصد نہیں کہ وہ دعویٰ کرے کیونکہ دراصل دعویٰ کرنے کا حق اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو تھا۔ ایک روایت میں لِیَلِیَ الکَلَامَ الأَکْبَرُ، یعنی بڑا کلام کا والی ہو۔

قولہ خَمْسِیْنَ یَمِیْنًا، سے مُراد پچاس آدمیوں کی قسمیں ہیں۔ اس سے احناف نے استدلال کیا کہ قسموں میں مردوں کی تعداد کا اعتبار ہے۔ یہاں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ "قسامت" کا حکم دُوسرے دعووں سے کچھ مختلف ہے کیونکہ اُن میں قسم مدعیٰ علیہ کو دی جاتی ہے اور یہاں مدعی خود قسم کھاتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے وارث تو بھائی ہے مدعی تو وہ ہے چچا کے بیٹے مدعی نہیں اُن پر قسم کیوں پیش کی کہ وہ قسمیں کھائیں اس کا جواب یہ ہے ان کو یہ معلوم تھا کہ قسمیں وارث کے ساتھ مختص ہیں انہیں مطلق مخاطب کیا اور مراد وہ ہیں جو اس سے مختص ہیں اور اس اعتبار سے کہ قسمیں پچاس ہیں کیونکہ دماء کا معاملہ بہت

۶۶۵۸ —— حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلَا تَحُتُّ وَرَقَهَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مَا مَنَعَنِي إِلَّا أَنِّي لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ

معظم ہے۔ جناب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیوں سے قسم کی ابتداء کی جب اُنہوں نے کلام کیا تو مدعی علیہ پر قسم ڈال دی اور جب مدعیٰ علیہ کے کافر ہونے کی وجہ سے ان کی قسموں سے راضی نہ ہوئے تو حضور نے بیت المال یا اپنے خالص مال سے دیت اداء کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے عاقلہ ہیں یعنی قبیلہ ہیں کیونکہ آپ کو سب سے نسبت ہے۔ یہ صرف ان کی اطمینان قلب کے لئے کیا تھا؛ ورنہ دیت کے بارے میں اُن کا استحقاق ثابت نہ ہُوا تھا۔ مربد وہ جگہ ہے جہاں اُونٹ جمع ہوتے ہیں یعنی اونٹوں کا باڑہ۔

قولہ رَکَضَتْنِیْ ،، اس سے مقصد یہ ہے کہ انہیں حدیث میں ضبطِ تام ہے اور انہوں نے اس کو خوب حفظ کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکمِ وقت کو لوگوں کی مصلحتوں کا خیال کرنا چاہیئے اور جھگڑوں کو ختم کرنا چاہیئے قسامت ثابت ہے ظن سے قسم لے سکتے ہیں اور کافر کی قسم صحیح ہے (عینی)

(حدیث ۲۹۶۲ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۶۵۸ —— ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک درخت بتاؤ اس کی مثال مسلمان کی مثال ہے

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

وَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اِلٰی قَوْلِهٖ يَنْقَلِبُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ كُلِّ لَغْوٍ يَخُوْضُوْنَ

کہ وہ اللہ کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں گرتے میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے کلام کرنا اچھا نہ سمجھا جبکہ وہاں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ جب انہوں نے کلام نہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے جب میں اپنے والد کے ہمراہ باہر آیا تو میں نے کہا اے ابا جان! میرے دل میں آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تمہیں ذکر کرنے سے کس نے منع کیا تھا اگر تو کہہ دیتا تو مجھے اتنے اتنے اونٹ ملنے سے زیادہ خوشی ہوتی۔ عبداللہ نے کہا مجھے صرف اس نے منع کیا تھا کہ میں آپ کو اور ابوبکر صدیق کو کلام کرتے نہ دیکھتا تھا اس لئے بولنا مکروہ سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکابر اور بزرگوں کی موجودگی میں اصاغر اور چھوٹوں کو گفتگو نہیں کرنا چاہیے۔

باب جو شعر، رجز اور حداء جائز ہیں

اور جو مکروہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شعراء کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے جو نہیں کرتے مگر جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور اللہ کا بہت ذکر کیا اور ظلم کئے جانے کے بعد انتقام لیتے ہیں ظالم لوگ عنقریب معلوم کرلیں گے کہ وہ کونسی کروٹ پلٹتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ،، کی تفسیر یہ کی کہ لغو باتوں میں غوطہ زن ہیں،،

رِجز شعر کا حصہ ہے اس کے اجزاء کے ایک دوسرے کے قریب ہونے اور حروف کم ہونے کی ...

۶۶۵۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً

اس کو رجز کہا جاتا ہے۔ یہ میدانِ جنگ میں پڑھتے ہیں۔ حُداء جب اُونٹ تھک کر سست ہو جائیں تو اُن کو گرم کرنے اور چلانے کے لئے شعر پڑھے جاتے ہیں اس کو حُدا کہتے ہیں۔ شعر موزون کلام ہے جو غور و فکر کے بعد کہی جاتی ہے۔ اس لئے شعر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناسب نہیں کیونکہ شعر نظر و فکر کا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف بدیہی ہے ایسے ہی اولیاء کرام جنہیں قوت قدسیہ حاصل ہوتی ہے اور جمیع مطالب دفعۃً واحدۃً ان کے پیش نظر ہوتے ہیں وہ حرکات صاعدہ اور ہابطہ کی ترتیب کے محتاج نہیں ہوتے۔

• ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ" کی تفسیر میں کہا کہ یہ مشرک شعراء ہیں جن کی گمراہ لوگ، سرکش شیطان اور عاصی جن اتباع کرتے ہیں اور ان کے شعر پڑھتے ہیں کیونکہ گمراہ شخص اپنے جیسے گمراہ کی پیروی کرتا ہے۔ ثعلبی نے کہا ان شعرآء سے کافر شعراء مراد ہیں۔ عبداللہ زبعری، ہُبیرہ بن ابن وہب، مسافع بن عبد مناف، عمرو بن عبداللہ اور اُمیّہ بن ابی صلت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تھے اور لوگ ان کی پیروی کرتے تھے ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ التسلیم سے فرمایا۔ آپ ان میں اللہ تعالیٰ کے فعل کے آثار دیکھ رہے ہیں وہ ہر لغو اور جھوٹی بات میں مشغول ہوتے ہیں اور ہر وادی میں پریشان ہیں۔ خیر و رشد اور طریق حق سے بھٹکے ہوئے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اسلامی شعراء کعب بن مالک، حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ روتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ ہم شعرآء ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد والی آیت کریمہ بھی تو پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"، یعنی نیک صالح مومن

۶۶۶۰ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا یَقُوْلُ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ اِذْ اَصَابَہٗ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِیَتْ اِصْبَعُہٗ فَقَالَ ھَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ ؞ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

شعراء اس آیت کریمہ سے مستثنیٰ ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی عبداللہ بن رواحہ اور حسان اور ان کے امثال اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، میں داخل ہیں (عینی)

۶۶۵۹ــــ ترجمہ : ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض شعروں میں حکمت ہے۔

۶۶۵۹ــــ شرح : یعنی بعض شعر اچھا کلام ہیں حق کے مطابق ہیں نافع اور صحیح ہیں۔ جہالت اور سفاہت سے منع کرتے ہیں۔ پس حکمت سے مراد قول صادق ہے جو واقع کے مطابق ہے۔ لہٰذا ایسے شعر پڑھنے جائز ہیں۔ ابن بطال نے کہا جو شعر اللہ کے ذکر اور اس کی تعظیم و تکریم پر مشتمل ہیں وہ اچھے ہیں حدیث شریف میں انہی کو کہا ہے کہ بعض شعروں میں حکمت ہے۔ البتہ جو فحش اور جھوٹ ہوں وہ مذموم ہیں۔

۶۶۶۰ــــ ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے جندب کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے اچانک آپ کو ایک پتھر لگا تو حضور پھسل پڑے اور آپ کی انگشت شریف خون آلود ہوگئی تو فرمایا ؎

ھَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ ،، تو صرف انگشت ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی ہے جو تجھے پیش آیا اللہ کی راہ میں پیش آیا ہے۔

۶۶۶۰ــــ شرح : یہ شعر رجز ہے جو میدان کارزار میں پڑھا گیا تھا۔ کرمانی نے اخفش سے نقل کیا کہ رجز شعر نہیں کیونکہ یہ دوسرے شعر سے حکایت ہوتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ مسلّم الثبوت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر نہیں کہے ہیں یعنی یہ شعر بنائے نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ شعر نہیں پڑھے ہیں کیونکہ شعر بنانے میں نظر و فکر اور تکلف ہوتا ہے یہ حضور کی شان

۴۶۶۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْسَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَہَا شَاعِرٌ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ وَکَادَ اُمَیَّۃُ ابْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُّسْلِمَ

کے لائق نہیں بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورتِ شعر میں واقع ہونے والا موزوں کلام ہوتا ہے اس میں شعر کی موزونیت نہیں ہوتی جبکہ شعر میں قصدًا کلام موزوں لایا جاتا ہے؛ البتہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعض شعراء کے شعر کا بعض اوقات تلفظ فرماتے تھے لیکن شعر بناتے نہیں تھے؛ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یَتَمَثَّلُ مِنَ الشِّعْرِ کہ آپ شعر پڑھ لیتے تھے؛ چنانچہ حضور نے فرمایا ؎ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلُ "، خبردار ہر شیٔ اللہ کے فنا ہونے والی ہے۔ یہ لبید کا شعر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاعر کا یہ شعر بہت سچا شعر ہے۔ لبید عامری صحابی ہے ایک سو پچاس سال کی عمر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔

۴۶۶۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاعر نے جو بہت اچھی بات کہی وہ لبید کا قول ہے ؎ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ "، خبردار اللہ کے سوا ہر شیٔ فانی ہے اور قریب تھا کہ امیہ بن صلت اپنے اچھے اشعار کے سبب مسلمان ہو جاتا۔

۴۶۶۱ — شرح : اُمیہ بن صَلت جاہلیت کے زمانے کا شاعر تھا اس کے حق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ "، اس کے شعر ایمان لائے اور اس کے دل نے کفر کیا یعنی وہ اپنے اشعار میں حقائق مسلمانہ لاتا تھا اور تصدیق قلبی نہیں رکھتا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ عمر بن شرید نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تم اُمیہ بن ابی صلت کے اشعار سے کوئی شعر جانتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا پڑھو میں نے شعر پڑھا فرمایا اور ... سنائے یہ سُن کر فرمایا قریب تھا کہ وہ مسلمان

۶۶۶۲ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ ابْنِ الْأَكْوَعِ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا

ہوجاتا۔ مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شعروں کو بنظر استحسان دیکھا اور اس کے شعر بکثرت سننے چاہے کیونکہ اس کے اشعار میں بعثت اور وحدانیت کا اقرار تھا۔ معلوم ہوا کہ بعض شعر اچھے ہوتے ہیں۔ اُمیّہ بن ابی صلت نے اسلام کا ابتدائی زمانہ پایا اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و نبوت کی خبر پہنچی لیکن وہ حضور پر ایمان نہ لایا وہ اپنے اشعار میں بکثرت توحید کا ذکر کرتا تھا اور حقائق واقعیہ کے سمندر میں غواص تھا لیکن درخشندہ موتی کے حصول سے محروم رہا اور دل سے تسلیم نہ کیا اور حافظ بن عساکر نے ذکر کیا۔ ابو الصلت کا نام عبد اللہ بن ابی ربیعہ بن عوف ہے۔ جاہلی شاعر تھا۔ واقدی نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں اول حالات میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا کیونکہ ابتداء میں مومن تھا پھر اس کا دل ٹیڑھا ہو گیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہشام سے نقل کیا کہ جب اُمیّہ بن ابی صلت شام میں تھا تو حضور پر ایمان لایا پھر حجاز مقدس میں آیا تاکہ طائف سے اپنا مال و متاع لے کر ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ جائے جب وہ بدر کے میدان میں پہنچا تو کسی نے کہا اے ابا عثمان کہاں جاتے ہو؟ امیہ نے کہا طائف جا رہا ہوں وہاں سے اپنا مال و متاع لے کر مدینہ منورہ جا کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہوں گا کسی نے کہا کیا یہ جانتے ہو کہ بدر کے اس پرانے کنوئیں میں کیا ہے اُس نے کہا نہیں کہا گیا اس میں تیرے ماموں زاد بھائی عتبہ اور شیبہ ہیں اور تیرے چچا کے بیٹے ہیں اس کے علاوہ اس شخص نے اُمیّہ کے اور اقارب بھی ذکر کئے یہ سُن کر اُمیّہ نے اپنی اونٹنی کی ناک اور دُم کاٹ دی اور اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور روتا ہوا طائف کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا یہ ہجرت کے دوسرے سال کا واقعہ ہے۔

۶۶۶۲ــــ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف گئے اور رات بھر چلتے رہے لوگوں میں سے ایک شخص نے عامر بن اکوع سے کہا کیا تم ہمیں اپنا کلام نہیں سُناتے ہو؟ سلمہ نے کہا عامر شاعر تھا وہ سواری

فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ❊
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ❊ فِدًى لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا ❊ وَثَبِّتِ
الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا ❊ وَأَلْقِيَا سَكِينَةً عَلَيْنَا ❊ إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا
أَبَيْنَا ❊ وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا ❊ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ فَقَالُوا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ
اللّٰهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ
قَالَ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ
ثُمَّ أَنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي
فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ يُوقِدُونَ قَالُوا
عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوا عَلٰى لَحْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ فَقَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ

سے اُترا اور اپنے شعروں سے اونٹوں کو چلانا شروع کیا، چنانچہ اُس نے یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔
اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ھدایت نہ پاتے ❊ نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے ❊ پس جو کچھ ہم نے
کیا ہے بخش اس حال میں کہ ہم تجھ پہ فدا ہیں ❊ اگر ہم دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ ❊ اور ہم پر آرام
کا القا کر ❊ اور جس وقت ہم پہ آوازیں بلند کی گئیں ہم نے دوڑنے سے انکار کر دیا وہ بلند آوازوں
سے ہم پر حملہ کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کو چلانے والا یہ شخص کون ہے
لوگوں نے کہا یہ عامر بن اکوع ہے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے صحابہ کرام سے ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَا رَسُوْلَ اللهِ اَوَنُهْرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اَوْذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ
كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيْهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهٖ يَهُوْدِيًّا لِيَضْرِبَهٗ وَيَرْجِعُ
ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَاَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ
سَلَمَةُ رَاٰنِىْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاحِبًا فَقَالَ لِىْ مَا لَكَ
قُلْتُ فِدًى لَكَ اَبِىْ وَاُمِّىْ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ قَالَ مَنْ قَالَهٗ
قُلْتُ قَالَهٗ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَاُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْاَنْصَارِىُّ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهٗ اِنَّ لَهٗ لَاَجْرَيْنِ
وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِىٌّ نَشَاَ بِهَا مِثْلَهٗ

اس کی شہادت واجب ہوگئی اگر آپ اس کی حیات سے ہم کو نفع دیتے تو بہتر ہوتا پھر ہم خیبر میں آئے اور خیبر کے یہودیوں کا محاصرہ کیا حتی کہ ہمیں بہت بھوک لگی، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل خیبر پر فتح عطا کی جب فتح کے روز شام ہوئی تو لوگوں نے بہت آگ روشن کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کیسی ہے اور کس لیے آگ جلا رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کونسا گوشت؟ عرض کیا گدھوں کے گوشت پر۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو گرا دو اور ہنڈیاں توڑ دو۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم گوشت گرا دیں اور ہنڈیوں کو دھو دیں فرمایا یا اس طرح کر لو۔ جب صحابہ کرام نے (دشمن کے سامنے) صف بندی کی عامر کی تلوار چھوٹی تھی انہوں نے ایک یہودی پر وار کیا تاکہ اس کو قتل کرے تو تلوار کا کنارہ (تلوار کے چھوٹا ہونے کے سبب) انہی کی طرف لوٹا اور عامر کے گھٹنے کو لگا جس سے وہ فوت ہوگئے جب واپس لوٹے سلمہ نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غمناک دیکھ کر فرمایا تمہارا حال کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میرا باپ اور میری جان آپ پر قربان ہوں صحابہ کہتے ہیں عامر کے عمل ضائع ہوگئے ہیں فرمایا یہ کس نے کہا ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں فلاں فلاں اور اُسید بن حضیر انصاری نے کہا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا ہے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لئے دو ثواب

۶۶۶۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ وَمَعَهُنَّ اُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ اَبُوْقِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ قَوْلُهٗ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ

ہیں اور اپنی دو انگلیوں کو جمع کیا بے شک وہ جاہد مجاہد تھے اس کی مثل بہت کم عربی پیدا ہوئے ہیں۔

۶۶۶۲ — شرح : قولہ فدیٰ لک یعنی اے اللہ تیری رضا میں میری جان قربان ہے۔ فداء بمعنی رضا ہے۔ قولہ وَجَبَتْ یَا نَبِیَّ اللہ ،، صاحب تیسیر نے ابن عبدالبرّ سے نقل کیا کہ اس دعاء سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ عامر شہید ہو جائیں گے۔ عادت یہ تھی کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ میں کسی کے لئے استغفار کرتے وہ یقیناً شہید ہو جاتا تھا جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دعاء سُنی تو عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر عامر کے زندہ رہنے سے ہمیں نفع دیں تو بہتر ہو (کرنا)، ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ جنگ میں شہید ہونے والوں کو حضور پہلے ہی جانتے تھے اور نورِ نبوت سے لوگوں کے آجال پر مطلع تھے۔ قولہ ان لہ اجرین آہ ،، ایک ثواب اللہ کی طاعت میں کوشش کرنا اور دوسرا ثواب اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ بعض نے کہا ایک ثواب اللہ کی راہ میں موت اور دوسرا لوگوں کے اونٹوں کو شعر پڑھ کر چلانا اور دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے ثابت قدمی کی دعاء کرنے کا ثواب۔ قولہ قَلّ عربی یعنی ایسی وصف والا شخص دنیا میں کم پیدا ہوتا ہے (حدیث : ع ۳۹۲۲ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۶۶۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس تشریف لے گئے حالانکہ اُن کے ساتھ ام سلیم بھی تھی فرمایا اے انجشہ (ابو قلابہ کا غلام) تیری خرابی ہو شیشہ کی بوتلوں کو چلانا چھوڑ۔ ابو قلابہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کلام فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایسا کلمہ کہے تو تم اس پر عیب لگاؤ۔

۶۶۶۴ — شرح : قولہ سوقک الخ دراصل عبارت اس طرح اُرْفُقْ فِیْ سَوْقِکَ ،، چلانے میں نرمی کر حرف جارہ کے حذف ہونے کے سبب مجرور منصوب ہوگیا۔

رُوید اسم فعل بمعنی اِمْہَل ہے ۔ قوارير قارورہ کی جمع ہے اس کو قارورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانی مستقر ہوتا ہے ۔ اس سے مراد کمزور عورتیں ہیں ۔ علامہ عینی نے ابن کثیر سے نقل کیا عورتوں کو شیشہ کی بوتلوں سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ شیشہ کی بوتل جلدی ٹوٹ جاتی ہے ۔ ایسے ہی عورتیں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اونٹ جب گانا سنتے ہیں تو چلنے میں تیز ہو جاتے ہیں اور سوار کو تھکا دیتے ہیں اس لئے انجشہ کو غنا سے منع فرمایا کیونکہ عورتیں شدتِ حرکت سے کمزور ہو جاتی ہیں ۔ رامہرزی نے کہا قواریر سے عورتوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ حرکت کرنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں ۔ نرم مزاجی ، لطافت اور جسمانی کمزوری میں ان کو بوتلوں سے تشبیہ دی ہے ۔ بعض علماء نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اونٹوں کو اس طرح چلاؤ اور ہانکو گویا کہ ان پر شیشہ کی بوتلیں لادی ہوئی ہیں کہ تیز چلنے سے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا کر ٹوٹ جائیں گی ۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ عورتوں کو بوتلوں سے تشبیہ اس لئے دی کہ یہ جلدی ناراض ہو جاتی ہیں اور ان کی وفاء میں دوام و استمرار نہیں ہوتا جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے پھر درست نہیں ہو سکتا ۔ بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلانے سے انجشہ کو اس لئے منع کیا کہ عورتوں کے دل کمزور ہوتے ہیں ان کے قلوب حسن صوت سے غنا کو بہت جلد قبول کرتے ہیں ۔ کہا جاتا ہے غناء زناء کا دم ہے اس لئے انجشہ کو اس سے منع فرمادیا ۔

علامہ طیبی نے کہا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ میں تشبیہ نہیں ، کیونکہ تشبیہ میں مُشَبَّہ اور مُشَبَّہٌ بِہٖ دونوں کا مذکور ہونا ضروری ہے یہاں مُشَبَّہ بِہٖ مذکور نہیں لہٰذا یہ استعارہ بالکنایہ ہے اس پر قرینہ حالیہ ہے مقالیہ نہیں اور لفظ کسر ترشیح ہے لہٰذا اس عبارت میں دو استعارہ مکنیہ اور ترشیحیہ ہیں ۔ علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے یہ استعارہ بلیغ لطیفہ ہے اس کو کیوں معیوب کہا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ استعارہ کی شرط ہے کہ لوگوں میں شبہ کی وجہ واضح ہو ۔ حالانکہ شیشے کی بوتل اور عورت میں شبہہ کی وجہ ظاہر نہیں ۔ حق بات یہ ہے کہ یہ کلام نہایت ہی خوبصورت اور عیوب سے سالم ہے ۔ اور استعارہ میں یہ ضروری نہیں کہ اس میں بالذات وجہ شبہہ واضح ہو بلکہ قرائن سے بھی واضح وجہ شبہ ہو جاتی ہے جیسے یہاں ہے لہٰذا عیب اس میں ہے جو عیب لگاتا ہے ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ابو قلابہ کا مقصد یہ ہو کہ بلاغت میں یہ استعارہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مستحسن ہے ، کیونکہ حضور بلاغت کے اقصیٰ مراتب پر فائز تھے اور فصاحت میں مدارج قصویٰ پر حاوی تھے اور جس شخص کو فصاحت و بلاغت میں قدم راسخ نہیں اگر اس سے اس طرح کا کلام ظاہر ہو تو تم اس پر عیب لگاؤ ۔ ابو قلابہ کے منصب کے یہی لائق تھا ۔ بعض علماء نے کہا اس باب سے مقصد یہ ہے کہ شعر بھی دیگر کلام جیسا ہوتا ہے لہٰذا جس میں اللہ کی تعظیم ہو اور دنیا کی تحقیر ہو وہ بہتر ہے اور جس میں جھوٹ اور بطلان و فحش ہو وہ مذموم اور گمراہی ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ

۶۶۶۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ اسْتَاذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِيْ فَقَالَ حَسَّانُ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب مشرکوں کی ہجو کرنا

ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مرفوع ذکر کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں سے اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو طبرانی نے عمار بن یاسر سے حدیث مرفوع ذکر کی کہ جب مشرکوں نے ہماری ہجو کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی انہیں کہو جو انہوں نے تمہیں کہا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ بعض شعر مستحب ہیں ہجا اور ہجو ہم معنی ہیں اور وہ شعروں میں کسی کی مذمت کرنا ہے۔

۶۶۶۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حسان بن ثابت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو و مذمت کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میرے نسب کا حال کیسا ہوگا (کیونکہ حضور بھی قریش میں داخل ہیں) حسان نے کہا میں آپ کو اُن سے ایسا نکالوں گا جیسے بال کو آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حسان بن ثابت کو سب و شتم کرنے لگا

۶۶۶۶ — حَدَّثَنِيْ اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ اَبِيْ سِنَانٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ فِيْ قَصَصِهٖ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَخًا لَّكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ ؁ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ

اَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا ؁ بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ؁ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِيْنَ الْمَضَاجِعُ

تو ام المومنین نے فرمایا اس کو گالیاں نہ دو یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرتا تھا۔

۶۶۶۵ — شرح: حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مداح تھے لیکن وہ اہل افک میں شامل تھے۔ اس لئے عروہ نے کہا کہ اس کو پاس کیوں بیٹھنے دیتی ہیں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا گو یہ جیسا بھی ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح تھا اور مشرکوں کے لسانی حملوں کی مدافعت کیا کرتا تھا۔ حسان نے بال کا ذکر کیا! کیونکہ جب بال کو آٹے سے نکالا جائے تو اس کے ساتھ شمہ بھر آٹے کا نشان نہیں ہوتا یعنی وہ آپ کی مدح کریں گے اور مشرکوں کی ہجو کریں گے لیکن اس ہجو میں حضور کی ذات کریمہ قطعاً متاثر نہ ہوگی جیسے بال کو آٹے سے نکالا جائے تو بال کے ساتھ آٹے کا نشان تک نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ اگر لکڑی کہا جاتا تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ آٹا باہر آجاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ینافح یعنی مدافعت کرتا ہے۔ فلاں کی طرف سے مخاصمت کرتا ہے (حدیث ۳۸۷۹ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۶۶۶ — ترجمہ: ہیثم بن سنان نے زہری کو خبر دی کہ انہوں نے ابوہریرہ کو ان کے واقعات بیان کرتے ہوئے سنا اس حال میں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی یعنی عبداللہ بن رواحہ فحش نہیں کہتا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا ؎ ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اللہ کی کتاب تلاوت کرتے ہیں ؁ جس وقت فجر کے وقت روشنی کھل جائے

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٦٦٦٧ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُولُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ

ہمیں گمراہی کے بعد ہدایت کی راہ دکھائی پس ہمارے دل ؛ یقین کرتے ہیں کہ جو حضور نے فرمایا یقیناً واقع ہوگا ؛ آپ اِس حال میں رات گزارتے ہیں کہ آپ کا پہلو بستر سے جُدا ہوتا ہے ؛ جس وقت کافروں کے ساتھ خواب گاہیں بھاری ہوجاتی ہیں ؛ عقیل نے زہری سے روائت کرنے میں یونس کی متابعت کی زُبیدی نے سعید، اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی۔

٦٦٦٦ — شرح : قَصَص بفتح القاف مصدر بمعنی قصہ خواندن ہے اور بکسر القاف قصہ کی جمع ہے دونوں طرح اس کی روائت کی گئی ہے۔ اس حدیث کے پہلے بیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے بیت میں حضور کے عمل کی طرف اشارہ ہے یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علم اور عمل میں کامل ہیں اور دوسرے میں حضور کا دوسروں کو کامل کرنے کی طرف اشارہ ہے لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کامل و مکمل ہیں (کرمانی۔ عینی)

٦٦٦٧ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنہوں نے حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سُنا اس حال میں کہ وہ

۶۶۶۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانٍ اُهْجُهُمْ اَوْ قَالَ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ

بَابُ مَا يُكْرَهُ اَنْ يَكُوْنَ الْغَالِبُ عَلَى الْاِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْاٰنِ

ابو ہریرہ کو گواہ بنا رہے تھے اور کہتے تھے اے ابا ہریرہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اے حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کو جواب دو (کیونکہ وہ مذمت کرتے ہیں) اے اللہ! روح القدس یعنی جبریل کے ذریعہ حسان کی مدد کر۔ ابو ہریرہ نے کہا جی ہاں! حضور نے یہ فرمایا تھا۔ (حدیث ۴۴۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۶۶۸ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا مشرکوں کی ہجو کرو۔ حسان نے کہا یا فرمایا "ہاجہم" جبرائیل تیرے ساتھ مددگار ہیں"

۶۶۶۸ — شرح : ابن بطال نے کہا کافروں کی ہجو کرنا افضل عمل ہے جبکہ وہ مسلمانوں کو برا بھلا کہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اے اللہ! حسان کی مدد کر عمل اور عامل کے شرف کے لئے یہی کافی ہے (حدیث ۴۴۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں) بدء الخلق میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

باب کسی انسان پر شعروں کا غلبہ ہو جانا جو اس کو اللہ کے ذکر دینی علم اور تلاوتِ قرآن سے روکے مکروہ ہے"

۶۱۶۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا

۶۱۷۰ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهٗ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ وَعَقْرٰى

۶۱۶۹ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کسی ایک کا پیٹ پیپ سے بھر جائے شعروں سے پیٹ بھرنے سے بہتر ہے۔

۶۱۷۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اس کے پیٹ کو خراب اور فاسد کردے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر دے۔

۶۹-۶۱۷۰ — شرح: یعنی شعر پڑھنے سے ذکر و فکر، دینی علم کے حصول اور تلاوت قرآن میں حرج واقع ہو تو اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کا پیٹ فاسد مادہ پیپ سے بھر جائے۔ ان اشعار سے وہ اشعار مراد ہیں جن میں وعظ، حکمت، اللہ اور اس کے رسول کی صفت و ثنا اور ائمہ دین کی تعریف نہ ہو بلکہ ان میں ظالم جابروں کی مدح و ثنا ہو اور فسّاق و فجّار کی تعریف ہو اور عورتوں کا ذکر ہو۔ وہ ری یری ونی الیفی کی طرح ہے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَعَقْرٰى حَلْقٰى

۱۷۶۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَاذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اٰذَنُ لَهُ حَتّٰى اَسْتَاذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِي امْرَاَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِي امْرَاَتُهُ قَالَ ائْذَنِي لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ

تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ ،، یہ کلمہ لوگوں کی پر زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اس سے بد دعاء اور وقوع امر کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ان کی مراد فعل میں رغبت دلانا ہوتا ہے یا مدح وثنا میں مبالغہ مطلوب ہوتا ہے جیسے بہترین شاعر کو کہتے ہیں۔ اللہ اس کو ہلاک کرے اُس نے کیا اچھا شعر کیا ہے۔ علامہ عینی نے نحاس سے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تیرا ہاتھ خاک آلود ہو۔ قولہ عقری حلقی یعنی اس کو اللہ کاٹے اور اس کا سر مونڈے اور اس کے حلق میں درد ہو جس شئی پر تعجب آئے اس کو عقری حلقی کہتے ہیں منحوس مُوذیہ عورت کو بھی عقرا حلقا کہا جاتا ہے۔

۱۷۶۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ پردہ کی آیت کے نزول کے بعد ابو قعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے کہا بخدا! میں اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر لوں کیونکہ مجھے ابو قعیس کے بھائی نے دودھ نہیں پلایا لیکن مجھے تو ابو قعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے مرد

۶۶۷۲ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْفِرَ فَرَاٰى صَفِيَّةَ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً لِاَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى لُغَةٌ لِقُرَيْشٍ اِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ اَكُنْتِ اَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ يَعْنِي الطَّوَافَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ اِذَنْ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَعَمُوْا

۶۶۷۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى لِاُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ

نے دودھ نہیں پلایا لیکن مجھے تو اس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے حضور نے فرمایا اس کو اندر آنے کی اجازت دو وہ تمہارا چچا ہے تمہارا دایاں خاک آلود ہو عُروہ نے کہا اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ رضاع کے سبب ہر اس کو حرام کرو جو نسب میں حرام ہے۔ (حدیث ۹۰۳ ۴/۲ کی شرح دیکھیں)

۶۶۷۲ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے واپسی کا ارادہ کیا اور خیمہ کے دروازہ پر صفیہ کو بہت غمناک دیکھا کیونکہ انہیں حیض آ گیا تھا فرمایا عقریٰ حلقیٰ (کاٹی مونڈی)، یہ قریش کی لغت ہے تو ہمیں روکنا چاہتی ہے؟ پھر فرمایا کیا تو نے نحر کے روز طوافِ زیارت کیا تھا عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اس وقت سفر جاری رکھو"

۶۶۷۲ــــ شرح : عقریٰ کے معنیٰ اللہ اس کو کاٹے اور حلقیٰ کے معنیٰ اس کے حلق میں درد ہو یہ غضبیٰ کے وزن پر غیر منّون ہے۔ ان پر تنوین بھی پڑھی جاتی ہے اس وقت یہ مصدر ہیں ان کا فعل متروک ہے دراصل عقدھا اللہ عقرًا اور حلقھا اللہ حلقًا تھے حائضہ عورت سے طواف زیارت ساقط ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صفیہ کے حائض ہونے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا یہ ہمیں نہیں روکے گی کیونکہ اُس نے فرض ادا کر لیا ہے جو حج کا رکن ہے (حدیث ۱۴۹۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اَبِی طَالِبٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اُمَّ ھَانِیٍٔ بِنْتَ اَبِی طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَھَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُہٗ یَغْتَسِلُ وَ فَاطِمَۃُ اِبْنَتُہٗ تَسْتُرُہٗ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَقَالَ مَنْ ھٰذِہٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ ھَانِیٍٔ بِنْتُ اَبِی طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ ھَانِیٍٔ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِہٖ قَامَ فَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّیْ اَنَّہٗ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُہٗ فُلَانُ بْنُ ھُبَیْرَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ یَا اُمَّ ھَانِیٍٔ قَالَتْ اُمُّ ھَانِیٍٔ وَ ذَاکَ ضُحًی

باب لفظ زَعَمُوْا میں جو روایت وارد ہے

ابو مسعود انصاری سے کہا گیا کہ تم نے لفظ "زَعَمُوْا" کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے اُنہوں نے کہا زَعَمُوْا آدمی کی بُری سواری ہے؛ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ زعما جھوٹ کی سواری ہے دراصل یہ اس شئی کے متعلق ذکر کرتے ہیں جس کی حقیقت معلوم نہ ہو جو کوئی تحقیق کے بغیر بکثرت حدیثیں ذکر کرے اس کا جھوٹ بولنا بعید نہیں۔

۶۶۷۳ ترجمہ : ابو مرہ ام ھانی کے آزاد کردہ غلام نے ابو النضر کو خبر دی کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت کی : وہ کہتی تھیں میں فتح مکہ کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ کو سلام عرض کیا تو فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں اُمّ ہانی ہوں حضور نے فرمایا اے اُمّ ھانی خوش آئی ہو جب حضور غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں نماز پڑھی اس حال میں کہ ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ جب سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کا بیٹا ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہے جس کو میں نے امن دیا ہے وہ فلاں بن ھبیرہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی جس کو تو نے امن دیا ہم نے بھی

بَابُ مَاجَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ

۶۶۷۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا

اس کو امن دیا۔ ام ہانی نے کہا یہ چاشت کا وقت تھا۔

شرح : **۶۶۷۳** — اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ام ہانی نے گمان (زعم) کیا کہ میری ماں کا بیٹا الخ فلاں بن ھُبیرہ رَجُل سے بدل واقع ہے۔ بعض نے کہا اس کا نام حارث بن ہشام مخزومی ہے۔ ضحاء، ضحوہ اور ضحیٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب سورج چوتھائی آسمان تک بُلند ہو یا اس کے بعد ہوا سے ضحیٰ کہتے ہیں اور سُورج طلوع ہونے کے بعد تھوڑا سا اونچا ہو تو اس کو ضحوہ اور اس کے اُوپر ہو تو ضُحیٰ کہتے ہیں۔ نماز ضحیٰ ہونے کے بعد تھوڑا سا اونچا ہو تو اس کو ضحوہ اور اس کے اُوپر ہو تو ضحیٰ کہتے ہیں۔ نماز ضحیٰ کے بارے میں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث ثابت نہیں تحقیق یہ ہے کہ نماز اشراق اور ضحیٰ ایک ہی ہے اس نماز کا اول وقت طلوعِ آفتاب سے زوال کے وقت تک ہے اس کو نماز چاشت کہتے ہیں (تیسیر القاری)

باب کسی آدمی کو وَیلک کہنے میں روایات

لفظ ویل جب مضاف ہو تو یہ مفعول مطلق ہوتا ہے اس پر نصب لازم اور عامل واجب الحذف ہوتا ہے ویل اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ہلاکت میں واقع ہو اور وَیحک کلمہ ترحم ہے کسی پر رحم کے لئے وَیحک کہا جاتا ہے بعض نے کہا وَیلکَ اور وَیحکَ ہم معنیٰ ہیں بعض نے ان میں فرق کیا ہے کہ ویل حسرت کے لئے اور ویح رحم کے لئے کہتے ہیں۔ علامہ عینی نے ترمذی سے ذکر کیا کہ وَیل اور وَیح ہم معنیٰ ہیں اکثر اہل لغت کہتے ہیں لفظ ویل عذاب کا کلمہ ہے اور لفظ وَیح رحمت کا کلمہ ہے۔

ترجمہ : **۶۶۷۴** — انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بدنہ کو ہانک رہا ہے فرمایا اس پر سوار

بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ

۶۶۷۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ

۶۶۷۶ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُو فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ

ہوجا اُس نے کہا یہ بدنہ ہے فرمایا سوار ہوجا اُس نے کہا یہ بدنہ ہے فرمایا تیری خرابی ہو اس پر سوار ہوجا۔

۶۶۷۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی دیکھا جو بدنہ ہانک رہا تھا فرمایا اس پر سوار ہوجا اُس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بدنہ ہے۔ حضور ﷺ دوسری بار یا تیسری بار فرمایا تیرے لئے خرابی ہو اس پر سوار ہوجا۔ (حدیث ع ـــــ کی شرح دیکھیں باب رکوب البدنۃ)

۶۶۷۶ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ کے ساتھ آپ کا کالا غلام تھا جس کو انجشہ کہا جاتا تھا وہ اشعار پڑھ کر اونٹ چلا رہا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ویحک اے انجشہ عورت کے ساتھ سیر میں نرمی کر (تاکہ اونٹوں کے تیز چلنے سے یہ گر نہ پڑیں) (حدیث : ع۵۷۶۲ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے)

٦٦٧٧ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ ثَلٰثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ

٦٦٧٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قَسْمًا

ترجمہ: ٦٦٧٧ — عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی آدمی کی تعریف اور مدح وثناء کی حضور نے فرمایا تیری ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے لامحالہ تم میں سے جو کسی کی مدح کرے اگر وہ جانتا ہے تو یہ کہے میں فلاں شخص کو ایسا گمان کرتا ہوں یقینی طور پر اللہ تعالیٰ اس کا حساب جانتا ہے میں کسی کو اللہ کے علم پر پاک وصاف نہیں جانتا ہوں۔

شرح: ٦٦٧٧ — حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حتمی اور یقینی طور پر یہ نہ کہے کہ فلاں شخص ایسا ہے کیونکہ وہ اس کے باطن کو نہیں جانتا ہے یہ صرف خدا اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ ہمارے لئے جائز نہیں کہ کسی کے متعلق یہ فیصلہ کریں کہ وہ اللہ کے علم میں ایسا ایسا ہے۔ قولہ اِنْ كَانَ يَعْلَمُ "فَلْيَقُلْ"، سے متعلق ہے دراصل عبارت یہ ہے اِنْ كَانَ يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ الخ

ترجمہ: ٦٦٧٨ — ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دمال تقسیم کر رہے تھے۔ بنی تمیم سے ایک شخص ذوالخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ عدل وانصاف کریں حضور نے فرمایا تیری ہلاکت ہو جب میں نے عدل نہ کیا تو کون عدل کرے گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَلأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں حضور نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ بے شک اس آدمی کے ساتھی ہوں گے تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور ان کے روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا؛ حالانکہ وہ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ہے۔ تیر کے لوہے کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی نہیں پائی جاتی پھر اس کے مدخل پر لپیٹی ہوئی مٹی کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی نہیں پائی جاتی پھر تیر کی لکڑی کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی نہیں پائی جاتی پھر اس کے پَر کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی نہیں پائی جاتی؛ حالانکہ وہ غلاظت اور خون سے گزرتا ہے وہ لوگوں کے اختلاف کے وقت نکلیں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا جو پھڑکے گا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی

دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے اور میں اس کا گواہ ہوں کہ حضرت علی نے جس وقت اُن سے جنگ کی تھی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ شخص قتل ہونے والوں میں ڈھونڈا گیا تو وہ اسی وصف پر تھا جو وصف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی تھی۔

۶۶۲۸ — شرح : خویصرہ خاصرہ کی تصغیر ہے پہلے اس آدمی کا حلیہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی آنکھیں گہری تھیں رخسارے اُبھرے ہوئے تھے۔ داڑھی بھاری تھی سر منڈا ہوا تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مال تقسیم کیا تھا وہ سونا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک حدیث میں ہے کہ جس آدمی نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تھی وہ حضرت خالد بن ولید تھے اور اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں خالد بن ولید کا یقین نہیں کیا گیا وہ صرف راوی نے اپنے گمان کے مطابق ذکر کیا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یکے بعد دیگرے دونوں نے اجازت طلب کی ہو۔

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تیر سے تشبیہ دی جو شکار میں سے نکل جاتا ہے اور تیزی سے نکل جانے کے سبب اس کو خون اور غلاظت وغیرہ نہیں لگتی حالانکہ وہ خون اور دیگر غلاظتوں میں سے گزرتا ہے اور اس میں اُن کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اِن لوگوں کی عبادت سے انہیں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے فاسد اعتقاد کے سبب دین سے تیز نکل جائیں گے۔ بعض نے کہا امام کی طاعت سے باہر نکل جائیں گے یہ لوگ خارجی ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طاعت سے باہر نکل گئے تھے اُنھوں نے خوارج کو مدائن کے قریب نہروان میں اِن سے جنگ کی تھی۔ اس میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور امیرالمؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ صفت اور نعت میں فرق یہ ہے کہ نعت حلیہ سے ہوتی ہے جیسے مارنے والا نکلنے والا اس تقدیر پر اللہ کو منعوت نہیں کہا جاتا بلکہ اللہ کو موصوف کہا جاتا ہے بعض نے کہا نعت خاص شئی کی ہوتی ہے جیسے لنگڑا یا اندھا ہونا کیونکہ یہ جسم کے مقام کے ساتھ خاص ہے اور صفت محسوس شئی کی نہیں ہوتی جیسے عظیم کریم اس لئے حدیث میں نعت کا لفظ مذکور ہے۔

قولہ رَمِیّۃ بروزن فعیلہ بمعنی شکار۔ رَمیٰ سے ماخوذ ہے۔ مُروق جو تیزی کے ساتھ ایک طرف سے دُوسری طرف نکل جائے۔ نَصْل تیر کا لوہا۔ رِصَاف رَصْفَہ کی جمع ہے۔ یہ پٹھہ سے بنی ہُوئی رسّی ہے جو تیر کے پھالے کی داخل ہونے کی جگہ پر لپیٹی جاتی ہے۔ نَضِیّ، تیر کی لکڑی۔ قُذَذ قُذّہ کی جمع بمعنی تیر کا پر۔

(اس حدیث کی تفصیل حدیث ۳۳۷۹ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

۶۶۷۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ فَقَالَ وَيْحَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا أَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَى غَيْرِ أَهْلِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِينَةِ أَحْوَجُ مِنِّي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ خُذْهُ تَابَعَهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ

۶۶۷۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوگیا فرمایا تیری خرابی ہو (کیسے ہوا) عرض کیا میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے روزہ کی حالت میں جماع کرلیا ہے۔ فرمایا غلام آزاد کر اُس نے کہا میں غلام نہیں پاتا فرمایا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ عرض کیا مجھے طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے عرض کیا میں اس قدر کھانا نہیں پاتا اتنے میں کھجوروں کا ٹوکرہ لایا گیا فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کر دو عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اپنے بال بچوں کے علاوہ دوسروں پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ حضور کے دانت شریف ظاہر ہوگئے۔ فرمایا یہ لے جاؤ۔ یونس نے زہری سے روایت کرنے میں اوزاعی کی متابعت کی عبدالرحمٰن بن خالد

۶۶۸۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنَّ شَاْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَتِرْكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا

نے زُہری سے روایت کی کہ حضور نے ”وَیْلَکَ“ فرمایا۔

۶۶۷۹ — **شرح** : حدیث میں گزرا ہے کہ اس کا یہی کفارہ ہوگیا تھا اور یہ اس شخص کی خصوصیت ہے یا کفارہ دُوسرے وقت پر موقوف کر دیا کیونکہ کفارہ ادا کرنے میں تاخیر بھی جائز ہے۔ قولہ وَیْحَکَ یعنی تیری خرابی ہو تو نے کیا کیا ہے۔ اُس نے کہا میں نے رمضان مبارک کے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ قولہ اُتِیَ بِعَرَقٍ بفتح العین والرّاء بمعنی زنبیل جو کھجور کے پتوں سے بُنی ہوتی ہے جو شئی بُنی ہُوئی ہو اسے عَرَق کہتے ہیں۔ طُنُبَيِ المدینہ، طُنُب کے معنی طرف ہیں۔ دراصل طنب خیمہ کی رسّی ہے اس کی جمع اطناب ہے۔ حدیث میں مدینہ منورہ کو خیمہ سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس کے دونوں کناروں کو طنابوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کا کلام سُن کر ہنسے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے۔ انیاب درمیان والے دانت ہیں اور نَوَاجد منہ کے آخر میں داڑھیں ہیں۔ اس حدیث میں انیاب کا ذکر ہے اور باب التبسّم کی حدیث ع۵۳۶۵ میں نواجد مذکور ہے لیکن ان میں منافات نہیں کیونکہ ان کا ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا رہتا ہے اس کی تفصیل حدیث: ع۱۸۱۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۶۸۰ — **ترجمہ** : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یارسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! مجھے ہجرت کی خبر دیں فرمایا تیری خرابی ہو ہجرت تو بہت سخت ہے کیا تیرے پاس اونٹ ہیں عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو ان کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے عرض کیا

٦٦٨١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ قَالَ شُعْبَةُ شَكَّ هُوَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَيْحَكُمْ وَقَالَ عُمَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ

٦٦٨٢ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ

جی ہاں۔ فرمایا تو اس دریا کے پار اپنا کاروبار کر اللہ تعالیٰ تیرے عمل کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔

٦٦٨٠ شرح : ہجرت کے معنی وطن ترک کرکے مدینہ منورہ چلے جانا یہ ہجرت فتح مکہ سے پہلے فرض تھی فتح مکہ کے بعد منسوخ ہوگئی۔ ویسے بھی ایک شہر سے دوسرے شہر میں ہجرت کرنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے اونٹوں اور ان کی زکوۃ کے متعلق پوچھا ان کے علاوہ اس پر اعمال واجبہ سے نہیں پوچھا کیونکہ نفس انسانی اعمال بدنیہ کی نسبت مال پر زیادہ حریص ہے۔ لَنْ يَتِرَكَ یہ وَتَرَ يَتِرُ سے ہے۔ یعنی تیرے عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا۔ وتر بمعنی نقصان ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہجرت کرنا بہت سخت ہے تم جہاں بھی ہو اچھے عمل کرو کیونکہ جب تم نے اللہ کا فریضہ ادا کیا تو بے فکر اپنے گھر میں رہو اگرچہ مدینہ منورہ سے بعید تر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کا ثواب کم نہیں کرتا (حدیث ۱۳۷۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

٦٦٨١ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَيْلَكُمْ یا وَيْحَكُمْ فرمایا شعبہ نے کہا کہ انہوں نے شک کیا کہ حضور نے

وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اَنِّىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيْدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيْرَةِ وَكَانَ مِنْ اَقْرَانِىْ فَقَالَ اِنْ اُخِّرَ هٰذَا فَلَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَاخْتَصَرَهٗ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا کہ ویلکم یا ویحکم میرے بعد کافروں کی شل نہ ہونا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو نضر نے شعبہ سے ویحکم روایت کیا اور عمرو بن محمد نے اپنے باپ سے ویلکم یا ویحکم ذکر کیا۔

۶۶۸۱ — شرح قولہ قال شعبۃ انہوں نے یعنی شعبہ کے شیخ واقد بن محمد نے شک کیا ہے۔ قولہ لاترجعوا آہ یعنی خارجیوں کی طرح لوگوں کی تکفیر نہ کرو بعض نے کہا یہ وہ مرتد ہیں جن کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ بعض نے کہا یہ خارجی لوگ ہیں جو کبیرہ گناہ جیسے قتل و زناء کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں۔ قولہ قال النضر عن شعبۃ یعنی نضر نے شعبہ سے اسی سند سے ویحکم بدون شک کہا ہے۔ قولہ قال عمر بن محمد، یہ واقد کے بھائی ہیں انہوں نے اپنے باپ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر اپنے دادے ابن عمر سے ویلکم یا ویحکم کہا ہے جیسے ان کے بھائی واقد نے کہا معلوم ہوا کہ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے شک ہے یا ان سے اوپر کسی نے شک کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۶۸۲ — **ترجمہ**: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہات میں رہنے والوں سے ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب قائم ہوگی؟ فرمایا تیری خرابی ہو تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے اُس نے کہا میں نے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی مگر میں اللہ اور اس کے رسُول سے محبت کرتا ہوں فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے ہم نے کہا ہم بھی ایسے ہی ہیں؟ فرمایا ہاں! اس دن ہم بہت خوش ہُوئے مغیرہ کا غلام ہمارے پاس سے گذرا جو میرا ہم عمر تھا فرمایا اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ پائے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی اس حدیث کو شعبہ نے قتادہ سے مختصر ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے انس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سُنا ہے۔

بَابُ عَلَامَۃِ الْحُبِّ فِی اللّٰہِ
لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

۶۶۸۲ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوشی کا سبب یہ تھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور آپ سے محبت کرتے ہیں یہ ان کے جنتی ہونے کی دلیل ہے اور وہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے جنت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ ترین درجہ میں ہوں گے صحابہ کرام آپ کے ساتھ کیسے ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ معیّت درجات میں عدم تفاوت کو نہیں چاہتی مقصد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گے یہ مقصد نہیں کہ صحابہ کرام اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں فرق نہ ہوگا۔ مغیرہ بن شعبہ کا غلام حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہم عمر تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ غلام کمسنی میں نہ میرا اور زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت ہو جائے گی۔ دراصل یہ قرب قیامت کی مثال بیان کی ہے۔ اس کا حقیقی معنی مراد نہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ساعت سے اس قرن کے لوگوں کی موت مراد ہے یا مخاطب لوگ مراد ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہوگا کہ یہ غلام زندہ نہ رہے گا اور نہ بوڑھا ہوگا۔ اقول یہ احتمال زیادہ واضح ہے کہ ساعت سے مراد قیامت ہو کیونکہ یہ معروف ہے۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ ،، جو مر گیا اس کی قیامت ہو گئی۔

باب اللہ تعالیٰ کی محبّت کی علامت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبّت کرے گا ،،

حُبُّ اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا بندوں سے محبّت کرنا ہے لہٰذا اللہ محبّ اور بندے محبوب ہوئے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ بندے اللہ سے محبّت کریں تو بندے مُحِبّ اور اللہ محبوب ہوا پہلی صورت میں اضافت فاعل کی طرف ہے اور مفعول محذوف ہے۔ دوسری میں اضافت مفعول کی طرف اور فاعل محذوف ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ بندوں کی آپس میں اللہ کی ذات میں محبت ہو جس میں ریا اور نفسانی خواہش کو دخل نہ ہو۔ آیت کریمہ پہلی دونوں کے موافق ہے۔ جناب رسول اللہ

۶۶۸۳ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پہلی محبت کی علامت بایں طور ہے کہ یہ اتباع کی مُسبّب ہے اور دوسری کی علامت اس طرح ہے کہ یہ اتباع کا سبب ہے۔ محبت کا معنی خیر کا ارادہ ہے یہ اللہ کی طرف سے ثواب کا ارادہ اور بندوں کی طرف سے طاعت کا ارادہ ہے (کرمانی، عینی) ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کی کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ عملاً اُن کے قول کی تصدیق کرے تو فرمایا اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اُس کے رسُول کی سُنت کی مخالفت کرے وہ کذاب ہے قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہے بعض علماء نے کہا اللہ کی محبت اس کی معرفت، دوام خشیت اور اس کے ذکر اور محبت میں ہمیشہ مشغول رہنا ہے۔ بعض علماء نے کہا محبت خصوصیات کے سوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال کی اتباع کرنا ہے۔

۶۶۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا آدمی اُن کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہوگا۔

۶۶۸۳ — شرح : یعنی حسن نیت کے ساتھ عمل کی زیادتی کے بغیر وہ جنت میں ان کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہوگا کیونکہ اُن سے محبت کرنا ان کی طاعت کی مانند ہے محبت قلب کا فعل ہے لہٰذا اس کے اعتقاد کے مطابق ثواب دیا جائے گا کیونکہ نیت اصل اور عمل فرع اس کے تابع ہے اور معیت کو یہ لازم نہیں کہ درجات میں مساوی ہوں۔ ابن بطال نے کہا جو شخص اللہ کے لئے نیکوں سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جمع کرے گا اگرچہ عمل میں اُن سے کم ہو کیونکہ جب نیک لوگوں سے اُن کی طاعت کے سبب اُن سے محبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طاعت کا ثواب دے گا جبکہ عمل نیت کے تابع ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے نسبت اس طرح ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ عام ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے اور لوگوں سے محبت صرف اللہ کی ذات میں ہو اور اس میں مخلص ہو ریاء کاری نہ کرے اور نہ ہی نفسانی خواہش کو دخیل بنائے جیسے عنوان میں تینوں احتمال ہیں ایسے لفظ حدیث میں تینوں احتمال ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۶۸۴ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمَنُ بْنُ قَرْمٍ وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۶۸۵ ــــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهُ أَبُو مُعٰوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ

۶۶۸۴ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اُن سے لاحق نہیں ہُوا (اُن سے ملا نہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اُن کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہوگا (اگرچہ عمل اور فضیلت میں اُن سے ملا نہ ہوگا) جریر بن حازم، سلیمان بن قرم اور ابوعوانہ نے اعمش سے روایت کرنے میں جریر بن عبدالحمید کی متابعت کی۔

۶۶۸۵ ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ایک مرد لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ

۶۶۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

(عمل میں) ان سے ملا نہیں فرمایا مرد اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔ ابومعاویہ محمد حازم اور محمد بن عبید نے اعمش سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

۶۶۸۵ — **شرح** : علامہ کرمانی نے کہا "لفظ لمّا" سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ اُن سے لاحق ہونے کی توقع رکھتا ہے یعنی اُن سے لحوق کا قصد کرتا ہے اور یہ مرتبہ حاصل کرنے میں جملہ مساعی بروئے کار لاتا ہے۔ کیونکہ لفظ لمّا لفظ لم سے بلیغ تر ہے، کیونکہ لفظ میں نفی کا استمرار ہوتا ہے جو لفظ لم میں نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اس کی محبت زمانہ حال تک مستمر رہتی ہے اور یہ حکم لحوق کے بعد بھی ثابت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۶۸۶ — **ترجمہ** : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب ہوگی۔ فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے عرض کیا میں نے قیامت کی تیاری میں نہ زیادہ نمازیں پڑھی ہیں نہ زیادہ صدقات دیئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور رسول سے محبت کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

۶۶۸۶ — **شرح** : یعنی تو قیامت کا انتظار کرتا ہے تو نے کوئی ایسی چیز حاصل کی ہے جو اس روز تیری نجات کا موجب کیا ہوگی؟ اُس نے کہا میں نے عبادت بدنی اور مالی سے فرائض کے علاوہ کچھ نہیں کیا ہے لیکن اللہ اور اس کے رسُول سے محبت رکھتا ہوں۔ سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ اور اس کے رسُول سے محبت رکھتا ہے تیرا مرتبہ لوگوں سے بلند تر ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اِخْسَاءْ

۶۶۸۷ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَمَا هُوَ قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ

باب کسی کا کسی کو کہنا دُور ہو جا

دراصل کتّے کو زجر اور دُور کرنے کے وقت یہ لفظ کہتے ہیں اور عرب اس کو اس شخص کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جو ایسا نامناسب قول یا فعل کرے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو ،،

۶۶۸۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے فرمایا میں نے تیرے لئے ایک شئی چھپائی ہے (وہ کیا ہے؟) اُس نے کہا وہ دُخّ ہے فرمایا دُور ہو۔

۶۶۸۷ — شرح : مشہور ابن صیاد ہے۔ خبیئًا ،، بروزن فعیل خباء سے ماخوذ بمعنی ہر غائب شئی جو پردہ میں ہو۔ اور اس کو چھپا رکھا ہو۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ دخان کا تصور کیا تھا اور ابن صیاد سے فرمایا تو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر تو اپنے زعم فاسد میں ایسا ہے تو بتا میں نے دل میں کیا چھپایا ہے۔ شیطان نے لفظ دُخ تک اس کی رہنمائی کی تو وہ دُخ دُخ کہنے لگا فرمایا دُور ہو جا ذلیل تو اپنی رُسوائی سے آگے نہیں جا سکتا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ نبی و رسُول کے لئے صدور رجال پر مطلع ہونا ضروری ہے واللہ ورسولہ اعلم!

٦٦٨٨ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرَى قَالَ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ هُوَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ

٦٦٨٨ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ سالم کو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عمر فاروق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام میں سے چند ساتھیوں کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے حتی کہ اس کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے بنی مغالہ کے محلہ میں پایا جبکہ اس روز ابن صیاد قریب البلوغ تھا اس کو کچھ معلوم نہ تھا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت پر دستِ اقدس مارا پھر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اُس نے حضور کو دیکھ کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دفع کیا کہ وہ زمین پر گر گیا پھر

فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَأْذَنُ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ

لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ قَالَ سَالِمٌ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ

يَقُولُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ

الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ

النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ

مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ

أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ

فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں پر ایمان لایا پھر ابن صیاد سے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے ؟ اُس نے کہا
میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر معاملہ خلط ملط ہو گیا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تیرے لئے کوئی شئی چھپا رکھی ہے (وہ کیا ہے ؟) اُس نے کہا وہ "دُخ"
ہے ۔ فرمایا دُور ہو جا تو اپنی قدر سے بڑھ نہیں سکتا ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!
کیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہی
ہے (دجال) تو تم اس پر مُسلّط نہیں ہو اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں بہتری نہیں ہے ۔ سالم نے کہا
میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اس کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُبی بن کعب
چلے اس حال میں کہ اُن کھجوروں کا قصد کرتے تھے جن میں ابن صیاد رہتا تھا ۔ یہاں تک کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُن میں داخل ہوئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی شاخوں میں چھپ کر چلنے لگے یہ حیلہ
کرتے ہوئے کہ ابن صیاد کا آپ کو دیکھنے سے پہلے اس کا کلام سُنیں اور ابن صیاد اپنی چادر میں لپٹا ہوا اپنے بستر

لِابْنِ صَيَّادٍ اَیْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهُ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهٰی ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ
قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ
اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ
اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ
يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ قَالَ
اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ خَسَاَتُ الْكَلْبَ بَعَّدْتُّهٗ خَاسِئِيْنَ مُبْعَدِيْنَ

پر لیٹا ہُوا تھا اس چادر میں سے ہلکی سی آواز آرہی تھی۔ ابن صیّاد کی ماں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ حضور کھجوروں کے پتوں میں چھپ رہے تھے۔ اس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ "محمد" ہے "صلی اللہ علیہ وسلم" ابن صیاد باتیں کرنے سے رُک گیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اس کو چھوڑے رکھتی تو وہ اپنے باطن کی باتیں ظاہر کر دیتا۔ سالم نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہُوئے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جس کے وہ اہل ہے پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں کوئی نبی نہیں مگر اُس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح "علیہ السلام" نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن میں اس کے متعلق تمہیں ایک بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی یقین کرو کہ دجال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری نے کہا جب تو کتے کو دُور کرے تو کہے گا خَسَأْتُ الْكَلْبَ (قرآن کریم میں) خاسئین بمعنی مُبْعَدِیْن ہے یعنی دُور کئے ہُوئے۔

۶۶۸۹ — شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو ابن صیاد کو قتل کرنے سے اس لئے منع فرمایا حالانکہ اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کہ وہ نابالغ تھا یا یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کی مدت میں اس سے گفتگو ہوئی تھی جبکہ وہ یہودی تھا اور اس کے ماں باپ بھی یہودی تھے یا حضور کو اس کے مسلمان ہونے کی امید تھی چنانچہ توضیح میں ہے

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

وَقَالَتِ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ ۶۶۹۰ — حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ

کہ بعض علماء نے کہا وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ داؤدی نے اس کو صحابہ میں سے شمار کیا ہے۔ ایسا ہی ابن شاہین نے کہا ہے اور کہا اس کا نام عبداللہ بن صیاد ہے۔ اس کا والد یہودی تھا۔ اس کے گھر عبداللہ پیدا ہُوا جو کانا مجنون تھا۔ کہا گیا ابن صیاد تابعی ہے۔ ابوسعید خدری نے کہا مکہ کی طرف ایک سفر میں ابن صیاد میرا ہم سفر تھا اثناء سفر میں اُس نے مجھے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں مضبوط رسی لوں اور اس کو پتھر کے ساتھ باندھ کر پھر گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لوں کیونکہ لوگ مجھے دجال کہتے ہیں اور طویل حدیث بیان کی (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ علماءِ سلف میں ابن صیاد کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے مگر یہ اختلاف اس کے بالغ ہونے کے بعد ممنوع ہے۔ بعض نے کہا اس نے اسلام اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ، سے توبہ کر لی تھی اور وہ مدینہ منورہ میں فوت ہُوا تھا جب لوگوں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کے چہرے سے کپڑا اُٹھایا حتی کہ تمام لوگوں نے اس کو دیکھا تھا اور اُن سے کہا گیا کہ تم گواہ بن جاؤ لیکن ابن عمر اور جابر قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ابن صیاد دجال ہے وہ اس میں ذرہ بھر شک نہ کرتے تھے۔ حضرت جابر سے کہا گیا کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا اور کہا گیا کہ وہ مکہ میں داخل ہُوا تھا اور مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ حضرت جابر نے کہا اگرچہ مکہ میں داخل ہُوا تھا لیکن وہی دجال ہے۔ سُنن ابی داؤد میں صحیح اسناد سے جابر کی حدیث ہے کہ جابر نے کہا ہم نے حرہ کے دن ابن صیاد کو گم پایا یہ حدیث اس روایت کو باطل کرتی ہے کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں فوت ہُوا تھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی (خطابی)

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو خصوصًا اس لئے ذکر کیا کہ وہ آدم ثانی ہیں اور دُنیا میں اس کی اولاد باقی ہے دلائل سے ثابت ہے کہ دجال خُدا نہیں۔ بایں ہمہ فرمایا کہ اللہ کانا نہیں تاکہ معقولات کے ادراک سے قاصر لوگوں کو معلوم ہوجائے۔ (حدیث ۱۲۷۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِیْنَ جَاءُوْا غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا حَیٌّ مِّنْ رَبِیْعَةَ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَكَ مُضَرُ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَیْكَ اِلَّا فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ اَرْبَعٌ وَاَرْبَعٌ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَعْطُوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوْا فِی الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ

باب مرد کا کسی کو مرحبا (خوش آمدید) کہنا

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا اے میری بیٹی تم خوش آئی (مرحبا) ام ہانی نے کہا میں (فتح مکہ کے روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے فرمایا اے ام ہانی خوش آئی۔

شرح : دراصل مرحبا کے معنی یہ ہیں تو فراخ زمین میں آیا یعنی اس جگہ تنگی نہیں جہاں تو آیا ہے۔ مرحبا رَحُبَہ سے ماخوذ بمعنی کشادہ۔ ام ہانی کا نام فاختہ بنت ابی طالب ہے یہ حضرت علی المرتضیٰ کی ہمشیرہ ہیں " رضی اللہ عنہا "

۶۶۹۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب عبد القیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے اس وفد کو " مرحبا "

بَابُ یُدعَی النَّاسُ بِاٰبَآئِہِم

۶۶۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْغَادِرَ یُرْفَعُ لَہٗ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُقَالُ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ

فرمایا جو رسوائی اور ندامت و پریشانی کے بغیر آگئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم قبیلہ ربیعہ کے چند لوگ حاضر ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر ہے وہ ہمارے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں ہم آپ کے پاس صرف رمضان مبارک میں ہی آسکتے ہیں (کیونکہ اس مہینے میں ہم ایک دوسرے سے جنگ نہیں کرتے)۔ آپ ہمیں ایسے امر کا حکم دیں جو حق و باطل کے درمیان فاصل ہو اور اس کے ساتھ ہم اُن لوگوں کو دعوتِ اسلام دیں جو ہمارے علاوہ ہیں حضور نے فرمایا چار اور چار امور ہیں (چار پر عمل کرو اور چار سے باز رہو) نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت سے پانچواں حصہ دو (جن سے باز رہنا ہے وہ یہ ہیں) کدو، سبز مٹکے، لکڑی سے کرید کر بنایا ہوا برتن اور تارکول والے برتنوں میں کچھ نہ کھاؤ نہ پیئو۔

۶۶۹۰ — شرح: عبدالقیس ربیعہ کی اولاد ہے وہ قطیف کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ غزایا خزیان کی جمع بمعنی ذلت و رسوائی ہے اور ندامیٰ ندمان کی جمع بمعنی نادم ہے۔ حرام کے چار مہینے ہیں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں کیونکہ عرب ان مہینوں میں جنگ نہ کرتے تھے چونکہ یہ لوگ اصحاب غنائم تھے اس لئے فرمایا غنیمت سے پانچواں حصہ دو، اس وقت حج فرض نہ ہوا تھا۔ اس لئے حج کو ذکر نہیں کیا دُبّاء دباءۃ کی جمع ہے یہ کدو کا برتن ہے۔ حنتم حنتہ کی جمع ہے بمعنی سبز مٹکے، نقیر کھجور کی لکڑی کو کرید کر بناتے تھے۔ مزفّت وہ برتن ہے جس کو تارکول ملی ہو۔ لوگ ان برتنوں میں لوگ شراب بنایا کرتے تھے اس لئے ان میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا پھر وقت گزرنے کے ساتھ جب شراب کا اثر جاتا رہا تو ان میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی۔ (حدیث ع ۵۳ ج ۱ میں تفصیل دیکھیں)

باب قیامت میں لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلایا جائیگا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا ردّ کیا ہے جو کہتے ہیں کہ لوگوں کو

قیامت کے روز اُن کی ماؤں کے ناموں سے پُکارا جائے گا انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احترام کے پیشِ نظر ماؤں کا نام لیا جائے گا اور یہ بھی بعید نہیں کہ اولادِ زنا کی خجالت کے پیشِ نظر ان کو ماؤں کے ناموں سے بلایا جائے گا جبکہ ولدِ زنا کا اپنا کوئی جُرم نہ تھا ''

۶۶۹۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن غدر کرنے والے کے لئے جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا۔ یہ فُلاں بن فلاں کے غدر کا نشان ہے۔

۶۶۹۱ — شرح : جاہلیت کے زمانہ میں جو کوئی عہد شکنی کرتا تھا اس کی رسوائی اور تذلیل کے لئے لوگوں کے اجتماع کے موسموں میں اس کے پاس جھنڈا گاڑا جاتا تھا تاکہ اس کے بُرے فعل کے باعث لوگ اس کو پہچانیں اور اِس فعل سے احتراز کریں۔ علامہ عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ لوگوں کو اُن کے باپوں کے ناموں سے پکارنے میں بہت زیادہ پہچان اور لوگوں میں زیادہ امتیاز ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوداؤد نے ابودرداء کی حدیث روایت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو قیامت کے دن تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے بلایا جائے گا تم نام اچھے رکھو۔ ابن حبان نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ امام بخاری نے یہ حدیث کیوں نہیں ذکر کی حالانکہ یہ حدیث مقصود کے بہت مطابق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اس حدیث میں عبداللہ اور ابن ابی زکریا کے درمیان انقطاع ہے جو ابودرداء سے روایت کرتے ہیں کیونکہ عبداللہ نے ابن ابی درداء کو نہیں پایا۔ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق نہ تھی اس لئے اس کو ترک کر دیا ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ آباء سے مراد وہ ہیں جن کی طرف دنیا میں منسوب ہوتے ہیں۔ نفس الامری باپ مراد نہیں اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے علامہ قسطلانی نے بہجۃ النفوس سے نقل کیا۔ چھوٹے بڑے امور میں غدر (عہد شکنی) عموم پر محمول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گنہگار کے لئے جھنڈا ہوگا۔ جس سے وہ پہچانا جائے گا ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاهُمْ، مجرم اور گنہگار لوگ اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے

۶۶۹۲ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ

بَابُ لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ

۶۶۹۳ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ

کہ ہر عہد شکنی کے لئے جھنڈا ہوگا لہٰذا متعدد عہد شکنیوں کے سبب متعدد جھنڈے گاڑے جائیں گے۔ لہٰذا ایک شخص کے لئے اس کے غدروں کے مطابق متعدد جھنڈے نصب ہوں گے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ عقوبت غالباً گناہ کی ضد سے دی جاتی ہے چونکہ غدر امورِ خفیہ سے ہے لہٰذا اس کے مناسب یہ ہے کہ اس کی عقوبت شہرت سے ہو اور جھنڈا کھڑا کرنا عربوں کے نزدیک تمام اشیاء سے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے،،

۶۶۹۳ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا دل خبیث ہوگیا ہے، لیکن وہ یہ کہے کہ میرا دل کاہل ہوگیا ہے۔

۶۶۹۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي

بَابُ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

۶۶۹۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ ـــ

۶۶۹۴ ـــ ترجمہ : ابو اُمامہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا دل خبیث ہو گیا ہے لیکن یہ کہے کہ میرا دل کاہل ہو گیا ہے۔ یونس بن یزید کی عُقیل نے متابعت کی۔

۶۶۹۳ ـــ ۶۶۹۴ ـــ شرح : لَقِسَتْ بکسر القاف بمعنی خَبُثَتْ ہے لیکن لفظ خبیث مکروہ ہے کیونکہ خبث مومنوں پر حرام ہے یہ نہی اور ممانعت واجب نہیں محض ادب ہے جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے جس کو گردن پر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے کہ وہ صبح کو خبیث دل والا سست ہوتا ہے۔ قاضی نے کہا فرق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اس شخص کی وصف کی خبر دیتے ہیں جو مذموم حال سے موصوف ہے۔ اس پر اس لفظ کا اطلاق ممتنع نہیں۔ علامہ خطابی نے کہا لَقِسَتْ اور خَبُثَتْ ہم معنی ہیں لیکن لفظ خَبُثَتْ قبیح ہے۔ اس لئے وہ لفظ اختیار کرے جو کراہت سے بری اور سالم ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سُنّت ہے کہ حضور قبیح نام اچھے نام سے تبدیل کر دیتے تھے۔

باب زمانہ کو گالی نہ دو

۴۶۹۶ــــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ

۴۶۹۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم زمانہ کو گالی دیتے ہیں؛ حالانکہ زمانہ میں خود ہوں رات دن میرے قبضہ قدرت میں ہیں۔

۴۶۹۶ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انگور کا نام کرم نہ رکھو اور نہ زمانہ کا خسارہ کہو؛ کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

۴۶۹۵ــ۴۶۹۶ــــ شرح : یعنی زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ گالی میری طرف لوٹتی ہے اور جس فعل پر زمانہ کو گالی دیتا ہے وہ میرا فعل ہے جبکہ رات دن میرے ہاتھ میں ہیں۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ ابن آدم دہر کو یعنی رات دن کو گالی دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ دہر کی خرابی دہر کا خسارہ وغیرہ وغیرہ کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ شب و روز کا گزرنا لوگوں کی ہلاکت میں مؤثر ہے اور ملک الموت اور اس کا روحوں کو قبض کرنے کا انکار کرتے ہیں اور حوادث کو دہر اور زمانہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اُن کے اشعار زمانہ کا شکوی کرتے ہیں یہ کافروں اور اُن دہریوں کا مذہب ہے جو صانع کا انکار کرتے ہیں اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چھتیس ہزار سال میں ہر شی اپنے پہلے حال کی طرف لوٹ آتی ہے۔ اُن کا گمان ہے کہ یہ تکرار غیر متناہی ہے۔ اُنہوں نے عقول کا مقابلہ کیا اور منقول کی تکذیب کی عرب کے مشرکوں نے بھی اُن کی موافقت کی ان کے علاوہ اور لوگ بھی یہی کہتے ہیں لیکن وہ صانع خداوند قدوس کے قائل ہیں لیکن وہ اللہ کی طرف بُری اشیاء کی نسبت کو اچھا نہیں جانتے اس لئے وہ زمانہ کو گالی دیتے ہیں۔ سورۂ جاثیہ کی تفسیر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے وہ دہر کو گالی دیتا ہے؛ حالانکہ میں دہر ہوں یعنی اس کا خالق اور مقلب ہوں اور تمام امور کی تدبیر کرتا ہوں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ وَقَدْ قَالَ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِي يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَقَوْلِهٖ اِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهٖ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ فَوَصَفَهٗ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوْكَ اَيْضًا فَقَالَ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا

اسی لئے اس کے بعد فرمایا میرے دستِ قدرت میں رات دن میں میں ہی اُن کو نیا پُرانا کرتا ہوں بادشاہوں کے بعد بادشاہ لاتا ہوں جب ابنِ آدم زمانہ کو گالی دیتا ہے تو چونکہ میں ہی ان امور کا کرنے والا ہوں اس کی گالی اللہ کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ حقیقۃً فاعل تو وہی ہے۔ دہر تو اِن امور کے وقوع کا ظرف ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں میں دہر کو پھیرنے والا ہوں۔ **قولہ** لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ كَرْمًا، یعنی انگور کا نام کرم نہ رکھو، کیونکہ انگور سے شراب بنائی جاتی ہے۔ اس لئے انگور کا نام کرم رکھنے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں شراب پینے والے کی تکریم ہے قاضی عیاض نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں۔ دہر اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے یہ غلط ہے، کیونکہ دہر دنیا کے زمانہ کی مدت ہے۔ محققین کی ایک جماعت نے کہا جس نے افعال میں سے کسی فعل کی نسبت حقیقۃً زمانہ کی طرف کی وہ کافر ہے اور جس کی زبان پر قصد کے بغیر یہ جاری ہوجائے اور اس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ کافر نہیں لیکن مکروہ ہے کیونکہ اس کے اطلاق میں کافروں سے مشابہت ہوتی ہے۔

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد کرم مومن کا دل ہے

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن (نیک اعمال سے) کچھ نہ رکھتا ہوگا، چنانچہ فرمایا پہلوان وہ ہے جو غصہ کے

کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے، چنانچہ فرمایا بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی وصف انتہائے ملک سے
کی (اس کے بعد کوئی بادشاہ نہیں) پھر بادشاہوں کو ذکر کیا اور فرمایا جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوں تو
اس کو خراب کر دیتے ہیں۔

شرح : باب کا عنوان حدیث کا حصہ ہے ؛ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انگور کو کرم نہ کہو ؛ کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔
کیونکہ دل میں نورِ ایمان اور تقویٰ ہے۔ قرآن کریم میں ہے تم میں سے اللہ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو اللہ سے
ڈرتا ہے ،، انگور پر کرم کا اطلاق اچھا نہ جانا۔ علماء نے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ عرب لوگ کرم کا اطلاق
انگور کے درخت اور شراب پر کرتے ہیں جو انگور سے بنائی جاتی ہے اس لئے اس کو کرم سے موسوم کرتے ہیں
شارع علیہ السلام نے اس لفظ کا اطلاق انگور اور اس کے درخت پر مکروہ جانا ؛ کیونکہ جب لوگ یہ لفظ سنیں
گے تو ہوسکتا ہے کہ اس کے سبب انہیں شراب کی یاد آجائے اور ان کے اس کی خواہش کرنے لگیں تو اس میں
واقع ہو جائیں یا اس میں وقوع کی توقع ہو جائے۔ البتہ مومن کا دل اس نام (کرم) کا مستحق ہے کیونکہ یہ کرم
تقویٰ ، نور اور ہدایت کا منبع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن انباری سے نقل کیا کہ انگور کو کرم اس لئے
کہتے ہیں کہ اس سے شراب بنائی جاتی ہے۔ اور وہ سخاوت پر ابھارتی ہے اور مکارم اخلاق کا حکم دیتی
ہے جیسے اس کو راح بھی کہتے ہیں اسی لئے فرمایا انگور کو کرم نہ کہو اور شراب کا اصل جس سے وہ بنائی
جاتی ہے اس کا نام کرم نہ رکھو اور مومن جو اس کو پینے سے بچتا ہے اور اس کے ترک کو کرم خیال کرتا
ہے وہ اس خوبصورت نام کا زیادہ مستحق ہے۔ اس میں مومن کی حرمت کی تاکید ہے اور شراب کو اس کی
تحقیر کے لئے اس مرتبہ سے ساقط کیا (عینی)

قولہ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الخ لفظ انما کلمہ حصر ہے کیونکہ یہ ما اور الّا کے معنی میں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ
کا مقصد یہ ہے کہ یہ عبارات حصہ کے لئے ہیں ان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ لفظ کرم کا اطلاق صرف قلب پر ہو اسی
طرح بادشاہ کا اطلاق صرف اللہ پر ہو لیکن بادشاہ کا اطلاق اس کے غیر پر بھی ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حصر
بطور ادعاء اور مجاز ہے گویا کہ حقیقی کرم قلب ہے درخت کرم نہیں اس کو مجازاً کرم کہتے ہیں۔ حقیقتہً یہ کرم
نہیں۔ چنانچہ اس کے غیر پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر حقیقۃً اور دوسروں
پر مجازاً ہے لہٰذا ان عبارات میں حصر مجازی ہے حقیقی نہیں (کرمانی) خطابی نے کہا علماء نے شراب کی تحریم کی
تاکید کے لئے اس کا یہ نام محو کیا ہے اور انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا ہے اور لوگوں کا یہ وہم دفع کیا
ہے کہ اس کے پینے میں تکرم ہے اس لئے فرمایا یہ کرم نہیں کرم صرف مومن کا دل ہے جس میں نورِ ایمان ہے۔

٦٦٩٧ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ

فِيْهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٦٩٨ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ اَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ اَظُنُّهٗ يَوْمَ اُحُدٍ

٦٦٩٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ کرم (یعنی انگور ہے) کہتے ہیں، حالانکہ کرم صرف مومن کا دل ہے (اس کی تفصیل گزر چکی ہے)

باب کسی آدمی کا یہ کہنا تجھ پر میرا باپ اور ماں قربان ہوں

اس میں زبیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

٦٦٩٨ — ترجمہ : علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد ابن ابی وقاص کے سوا کسی کے لئے فدیٰ فرماتے ہوں۔ میں نے

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ

وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا

۶۶۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ اَنَّهُ اَقْبَلَ هُوَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْاَةُ وَاِنَّ اَبَا طَلْحَةَ اَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ هَلْ اَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْاَةِ فَاَلْقٰى اَبُوْطَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا وَاَلْقٰى

حضور کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تیر مارو تم پر میرا باپ اور ماں قربان ہوں۔ میرا گمان ہے کہ حضور نے جنگِ اُحُد میں فرمایا تھا۔

۶۶۹۸ — شرح : فِدیٰ بکسرِ الفاء ہو تو یہ ممدود ہے اور بفتح الفاء ہو تو مقصور ہے۔ فِداء کے معنی قیدی کو رہا کرانا ہے، چنانچہ فداہ یفدیہ فداءً وفدًی کہا جاتا ہے اور فَادَاہُ یُفَادیہ مُفَادَاۃً کہا جاتا ہے۔ جب کسی کا فدیہ دے کر اس کی رہائی کرالے اور جَعَلْتُ فِدَاک ،، اس وقت کہا جاتا ہے جس وقت اپنی جان کو فداء کرے مفادات کے معنی ہیں قیدی کو اس کی قیدی کے بدلے رہائی دلانا۔

ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ

باب کسی آدمی کا کسی کو کہنا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ پر فداء کرے ''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے باپ اور مائیں آپ پر فدا ہوں ''

(اس کا طویل حصہ مناقب ابی بکر صدیق میں مذکور ہے ص ۹۱۵ جلد : ۵)

۶۶۹۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین صفیہ تھیں حضور نے ان کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا اثناء راہ میں اونٹنی پھسل گئی تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صفیہ دونوں گر پڑے اور ابوطلحہ انس نے کہا میرا خیال ہے نے اپنے اونٹ سے چھلانگ مار دی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے کیا چوٹ تو نہیں آئی فرمایا نہیں صفیہ کا پتہ کرو ابوطلحہ نے اپنا کپڑا اپنے چہرہ پر ڈال لیا اور ام المؤمنین صفیہ کی طرف قصد کیا پھر وہ کپڑا صفیہ پر ڈال دیا وہ کھڑی ہو گئیں۔ پھر دونوں کے لئے کجاوہ مضبوط باندھا اور وہ سوار ہو گئے وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب مدینہ منورہ کے قریب تھے یا کہا کہ مدینہ منورہ کو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم واپس آ رہے ہیں اس حال میں کہ اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اور اس کی صفت و ثنا کرنے والے ہیں حضور یہ کلمات فرماتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے ''

۶۶۹۹ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر عسفان سے مدینہ منورہ کی طرف تھا

بَابُ اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ
وَ قَوْلَ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ يَا بُنَيَّ

۶۷۰۰ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ ا

قولہ عَلَيْكَ بِالْمَرْءَةِ ،، وہ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی ہیں اور ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے وہ اُمِّ سُلیم کے شوہر ہیں یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا صفیہ کی حفاظت کرو اور ان کا حال دریافت کرو اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت ان الفاظ " جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ ،، میں ہے۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ اس طرح کہنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ جائز نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کو منع فرما دیتے اور انہیں خبردار کر دیتے کہ یہ کہنا درست نہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہا گیا ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ آپ کے سوا غیر کے لئے بھی یہ جائز ہے؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ یہ کہنے والے لوگوں اور اُن کے ماں باپ سے زیادہ عزیز ہے بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ اصل عدم خصوصیت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے فرمایا فِدَاكِ اَبُوْكِ " اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام سے فرمایا فِدَاكُمْ اَبِيْ وَ اُمِّيْ ،، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح انصار کے لئے بھی فرمایا تھا ابن ابی عاصم نے ان آثار کی روایت کی ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لئے خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ بیمار تھے تو کہا حضور حال کیسا ہے؛ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے تو حضور نے فرمایا ابھی تک تم نے اپنا حال نہیں چھوڑا (منع کی طرف اشارہ ہے) طبری نے کہا یہ منع کی دلیل نہیں کیونکہ یہ روایت مذکورہ بالا صحیح روایات کا صحت میں مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر یہ حدیث ثابت تسلیم کر لیں تو اس میں صراحۃً منع نہیں البتہ منع کی طرف اشارہ ہے کہ مریض کے لئے یہ کہنا ترکِ اولیٰ ہے۔ مریض کے لئے اُنس اور لطف کی بات کرنی چاہیے اور دعا کرنی چاہیئے۔ (قسطلانی)

فَسَمَّاهُ الْقٰسِمَ فَقُلْنَا لَا نُكْنِيْكَ اَبَا الْقٰسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ قَالَهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اچھے نام

کسی آدمی کا اپنے ساتھی کو کہنا "اے میرے پیارے بیٹے"

۶۷۰۰ ـــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم میں سے ایک آدمی کے گھر بچہ پیدا ہوا تو اُس نے اس کا نام قاسم رکھا ہم نے کہا ہم تیری کنیت ابوالقاسم سے تجھے نہیں پکاریں گے اور نہ تیرا اکرام کریں گے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

۶۷۰۰ ـــ شرح : یعنی تو نے اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھا ہے اور تیری کنیت سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کے موافق ہونے کی وجہ سے ہم تیرا اکرام نہیں کریں گے اور نہ ہی تجھے اس کنیت سے پکاریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے: کیونکہ یہ اس شئ کو متضمن ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہے اور انسان کی وصف ہے اور وہ عبودیت ہے۔ عبد کی رب کی طرف اضافت حقیقیہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں ناموں کے افراد اور جو اُن سے ملحق ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں جیسے عبدالرحیم اور عبدالقادر و امثالہا یہ اس ترکیب سے مشترک ہیں اور انہیں یہ فضیلت حاصل ہے۔ حدیث میں لفظ اللہ اور لفظ رحمٰن دونوں کو ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ قرآن کریم میں لفظ عبد کی اضافت صرف ان دونوں کی طرف مذکور ہے، چنانچہ فرمایا لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ اور دوسری آیت میں ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۷۰۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيهِ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي ۶۷۰۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد: میرے نام پر نام رکھ لو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو

یہ انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے ذکر کیا،،

کنیت وہ ہے جس کے پہلے لفظ اَب یا اُم ہو جیسے ابو القاسم، ابو عبداللہ، اُمّ الخیر اور اسم وہ ہے جو اس سے خالی ہو۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں کسی شخص کی کنیت ابوالقاسم نہ تھی اس لئے اور کسی کا کنیت رکھنا مُوجب اشتباہ تھا۔ بخلاف محمد اور احمد کے یہ نام آپ کے زمانہ شریف میں رکھے جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! اگر آپ کے بعد میرا بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام محمد او کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں فرمایا ہاں رکھ سکتے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے عہد مبارک میں محمد اور ابوالقاسم دونوں جمع کرنا جائز نہ تھا آپ کے وصال کے بعد دونوں کو جمع کر سکتے ہیں۔ شیخ نورالدین دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ادب یہ ہے کہ اس میں کبھی شریک نہ کرنا چاہیئے۔

۶۷۰۱ — **ترجمہ** : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہُوا اُس نے اس کا نام قاسم رکھا لوگوں نے اسے کہا ہم تجھے ابوالقاسم کنیت سے نہیں پکاریں گے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھ لیں حضور نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ لو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ (حدیث : ۲۹۰۷ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۷۰۲ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلّم نے

حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقٰسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ

۶۷۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَاَسْمَاهُ الْقٰسِمَ فَقُلْنَا لَا نُكَنِّيْكَ بِاَبِي الْقٰسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ —

فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو !

(حدیث ۱۱۰ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۷۰۳ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا اُس نے اس کا نام قاسم رکھا لوگوں نے کہا ہم تمہاری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ حضور سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو

۶۷۰۳ — شرح : قولہ ولا ننعمک عینا ، یعنی ہم تجھے یہ نہیں کہیں گے کہ اقر اللہ عینک ، اللہ تیری آنکھ کو ٹھنڈا کرے ۔ اللہ تعالیٰ تیری آنکھ کو خنک رکھے یہ ان اس محاورہ سے ماخوذ ہے انعم اللہ بک عینا ، یعنی اللہ تیری آنکھ کو اس کے ذریعہ ٹھنڈا کرے جس سے محبت کرتا ہے ۔ یہ بچہ کی پیدائش سے اشارہ ہے ، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو ۔ نام تبدیل کرنے کا حکم وجوبی نہ تھا کیونکہ ناموں میں معانی کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ نام میں صرف مسمّٰی (نام والا) کا امتیاز مقصود ہوتا ہے لیکن نیک فال کے لئے اچھا نام رکھا جاتا ہے ۔ جیسے سعید اور راشد وغیرہ ۔

(حدیث ۲۹۰۷ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ

۶۷۰۴ ـــــ **حَدَّثَنَا** اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَاهُ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا اُغَيِّرُ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ الْحُزُوْنَةُ فِيْنَا بَعْدُ

۶۷۰۵ ـــــ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ بِهٰذَا

بَابُ تَحْوِيْلِ الْاِسْمِ اِلٰى اِسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ

۶۷۰۶ ـــــ **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ

باب حزن نام رکھنا

۶۷۰۴ ترجمہ : ابن مسیب نے اپنے والد سے روائت کی کہ ان کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اُس نے کہا میرا نام حزن ہے فرمایا تیرا نام سہل ہے اُس نے کہا میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جو میرے والد نے نام رکھا ہے۔ ابن مسیب نے کہا اس کے بعد غم و اندوہ ہم میں ہمیشہ رہا۔

۶۷۰۵ ترجمہ : یعنی یہ حدیث دوسرے اسناد سے بھی مذکور ہے۔

باب ایک نام دوسرے نام سے تبدیل کرنا جو اس سے اچھا ہو،،

قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ اُتِیَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِیْ اُسَیْدٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ وُلِدَ فَوَضَعَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ وَاَبُوْ اُسَیْدٍ جَالِسٌ فَلَهِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاَمَرَ اَبُوْ اُسَیْدٍ بِابْنِہٖ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْنَ الصَّبِیُّ فَقَالَ اَبُوْ اُسَیْدٍ اَقْلَبْنَاہُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اسْمُہٗ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلٰکِنِ اسْمُہُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاہُ یَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ

۶۷۰۷ ـــــ حَدَّثَنَا صَدَقَۃُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ زَیْنَبَ کَانَ اسْمُهَا بَرَّۃَ فَقِیْلَ تُزَکِّیْ نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ

۶۷۰۶ ـــــ ترجمہ : سہل نے کہا ابو مُنذِر بن ابی اُسید کا جس وقت بچہ پیدا ہُوا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور نے اسے اٹھا لیا اور اپنی ران پر بٹھا یا جبکہ ابو اُسید بیٹھے ہُوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شئ کے ساتھ مشغول ہو گئے جو حضور کے سامنے تھی۔

ابو اُسید نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا کہ اس کو اُٹھا لیا جائے۔ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اُٹھا لیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہُوا (شغل سے فارغ ہُوئے) تو فرمایا بچہ کہاں ہے؟ ابو اُسید نے کہا ہم نے اُس کو اُٹھوا دیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس کا نام کیا ہے اُسید نے کہا اس کا نام فُلاں ہے۔ حضور نے فرمایا لیکن اس کا نام مُنذِر ہے اس روز سے اس کو منذر کہنے لگے۔

[illegible] نام کو اچھے نام سے

۶۷۰۸ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ اَبْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ اِلَى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ

سے تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے تم اچھے نام رکھو۔ طبری نے کہا قبیح نام نہیں رکھنا چاہیئے اور نہ ہی وہ نام جائز ہے جس میں تزکیہ اور مدح و ثنا پایا جائے اور نہ وہ نام درست ہے جس کے معنیٰ میں گالی یا مذمت ہو بلکہ اچھا نام رکھنا چاہیئے، جیسے حدیث سے ظاہر ہے۔ داؤدی نے کہا حضور نے نیک فال کے لئے یہ نام رکھا کہ اس کو علم عطا ہو جس کے ساتھ وہ لوگوں کو ڈرائے کہا گیا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساعدی خزرجی کے نام پر اس کا نام رکھا۔ حضور نے بچہ کے والد کے اکرام کے لئے اس کو گود میں اُٹھا لیا تھا۔

۶۷۰۷ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام برہ تھا۔ کہا گیا وہ اپنے آپ کا تزکیہ کرتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زینب رکھا۔

۶۷۰۷ — **شرح** : یہ زینب ام المؤمنین زینب بنت جحش ہے۔ ان کا نام برہ تھا یا زینب بنت ام سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود پال بیٹی ہے دونوں کا نام حضور نے تبدیل کر دیا اور زینب نام رکھا اور فرمایا اپنے آپ کا تزکیہ نہ کرو تم میں نیکوں کو خدا جانتا ہے۔ لوگوں نے کہا کیا نام رکھیں فرمایا زینب رکھو۔

۶۷۰۸ — **ترجمہ** : عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ نے خبر دی کہ میں ابوسعید بن مسیب کے پاس بیٹھا تو اُنہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اُن کا دادا حزن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اُس نے کہا میرا نام حزن ہے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے۔ اُس نے کہا میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا ہے۔ ابن مسیب

بَابُ مَنْ سَمّٰی بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ

وَقَالَ اَنَسٌ قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِيْمَ يَعْنِيْ ابْنَهٗ

۶۷۰۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قُلْتُ لِابْنِ اَبِيْ اَوْفٰی رَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

نے کہا اس کے بعد ہم میں ہمیشہ کے لئے حزونت اور غم و اندوہ رہا۔

۶۷۰۸ — شرح : ابن تین نے کہا ابن مسیب کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ ہم میں سہولت نہ رہی۔ داؤدی نے کہا صعوبت ہمیشہ رہی یعنی ان کے اخلاق میں شدت ہمیشہ رہی اہل نسب نے ذکر کیا۔ اس کی اولاد میں بدخلقی رہی جو لوگوں میں معروف ہے وہ کبھی اُن سے معدوم نہیں ہوسکتی۔ بعدُ " سے مراد یہ ہے کہ جب اُن کے دادے نے کہا تھا میں تو نام تبدیل نہ کروں گا اس کے بعد بدخلقی یا حزن و ملال اُن میں ہمیشہ رہا۔

باب جس نے نبیوں کے نام پر نام رکھا

اور انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو بوسہ دیا یعنی اپنے شہزادے ابراہیم علیہ السلام کو

شرح : جس نے بچہ کا نام کسی نبی کے نام پہ رکھا تو جائز ہے۔ سعید بن مسیب نے کہا نبیوں کے نام اللہ کو محبوب ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پہ نام رکھو۔ اس میں اس شخص کے کلام کی تردید ہے جس نے کہا نبیوں کے نام پہ نام رکھنا مکروہ ہے۔ اس کی حجت و دلیل حکم بن عطیہ کی ثابت کے ذریعہ انس سے مرفوع روایت ہے کہ تم اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو پھر انہیں گالیاں دیتے ہو لیکن امام بخاری نے ذکر کیا کہ یہ حکم ضعیف ہے۔ ابوالولید بھی اس کو ضعیف کہتے تھے۔

۶۷۱۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ

۶۷۰۹ — ترجمہ : اسماعیل نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ سے کہا تم نے ابراہیم بن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اُنہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے وہ کمسن وفات پا گئے۔ اگر یہ فیصلہ ہوتا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوگا تو آپ کا شہزادہ زندہ رہتا، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۷۱۰ — ترجمہ : براء بن عازب نے کہا جب شہزادہ کونین ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے۔

۶۷۰۹ - ۶۷۱۰ — شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد جنت میں چلے جاتے ہیں یا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ اس لئے قبر کی جنت سے تعبیر کی ہے۔ ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب شہزادہ کونین کا انتقال ہوا تو حضور نے فرمایا جنت میں اس کو دودھ پلانے والی ہے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے لیکن اس کے اسناد میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی ہے وہ ضعیف ہے۔ احمد اور ابن منده نے سُدّی کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام نے گہوارہ بھرا اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ نہ رہے، کیونکہ تمہارا نبی آخرالانبیاء ہے ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی ہے۔ صحابہ کی جماعت نے اس کو ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے حضرت انس کی روایت کا انکار کرتے ہوئے کہا میں نہیں جانتا یہ کیا ہے نوح علیہ السلام کا لڑکا پیدا ہوا جو نبی نہ تھا اگر نبی کو ہی جنم دیتا ہے تو سب کو نبی ہونا چاہیئے کیونکہ سب نوح کی اولاد ہیں۔ ابن عبدالبر نے امام نووی کے تہذیب الاسماء واللغات میں ان کے قول کی پیروی کی ہے کہ بعض متقدمین کی روایت کہ اگر (ابراہیم علیہ السلام) زندہ رہتے تو نبی ہوتے باطل ہے اور غائبانہ

۶۷۱۱ ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَكْنُوْا بِكُنْیَتِیْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَقْسِمُ بَیْنَكُمْ وَرَوَاهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کلام پر جسارت ہے اور سخت لغزش کھانا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے اصابہ وغیرہ میں ذکر کیا نووی کا عجیب کلام ہے تین صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے گویا کہ نووی کو اس کی تاویل کا پتہ نہیں چلا اس لئے اس کا انکار کر دیا ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ ہو سکتا ہے کہ نووی کو مذکور صحابہ سے یہ روایت نہ ملی ہو۔ اُن سے متاخر لوگوں سے روایت کی ہو اور یہ کہہ دیا جو کہا اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں اور نہ ہی صحابی کے متعلق یہ گمان کر سکتے ہیں کہ اُس نے ایسی روایت اپنے گمان سے کی ہو کی بہرحال امام نووی کا یہ قول غیر موجہ ہے اور ان کی تقلید میں ابن عبد البر کا کلام بھی مشکل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلانے والی جنت میں ہے وہ وہاں مدت رضاعت پوری کریں گے کیونکہ وہ سولہ ماہ کے وفات پا گئے تھے۔ یہ ابن مندہ کی روایت ہے۔ امام احمد نے مسند میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اٹھارہ ماہ کی عمر شریف میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق ستر دن زندہ رہے اس کو بیہقی نے ذکر کیا ہے۔ ان کی وفات ربیع الاول میں ہوئی بعض نے رمضان مبارک اور بعض نے ذی الحجہ میں ان کی وفات کا وقوع ذکر کیا ہے اگر یہ قول لیا جائے کہ وہ اُس وقت ڈیڑھ سال کی عمر شریف میں فوت ہوئے تو یہ کہنا کہ وہ ذی الحجہ میں فوت ہوئے باطل قول ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں تھے مگر وہ ستر دن کے بعد ذی الحجہ کی آخری تاریخ میں فوت ہوئے اور ستر دن زندہ رہنے کی تقدیر پہ ان کی وفات آٹھ ہجری میں ہوتی ہے (قسطلانی)

۶۷۱۱ ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پہ نام رکھو میری کنیت پہ کنیت نہ رکھو میں تمہارے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں۔ اس کی حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۶۷۱۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

۶۷۱۱ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میں قاسم ہوں اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ کنیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے صادق ہے کہ آپ لوگوں میں اللہ کا مال تقسیم فرماتے ہیں اور دوسرے لوگوں میں یہ حیثیت نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کنیت کسی وصف صحیح کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

۶۷۱۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے یقیناً مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا اور جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی کیفیت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا ایک روایت میں ہے کہ اس نے حق دیکھا۔ علامہ قسطلانی نے شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا کہ "من رآنی فی المنام فقد رآنی" میں شرط و جزاء متحد ہیں۔ اس کا مدلول پورا مبالغہ ہے یعنی جس نے مجھے دیکھا اُس نے بلاشبہ میری حقیقت دیکھی اُس کے دیکھنے میں ذرہ بھر شک و شبہ نہیں۔ بعض نے کہا "فقد رآنی" حقیقۃً شرط کی جزاء نہیں بلکہ اس کا لازم ہے جیسے فلیستبشر فانہ قد رآنی" یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس کو خوشخبری ہو

۶۷۱۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاہِیْمَ فَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَدَفَعَہٗ اِلَیَّ وَکَانَ اَکْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی ۔

اُس نے مجھے ہی دیکھا ہے ۔ حق یہ ہے کہ جو اُس نے دیکھا ہے وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ کی حقیقت جو نبوت کا محل ہے کی مثال ہے اور جو شکل وہ دیکھتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نہیں اور نہ ہی حضور کا شخص ہے بلکہ وہ آپ کی مثال ہے ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُؤیت کی کیفیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے رؤیت پیدا کر دیتا ہے ۔ اس رؤیت میں مواجہت ، مقابلہ شرط نہیں ۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اُس نے حضور کا جسم شریف دیکھا ہے بلکہ اُس نے ایک مثالی صورت دیکھی ہے جو مقصود تک پہنچانے کی آلہ بن جاتی ہے بلکہ بیداری میں بدن بھی انسان کی ذات کا آلہ ہوتا ہے ۔ حق بات یہ ہے کہ خواب میں حضور کو دیکھنے والا آپ کی روح مقدسہ کی حقیقت کی مثالی صورت دیکھتا ہے ۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر بعینہٖ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ ایک مثالی صورت دیکھتے ہیں تو کیسے معلوم ہوگا کہ خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کسی اور کو نہیں دیکھا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خواب میں حضور کی مثالی صورت دیکھنے والے کے دل میں ضروری علم پیدا کر دیتا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں **اقول** تحدیث نعمت کے طور پر بندہ عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے متعدد بار شرف زیارت میں یہی کیفیت تھی جو امام غزالی نے ذکر کی ہے ۔ فالحمد للہ رب العالمین ۔ علامہ عینی نے

۶۷۱۳ ـــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيدِ

کہا محققین نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے ۔

۶۷۱۲ ـــــ ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا میں اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے اس کو کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی پھر میرے حوالہ کر دیا وہ ابو موسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا ۔ (حدیث صے ۵۰۹ ج : ۸ کی شرح دیکھیں (باب العقیقہ))

۶۷۱۳ ـــــ ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ نے کہا جس روز شہزادۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم سلام اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو سورج کو گرہن لگا تھا ۔ اس کی ابو بکرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے (حدیث عـ ۹۹۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ولید نام رکھنا

اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد طبرانی کی اس روایت کا رد ہے جو اس نے ابن مسعود سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے غلام یا بچے کا نام حرب یا مُرّہ یا ولید رکھے یہ حدیث ضعیف ہے ۔ نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں بچہ پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ولید رکھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا نام فرعون کے نام پہ رکھا ہے ۔ البتہ اس امت میں ایک آدمی پیدا ہو گا جس کو ولید کہا جائے گا وہ اس امت پہ اس قدر شر پھیلائے گا جو فرعون اپنی قوم کے لئے نہ کر سکا تھا ۔ ابو حاتم بن حبان نے کہا یہ خبر باطل ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا اور نہ ہی عمر فاروق نے اس قسم کی روایت کی ہے

۶۷۱۴ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ اَلْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّکْعَۃِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ وَسَلَمَۃَ بْنَ هِشَامٍ وَعَیَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ بِمَکَّۃَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلٰی مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَیْهِمْ سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ

اور نہ سعید اور زہری نے روایت کی اور نہ یہ اوزاعی کی حدیث ہے۔

ترجمہ ۶۷۱۴ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا تو فرمایا اے اللہ ولید بن ولید کو سلمہ بن ہشام کو عیاش بن ابی ربیعہ کو اور مکہ مکرمہ میں کمزور مومنوں کو نجات دے اور مضر کے کافروں پر سخت تنگی کر اور وہ اُن پر یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ میں قحط سالی جیسی کر (یعنی ان کو بھوک سے ہلاک کر)

شرح ۶۷۱۴ : لغت میں وطأۃ کے معنی قدموں میں روندنے کے ہیں اور یہاں ہلاکت مراد ہے یعنی ان کو سخت پکڑ اور یوسف علیہ السلام کے قحط سالی سے تشبیہ قحط کے دیر پا ہونے اور سخت مشقت میں ہے چنانچہ مکہ مکرمہ میں سخت قحط واقع ہُوا اور قریش کے کافر بھوک سے مرنے لگے جب انہیں معلوم ہُوا کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت دعاء کا نتیجہ ہے تو ابو سفیان خدمت میں حاضر ہُوا اور بصد شکستگی عرض کیا کہ اے اباالقاسم آپ صلۂ رحمی کرنا فرماتے ہیں یہ لوگ جو بھوک سے مر رہے ہیں آپ کے ذوالارحام ہیں دعاء فرمائیں کہ قحط سالی کی شدت ختم ہو اور یہ ابتلاء اور مصیبت جاتی رہے، لیکن اُن بدبختوں نے سب کچھ جانتے ہُوئے ایمان قبول نہ کیا اور سرورِ کونین کی طاعت نہ کی اور ضلالت و گمراہی میں رہے ،،

بَابُ مَنْ دَعَیٰ صَاحِبَهٗ فَنَقَصَ مِنْ اِسْمِهٖ حَرْفًا

وَقَالَ اَبُوْحَازِمٍ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ قَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا هِرٍّ

۶۷۱۵ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِیْلُ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ یَرٰی مَا لَا اَرٰی

باب جس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا

ابو حازم نے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اباھرؓ

۶۷۱۵ ــــ ترجمہ : ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائش ، یہ جبرائیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ اور کہا حضور وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی۔

۶۷۱۵ ــــ شرح : ابن بطال نے کہا یہ تنقیص باب ترخیم سے نہیں بلکہ لفظ کو تصغیر و تانیث سے تکسیر و تذکیر طرف نقل کرنا ہے یہ نقصان اگرچہ لفظ میں نقصان ہے لیکن معنی کے اعتبار سے ، کیونکہ ہریرہ ہرّہ کی تصغیر ہے تو حضورؐ نے ابوہریرہ کو اس کے نام سے خطاب کیا یہ لفظ میں نقصان اور معنی میں زیادتی ہے اس میں اضافہ ہے ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا

۶۷۱۶ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ

بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُولَدَ لِلرَّجُلِ

هُوَ يَرَى مَالَا أَرَى، یعنی آپ وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی یہ رؤیت ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے میں پیدا کرتا ہے اگر پیدا کرے تو دیکھے گا ورنہ نہیں۔

۶۷۱۶ — ترجمہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ام سلیم اونٹ پر سوار تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام انجشہ اونٹوں کو چلا رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجش بوتلوں (عورتوں) کو چلانے میں آہستگی کرو جلدی نہ کرو۔

۶۷۱۶ — شرح: ثقل کے معنی مسافر کا سامان کے ہیں قولہ رُوَیْدَکَ یعنی عورتوں کو چلانے میں جلدی نہ کرو، کیونکہ یہ شیشے کی بوتلوں کی طرح اثر جلدی قبول کرتی ہیں (حدیث ۵۴۲۳ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب چھوٹے بچے کی کنیت رکھنا اور آدمی کا بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس کی کنیت رکھنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی اولاد کی کنیت جلدی رکھو تاکہ ان کو برے القاب سے نہ پکارا جائے علماء نے کہا نیک فال کے لئے بچوں کی کنیت رکھتے ہیں کہ بچہ زندگی بسر کرے حتیٰ کہ اس کی اولاد ہو اور لقب سے بچنے کے لئے بھی کنیت رکھی جاتی ہے، کیونکہ غالباً جو کسی کا ذکر کرتا ہے اور اس کے دل میں اس کی تعظیم ہوتی ہے تو اس کے خاص نام سے اس کا ذکر نہیں کرتا جب اس کی کنیت ہوگی تو لقب ذکر کرنے کی کوشش

۶۷۱۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيمٌ وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلٰوةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا

نہ کرے گا عربوں کی کنیت عجمیوں کے لقب کی مانند ہے۔

ترجمہ ۶۷۱۷ ــــ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خُلق کے اعتبار سے سب لوگوں سے اچھے تھے۔ میرا ایک بھائی تھا اس کو ابوعُمیر کہا جاتا تھا کہا میرا خیال ہے کہ وہ فطیم تھا (دودھ چھوڑ چکا تھا) جب وہ حضور کے پاس آتا تو فرماتے یا اباعُمیر مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ، اے اباعمیر تیری چڑیا نے کیا کیا؟ چڑیا کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا۔ لبا اوقات نماز کا وقت آتا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر ہوتے تو آپ کے نیچے بچھونے کے متعلق حکم فرماتے اس کو صاف کیا جاتا اور اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا۔ پھر کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے تو آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔

شرح ۶۷۱۷ ــــ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے، تو آدمی کی اولاد ہونے سے پہلے بطریق اَولیٰ جائز ہے۔ ابوعمیر انس کا اخیافی بھائی ہے (مادر زاد بھائی) جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لے جاتے تو ابوعمیر سے خوش طبعی کے طور پر فرماتے یا اباعمیر مَا فَعَلَ نُغَیْرُ یہ نُغَر کی تصغیر ہے اس کے معنی چڑیا کے ہیں۔

بَابُ التَّكَنِّيْ بِاَبِيْ تُرَابٍ وَاِنْ كَانَتْ لَهٗ كُنْيَةٌ اُخْرٰى

۶۷۱۸ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنْ كَانَتْ اَحَبَّ اَسْمَاءِ عَلِيٍّ اِلَيْهِ لَاَبُوْ تُرَابٍ وَاِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ اَنْ يُّدْعٰى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ اَبَا تُرَابٍ اِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ اِلَى الْجِدَارِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهٗ فَقَالَ هُوَذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَاَ ظَهْرُهٗ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَ يَقُوْلُ اِجْلِسْ يَا اَبَا تُرَابٍ

باب ابُوتراب کنیت رکھنا اگرچہ اس کی اور کنیت بھی ہو۔

۶۷۱۸ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ ،، کو ابوتراب کنیت بہت محبوب تھی اس کے ساتھ بلائے جاتے تو بہت خوش ہوتے تھے۔ اِن کا یہ نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا جبکہ ایک دن سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ناراض ہو کر گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد میں دیوار کے پاس لیٹ گئے اُن کا پیچھا کرتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے گئے جبکہ اُن کی پُشت مٹی سے بھری ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی پُشت سے مٹی پونچھتے اور فرماتے اے ابا تراب بیٹھ جاؤ۔

بَابُ اَبْغَضِ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

۶۷۱۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ

۶۷۱۸ — شرح : اہلِ فضل اور ان کی بیویوں کے درمیان بھی ناراضگی ہو جایا کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں قوت غضبیہ رکھی ہے۔ فطری مقتضیٰ کے مطابق دونوں حضرات کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی تھی اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں جا کر لیٹ گئے تھے۔ حضور نے حضرت علی سے فرمایا "اِجْلِسْ" لیٹے کو اجلس کہنا بھی استعمال ہوتا ہے۔ خلیل نے کہا کھڑے کو "اُقْعُدْ"، اور لیٹنے والے، سونے والے اور سجدہ کرنے والے کو اجلس کہا جاتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق تھے، کیونکہ حضور حضرت علی المرتضیٰ کی طرف تشریف لے گئے تاکہ انہیں راضی کریں اور اُن کی پُشت سے غبار پونچھا تاکہ انہیں خوش کریں اور ابو تراب کنیت رکھ کر اُن سے خوش طبعی کی اور سیّدہ سلام اللہ علیہا کو ناراض کرنے پر ان کو زجر و عتاب نہ کیا، حالانکہ سیّدہ کا مقام اُن سے بہت بلند تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں دامادی و سسرال کی رشتہ داری ہو وہاں نرم روش اختیار کرنا مستحب ہے۔ محبت کی بقاء کے لئے انہیں عتاب نہیں کرنا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اہلِ فضل اور ان کی بیویوں کے درمیان غیظ و غضب ہوتا رہتا ہے، کیونکہ یہ انسان کی طبع میں داخل ہے اس کو عیب نہیں کہا جاتا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے علی المرتضیٰ کی طرف اس لئے تشریف لے گئے کہ غصّہ کی حالت میں علی سے کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہو جو جناب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان کے لائق نہ ہو اس طرح حضور نے کلام کا مادہ ہی ختم کر دیا یہاں تک کہ ہر ایک کا غصّہ جاتا رہا۔ (عینی و قسطلانی)

باب جو نام اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں

۶۷۱۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۷۲۰ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رِوَایَةً قَالَ اَخْنَعُ اِسْمٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَقَالَ سُفْیٰنُ غَیْرَ مَرَّةٍ اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰہِ رَجُلٌ تَسَمّٰی بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ قَالَ سُفْیٰنُ یَقُوْلُ غَیْرُہٗ تَفْسِیْرُہٗ شَاهَانْ شَاہْ

نے فرمایا قیامت میں اللہ کے نزدیک قبیح ترین نام یہ ہے کہ آدمی کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھا جائے۔

۶۷۲۰ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام وہ ہے جو آدمی کو ملک الاملاک کہا جائے سفیان نے کہا اُن کے غیر نے کہا ملک الملوک کی تفسیر شاہان شاہ ہے۔

۶۷۱۹ ـــ ۶۷۲۰ ـــ شرح : اَخْنیٰ بھمزہ مفتوح بمعنی خوار ترین یعنی قیامت کے دن اس نام والا شخص رسواتر اور خوارتر ہوگا۔ دوسری حدیث میں لفظ "اَخْنَعُ" ہے اَخْنیٰ اور اَخْنَعُ ہم معنیٰ ہیں۔ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاتا ہے کہ اسم مسمّٰی کا عین ہے۔ علامہ بیضاوی نے اس میں اختلاف ذکر کیا ہے۔ سفیان نے کہا ابوالزناد کے غیر نے کہا ملک الاملاک کی تفسیر فارسی میں شاہان شاہ ہے۔ اُس زمانہ میں یہ نام بکثرت رکھا جاتا تھا اس لئے سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا جس نام کی مذمت حدیث میں مذکور ہے وہ ملک الاملاک میں منحصر نہیں بلکہ ہر زبان میں جو اس کا ہم معنیٰ ہو وہ بھی شرعًا مذموم ہے۔ فارسی میں شاہان مضاف الیہ اور شاہ مضاف ہے کیونکہ فارسی میں مضاف الیہ مضاف پر مقدم ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام رکھنا حرام ہے، کیونکہ اس پر سخت وعید آئی ہے اس طرح جو اس نام کا ہم معنیٰ ہو وہ بھی حرام ہے جیسے کسی کا نام احکم الحاکمین یا سُلْطَانُ السَّلَاطِین یا امیر الامراء رکھا جائے ممنوع ہے۔ علامہ عینی نے کہا اَقْضَی الْقُضَاۃ نام رکھنا بھی ممنوع ہے، کیونکہ اس کے معنیٰ "احکم الحاکمین" کے ہیں یہ قاضی القضاۃ سے بلیغ تر ہے کیونکہ یہ افعل التفضیل ہے۔ اَقُوْلُ شاہان شاہ ملک الاملاک اور قاضی القضاۃ بطور عَلَم ممنوع ہیں اگر مذکور الفاظ علم نہ ہوں اور ان کا لغوی معنی مراد ہو تو ممنوع نہیں؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ یعنی علی تم سب سے بڑا قاضی ہے یہ اُن کا عَلَم نہیں۔ ماوردی کو اَقْضَی الْقُضَاۃ، کہا

بَابُ كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ اَبِيْ طَالِب

۶۷۲۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَ اُسَامَةُ وَرَاءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ

جاتا تھا، حالانکہ وہ ملک الاملاک نام رکھنے سے منع کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مُشرک کی کُنیت

مسور نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا مگر یہ کہ ابن ابی طالب چاہے"

توضیح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جس وقت بنو ہشام نے ابو جہل کی لڑکی کی شادی حضرت علی سے کرنی چاہی۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ علی ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو حضور نے خطبہ دیا کہ میں علی بن ابی طالب کو ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنے سے منع نہیں کرتا ہوں اگر اُس نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنا ہے تو فاطمہ کو طلاق دیدے اللہ تعالیٰ راضی نہیں کہ دشمنِ خدا کی لڑکی اور محبوبِ خدا کی لڑکی ایک گھر میں جمع ہوں۔

۶۷۲۱ — **ترجمہ** : عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر

قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَا حَتّٰى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلٍ وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِي الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَ الْيَهُوْدِ وَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهٗ بِرِدَائِهٖ وَ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَ قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ اَيُّهَا الْمَرْأُ لَا اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ اِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا لِمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَ الْمُشْرِكُوْنَ وَ الْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ

فدک کی چادر تھی اور اُسامہ بن زید حضور کے پیچھے سوار تھے۔ آپ قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں سعد بن ابی عبادہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے۔ آپ چلتے رہے حتی کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن سلول بھی تھا یہ واقعہ عبد اللہ بن ابی کے مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ اس مجلس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی ملے جلے ہیں مسلمانوں میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس کو سواری کے غبار نے ڈھانپ لیا تو ابن اُبَی نے اپنی ناک کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا اور کہا ہم پر غبار نہ ڈالو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کہا (اس میں صرف مسلمانوں کی نیت کی تھی) پھر وہاں ٹھہر گئے اور سواری سے اُترے اور اُن کو دین اسلام کی خبر دی اور اُن پر قرآن کریم پڑھا (جو اس کے حال کے مناسب تھا) عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا اے مرد! تم کہتے ہو اس سے اچھی کوئی شئے نہیں اگر یہ حق ہے تو اس کی وجہ سے ہماری مجالس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اپنے گھر جاؤ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَفِّضُہُمْ حَتّٰی سَکَنُوْا ثُمَّ رَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَابَّتَہٗ فَسَارَ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ اُعْفُ عَنْہُ
وَاصْفَحْ فَوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰہُ بِالْحَقِّ الَّذِیْ
اُنْزِلَ عَلَیْکَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ اَہْلُ ہٰذِہِ الْبَحْرَۃِ عَلٰی اَنْ یُتَوِّجُوْہُ وَ
یُعَصِّبُوْہُ بِالْعِصَابَۃِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰہُ ذٰلِکَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ اَعْطَاکَ شَرِقَ
بِذٰلِکَ فَذٰلِکَ فَعَلَ بِہٖ مَا رَاَیْتَ فَعَفَا عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ یَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ
وَاَہْلِ الْکِتٰبِ کَمَا اَمَرَہُمُ اللّٰہُ وَیَصْبِرُوْنَ عَلَی الْاَذٰی قَالَ اللّٰہُ
وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ الْاٰیَۃَ وَقَالَ وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَہْلِ

ہم سے جو تمہارے پاس آئے اس پر یہ بیان کرو۔

عبداللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسُولَ اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" (اصلاح اسی میں ہے کہ آپ قرآن بیان فرمائیں) اس غبار سے ہماری مجلسیں ڈھانپیں ہم اس غبار کو محبوب جانتے ہیں۔ پس مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں نے گالیاں دینا شروع کیں یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی پر اُتر آئیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ سوار ہو کر تشریف لے گئے حتیٰ کہ سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے آئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! کیا تم نے سُنا نہیں کہ ابوحُباب نے کیا کہا ہے؟ اس سے حضور کی مراد عبداللہ بن اُبی تھا اُس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ راوی نے کہا سعد بن عبادہ نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ آپ پر فدا ہو! آپ اس کو معاف کر دیں اور درگذر

الْكِتَابِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَاَوَّلُ فِى الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى اُذِنَ لَهٗ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قُتِلَ مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مَنْصُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ مَعَهُمْ اُسَارٰى مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا

فرمائیں ۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے ۔ اللہ نے آپ کو حق دیا جو آپ پر نازل فرمایا اس شہر کے لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پہ عصابہ باندھیں (اس کو اپنا سردار بنائیں)، جب اللہ تعالیٰ نے جو حق دیا ہے اس کے ساتھ اس کو مسترد کر دیا تو یہ شخص اس وجہ سے غصہ میں آیا اور جو آپ نے دیکھا ہے وہ اس وجہ سے کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور اہل کتاب کو معاف کر دیتے تھے ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰى ،، وہ ان کو اذیت پہنچنے پر صبر کر دیتے ہیں ،، ا ـ ـ ـ ـ ـ ـ ن دالٰہی ہے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ ،، تم یقیناً تم اُن لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور اُن لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا بہت اذیت سنو گے اور فرمایا : وَدَّ كَثِيْرٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ،، اہل کتاب یہ خواہش کرتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد کافر کر دیں (ان کو تمہارے ایمان کے بعد تمہارے کفر سے محبت ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف کرنے میں آیات کی تاویل و تفسیر کرتے تھے جو اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی حتیٰ اُن کے بارے میں حضور کو جہاد کا حکم دیا ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر لڑی اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے کافر اور سردار قریش قتل کر دیئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف کرنے میں آیات کی تاویل

۶۷۲۲ ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

قضیہ کرتے تھے جو اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی حتیٰ کہ اُن کے بارے میں حضور کو جہاد کا حکم دیا گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر لڑی اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے کافر اور سردار قریش قتل کر دیئے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس حال میں واپس لوٹے کہ ان کی مدد کی گئی تھی اور غنیمت لے کر آئے جبکہ اُن کے ساتھ بڑے بڑے کافر اور سردار قریش قیدی تھے تو ابن ابی بن سلول اور اس کے ساتھ والے مشرکوں، بُت پرستوں نے کہا یہ امر یعنی اسلام کامیاب ہو گیا ہے اب بیعت کر لو تو اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کر لی اور بظاہر مسلمان ہو گئے۔

۶۷۲۱ ــــ شرح : ابو حباب عبداللہ بن ابی بن سلول کی کنیت ہے۔ اُبَیّ اس کا والد اور سلول ماں ہے اس لئے ترکیب میں اُبَیّ سلول دونوں مرفوع لفظ عبداللہ کی صفت ہیں۔ حُباب بضم الحاء وتخفیف الباء شیطان کا نام ہے سانپ پر بھی بولا جاتا ہے۔ بعض نے کہا حباب سانپ ہے، حباب بفتح الحاء اوس ہے جو صبح کے وقت پتوں پر ہوتی ہے۔ حباب کے معنی بُلبلہ بھی ہیں جو پانی پر اُبھر کر جلد ختم ہو جاتے ہیں۔ صنادید صندید کی جمع معنی بہادر سردار ہے۔ اُس منافق نے کہا جو تم کہتے ہو اگر حق ہے۔ بطور استہزاء کہا تھا۔ قولہ بَایِعُوا، پہلا امر اور دُوسرا ماضی ہے۔ تاویل شئی کے مآل کی وضاحت ہے (حدیث : ۲۷۸۳ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۷۲۲ ــــ ترجمہ : حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ نفع دیا ہے وہ آپ کی نگہبانی کرتا تھا آپ کے لئے غصہ بھی کرتا تھا (دشمنوں سے حفاظت اور دشمنوں پر غصہ کرتا تھا) فرمایا ہاں میں نے انہیں

بَابُ الْمَعَارِيضُ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

وَقَالَ اِسْحٰقُ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِاَبِیْ طَلْحَةَ فَقَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هَدَأَ نَفَسُهُ وَاَرْجُوْ اَنْ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ اَنَّهَا صَادِقَةٌ

نفع دیا ہے ۔ وہ ہلکی سی آگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے حصہ میں ہوتے ۔

۶۷۲۲ ——— شرح : ضحضاح دو ضاد ہیں اور دو ہی حاء ہیں پہلا ضاد مفتوح اور حاء ساکن ہے اس کے معنی تھوڑا سا پانی جو ٹخنوں تک پہنچتا ہے اس سے مراد آگ ہے جو ٹخنوں تک پہنچے ۔ ایک حدیث میں ہے میں نے ابوطالب کو دوزخ میں ڈوبا ہوا دیکھا۔ میں نے اس کو ضحضاح تک نکالا ۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ابوطالب کو آگ کی جوتی پہنائی جائیگی جس سے اُن کا دماغ کھولتا ہوگا ۔ (اس حدیث کی کمل تفصیل حدیث ۱۲۸۰ ج ۲ کی شرح میں دیکھیں)

باب اشارہ سے بات کرنا جھوٹ سے دُور کرتی ہے

اسحاق نے کہا میں نے انس سے سُنا کہ ابوطلحہ کا بیٹا فوت ہوگیا ابوطلحہ نے کہا بچے کا حال کیسا ہے ؟ اُمّ سُلیم نے کہا اس کی جان آرام میں ہے اُمید ہے کہ وہ آرام میں ہے ۔ ابوطلحہ نے اس کو سچا گمان کیا

شرح : معاریض مِعراض کی جمع ہے اس کے معنی ہیں تصریح کے خلاف بات کرنا یہ کسی شئی کا کسی اور شئی سے توریہ اور اشارہ ہے ۔ مندوحہ کے معنی وسعت کے ہیں ۔ معاریض کا مقصد یہ ہے کہ انسان مجبوری کی حالت میں جھوٹ سے مستغنی ہو جاتا ہے ۔ طبری نے اپنے

۶۷۲۳ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ لَهٗ فَحَدَا الْحَادِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرْفُقْ يَا اَنْجَشَةُ وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيْرِ

۶۷۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ وَاَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ يَحْدُوْ بِهِنَّ يُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا اَنْجَشَةُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ

اسناد کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ معاریض میں جھوٹ سے استغناء ہے۔ ابوطلحہ کی بیوی ام سلیم نے کہا "هَدَءَ نَفْسُهٗ" یعنی وہ سکون میں ہے اس سے مراد سکونِ نفس ہے یہ جھوٹ نہیں۔ ام سلیم نے اس سے موت اور دُنیا کے بلایا اور مصائب سے استراحت کا ارادہ کیا تھا اس میں وہ سچی تھی لیکن ابوطلحہ کے گمان میں وہ سچی نہ تھی، کیونکہ اُس کے ظاہری کلام کے مفہوم میں مختلف تھا درحقیقت ایسے کلام کو جھوٹ نہیں کہا جاتا بلکہ جھوٹ سے مَنْدُوْحَہ مُتَّسَعَہ اور مستغنی کہا جاتا ہے۔ (حدیث ۱۲۲۶ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۷۲۳ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے اونٹ ہانکنے والے نے ان کو تیزی سے چلایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ تیری خرابی ہو بوتلوں کے ساتھ نرمی کر۔

۶۷۲۱ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک غلام اونٹوں کو چلا رہا تھا جسے انجشہ کہا جاتا

۶۷۲۵ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا اَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرُ الْقَوَارِيْرَ قَالَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَاءِ

۶۷۲۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ شیشہ کی بوتلوں کے ساتھ اپنا چلانا نرم کرو۔ ابوقلابہ نے کہا قواریہ سے مراد عورتیں ہیں۔

۶۷۲۵ — ترجمہ انس بن مالک نے کہا ایک شخص تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو ہانکا کرتا تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا۔ اس کی آواز بہت اچھی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے انجشہ نرمی کرو، بوتلوں کو نہ توڑو۔ قتادہ نے کہا بوتلوں سے مراد کمزور عورتیں ہیں۔ (شیشہ بہت جلد تاثیر قبول کرتا ہے ایسے ہی عورتیں بہت جلد اثر قبول کرتی ہیں) اس لئے عورتوں کو قواریہ فرمایا۔

۶۷۲۶ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں گھبراہٹ پیدا ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرمایا ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے۔ (حدیث ۲۶۶۱ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّیْءِ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَهُوَ یَنْوِیْ اَنَّہٗ لَیْسَ بِحَقٍّ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرَیْنِ یُعَذَّبَانِ بِلَا کَبِیْرٍ وَاِنَّہٗ لَکَبِیْرٌ

۶۷۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ ابْنُ یَزِیْدَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ اَخْبَرَنِیْ یَحْیَی بْنُ عُرْوَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ عُرْوَۃَ یَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَۃُ سَاَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْکُہَّانِ فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسُوْا بِشَیْءٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّہُمْ یُحَدِّثُوْنَ

باب آدمی کا کسی شئ کو کہنا کہ وہ کوئی شئ نہیں اس کی نیت یہ ہے کہ حق نہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبر والوں کے متعلق فرمایا ان کو عذاب کبیرہ گناہ کے بغیر دیا جا رہا ہے حالانکہ اس کا عذاب کبیر ہے۔

یہ حدیث کتاب الوضوء میں اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے فرمایا ان کو عذاب دیا جا رہا ہے انہیں کبیرہ میں عذاب نہیں دیا جاتا، ان میں سے ایک شخص پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا یعنی تم پر ان دو امور سے بچنا مشکل نہیں حالانکہ یہ اللہ کے نزدیک عظیم ہیں (حدیث ع ج۱ ۲۱۵ کی شرح دیکھیں)

أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْجِنِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ

٦٧٢٧ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے یحیٰی بن عروہ نے خبر دی کہ اُنہوں نے عروہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو انہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کوئی شئی نہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کسی وقت یہ کاہن اشیاء کی خبریں دیتے ہیں جو سچی ہوتی ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلام جو سچا ہوتا ہے وہ جن کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کو جن واقع سے لیتا ہے پھر اپنے دوست کاہن کے کان میں ڈالتا ہے جیسے مُرغ آواز دیتا ہے پس اس کلمہ میں کاہن سو جھوٹ ملاتے ہیں۔

٦٧٢٧ — شرح : یعنی کاہنوں کی بات کوئی صحیح شئی نہیں جس پر اعتماد کیا جائے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے خبر دیتے ہیں اور وہ معتمد علیہ ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے تو اس شخص کو کہے جس نے کوئی کام مضبوطی سے نہ کیا ہو تو نے کچھ نہیں کیا حالانکہ اس نے کچھ نہ کچھ تو کیا ہے لیکن وہ معتمد علیہ نہیں ہے بعض روایات میں اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل جن آسمانوں میں چلے جاتے تھے اور آسمان والوں میں جو واقعات مذکور ہوتے یہ وہ سُن کر کاہنوں کو پہنچاتے تھے پھر حضور کی ولادت باسعادت کے بعد اُوپر جاتے تو ان کو سنگسار کیا جانے لگا۔ بایں ہمہ وہ بعض کلمات سُن کر کاہن تک لانے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ حدیث کے متن میں لفظ "قرّ الدجاجۃ"، ہے لیکن صحیح لفظ زجاجہ بمعنی شیشے کی بوتل ہے تاکہ جس حدیث میں لفظ فاردرہ ہے اس کے مناسب ہو جائے اگرچہ دجاجہ کی روایت بھی صحیح ہے۔ قرّ الدجاجہ مرغی کی آواز کی حکایت ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا جن آسمان سے واقعات مستقبلہ چوری کر کے کاہنوں تک پہنچاتے ہیں اور وہ اُن کے ساتھ قیاس کے اور سو جھوٹ ملا لیتے ہیں کبھی اس کی بات سچی ہوتی ہے اور کبھی جھوٹ ہوتا ہے غالب یہی ہے کہ جھوٹ ہوتا ہے۔ کاہنوں کے متعلق جو تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے ذہن بہت تیز ہوتے

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَاءِ

وَقَوْلِهٖ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَقَالَ اَيُّوْبُ عَنْ اِبْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ

ہیں ان کے نفوس شریرہ اور طبائع ناریہ ہوتی ہیں ان سے شیطان پیار کرتے ہیں، کیونکہ ان کی آپس میں مناسبت ہے اور ان امور میں ان کی حتی المقدور مطابق موافقت کرتے ہیں۔ کاہن جنوں سے واقعات پوچھتے ہیں وہ ان کو سنگسار شدہ کلمات بتاتے ہیں اور کاہن جھوٹی باتوں میں تکلّف کر کے اُجرت طلب کرتے ہیں۔ یہ گمراہ جماعت ہے ان کے دوست شیطان اور شرارتی مخلوق ہے جبکہ نیک لوگوں، ہدایت یافتہ انسانوں کی جماعت فرشتے اور نیک لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ،، اور اللہ مومنوں اور متقی لوگوں کا دوست اور ناصر ہے (حدیث ۲۰۷۳ کی شرح بھی دیکھیں)

باب آسمان کی طرف نظر اُٹھانا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے ہیں وہ کیسے پیدا ہُوا ہے اور آسمان کی طرف نظر نہیں اُٹھاتے ہیں وہ کیسے بُلند کیا گیا ہے۔ ایوب نے ابن ابی مُلیکہ سے روایت کی اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا ،،

شرح : بعض زاہدوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور تخشّع اور تذلّل کے سبب آسمان کی

٦٧٢٨ — حَدَّثَنَا یحییٰ بن بُکیر قال حَدَّثَنَا اللَّیثُ عن عُقَیل عن ابن شھاب قال سمعت ابا سلمۃ ابن عبد الرحمٰن یَقُولُ اخبرنی جابرُ بن عبد اللہ انہ سَمِعَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ ثُمَّ فترعَنِّی الوحیُ فبینا انا اَمْشِیْ سَمِعْتُ صوتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ اِلَی السماء فاذا المَلَکُ الَّذِیْ جَاءَ نی بحراءٍ قَاعِدٌ عَلٰی کرسِیٍّ بَیْنَ السَّماء والارض

طرف نظر بلند نہیں کرنا چاہیئے۔ عطا سلمی سے روایت ہے کہ اُنہوں نے چالیس برس آسمان کی طرف نظر بلند نہ کی تھی۔ ایک دفعہ اچانک نظر اُٹھ گئی تو بیہوش ہو کر گر پڑے جس سے اُن کے پیٹ میں زخم ہو گیا طبری نے ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ دُعا میں آسمان کی طرف نظر اُٹھانا مکروہ ہے۔ دعا ہو یا غیر دعا ہو نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانے سے منع فرمایا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز میں آسمان کی طرف نظر بلند کرتے ہیں اور اس میں سخت وعید ذکر فرمائی یہاں تک فرما دیا کہ لوگ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھانے سے رُک یا ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا اقوال کی تردید کے لئے یہ عنوان ذکر کیا اور مذکور آیات سے ثابت کیا کہ آسمان کی طرف نظر بلند کرنا ثابت ہے، چنانچہ اونٹ کی طرف اور آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے کی ترغیب دلائی کہ آسمان کو دیکھیں انہیں کیسے اُٹھایا گیا ہے اونٹ کی کوہان بھی اونچی ہے اس کی گردن اور کوہان دیکھنے سے رفع بصر ہوتا ہے۔ اونٹ کو دیکھنے کی تخصیص یہ ہے کہ اس کو بٹھا کر اس پر بوجھ لادتے ہیں اور وہ اسی حال میں کھڑا ہو جاتا ہے، حالانکہ اور کوئی جانور ایسا نہیں کر سکتا نیز یہ عربوں کا عزیز ترین مال ہے۔ یہ بھاری بوجھ اُٹھانے کے ساتھ کمزور سے کمزور انسان کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ ایوب نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے قبل آسمان کی طرف سر مبارک اُٹھا کر فرمایا اَللّٰھُمَّ اَلرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت

۶۷۲۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَرِیْكٌ عَنْ كُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ اَوْ بَعْضُهٗ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ فَقَرَاَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰی قَوْلِهٖ لِاُولِی الْاَلْبَابِ

آسمان کی طرف دیکھتے تھے ۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیث بیان کرنے بیٹھتے تو بکثرت آسمان کی طرف نگاہ شریف کرتے تھے (عینی)

۶۷۲۸ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا پھر مجھ سے وحی منقطع ہوگیا تو ایک دفعہ میں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں وہ فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ۔ (اس حدیث میں نَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ ،، میں حدیث کی مناسبت ہے)

۶۷۲۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات رہا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما تھے ۔ جب رات کی آخری تہائی ہوئی یا اس کا کچھ حصہ تھا تو حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ آیت کریمہ پڑھی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ

۶۷۲۹ — شرح : ام المؤمنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ابن عباس کی خالہ ہیں ۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اہل زہد کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی انکساری اور عاجزی اور تذلل کرتے ہوئے آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے ۔

(حدیث ۱۳۸ ج ا کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَنْ نَكَتَ الْعُودَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

۶۷۳۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمٰنَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدٌ يَضْرِبُ بِهٖ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ افْتَحْ

باب جس نے پانی اور مٹی میں لکڑی سے نکتے لگائے ''

۶۷۳۰ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں چھڑی تھی جس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے۔ ایک آدمی آیا در آنحالیکہ وہ دروازہ کھلوانا چاہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اس شخص کو جنت کی خبر دو میں دروازہ کھولنے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں میں نے اُن کے لئے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دروازہ کھول دو اور

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ اَوْ تَكُوْنُ فَذَهَبْتُ فَاِذَا عُثْمٰنُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ وَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِىْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيْئَ بِيَدِهٖ فِى الْاَرْضِ

۶۷۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ

اس کو بھی جنت کی خوشخبری دو اچانک وہ عمر فاروق تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور ان کو جنت کی خوشخبری دی پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا جبکہ حضور تکیہ لگائے بیٹھے تھے پس آپ بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو اسے بلوٰی کی مصیبت پہنچنے پر یا ہونے پر جنت کی خوشخبری دو۔ میں گیا اچانک وہ حضرت عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہ۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور ان کو جنت کی خوشخبری دی اور وہ خبر دی جو حضور نے فرمایا۔ راوی نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ ہی مددگار ہے۔

۶۷۳۰ — شرح : بلوٰی بمعنی بلیّۃ اور مصیبت ہے۔ حائط باغ اس میں بیر اریس تھا۔ جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی گری تھی۔ عرب کی عادت ہے کہ وہ خطاب کرنے کے وقت عصا پکڑتے ہیں اور کلام کرتے وقت اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے۔ اس کا جاہل ہی انکار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں عظیم براہین جمع کئے تھے جن کو دیکھ کر اُن کے مخالف جادوگر ایمان لائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام خطبہ اور وعظ اور لمبی نماز ادا کرتے وقت عصا پکڑتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا اُٹھایا کرتے تھے عصا کی یہی شرافت کافی ہے۔ حضرات خلفاء راشدین اور خطباء کرام بھی اس پر عمل کرتے تھے (حدیث ۴۴۲۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب آدمی اپنے ہاتھ سے زمین میں کوئی شئ کرید ے

نکت بفتح النون وسکون الکاف ہے اس کے معنی لکڑی وغیرہ سے زمین کریدنے کے ہیں۔

أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ بِعُودٍ وَقَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ قَالُوا أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى الْآيَةَ

۶۷۳۱ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ لکڑی سے زمین کریدنے لگے (اس پر نشان لگانے تھے) حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کی جگہ جنت اور دوزخ میں فارغ ہو چکی ہے (ہر ایک کے لئے ازل میں جنت اور دوزخ مقرر ہو چکی ہے) لوگوں نے کہا کیا ہم اس پر توکّل نہ کریں فرمایا عمل کرو جس کے لئے کوئی پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے میسّر ہو گا۔ بہر حال جس نے دیا اور ڈرا ہم اس کے لئے آسانی کر دیں گے الآیۃ۔

۶۷۳۱ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جو ہمارا مقدر ہے وہ بہر حال ہو کر رہے گا ہم عمل کریں یا نہ کریں۔ کیا اس پر ہی اعتماد نہ کریں؟ عمل کی کیا ضرورت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس زعم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا عمل کرو تم میں سے ہر ایک کے لئے آسانی ہو گی اگر اس کی تقدیر میں جنت ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے اعمال آسان کر دے گا اور اگر اس کا مقدر دوزخ ہے تو اس کے دوزخ کے عمل آسان ہو جاتے ہیں۔ پھر دونوں فریقوں کی طرف اس آیت کریمہ سے اشارہ فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور اللہ سے ڈرتا رہا حرام سے بچتا رہا اور یقین کیا کہ اللہ اس کو اچھی جزاء دے گا تو اس کے لئے اللہ کی رضا میں عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور جس نے خیر میں خرچ کرنے سے بخل کیا اور اپنے رب سے بے نیاز ہوا اور ثواب میں رغبت نہ کی اس کے لئے وہ عمل آسان ہو جاتا ہے جس سے اللہ راضی نہیں حتیٰ کہ دوزخ کا مستوجب ہو جاتا ہے۔ عسریٰ دوزخ کا نام ہے۔ الحاصل تم عمل پر پورا اعتماد نہ کرو اور ان کو حقِ عبودیت ادا کرنے کی جزاء نہ جانو اور موجب بہشت کا انکار نہ کرو۔

یہ آیت کریمہ مقام عبودیت اور دنیوی اور اُخروی ہمہ مطالب کے حصول کی آسانی کے وعدہ کی خبر دیتی

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ

۶۷۳۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ يُرِيْدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ حَتّٰى يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ

ہے۔ نیز اس آیت کریمہ سے دُنیا میں بدبخت کی نیک بخت سے معرفت کے امکان پر استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ عمل جزاء کی علامت ہے تو ظاہر امر سے باطل امر پر حکم کیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

(حدیث: ع ۱۲۸۲ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ۴ تعجّب کے وقت تکبیر و تسبیح کہنا

ابن ابی ثور نے ابن عباس سے اُنہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا یا رسُول اللہ کیا آپ نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی ہے؟ فرمایا نہیں میں نے کہا "اللہ اکبر"

٦٧٣٣ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ اَنَّ صَفِیَّةَ بِنْتَ حُیَیٍّ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

٦٧٣٢ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ کس قدر خزانے نازل ہوئے ہیں کس قدر فتنوں کا نزول ہوا ہے صواحب حجر (امہات المؤمنین) کو کون بیدار کرے گا اس سے آپ کی مراد ازواج مطہرات ہیں حتی کہ وہ نماز پڑھیں دنیا میں لباس پہننے والی آخرت میں برہنہ ہیں۔

٦٧٣٢ — شرح : تسبیح وتکبیر کے معنی اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور ہر برائی سے اس کی تنزیہہ اور پاکدامنی ہے۔ خزائن سے مراد رحمت ہے۔ فتن سے مراد عذاب ہے یا اس سے آپ کے بعد فتنوں اور فتوحات کی طرف اشارہ ہے جس وقت صحابہ کرام فارس و روم پر مسلط ہوں گے۔ لباس پہننے والی عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو باریک کپڑے پہنتی ہیں جن سے جسم کا رنگ ظاہر نظر آتا ہے۔ اس برہنگی کے باعث ان کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا یا مُراد یہ ہے کہ دنیا میں نفیس لباس پہننے والی عورتیں نیکیوں سے خالی ہوں گی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اللہ اکبر کہنا اس لئے تھا کہ اُنہوں نے لوگوں کی اس بات پر تعجب کیا تھا جو انہوں نے اَلْبُغْضُ اَلْمُبَاحَاتِ کی نسبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی تھی۔

(حدیث ۱۱۵ ج : ا کی شرح دیکھیں)

٦٧٣٣ — ترجمہ : علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے آئیں جبکہ حضور مسجد شریف میں رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں معتکف تھے تو اُنہوں نے حضور کے پاس عشاء کا کچھ وقت باتیں کیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهٗ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا

پھر وہ اُٹھیں اس حال میں کہ واپس جائیں گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ کھڑے ہُوئے کہ ان کو واپس کرنے جائیں۔ یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازہ جوام المؤمنین ام سلمہ زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکن کے پاس ہے تک پہنچیں تو اُن دونوں کے پاس سے دو انصاری گزرے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا پھر آگے چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اپنے حال چلتے جاؤ یہ صرف صفیہ بنت حیی ہے۔ اُنہوں نے کہا سبحانَ اللہ یا رسُول اللہ! اور اُن پہ یہ بہت گراں گزرا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے۔ مجھے ڈر معلوم ہُوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے۔

۶۷۳۳ — شرح : دو انصاری مردوں کے گزرنے سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ اُنہوں نے صفیہ کو اجنبی عورت خیال کر کے گذر جانے میں جلدی کی ہے اور اس وقت اپنے آپ کو ظاہر کرنا نہیں چاہا اس وہم کو دُور کرنے کے لئے حضور نے فرمایا یہ

بَابُ الْخَذْفِ

۶۷۳۴ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْاَزْدِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلِ الْمُزَنِیِّ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا یَقْتُلُ الصَّیْدَ وَلَا یَنْکِیْ الْعَدُوَّ وَاِنَّهٗ یَفْقَاُ الْعَیْنَ وَ یَکْسِرُ السِّنَّ

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

۶۷۳۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقِیْلَ لَهٗ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ یَحْمَدْ

ازواج مطہرات میں سے صفیہ ہے کوئی اجنبی عورت نہیں تاکہ شیطان ان کے دلوں میں بُرا گمان نہ ڈال دے
عوابر بمعنی باقیات ہے واحد غابر ہے۔ یہ دو ضدوں کے درمیان مشترک ہے یعنی بمعنی باقی اور ماضی ہے۔

باب کنکری پھینکنے سے منع کرنا

۶۷۳۴ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مُغفّل مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا اور فرمایا یہ کنکری شکار کو نہیں مار سکتی اور نہ ہی دشمن کو ہلاک کر سکتی ہے یہ آنکھ پھوڑتی ہے اور دانت توڑتی ہے۔
(اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کو اذیت نہیں پہنچانی چاہیئے۔ اسلام کے آداب بھی یہی ہیں)

• بَابُ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهَ

۶۷۳۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ

باب چھینکنے والے کا حمد کہنا "

۶۷۳۵ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی ۔ حضور نے ایک کی چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہ دیا حضور سے عرض کیا گیا ۔ (کہ ایک کا جواب دیا اور دوسرے کو جواب کیوں نہیں دیا) تو فرمایا اُس نے اللہ کی حمد کہی اور اُس نے اللہ کی حمد نہیں کہی "

۶۷۳۵ شرح : یعنی ایک چھینک والے نے الحمد للہ کہا اس کو جواب دیا ۔ دوسرے نے الحمد للہ نہ کہا اس کو جواب نہ دیا ، کیونکہ چھینک لینے والا اللہ کی حمد کہنے سے جواب کا مستحق ہوتا ہے ۔ تشمیت کے معنی دشمن کی خوشی کا ازالہ کرنا کے ہیں اور چھینک تفریح مزاج اور صحت صفائی دماغ کا موجب ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا مسنون ہے اور سننے والے مسلمانوں پر اس کا جواب دینا اور اس کے لئے دعاء کرنا اور اس کو آگاہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ واجبات حقوق اسلامیہ کے باعث اس عطیۂ الٰہی کا مستحق ہوا ہے ۔ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ چھینک لینے والا صرف الحمد للہ کہے اس پر زائد کچھ نہ کہے لیکن دوسرے علماء نے کہا اس پر زائد بھی کہہ سکتا ہے چنانچہ بزار اور طبرانی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چھینک لینے والا کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ " پھر کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے اسی طرح ابوداؤد میں ابوہریرہ سے مرفوع روایت ہے ۔ بعض علماء نے کہا چھینک لینے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ " کہے اس کو طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں موقوف حدیث ذکر کی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ جس نے چھینک کے وقت کہا " الحمد للہ رب العالمین علیٰ کل حال اس کے دانت میں درد نہ ہوگا اور نہ ہی کان کی کبھی تکلیف ہوگی ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب چھینکنے والے کو جواب دینا جب وہ اللہ کی حمد کہے "

۶۷۳۶ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات امور کا

ابن سُلیم قَالَ سَمِعْتُ مُعٰوِیَۃَ بْنَ سُوَیْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَ اِتِّبَاعِ الْجَنَازَۃِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِیْ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ اَوْقَالَ حَلْقَۃِ الذَّھَبِ وَ عَنِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمَیَاثِرِ

بَابُ مَا یُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا یُکْرَہُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

۶۷۳۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ

حکم فرمایا اور سات امور سے منع فرمایا ہمیں بیمار پرسی کرنے، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینک والے کا جواب دینے، داعی کی دعوت قبول کرنے، سلام کا جواب دینے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا اور ہمیں سات چیزوں سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلا پہننے، حریر، دیباج، سندس اور میاثر پہننے سے منع فرمایا۔

۶۷۳۶ — شرح: ابرار المقسم کے معنی یہ ہیں کہ جو تجھے قسم دے تو اس کی تصدیق کرے اور جو وہ سوال کرے اسے پورا کرے ان سات کا حکم مختلف ہے۔ بعض میں امر وجوب کے لئے بعض میں استحباب کے لئے ہے جیسے بعض میں نہی غیر تحریم کے لئے ہے۔ میاثیر میثرہ کی جمع وثارہ سے ماخوذ ہے۔ عورتیں اپنے شوہروں کے لئے گھوڑوں کی زینوں پر یہ کرتی تھیں تاکہ سرینوں کے نیچے نرم ہو۔ اس حدیث میں منہیات پانچ ذکر کی ہیں۔ چھٹی قسی اور ساتویں چاندی کے برتن کتاب اللباس میں ذکر کئے ہیں۔ حریر ریشم ہے۔ دیباج دقسی اور استبرق کو شامل ہے۔ حریر کے بعد ان کا ذکر عام کے بعد خاص کو ذکر کرنا ہے۔ نام مختلف ہونے سے یہ حریر سے خارج نہیں ہوتے۔ اس حدیث کی مفصل شرح حدیث ۱۱۸۲ ج ۲ کی شرح میں دیکھیں"

باب جو چھینک مستحب ہے اور جو جمائی مکروہ ہے"

۶۷۳۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يُّشَمِّتَهٗ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک سے محبت کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند کرتا ہے جب کسی کو چھینک آئے اور اللہ کی حمد کہے ہر مسلمان پر جو اس کو سنے حق ہے کہ اس کو جواب دے جماہی صرف شیطان کے تصرف سے ہے جہاں تک ممکن ہو اس کو روکے جب کوئی ہا کی آواز نکالتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔

۶۷۳۷ — شرح: اللہ تعالیٰ اس چھینک کو پسند کرتا ہے جو زکام سے نہ ہو کیونکہ اسی چھینک میں اللہ کی حمد کا حکم ہے۔ اور اس کا جواب دینے سے فرشتے مامور ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چھینک کا جواب واجب ہے جیساکہ دوسری احادیث سے ظاہر ہے۔ اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے بعض نے اس کو فرض عین کہا ہے۔ فقہاء مذاہب اربعہ کے نزدیک چھینک کا جواب فرض کفایہ ہے اگر بعض لوگوں نے جواب دے دیا تو سب سے ساقط ہوگیا مالکیہ کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جواب مستحب ہے۔ بعض لوگوں کی چھینک کا جواب نہیں۔ اسی لئے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی چھینک کا جواب نہیں دیتے تھے۔ اور یَهْدِيْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ " فرماتے تھے۔ جس شخص کو زکام ہو اور وہ بار بار چھینک لے تو اس کا جواب نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " الادب المفرد" میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دو تین بار چھینک کا جواب دے اس سے زائد زکام ہے۔ ابوداؤد نے بھی ابن عجلان سے یہ روایت ذکر کی ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ چھینک کا جواب دینا مکروہ ہے اور یہ اس کے لئے سُنّت ہے جو اسے پسند کرے اور جو پسند نہ کرے تو اس سے اعراض کرے اس کے نزدیک سنّت نہیں یہی حکم سلام اور عیادت میں ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا میرے نزدیک جواب ممنوع نہیں لیکن جس سے ضرر اور اذیت کا خوف ہو اسے جواب نہ دے اس کے علاوہ امتثالِ امر کرتے ہوئے جواب دے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا سلاطین مصر کی عادت ہے کہ جب اُن میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے کوئی بھی جواب نہیں دیتا۔ اور اگر اُن کے پاس کوئی آئے تو انہیں سلام نہیں کہتا۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت جواب نہیں دیا جاتا کیونکہ خطبہ سُننا واجب ہے اور خاموشی سے بیٹھنا فرض ہے چھینک کا جواب اس کے منافی ہے۔ اگر جماع کی حالت میں چھینک آئی یا بیت الخلاء میں قضاء حاجت کے وقت چھینک آئی تو جواب میں تاخیر کی جائے فارغ

بَابٌ اِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ ۶۷۳۸۔ حَدَّثَنَا مَلِكُ
اِبْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
اَبْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا
عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ
فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ بَالُكُمْ شَانُكُمْ

بَابٌ لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ اِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ ۶۷۳۹۔ حَدَّثَنَا
اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ
مَلِكٍ يَقُوْلُ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ
يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ اِنَّ
هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ

ہوکر الحمد للہ کہے تو سُننے والا جواب دے۔ اگر اُس نے مذکورہ حالت میں چھینک آئی تو ظاہر حدیث کے اعتبار سے اسکی چھینک کا جواب دے گا جبکہ وہ الحمد للہ کہے (علاوہ ازیں حدیث ع ۲۲۸۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب ۔ جب چھینک لے تو سُننے والا کیسے جواب دے

۶۷۳۸ ۔ ترجمہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی (راوی کو شک ہے) یرحمك الله ،، کہے جب وہ یرحمک اللہ کہے تو اس کے جواب میں کہے یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ ،،

۶۷۳۸ شرح : جمہور علماء کا یہی مذہب ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ علماءِ کوفہ نے کہا یغفر اللہ لنا ولکم ،، امام مالک اور شافعی نے کہا دونوں میں اختیار ہے جو چاہے کہے۔ بال بمعنی شان ہے حال اور قلب پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

باب جب چھینک لینے والا اللہ کی حمد نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے ،،

۶۷۳۹ ۔ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک آئی۔

بَابُ إِذَا تَثَاؤَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيهِ

۶۷۴۰ ـــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا ضَحِكَ مِنَ الشَّيْطَانُ

حضور نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہ دیا اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی چھینک کا جواب نہیں دیا حضور نے فرمایا اس نے اللہ کی حمد کہی اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔

باب جب جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے

۶۷۴۰ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو بُرا جانتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اللہ کی حمد کرے ہر مسلمان پر جو اس کو سُنے حق ہے کہ اس کے لئے کہے "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ"، اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اس کو حتی المقدور رد کرے، کیونکہ تم میں سے جب کسی کو جمائی آئے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

۶۷۴۰ ـــ شرح: ابن عربی نے کہا اگر جمائی آئے تو ہر حال میں منہ بند کر لینا چاہیئے نماز میں ہو یا نہ ہو بعض احادیث میں نماز کی قید ہے، کیونکہ نماز بہترین حال ہے جس میں جمائی کو دفع کیا جاتا ہے۔ جمائی کے وقت منہ بند کر لینے سے خلقت میں اعتدال باقی رہتا ہے اور مکروہ حال ظاہر نہیں ہوتا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الۡاِسۡتِئۡذَانِ

بَابُ بَدۡءِ السَّلَامِ

۶۷۴۱ — حَدَّثَنِیۡ یَحۡیٰی بۡنُ جَعۡفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبۡدُ الرَّزَّاقِ عَنۡ مَعۡمَرٍ عَنۡ هَمَّامٍ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب "اجازت طلب کرنا"

باب سلام کی ابتداء

بَدۡءٌ بالہمزہ بمعنی الابتداء لفظ سلام یہ اشارہ ہے کہ جو سلام نہ کہے اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ابوداؤد میں ربعی بن حراش سے روایت ذکر کی کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ حضور گھر میں تشریف فرما تھے اُس نے کہا ءَ اَلِجُ "کیا میں داخل ہو جاؤں؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا اُس کے پاس جاؤ اس کو طلب اجازت کی تعلیم دو خادم نے اس آدمی سے کہا اس طرح اجازت طلب کرو "السلام علیکم" کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟

۶۷۴۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٍ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ اٰدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّی الْاٰنَ

اللہ تعالیٰ نے آدم "علیہ السلام" کو عظیم صورت میں پیدا فرمایا اس کی لمبائی ساٹھ گز تھی جب اس کو پیدا کیا تو فرمایا جاؤ فرشتوں کی بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کہو اور سنو وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں وہ تمہارا سلام اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا آدم نے (فرشتوں کو) کہا "السلام علیکم" فرشتوں نے کہا: "السلام علیک ورحمۃ اللہ" انہوں نے سلام پر "رحمۃ اللہ" زائد کہا۔ پس جو جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی صورت میں (ساٹھ گز لمبا) ہوگا۔ اس کے بعد اب تک قد میں کمی ہوتی رہی"

۶۷۴۱ — شرح: استیذان کے معنی ہیں کسی مکان میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا جس مکان کا اجازت طلب کرنے والا مالک نہیں کیونکہ

علی صورتہ میں اضافت تشریف کے لئے ہے جیسے روح اللہ اور بیت اللہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ابتداءِ آفرینش میں خلقت کامل تھی اور وہ ساٹھ گز لمبے تھے بخلاف ان کی اولاد کے ان کی خلقت بشر سوی نہیں جیسے آدم علیہ السلام بشر سوی تھے بلکہ وہ پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر جنین پھر طفل اور پھر رجل ہوتے ہیں وہ اتنے اطوار سے گزر کر لمبے ہوتے ہیں اس میں دہریوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ انسان صرف نطفہ سے ہے اور نطفہ انسان سے اور حدیث میں مذکور اطوار تسلیم نہیں کرتے نیز اس میں قدریہ کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں۔ آدم کی صفات دو قسم ہیں ایک وہ جو اللہ کی مخلوق ہیں۔ دوسری قسم وہ جن کو آدم نے بنفسہٖ پیدا کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سلام کی انتہا برکت پر ہوتی ہے کم از کم سلام یہ ہے کہ کہے "السلام علیکم" تاکہ فرشتوں کو بھی شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ" کی اقتداء کرتے ہوئے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہنا مستحب ہے۔ علیکم السلام نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ اموات کا سلام ہے (ترمذی) سلام کے جواب میں افضل یہ ہے کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

بَابُ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ج وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ○ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ اَبِى الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ اِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ

امام نووی نے کہا اگر واؤ کو ذکر نہ کرے تو اس میں دو وجہیں ہیں۔ سلام کا جواب فورًا دینا چاہیے اگر تاخیر سے جواب دیا تو وہ جواب نہ ہوگا اور گنہگار ہوگا کم از کم سلام اتنا بلند کہے کہ جس کو سلام کہتا ہے وہ سُن لے اس سے کم جائز نہیں۔ اگر کسی واسطہ سے سلام پہنچے تو فورًا اس کا جواب دے اور سلام پہنچانے والے کو بھی جواب دے مثلاً یوں کہے "وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ" اگر گونگے کو سلام کہے تو کلام کے ساتھ اشارہ بھی کرے تاکہ افہام حاصل ہو جائے ورنہ جواب کا مستحق نہ ہوگا یہی حال بہرے کا ہے۔ اگر گونگے کو سلام کہا اور اُس نے جواب ہاتھ کے اشارہ سے دیا تو اس سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر اخرس (گونگے) نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کہا تو جواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے عربی میں کلام کرتے ہیں اور عربی میں سلام کہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ علم کا اہل ہی علم حاصل کرتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اپنے گھر کے علاوہ لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو" تا وَمَا تَكْتُمُوْنَ"

سعید بن ابی حسن نے حسن بصری سے کہا کہ عجمی عورتیں اپنے سینے اور سر کو برہنہ رکھتی ہیں۔

يَكْشِفْنَ صُدُوْرَهُنَّ وَرُؤُسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَىٰ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ عَمَّنْ لَا تَحِلُّ لَهُمْ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى مَا نُهِيَ عَنْهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ اِلَى الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ اِلٰى شَيْءٍ مِّنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهٰى النَّظَرُ اِلَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ صَغِيْرَةً وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ اِلَى الْجَوَارِيْ يُبَعْنَ بِمَكَّةَ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ اَنْ يَّشْتَرِيَ

اور اس حال میں باہر نکلتی ہیں حسن بصری نے کہا تم اپنی نظر اُن سے پھیر لو۔

"اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مومنوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"

قتادہ نے کہا وہ غیر محرموں سے نظریں پھیریں اور مومن عورتوں سے فرما دیں کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں "خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ" کے معنی اس طرف دیکھنا جس سے منع کیا گیا ہے۔ زُہری نے کہا اُن عورتوں کی طرف دیکھنا جن کو حیض نہیں آیا۔ ان عورتوں کی طرف نظر کرنا جائز نہیں جن کو دیکھنے سے نظر مائل ہو اور شہوت آئے اگرچہ وہ کمسن ہو۔ عطاء نے کہا لونڈیوں کی طرف نظر کرنا جائز نہیں جن کو دیکھنے سے نظر مائل ہو اور شہوت آئے اگرچہ وہ کمسن ہو۔ عطاء نے لونڈیوں کی طرف نظر کرنا مکروہ کہا ہے جن کو مکہ مکرمہ میں فروخت کیا جاتا ہے لیکن اگر خریدنے کا ارادہ ہو تو دیکھ سکتا ہے۔

شرح: مذکورہ آیات کے بعد سعید بن ابی الحسن کا قول اس لیے ذکر کیا کہ اجازت طلب کرنے کا قانون یہ ہے اگر صاحب خانہ کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل ہو تو جس کی طرف صاحب خانہ نظر کرنا پسند نہیں کرتا اس کو دیکھنے سے احتراز کرے۔ قولہ خائنۃ الاعین، یہ نَظْرۃ کی صفت

۴۷۴۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَرْدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلٰى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ

یعنی غیر محرم کی طرف نظر کی چوری کو جانتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہ آدمی ہے جو گزرنے والی خوبصورت عورت کو دیکھے یا جس گھر میں خوبصورت عورت ہو اس میں داخل ہو اور اس کو دیکھے جب معلوم کرے کہ کوئی اسے دیکھتا ہے تو نظر بند کر لے یا ادھر ادھر پھیر لے۔ علامہ کرمانی نے کہا خصائص نبوتیہ میں آنکھ کی خیانت یہ ہے کہ مباح شی کی طرف آنکھ سے اشارہ کرے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مباح امور سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔ نبی اور ولی کی عصمت وحفاظت میں یہی فرق ہے کہ نبی مباح نہیں کرتے اور ولی مباح کر سکتے ہیں اس لیے نبی معصوم اور ولی محفوظ ہیں۔ عبداللہ بن ابی سرح فتح مکہ کے وقت دربار رسالت میں بیعت کرنے آیا اور ہاتھ بڑھایا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لینے کے لئے دست اقدس نہ بڑھایا اس طرح دو تین دفعہ ہوا حضور نے تیسری بار کے بعد اس کو بیعت کر لیا اور فرمایا کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں جب میں نے بیعت لینے سے انکار کر دیا تھا تو اس کو قتل کر دیا ہوتا کیونکہ یہ ان چھ میں سے ہے جنہیں جہاں دیکھیں قتل کر دینے کا حکم تھا صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ ہمیں آنکھ کے اشارہ سے سمجھا دیتے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبی کو آنکھ کی خیانت سے محفوظ رکھا ہے۔ قولہ قال الزہری "یعنی زہری نے نابالغہ لڑکیوں کے متعلق کہا جن کمسن لڑکیوں کو دیکھ کر نظر میں شہوت پیدا ان کو دیکھنا بھی ممنوع ہے۔ عطاء سے پوچھا گیا کہ لونڈیاں فروخت ہو رہی ہوں تو ان کو دیکھنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا جو خریدنا چاہے وہ دیکھ سکتا ہے دوسروں کے لئے ممنوع ہے واللہ ورسولہ اعلم

۴۷۴۲ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے دن فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری کی سرین پر بٹھایا

حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخْلَفَ
يَدَهُ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا
لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ
قَالَ نَعَمْ ‎۶۷۴۳‏ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ
وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا
بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ
حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ
الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

وہ بہت خوبصورت مرد تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مسائل کا جواب دینے کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔
قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت آئی۔ اس حال میں کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال پوچھ رہی
تھی۔ فضل نے اس کو دیکھنا شروع کیا جبکہ اس عورت کا حسن و جمال فضل بن عباس کو بہت پسند آرہا تھا نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر توجہ فرمائی تو فضل بن عباس اس کو دیکھ رہے تھے حضور نے پیچھے کی طرف ہاتھ لے جا کر
فضل بن عباس کی ٹھوڑی پکڑی اور عورت کی طرف دیکھنے سے ان کا چہرہ پھیر دیا اس عورت نے عرض کیا یا رسول
اللہ کے فریضہ حج نے جو اس کے بندوں پر فرض ہے میرے بوڑھے باپ کو پایا ہے وہ سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا اس کی طرف
سے میرے حج کرنے سے اس کا فریضہ ادا ہو جائے گا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ادا ہو جائیگا (حدیث ۶۷۴۳ کی شرح دیں)

بَابُ السَّلَامُ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ
وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا

۶۷۴۳ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے آپ کو رستوں میں بیٹھنے سے دور رکھو۔
لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے راستوں میں بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں اُن میں ہم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم بیٹھنے کے سوا ہر چیز کا انکار کرتے ہو تو راستہ کو اس کا حق دو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ کا حق کیا ہے ؟ فرمایا غیر محرم سے نظر جھکائے رکھنا لوگوں کو اذیت نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا معروف شرعی کا حکم کرنا اور منکر سے باز رکھنا۔

۶۷۴۳ شرح : اَلْاَذٰی کے معنی راستہ گذرنے والے لوگوں پر تنگی کرنا اور اس کے ساتھ ان کی تحقیر کرنا اور ان پر عیب لگانا ان کے راستہ میں بیٹھنے کی وجہ سے عورتوں کا اپنے ضروری امور میں نکلنے سے رک جانا اور ان کا لوگوں کے حالات پر مطلع ہونا جن پر اطلاع پانے کو وہ برا سمجھتے ہیں۔ ابوداؤد میں کچھ اضافہ جس ہے وہ یہ کہ غمزدہ لوگوں کی اعانت کرو بھٹکے کو راہ بتاؤ۔ ابوطلحہ کی حدیث میں ہے مسافر کو راہ بتاؤ چھینک کا جواب دو جب وہ حمد کہے۔ بزار نے ذکر کیا بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرو۔ ترمذی میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ راہ بتاؤ۔ مظلوم کی مدد کرو سلام عام کرو۔ طبری میں سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ اللہ کا بکثرت ذکر کرو نیز کہا غبی لوگوں کی راہنمائی کرو مظلوم کی مدد کرو (حدیث : ع۲۳۰ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے نام ہے

طبری نے کہا سلام مصدر ہے اس کے ساتھ وصف کی گئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلام مبتداء ہے اور من اسماء اللہ تعالیٰ ظرف مستقر خبر ہے حالانکہ سلام وصف ہے وصف مبتداء واقع نہیں ہوسکتی اس کا جواب یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے اور وہ ذُو ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے ذوالسلام کائن من اسماء [illegible] جو بھی ہر نقص سے پاک ہے اس کی ذات کہ یہ حدوث عیب سے سالم ہے اس کی صفات میں نقص

۶۲۴۴ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی مِیْکَائِیْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ

نہیں اس کے افعال شر محض سے پاک ہیں جبکہ شر قلیل کے باعث خیر کثیر کو ترک نہیں کرتا لہٰذا جو شر موجود ہیں ان میں خیر کثیر غالب ہے جس کو ترک کرنا عظیم شر تک پہنچاتا ہے۔ لہٰذا ایسے میں مقصود بالذات خیر ہی ہے اور شر تحت القضاء داخل ہے۔ لہٰذا یہ اسم مقدس نام ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلام اللہ کا نام ہے اور جنتیوں کا سلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ "

"جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا اس جیسا ہی لوٹا دو!"

اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ تحیۃ کا عام امر لفظ سلام کے ساتھ خاص ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ ابن تین نے بعض مالکیہ سے ذکر کیا کہ آیت کریمہ میں تحیۃ سے مراد "ہدیہ" ہے۔ مفسرین نے کہا آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں جب تم کو مسلمان سلام کرے تو اس کے سلام سے افضل جواب دو یا ویسا ہی لوٹا دو جو اس نے کہا ہے۔ پس اس جیسا لوٹانا فرض ہے اور اضافہ مستحب ہے۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس نے تمہیں سلام کیا اس کو سلام لوٹاؤ اگرچہ وہ مجوسی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اس کے سلام سے اچھا جواب دو یا ویسا ہی لوٹا دو"۔ قتادہ نے کہا فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا، یعنی مسلمانوں کو اچھا جواب دو "اَوْ رُدُّوْهَا" یعنی اہل ذمّہ کو ان جیسا لوٹاؤ (عینی)

۶۲۴۴ ترجمہ: شقیق نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَاشَاءَ

نے نماز پوری کرلی تو ہماری طرف چہرۂ انور کرکے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی سلام ہے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو کہے التحیات للہ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ،، تمام عبادات قولی فعلی اور مالی اللہ کے لئے " ان میں اور کوئی شریک نہیں ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ جس وقت نمازی یہ کہے زمین اور آسمان میں ہر نیک بندے کو یہ پہنچ جاتا ہے ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں پھر اس کے بعد وہ مختار ہے جو چاہے دعا کرے ۔

۶۷۴۴ — شرح : تحیات تحیہ کی جمع بمعنی سلام لقا عظمت ہے ۔ دراصل عرب مخصوص کلمات سے ملوک وسلاطین کو سلام پیش کیا کرتے تھے جیسا کہ ان کی عادت تھی ان کو تحیات کہتے تھے ، چنانچہ وہ ان سے ملاقات کے وقت یہ کہا کرتے تھے تو ہزار ہا سال زندہ رہے وغیرہ وغیرہ ان میں سے کوئی کلمہ اللہ کی ثناء کے لائق نہیں اس لئے ان کلمات کو یقیناً ترک کیا اور ان سے تعظیم کا معنیٰ لیا گیا ، چنانچہ فرمایا تم یہ کہو ،، التحیات للہ الخ یعنی تعظیم کے تمام انواع صرف اللہ کے لئے ہیں ۔ الصَّلَوٰاتُ صرف پانچ نمازیں مراد ہیں یعنی نمازیں صرف اللہ کے لئے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے معنی رحمت کے ہوں یعنی رحمتوں والا اور ان کا عطا کرنے والا صرف اللہ ہے ۔ الطیبات پاکیزہ افعال ، اقوال اور اوصاف صرف اللہ کے لئے ہیں اس کے غیر کے لئے ان کی حقیقت متصور نہیں ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اے پیارے نبی تم پر سلام ہو ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہوں ۔ یعنی نماز مومن کے لئے معراج ہے اور تشہد نماز کا آخری رکن ہے ۔ اس وقت نمازی تحیہ کے ساتھ باب الملکوت کھلنے کے

کے بعد حریم حق تعالیٰ میں داخل ہوتا ہے جبکہ حی لایموت کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے اور اس سے ساتھ مناجات سے نمازی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں تو اس کو آگاہ اور خبردار کیا جاتا ہے کہ یہ سعادت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور حضور متابعت کی برکت سے تجھے نصیب ہوئی ہے اس وقت وہ کیا دیکھتا ہے کہ حبیب حریم حبیب میں حاضر ہے اور وہ آپ کو "السلام علیک ایہا النبی" سے خطاب کرتا ہے۔ یہ کلام اہلِ معرفت کا ہے (عینی، فتح الباری) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا ہے بعض عرفاء نے کہا یہ خطاب حقیقتِ محمدیہ کے سریان کے باعث ہے جو تمام ذرائر موجودات اور افراد ممکنات میں موجود ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیئے کہ اس معنی سے باخبر ہو اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے متنور ہو اور فیض حاصل کرے نمازی تشہد کے الفاظ میں ان کے معانی کا قصد انشاء کے طور پر کرے کہ ان الفاظ کے معانی نمازی کی مراد ہیں گویا کہ وہ اب اللہ تعالیٰ کے حضور تحیات پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کو سلام کہہ رہا ہے۔ ان الفاظ سے اس کی مراد محض حکایت نہیں جو شبِ اسریٰ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور عرض کیا تھا۔ (شامی، طحطاوی) لہٰذا اگر نماز سے باہر بھی ان الفاظ سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے السلام علیک ایہا النبی کہہ دے تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ مستحسن ہے۔

"رَحْمَۃُ اللہِ"

یعنی اے نبی تم پر صلوٰۃ اور رحمت ہو۔ دوسرے الفاظ میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، پس جب نماز میں حضور کو مخاطب کر کے صلوٰۃ وسلام جائز ہے، حالانکہ حضور کے غیر کو خطاب کیا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے تو نماز کے بعد بطریقِ اولیٰ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"، جائز ہے۔

(حدیث، ع ۴۹۶ ج ۲، کی شرح دیکھیں)

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصّٰلِحِیْنَ

سلامتی ہم پر ہو اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر ہو اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم برحق اور شفیعِ مطلق سلام کے وقت نیک بندوں کو اپنے ساتھ یاد کیا اور فاسقوں اور فاجروں کو اپنی شفقتِ شفاعت سے دور کر کے ان کو یاد نہ کیا، حالانکہ حضور سب کے لئے رحمت ہیں اس کا

بَابُ تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ

۶۷۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

بَابُ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي

۶۷۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کی رحمت اور گنہگاروں کے دستگیر نے فاسقوں کو السلام علینا یعنی سلام ہم پر ہو میں اپنے ساتھ جمع فرمایا ہے اس کے بعد نیک لوگوں کی سلامتی کو ذکر کیا ہے۔ (اس کی تفصیل حدیث ۷۹۷ ج ۲ کی شرح میں مذکور ہے)

باب تھوڑوں کا بہتوں کو سلام کہنا

۶۷۴۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھنے والے کو تھوڑے بہتوں کو سلام کہیں

بَابٌ يُسَلِّمُ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

۶۴۴۷ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ اَنَّ ثَابِتًا اَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ

بَابٌ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ

باب سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے

۶۷۴۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل کثیر کو سلام کرے۔

باب پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے

۶۷۴۷ — ترجمہ: ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا سوار پیادہ کو اور پیادہ بیٹھنے والے کو اور قلیل کثیر کو سلام کریں۔

بَابُ إِفْشَاءِ السَّلَامِ

۶۴۴۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهَى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ

باب چھوٹا بڑے کو سلام کرے

ابراہیم بن طہمان نے موسیٰ بن عقبہ، صفوان بن سُلیم اور عطاء بن یسار کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صغیر کبیر کو اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل کثیر یعنی تھوڑے بہتوں کو سلام کریں۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ نے لفظ حدثنا کی جگہ "قال" کہا ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنے شیخ ابراہیم سے یہ حدیث وہاں سنی جہاں احادیث کا مذاکرہ ہو رہا تھا۔ مقام تحمیل و تحدیث میں نہیں سنی اسی لیئے کہا کہ مقام مذاکرہ میں ابراہیم بن طہمان نے کہا۔ مذکورہ بالا احکام میں حکمت یہ ہے کہ چھوٹے کو بڑے کے سامنے تواضع اور انکساری کرنا چاہیئے اور اس کی تعظیم و توقیر کرے ایسے قلیل کو کثیر کے ساتھ کرنا چاہیئے اس میں بھی تواضع ہے کیونکہ بڑے لوگوں کا حق عظیم تر ہوتا ہے۔

اَلْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَالْقَسِّیِّ وَالْاِسْتَبْرَقِ

رہا سوار کا پیادہ کو سلام کرنا یہ اس لئے کہ سوار کہیں اپنے سوار ہونے کے باعث تکبر میں نہ آئے اُس لئے اس کو تواضع کرنے کا حکم دیا - چلنے والے کا بیٹھنے والے کو سلام کرنے میں یہ حکمت ہے کہ چلنے والا لوگوں کے پاس آتا ہے اس لئے وہ جلدی سلام کرے تاکہ ان کو سلامتی سے خبردار کرے اور اس کے دعاء کرنے کے سبب وہ لوگ اس کی شر سے امن میں رہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مناسب تو یہ تھا کہ بڑا چھوٹے کو سلام کرے بہتے تھوڑوں کو سلام کریں، کیونکہ غالباً چھوٹے بڑوں سے اور تھوڑے بہتوں سے ڈرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں میں غالب امر یہی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے امن وامان میں ہوتے ہیں۔ جہاں ایسا حال ہو وہاں تواضع کی جہت کا لحاظ کیا جاتا ہے جو سلامتی کو لازم ہے اور جہاں تواضع کے استحقاق کے باعث کسی ایک جانب کا رجحان ظاہر نہ ہو وہاں سلامتی کی خبر دینے اور اس کے لئے دعاء کرنے کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ اصل کلام اور الفاظ کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب چلنے والے زیادہ ہوں اور بیٹھنے والے تھوڑے ہوں تو چلنے کے اعتبار سے سلام چلنے والے پر ہے کہ وہ سلام کرے اور قلت کے اعتبار سے قاعد پہ سلام ہے ان دونوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت دونوں جہتیں ساقط ہونے کے سبب صرف دو مردوں کا حکم رہ جاتا ہے جو آپس میں ملاقات کرتے ہیں کہ جو نسا سلام پہلے کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے یہی سوار کا حال ہے کیونکہ وہ اپنے تسلّط اور عُلو کے باعث امان کا موجب ہوتا ہے (کرمانی)

باب سلام کا اظہار کرنا

یعنی مسلمانوں میں سلام نشر کرنا وہ واقف ہوں یا واقف نہ ہو

۶۷۴۸ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا۔ بیمار کی عیادت کرنے جنازوں کے پیچھے چلنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے، کمزور کی مدد کرنے، مظلوم کی اعانت کرنے سلام کا اظہار کرنے اور قسم کھانے والے کو بریٔ الذمہ کرنے کا حکم دیا اور چاندی کے برتن میں پانی پینے، سونے

کی انگوٹھی پہننے، میاثر پر سواری کرنے حریر، دیباج، قسیّ اور استبرق پہننے سے منع فرمایا۔

شرح : سلام کا اظہار کرنا عمومِ تسلیم پر دلالت کرتا ہے لیکن فاسق کو سلام کہنے

۶۲۴۸ اسی طرح بچے اور مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو سلام کرنے کی

مشروعیت میں اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس عمومِ سلام سے کھانے پینے اور جماع میں مشغول ہونے والے یا بیت الخلاء میں قضاء حاجت کرنے والے یا غسلخانہ میں نہانے والے یا اونگھنے والے یا نماز پڑھنے والے یا اذان کہنے والے مستثنیٰ ہیں جب تک یہ لوگ مذکور امور میں مصروف ہوں ان کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرے۔ اگر مثلاً کھانے والے کے منہ میں لقمہ نہ ہو تو اسے سلام کرنا جائز ہے۔ خرید و فروخت اور دوسرے معاملات میں مصروف لوگوں کو بھی سلام میں ابتداء کر سکتے ہیں۔

کتاب الطہارت میں گزر چکا ہے کہ جو شخص غسلخانہ میں نہا رہا ہو اگر وہ کپڑا وغیرہ باندھے ہوئے ہو تو اس کو سلام کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ خطبہ کی حالت میں سلام نہ کیا جائے۔ اگر سلام کہے تو اس کا جواب واجب نہیں کیونکہ خطبہ میں خاموشی واجب ہے۔ حاکم کو خصم سلام نہ کرے اگر سلام کہہ دیا تو حاکم پر اس کا جواب نہیں جو کوئی شطرنج کھیل رہا ہو اس کو سلام نہ کرے ہاں اگر کھیلنے والوں کو پریشان کرنا مقصود ہو تو جائز نہیں سلام کر سکتے ہیں۔ فقہ پڑھنے والا اپنے استاذ کو سلام نہ کرے اگر سلام کہہ دیا اس کا جواب واجب نہیں۔ بوڑھے مسخرے یا جھوٹے یا لغویات مارنے والے کو سلام نہ کرے اور جو لوگوں کو سب و شتم کرتا ہے اور بازاروں میں عورتوں کے چہرے دیکھتا اور اس سے توبہ نہیں کرتا اس کو سلام نہ کیا جائے اور نہ ہی بدعتی کو سلام کرے اور نہ جو عظیم گناہ کرے پھر اس سے توبہ نہ کرے ان کو سلام نہ کرے اور نہ اُن کے سلام کا جواب دے عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو۔ ظالموں کو کسی مجبوری کے بغیر سلام نہ کرو۔ ابن عربی نے کہا سلام کرے اور نیت یہ کرے کہ سلام اللہ کے ناموں میں سے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہارا نگہبان ہے۔ اگر ایک یا زیادہ آدمیوں کے پاس سے گزرنا چاہیے اور اس کا خیال ہے کہ اگر ان کو سلام کہا تو جواب اس لئے نہ دیں گے کہ وہ متکبر ہیں یا اس لئے وہ اس کے سلام کو مہمل قرار دیتے ہیں لیکن مناسب یہ ہے کہ ایسے خیالات کی طرف نہ جائے اور سلام کرے اور گمان پر سلام نہ کرے کیونکہ گمان کبھی خطاء بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی کو مسلمان سمجھ کر سلام کیا اچانک وہ کافر تھا تو مستحب امر یہ ہے کہ اس کا سلام رد کرے اور کہے میرا سلام واپس کر دے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ اس کو وحشت میں ڈالے اور اس سے ظاہر کرے کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب گھر میں داخل ہو جس میں کوئی بھی موجود نہیں تو بھی سلام کہہ دے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب گھر میں کوئی

بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

۶۷۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

۶۷۵۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ وَذَكَرَ سُفْيَانُ اَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

موجود نہ ہو تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ،، انتہی ،، میاثیر میثرہ بمعنی زین کی جمع ہے۔ میاثیر اور میاثر بھی جمع آتی ہے۔

باب مسلمانوں کو سلام کہنا ان کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو

یعنی انہی لوگوں کو سلام کہنا مخصوص نہیں جنہیں پہچانتا ہو اور جنہیں نہ پہچانے ان کو سلام کرنا ترک کر دے ،، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی مسجد کے پاس سے گزرے گا اس میں نماز نہیں پڑھے گا اور اسی شخص کو سلام کرے گا جنہیں پہچانتا ہوگا۔ (طبرانی)

بَابُ اٰيَةِ الْحِجَابِ

اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ

۶۷۵۱ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَدَمْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۴۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا اسلام بہتر ہے۔ حضور نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر اُس شخص کو سلام کہنا جسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو (حدیث ۱۱ ج : اکی شرح دیکھیں)

۶۷۵۰ — ترجمہ : ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین دنوں سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے کلام ترک کرے، چنانچہ جب وہ آپس میں ملتے میں تو یہ ادھر اور وہ اُدھر منہ پھیر لیتا دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ سفیان نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے زہری سے یہ حدیث تین بار سُنی ہے۔

۶۷۵۰ — شرح : ابتداءً السلام علیکم کہنا سُنّت کفایہ ہے جیسے سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے کہا علماء کہتے ہیں مسلمانوں میں تین دنوں سے زیادہ ہجرت حرام ہے اور تین دن تک جائز ہے، کیونکہ انسان میں قوت غضبیہ ہے اس لئے تین دن تک مسامحت کی جائے تاکہ اس مدت میں غصہ جاتا رہے۔

باب ۷ پردہ کی آیت

اس باب میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو لوگوں سے پردہ کرنے کا حکم

۶۷۵۱ — ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ

عَشْرًا حَيَاتَهُ وَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِيْ عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِيْ مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَأُنْزِلَ الْحِجَابُ فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت وہ دس برس کے تھے اور میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی دس سال خدمت کی، میں پردہ کی آیت لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں جس وقت وہ نازل ہوئی۔ اُبی بن کعب مجھ سے اس کے متعلق پوچھا کرتے تھے سب سے پہلے جس وقت آپ نے زینب بنت جحش کے ساتھ زفاف کیا تھا اس وقت نازل ہوئی تھی۔ حضور نے لوگوں کی دعوت ولیمہ کی۔ اُن کے ساتھ حضور صبح کو دولہا بنے تھے۔ آپ نے لوگوں کی دعوت کی انہوں نے کھانا کھایا اور چلے گئے ان میں سے صرف تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے وہ

۶۷۵۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعْمَانَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ اَبِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْمِجْلَزٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَاَخَذَ کَاَنَّہٗ یَتَہَیَّأُ لِلْقِیَامِ فَلَمْ یَقُوْمُوْا فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِیَّۃُ الْقَوْمِ

دیر تک ٹھہرے رہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تاکہ وہ لوگ چلے جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ کے پاس پہنچے پھر حضور نے خیال فرمایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے اس لئے آپ واپس آگئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا حتیٰ کہ حضور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ ابھی بیٹھے ہوئے ہیں گئے نہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آگیا حتیٰ کہ حضور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ کی چوکھٹ تک پہنچے تو حضور نے خیال فرمایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے اس لئے آپ واپس ہوگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آگیا اچانک وہ آدمی باہر جا چکے تھے تو پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔

شرح: پردہ کی آیت یہ ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ

۶۷۵۱ — اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت داخل ہو اس میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت انس بن مالک پردہ کے نزول کو خوب جانتے ہیں اور وہ ہی اس سے محقق ہیں کیونکہ عبداللہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ انس سے زیادہ عالم اور عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم القدر صحابی ہیں بایں ہمہ حضرت انس سے اس کا استفادہ کرتے ہیں اس لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں پردہ کے نزول کی آیت سب سے زیادہ جانتا ہوں ان کا یہ کہنا فخر کے طور پر نہ تھا بلکہ تحدیث نعمت کے تحت تھا۔ "مُبْتَنِیًا" اسم مفعول ہے اس کا مادہ ابتناء ہے۔ عروس میں مذکر و مؤنث دونوں مساوی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۷۵۲ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب سے نکاح فرمایا تو لوگ دعوت ولیمہ کے وقت آئے

وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ الْآيَةَ

۶۷۵۳ — حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ

اور کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کیا گویا کہ آپ اُٹھنے لگے ہیں لیکن وہ نہ اُٹھے۔ جب حضور نے مجھے دیکھا تو آپ اُٹھے جب آپ اُٹھے تو بعض لوگ اُٹھکر چلے گئے اور بعض بیٹھے رہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے لئے تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی (کہ لوگ چلے گئے ہیں) آپ تشریف لائے اور اندر داخل ہوگئے میں نے بھی داخل ہونا چاہا، لیکن آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ الآیۃ"

امام بخاری نے کہا اس حدیث میں شرعی حکم یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھے رہنے کی اجازت نہ دی تھی جبکہ آپ اُٹھے اور باہر تشریف لے گئے تھے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضور اُٹھنے کے لئے تیار ہوئے اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ وہ اُٹھ کر چلے گئے ہیں۔ (صـ۳۳۲ جلد ۷ کی شرح دیکھیں) محمود احمد

۶۷۵۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَرَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ

بَابُ الِاسْتِئْذَانِ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

۶۷۵۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هٰهُنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کرتے تھے آپ اپنی بیبیوں کو پردہ میں رکھیں ام المؤمنین نے فرمایا حضور نے یہ نہ کیا۔ حال یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں رات سے رات تک وسیع میدان کی طرف باہر جاتی تھیں، چنانچہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (قضاء حاجت کے لئے) باہر نکلیں جبکہ وہ قدآور خاتون تھیں۔ ان کو عمر فاروق نے دیکھا اور کہا حالانکہ وہ ایک محفل میں بیٹھے تھے۔ اے سودہ ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے یہ حرص کرتے ہوئے کہ پردہ نازل ہو۔ ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ (حدیث ع۱۴۶ ج : ا کی شرح دیکھیں)

باب اجازت طلب کرنا بصر کی وجہ سے ہے

اس باب میں یہ بیان ہے کہ اجازت طلب کرنے کی ضرورت نظر کی

۶۷۵۵ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعَنَهُ

وجہ سے ہے کیونکہ اجازت طلب کرنے والا اگر اچانک اجازت کے بغیر داخل ہو تو بسا اوقات اس کی نظر ایسی شئ پر پڑنے کا امکان ہے جس پر اطلاع پانا صاحبِ خانہ اچھا نہ سمجھتا ہو۔

۶۷۵۴ ــــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ شریفہ میں دروازہ کے سوراخ سے دیکھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں سر کھجلانے کا آلہ تھا جس سے سر مبارک کھجلا رہے تھے حضور نے فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں مارتا دیکھنے کی وجہ سے تو اجازت ضروری کی گئی ہے۔

۶۷۵۴ ــــ شرح: جُحر بضم الجیم وسکون الحاء بمعنی سوراخ ہے اور حُجَر بضم الحاء وفتح الجیم حجرہ کی جمع ہے۔ مِدریٰ بکسر المیم وسکون الدال کھجلانے کا آلہ ہے مِدریٰ میں راء کو مقصور اور ممنون دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ یہ وہ آلہ ہے جس کے ساتھ عورتیں اپنے بالوں کو کنگھی کرتی ہیں۔ اجازت اس لئے ضروری قرار دی گئی ہے کہ اچانک دیکھنے سے اہل خانہ کی شرم گاہ پر نظر واقع نہ ہو اور تاکہ ان کے احوال پر کوئی اطلاع نہ پائے (حدیث عــــ کی شرح دیکھیں)

۶۷۵۵ ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے ایک حجرہ شریفہ میں دیکھا حضور لوہے کا پھلا لے کر یا کئی پھلے لے کر اس کی طرف بڑھے گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں گویا کہ آپ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو پھلا ماریں۔

۶۷۵۵ ــــ شرح: مِشْقَصْ تیر کا لمبا پھلا ہے جو چوڑا نہیں ہوتا۔ قولہ اَوْ مشاقص یہ راوی کا شک ہے کہ تیر کا ایک پھلا لیا یا کئی پھلے لئے۔ قولہ یَخْتِلُ آہ یعنی اس آدمی کے پاس آئیں جبکہ وہ غافل ہے اور اس کو کسی کے آنے کا شعور نہ ہو اور اچانک اس کو ماریں یہ اس

بَابُ زِنَی الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ

۶۷۵۶ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ اَرَ شَیْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنٰی اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَی اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِكَ کُلَّهٗ وَیُکَذِّبُهٗ

آدمی کے حق میں ہے جو قصدًا کسی کے گھر میں نظر کرتا ہے اور اگر قصد کے بغیر اچانک کسی کے گھر میں نظر پڑ جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس وجہ سے کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو اس میں قصاص نہیں ہے۔

باب شرمگاہ کے سواء اعضاء کا زناء

جوارح بفتح الجیم و بفتح الواو اور راء مکسور جارحہ کی جمع بمعنی عضو ہے۔ انسان کے جوارح اس کے اعضاء ہیں جن کے ساتھ کسب کرتا ہے یعنی زناء شرمگاہ سے مختص نہیں بلکہ اس کے غیر پر بھی زنا کا اطلاق ہوتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے آنکھ کا زنا غیر محرم کو دیکھنا زبان کا زنا ر بولنا وغیرہ ہے اور شرمگاہ سب کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

۶۷۵۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے کوئی شئی نہیں دیکھی جو گناہوں کے مشابہ ہو اس سے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زناء کا حصہ رکھا ہے وہ اس کو بہر حال کریگا [illegible] سب کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔

۴۷۵۶ — **شرح** : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث سفیان کے طریق سے ابن عباس کے قول کے ذریعہ ابوہریرہ کے قول پر موقوف ذکر کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے ابوہریرہ کے قول سے لمم کے ساتھ زیادہ مشابہ کوئی شئ نہیں دیکھی۔ اس کا بذریعہ تحویل دوسرا طریق ابن عباس سے معمر کی مرفوع روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا میں نے ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کے قول سے لمم کے مشابہ کوئی بات نہیں سُنی جو اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر اس کا زناء سے حصہ مقرر کیا ہے جس کو وہ یقیناً کرے گا "لَمَمٌ"، کے معنی شہوتِ نفسانی ہے یا گناہوں کے قریب ہے۔ بعض نے کہا لمم چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ لمم نظر، نطق اور خواہش ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کا زناء سے حصہ مقرر کیا ہے جس سے وہ خلاصی نہیں پا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آنکھ کا زناء نظر، زبان کا نطق اور دل خواہش کرتا ہے اور فرج ان سب کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔ یعنی جو ابن آدم پر مقرر کیا ہے اسکے کرنے اور ترک کرنے میں شرمگاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تصدیق و تکذیب خبر کی صفت ہُوا کرتی ہے۔ یہاں کیا معنی ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ تصدیق میں خبر کا واقع کے مطابق ہونے کا حکم ہوتا ہے جبکہ تکذیب میں خبر کا واقع سے عدمِ مطابقت کا حکم ہوتا ہے گویا کہ حکم ہی موقع ہے۔ لہٰذا تصدیق و تکذیب حکم کی صفت ہے۔

قولہ زنا العین البصر، یعنی ایک بار سے زیادہ بار دیکھنا آنکھ کا زنا ہے کیونکہ اگر اچانک غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو اس میں انسان مجبور ہوتا ہے۔ لہٰذا نظر سے مراد وہ نظر ہے جو لذت اور شہوت کے طور پر ہو۔ اسی طرح نطق سے مراد وہ نطق ہے جس میں حرام باتیں کرکے لذت حاصل کرے اور دل کے خواہش کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کا رجحان زناء کی طرف ہوتا ہے چونکہ یہ تمام امور زناء کے دواعی ہیں گویا کہ یہ زانی ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا اللہ تعالیٰ نے ازل میں جو انسان کے لئے لکھ دیا ہے اللہ کو اس کا پہلے ہی سے علم ہے۔ لہٰذا بندہ لکھا ہُوا ضرور پُورا کرے گا اور بذاتِ خود اس کی مدافعت نہیں کرسکتا البتہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل و کرم کیا اور اس کو لمم اور صغیرہ بنا دیا جب تک فرج اس کی تصدیق نہ کرے قیامت میں لوگوں سے اس کا مطالبہ نہ ہوگا اور جب شرمگاہ اس کی تصدیق کردے اور زناء کرلے تو تمام صغائر کبائر ہو جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ التَّسْلِيْمِ وَالْاِسْتِئْذَانِ ثَلٰثًا

۶۷۵۷ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلٰثًا وَاِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا

باب سلام کرنا اور اندر آنے کی اجازت طلب کرنا

یعنی تسلیم اور طلبِ اجازت تین بار ہونا چاہیئے ایک ہی بار کہہ دے یا علیحدہ علیحدہ کہے۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا یہ اس لئے کہ افہام و تفہیم اور سُنانے میں کمی نہ رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واقعات اخبار اور اوامر کو کئی بار ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے اگر پہلی بار اس میں تدبر نہیں کیا تو دُوسری اور تیسری میں تامل کریں تاکہ یہ اُن کے دلوں میں راسخ ہوجائے اور وہ اچھی طرح یاد کرلیں یہ صرف تکرار سے ہی ہوسکتا ہے۔
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کلمہ کا تکرار کرنا تاکید کے لئے ہُوا کرتا تھا یا یہ خیال فرمایا ہوتا تھا کہ شاید مخاطب نے سمجھا ہے یا نہیں اس لئے دوبارہ ذکر فرماتے اور تیسری بار اس لئے کہ آپ وتر کو مستحب جانتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۷۵۷ — **ترجمہ**: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام فرماتے تو تین بار سلام فرماتے اور جب کلام فرماتے تو اس کا تین بار اعادہ کرتے تھے۔ (حدیث: ع ۹۳ ج: اکی شرح بھی دیکھیں)

۶۷۵۷ — **شرح**: ابن بطال نے کہا حدیث میں مذکور صیغہ عموم کو چاہتا ہے کہ عام طور پر حضور کلام وسلام میں تکرار کرتے تھے لیکن اس سے مراد خصوص ہے یعنی غالباً ایسا کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر تین بار سلام کیا جائے اور خیال کیا کہ مخاطب نے سُنا نہیں تو کیا اس سے زیادہ بھی کہہ سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تین بار سے زیادہ

٦٧٥٨ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
قَالَ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ
فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ مَا مَنَعَكَ
قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللهِ
لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ
فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ وَقَالَ
ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ بِهٰذَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَرَادَ عُمَرُ التَّثَبُّتَ لَا أَنْ
لَا يُجِيزَ خَبَرَ الْوَاحِدِ

نہ کہے کیونکہ ظاہر حدیث کی اتباع بہتر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا تین سے زیادہ بار کہے تاکہ مخاطب یقین کر لے۔

٦٧٥٨ — ترجمہ : ابوسعید خدری نے کہا میں انصار کی مجالس سے ایک مجلس میں تھا کہ اچانک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آئے گویا کہ وہ گھبرائے ہوئے ہیں اور کہا میں نے عمر فاروق سے تین بار اجازت طلب کی اُنہوں نے مجھے اجازت نہ دی میں واپس آ گیا۔ اب اُنہوں نے کہا ہے تمہیں کس نے منع کیا تھا میں نے کہا میں نے تین بار اجازت طلب کی تھی مجھے اجازت نہ دی گئی تو میں واپس

بَابٌ اِذَا دُعِیَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ یَسْتَأْذِنُ

وَقَالَ سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ اِذْنُهٗ ۶۷۵۹ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ

چلا گیا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو واپس چلا جائے عمر فاروق نے کہا بخدا! اس حدیث پر کوئی گواہ پیش کرو، کیا تم میں سے کسی نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اُبی بن کعب نے کہا اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ قوم کا چھوٹا آدمی کھڑا ہوگا، چنانچہ میں سب سے چھوٹا تھا میں اُن کے ساتھ کھڑا ہوا اور عمر فاروق کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا مجھے سفیان بن عُیَیْنَہ نے یزید بن خُصَیْفَہ، بسر، ابوسعید کے ذریعہ یہ خبر دی ہے۔

۶۷۵۸ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث میں تثبّت کے لئے ابوسعید خدری سے گواہ طلب کیا تاکہ کوئی شخص بوقت ضرورت حدیث کے ثبوت کے بغیر حدیث بیان نہ کرے۔ عبدالمبارک کا کلام نقل کرنے سے غرض یہ ہے کہ بُسر نے ابوسعید خدری سے حدیث کی سماعت کی ہے جبکہ حدیث کے اسناد میں بسر کی ابوسعید سے روایت عَنْعَنَہ ہے اور عَنْعَنَہ میں سماعت ضروری نہیں ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ جب آدمی کو بلایا جائے وہ آئے تو اجازت طلب کرے؟

سعید نے قتادہ، ابورافع اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا بلانا ہی اجازت ہے،"

(بلانا ہی نفسِ اذن ہے تجدید اذن کی ضرورت نہیں)

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ اَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَاهِرٍّ الْحَقْ اَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَیَّ فَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا

۶۷۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اندر داخل ہوا تو حضور نے پیالہ میں دودھ دیکھا فرمایا اے اَبَاھِرّ اہلِ صُفّہ کے پاس جاؤ اور اُن کو میرے پاس بلاؤ ابوہریرہ نے کہا میں اُن کے پاس گیا اور اُن کو بلا لایا وہ سب آئے اُنہوں نے اجازت طلب کی ان کو اجازت دی گئی تو وہ اندر داخل ہوگئے۔

۶۷۵۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو بلایا جائے اس کے لئے بھی اجازت طلب کرنا ضروری ہے اور مُعلق حدیث میں صراحت ہے کہ بلانا ہی اذن ہے تجدید اذن کی حاجت نہیں۔ پس معلق اور موصول حدیث میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شخص کو بلایا جائے اگر وہ قاصد کے ساتھ آئے تو اجازت طلب کرنے کی حاجت نہیں جیسا کہ معلق حدیث میں ہے اور اگر مدعو بلانے کے بعد تنہا آئے قاصد کے ہمراہ نہ آئے تو اس کے لئے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ موصول حدیث میں یہی صورت ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں "وہ آئے،، یہ نہیں کہ ہم آئے کیونکہ اگر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اہل صفہ کے ہمراہ ہوتے تو کہتے ہم آئے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ابوہریرہ کے بلانے کے بعد اہل صُفّہ تنہا آنے تھے اس لئے اجازت طلب کرنا پڑی لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں ہے۔

اس تقریر کے مطابق باب کے عنوان میں بھی تفصیل کی ضرورت ہے وہ یہ کہ جب کسی کو بلایا جائے تو کیا قاصد کے ہمراہ آنے والا اجازت طلب کرے؟ اس کا جواب ہے اجازت طلب نہ کرے تنہا آئے تو اجازت طلب کرے ان دو صورتوں کے علاوہ اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔

بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

٦٧٦٠ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ

بَابُ تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

٦٧٦١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ قُلْتُ

باب بچوں کو سلام کرنا

٦٧٦٠ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام کرتے تھے۔

٦٧٦٠ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کو سلام کرنے میں خُلقِ عظیم اور ادبِ شریف کی جھلک ہے۔ اس سے بچوں کو سنّت کی تعلیم دینا اور آدابِ شریعت پر گامزن کرنے کی ترغیب ہے تاکہ جب وہ بالغ ہوں تو آدابِ شریعت سے مُتأدّب ہوں اور اخلاقِ رسُول سے بہرہ ور ہوں۔ بعض علماء نے کہا کہ فتنہ میں پڑھنے کے خوف سے خوبصورت بچہ کو سلام نہ کرے اور اگر بچہ بالغ کو سلام کرے تو اس کا جواب واجب ہے۔

وَلِمَ قَالَ كَانَتْ عَجُوزٌ لَنَا تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ نَخْلٍ بِالْمَدِينَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا نُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب مردوں کا عورتوں کو، اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

ابن بطال نے کہا مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے لیکن جوان عورتوں کو سلام نہ کرے کیونکہ جوان عورتوں سے گفتگو کرنا آنکھوں کی خیانت اور شیطان کی راہ ہے۔ علماء کوفہ نے کہا جب اُن میں محرم نہ ہو ان کو سلام کرنا جائز نہیں "

۶۷۶۱ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے کہا ہم جمعہ کے روز بہت خوش ہوتے تھے میں نے کہا کیوں خوش ہوتے تھے ؟

سہل نے کہا ایک بوڑھی عورت ہمارے لئے بضاعہ کی طرف بھیجتی ابن مسلمہ نے کہا۔ بضاعہ مدینہ منورہ میں کھجوروں کا باغ ہے وہ چقندر اور شلغم کی جڑیں لیتی اور ان کو ہنڈی میں ڈالتی اور جو کے دانے پیس کر ڈالتی (ان کو ہنڈی میں پکاتی) جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو اس کے پاس جاتے اور اس کو سلام کرتے بوڑھی عورت وہ طعام ہمارے پاس لاتی اس سے ہم بہت خوش ہوتے ہم قیلولہ اور ناشتہ جمعہ کی نماز کے بعد کرتے تھے۔

۶۷۶۱ — شرح : تکرکر کرے سے ہے اس کو مضاعف بنایا گیا ہے کیونکہ چکی کی لکڑی دانے پیستے وقت بار بار آتی جاتی ہے۔ کرکرہ کے معنی آواز کے بھی ہیں۔ ہنستے وقت آواز کی شدت کو بھی کرکرہ کہتے ہیں۔

(حدیث ۸۹۷ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۷۶۲ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَرٰى مَا لَا نَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ يُوْنُسُ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ

بَابُ اِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ اَنَا

۶۷۶۲ — **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرائیل تمہیں سلام کرتا ہے۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے کہا "اس پر سلام اور اللہ کی رحمت"، آپ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔ تری سے مائی صاحبہ کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ شعیب نے معمر کی متابعت کی۔ یونس اور نعمان نے زہری سے "وبرکاتہ" کہا ہے۔

۶۷۶۲ — **شرح** : یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا اے عائشہ یہ جبرائیل تمہیں سلام کہتا ہے ام المؤمنین نے کہا وعلیہ السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ"، حضور جو آپ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھتی ہوں"۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فرشتہ جسم ہے جب وہ کسی مکان میں ہوگا تو اس کو دیکھنا بعض حاضرین کے ساتھ مختص نہ ہوگا۔ بلکہ اس مکان میں تمام حاضرین اس کو دیکھیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رؤیت (دیکھنا) ایسی شئ ہے جس کو اللہ تعالیٰ شخص میں پیدا کرتا ہے یہ اللہ کی خلقت کے تابع ہے اسی لئے اشعریہ کے نزدیک جائز ہے کہ چین میں نابینا شخص اندلس کے مچھر کو دیکھے اور جو اس کے پاس ہے اس کو نہ دیکھے۔

باب جب کہا یہ کون ہے اُس نے کہا میں ہوں

۶۲۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا

بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلَى آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ

۶۲۶۳ — ترجمہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرض کے بارے میں آیا جو میرے والد پر قرضہ تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور نے فرمایا کون ہو میں نے کہا "میں ہوں"، حضور نے فرمایا، "میں میں"، گویا کہ آپ کو یہ کلمہ پسند نہ آیا۔

۶۲۶۳ — شرح : یہ کلمہ اس لئے پسند نہ آیا کہ اس میں سوال کا جواب نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے تھا میں جابر ہوں یا یہ وجہ ہے کہ دروازہ کھٹکھٹانے سے اجازت حاصل نہیں کرنا چاہیئے تھا السلام علیکم کہنا تھا جو مسنون طریقہ ہے۔

باب جس نے سلام کا جواب دیا اور کہا علیک السلام"

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا "السلام علیک ورحمۃ اللہ"!
(یعنی بہتر یہ ہے کہ سلام کے جواب میں زیادہ الفاظ کہے اور صرف السلام علیک پر اقتصار نہ کرے)

۶۷۶۴ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ
أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ
فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ
فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ
فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ
اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ
حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى
تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ

۶۷۶۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہُوا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونہ میں تشریف فرما تھے اُس نے نماز پڑھی پھر آیا اور حضور کو سلام کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا "وعلیک السلام" واپس جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی وہ پھر آیا اور سلام عرض کیا حضور نے فرمایا وعلیک السّلام واپس جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ دُوسری بار یا اس کے بعد اُس نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تعلیم دیں حضور نے فرمایا جب تو نماز پڑھنے کھڑا ہو تو مکمل طور پر وضوء کر پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور تکبیر کہہ (تکبیر تحریمہ)

سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا وَقَالَ اَبُو اُسَامَةَ فِي الْاٰخِيْرِ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا

۶۷۶۵ — حَدَّثَنِيْ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا

بَابُ اِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

۶۷۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اِنَّ جِبْرِيْلَ يَقْرَءُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

پھر جو قرآن تجھے میسر ہو پڑھ پھر رکوع کر حتیٰ کہ پُورے اطمینان سے رکوع کرے پھر سر اُٹھا حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے پھر اس طرح ساری نماز میں کر۔ ابو اُسامہ نے اخیر میں کہا حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔

۶۷۶۴ — **شرح** : سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں اور نہ ہی تشہد اور قعدہ کو ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی پُوری تفصیل حدیث ۷۲۶ ج : اکی شرح میں دیکھیں۔

۶۷۶۵ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پھر سر اُٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے۔

بَابُ التَّسْلِيْمِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ

٦٧٦٧ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ اِكَافٌ تَحْتَهٗ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ فَاَرْدَفَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ

باب جب کہے فُلاں شخص تجھے سلام کرتا ہے

٦٧٦٦ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا جبرائیل علیہ السلام تمہیں سلام پڑھتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا،، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ

باب اس مجلس میں سلام کہنا جہاں مُسلمان اور مُشرک مِلے جُلے بیٹھے ہوں،،

٦٧٦٧ — ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس کے نیچے فدکی چادر تھی اسامہ ابن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا اس حال میں کہ آپ سعد بن عبادہ کی بنی حارث بن خزرج میں عیادت کریں۔ یہ جنگ بدر سے قبل کا واقعہ ہے حتی کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرک بت پرست اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے۔ اُن میں عبداللہ بن ابی بن سلول تھا جبکہ اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جب سواری کی گرد

بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتّٰى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ
أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ
عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوا
عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ
إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ أَيُّهَا الْمَرْءُ
لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا
وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ
اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ
حَتّٰى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ
ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ

نے مجلس کو ڈھانپ لیا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانپ لی پھر کہا ہم پر غبار نہ اڑاؤ۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا پھر ٹھہر گئے اور سواری سے اُترے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا (اسلام کی
تبلیغ کی) اور اُن پر قرآن پڑھا عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا اے آدمی اس سے اچھی کوئی شئی نہیں جو آپ
کہتے ہو اگر یہ حق ہے تو ہماری مجلس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ جو کوئی ہم سے تمہارے پاس
آئے اس پر بیان کرو (اگر اس پر حق ظاہر ہوگا تو قبول کر لے گا) ابن رواحہ نے کہا حضور ہماری مجلس میں تشریف
لائیں ہم آپ کے آنے سے محبت کرتے ہیں پس مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں
حتیٰ کہ اُنہوں نے یہ قصد کیا کہ وہ لڑپڑیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چپ کراتے رہے پھر اپنی سواری پر سوار ہو گئے

تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ
اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاصْفَحْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِي أَعْطَاكَ
وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ
فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ
بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلٰى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلٰى مَتٰى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوا عَلٰى شَرَبَةِ الْخَمْرِ

اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے سعد! کیا تم نے نہیں سُنا ابو حُباب نے کیا کہا ہے اس سے حضور کی مراد عبداللہ بن اُبی تھا اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سعد نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اس کو معاف کردیں اور درگذر کریں۔ اس شہر والوں نے اتفاق کیا ہے کہ اس کے سر پہ تاج رکھیں اور اس کو سرداری کا عمامہ پہنائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو حق کے ساتھ ردّ کیا جو اللہ نے آپ کو عطاء کیا ہے تو یہ بھڑک اُٹھا ہے۔ یہی وجہ ہے جس کے سبب اُس نے یہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو معاف کر دیا،، (حدیث ۲۷۸۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو سلام نہ کیا

اور نہ اس کے سلام کا جواب دیا حتیٰ کہ اس کی توبہ واضح ہو جائے

۶۷۶۸ — حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا وَاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ اَمْ لَا حَتّٰى كَمَلَتْ خَمْسُوْنَ لَيْلَةً وَاٰذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ

اور کب تک گنہگار کی توبہ ظاہر ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو ،،

یعنی جو کوئی گناہ کرے وہ فاسق ہے جمہور کے نزدیک فاسق کو سلام نہ کیا جائے اور نہ ہی بدعتی کو سلام کیا جائے۔ امام نووی نے کہا اگر سلام کرنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر اس نے فاسق کو سلام نہ کیا تو اس کے دین یا دنیا میں خرابی ہو گی تو فاسق کو سلام کر دے۔ ابن عربی نے اس پر اضافہ کیا کہ سلام اللہ کے اسماء میں سے ہے۔ گویا کہ فاسق کو سلام کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہارا نگہبان ہے اور تمہیں سلامتی میں رکھنے والا ہے۔

اس باب کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ عاصی "گنہگار" کی توبہ کب ظاہر ہوتی ہے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ محض توبہ کرنا ہی اس کی صحت کے لئے کافی نہیں بلکہ اتنی مدت کا گزرنا ضروری ہے جس میں قرائن سے توبہ کی صحت معلوم ہو جائے کہ وہ کئے پر نادم ہو اور آئندہ اس کا تدارک کرے۔ ابن بطال نے کہا اس میں حد معین نہیں لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ اسی وقت توبہ واضح نہیں ہوتی حتی کہ اتنا وقت گزر جائے جس میں توبہ واضح ہو جائے۔

۶۷۶۸ — ترجمہ : عبداللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے

بَابُ كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ

۶۷۶۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ

سُنا جس وقت وہ جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کلام کرنے سے منع کر دیا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ کو سلام کرتا اور میں دل میں کہتا کیا حضور نے ہونٹ مبارک ہلائے ہیں یا نہیں حتیٰ کہ پچاس دن پورے ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت صبح کی نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کرنے کا اعلان کیا۔

۶۷۶۸ — شرح : اگر سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْشُوا السَّلَامَ ،، سلام ظاہر کرو یہ عام ہے اس کا جواب یہ ہے جمہور کے نزدیک اس عموم سے یہ قدر مخصوص ہے۔

باب اہلِ ذمہ کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے

عنوان سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اہل ذمہ (اہل کتاب جو امن لے کر رہیں) کے سلام کا جواب ممنوع نہیں۔ علامہ عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ بعض علماء نے کہا اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا فرض ہے؛ کیونکہ

۶۷۷۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ

یہ آیت کریمہ "جب تمہیں سلام کیا جائے تو اچھا جواب دو" عام ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے کہا جو کوئی تم کو سلام کرے اس کو جواب دو اگرچہ وہ مجوسی ہو۔ عطاء نے کہا یہ آیت کریمہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ لہٰذا کافر کے سلام کا مطلقاً جواب نہ دیا جائے۔

۶۷۶۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہودیوں کا ایک گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا "السام علیک" میں نے اسے سمجھ لیا تو میں نے کہا "تم پر موت اور لعنت ہو" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ چھوڑو اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو کچھ انہوں نے کہا ہے آپ نے سنا نہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کہہ دیا ہے "وعلیکم"۔ (السام یعنی موت ہے) (حدیث ۵۲۱۱ ج: ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۷۷۰ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہودی تم کو سلام کریں اور ان میں سے کوئی "السام علیک" کہے تم کہو "وعلیک"۔

۶۷۷۰ — شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "وعلیکم" ظاہر پر محمول ہے یعنی تم پر بھی موت ہو ہم اور تم اس میں برابر ہیں ہو سکتا ہے کہ واؤ عاطفہ ہو بلکہ استیناف کے لئے ہو یعنی تم پر موت ہو تقدیر عبارت یوں ہوگی "عَلَيْكُمْ مَا تَسْتَحِقُّوْنَ مِنَ الذَّمِّ" تمہاری مذمت ہو جس کے تم مستحق ہو۔ قاضی بیضاوی نے کہا "وعلیکم" کے معنی یہ ہیں میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو تم ہمارے ساتھ ارادہ کرتے ہو یا جس کے تم مستحق ہو اور "وعلیکم"، یہودیوں کے کلام میں "علیکم" پہ عطف نہیں ورنہ اس میں ان کی دعا کی تقریر و تائید ہوگی۔ اس لئے فرمایا "فقل علیک" واؤ کے بغیر طیبی نے

۶۷۷۱ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَهْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ

بَابُ مَنْ نَظَرَ فِیْ کِتَابِ مَنْ یُحْذَرُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ لِیَسْتَبِیْنَ اَمْرُهٗ

۶۷۷۲ ـــ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

نے کہا علیکم پر عطف ہو یا جملہ پر عطف ہو کوئی حرج نہیں کیونکہ معنی متکلم کے ارادہ پہ دائر ہوتا ہے جب اشتراک کا ارادہ کرے تو اشتراک ہوگا، ورنہ حصول و وجود کے معنی پر محمول ہوگا گویا کہ کہا ان سے یہ حاصل ہُوا اور وجود میں آیا اور مجھ سے یہ حاصل ہُوا۔ ابن حاجب نے کہا حروف عطف کے سبب متبوع اور تابع اعراب میں شریک ہوتے ہیں جب ان کے بعد مفردات واقع ہوں تو اشکال ہی نہیں اگر ان کے بعد جملے واقع ہوں تو اگر وہ ایسا جملہ ہے کہ پہلے کا معمول بن سکتا ہے تو شریک کرنے میں وہ مفرد کی طرح ہوگا جیسے "اصبح زیدقائماً وعمرو قاعداً" اور اگر اس کے غیر پر معطوف ہو جیسے "قام زید وخرج عمروٌ"، اس جیسے سے مراد دونوں جملوں کا حصول ہوتا ہے گویا کہ قائل نے کہا زید کا قیام اور عمرو کا خروج حاصل ہُوا یا پایا گیا اس تقریر سے واضح ہُوا کہ واؤ کے معنی دونوں امور کا حصول ہے۔ یہ تقریر اس تقدیر پہ ہے جبکہ دو جملے ہوں اور ایک کا دوسرے پر عطف ہو اگر جملہ کا جملہ پر عطف اشتراک کے بغیر ہو جب بھی جائز ہے۔ (قسطلانی) عینی نے ذکر کیا کہا گیا ہے کہ یہود کے سلام کے جواب میں یہ کہے "وعلیکم السِلام" سین پہ کسرہ پڑھے یعنی تم پہ پتھر ہے سِلام بمعنی پتھر ہے۔ لیکن بعض علماء نے اس کو مسترد کر دیا ہے، کیونکہ ہمارے لئے اہل ذمّہ کو گالی دینا مناسب نہیں ہے۔

باب جس نے اس شخص کے خط میں نظر کی جس کا مسلمانوں کو خوف ہو تاکہ اس کی وضاحت ہوجائے

إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ ابْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى كِتَابًا قَالَ قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّي أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۷۲ — ترجمہ : حضرت علی علیہ السلام نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر بن عوام اور ابو مرثد غنوی کو بھیجا جبکہ ہم تینوں سوار تھے فرمایا تم چلتے رہو حتی کہ روضۂ خاخ پہنچو وہاں ایک مشرکہ عورت ہے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا مشرکوں کی طرف خط ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس عورت کو وہاں ہی پایا جہاں حضور نے فرمایا تھا وہ اونٹ پر سوار چل رہی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے کہا وہ خط کہاں ہے جو تیرے پاس ہے اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے اس کی اونٹنی کو بٹھا لیا اور اس کے کجاوہ میں تلاش کرنا شروع کر دیا ہم نے کوئی شئ نہ پائی میرے دو ساتھیوں نے کہا ہم تو خط نہیں دیکھتے ہیں حضرت علی نے کہا میں نے کہا مجھے یقین ہے کہ

فَقَالَ مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَا بِي اِلَّا اَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ
وَبِرَسُوْلِهٖ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ اَرَدْتُ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ
يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ اَصْحَابِكَ هُنَاكَ اِلَّا وَلَهٗ مَنْ يَدْفَعُ
اللّٰهُ بِهٖ عَنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ اِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَلَاَضْرِبْ
عُنُقَهٗ قَالَ فَقَالَ يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ
فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا
عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جھوٹ نہیں بولا اس ذات کی قسم جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے تو خط باہر نکال یا تجھے کپڑوں سے خالی کر دیں گے جب اس نے میری انتہائی کوشش کو دیکھا تو اپنا ہاتھ تہبند کی گرہ کی طرف مائل کیا جبکہ وہ چادر پہنے ہوئے تھی اور خط نکال دیا حضرت علی نے کہا ہم خط لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف چلے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے حاطب جو کچھ تم نے کیا ہے اس پر تجھے کس نے اُبھارا ہے حاطب نے کہا یارسُولَ اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں میں متغیر نہیں ہُوا اور نہ میں نے دین بدلا ہے۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میرا مکہ والوں میں کوئی رشتہ داری نہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ میرے اہل و اولاد اور میرے مال کی نگہبانی کرے اور آپ کے صحابہ کی وہاں رشتہ داری ہے جس کے سبب وہ ان کے اہل و اولاد اور مال کی نگرانی کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اُس نے سچ کہا ہے اس کو خیر کے سوا کچھ نہ کہو حضرت علی نے کہا حضرت عمر فاروق نے کہا اُس نے اللہ اور اس کے رسُول اور مومنوں سے خیانت کی ہے مجھے چھوڑیں میں اس کی گردن زنی کرتا ہوں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم یقیناً اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو جھانکا اور فرمایا اے بدر والو! جو چاہو عمل کرو میں نے تمہارے لئے جنّت واجب کر دی ہے حضرت علی نے کہا عمر فاروق کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور کہا اللہ اور اس کا رسُول ہی جانتے ہیں۔

بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ

۶۷۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِئَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ

۶۷۷۲ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے خط میں مسلمانوں کی غیبت ہو تو اس کو پڑھنا جائز ہے ، کیونکہ اس وقت خط اور خط والے کا کوئی احترام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا حربیہ عورت کو ضرورت کے وقت برہنہ کرنا جائز ہے اور گنہگار کا ہتک ستر بعض اوقات مباح ہے۔ حدیث ع۲۸۰۵ ج :۴ کی شرح دیکھیں اس میں اس حدیث کی مکمل تفصیل ہے۔

باب اہل کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے

یعنی اہلِ کتاب یہودیوں اور نصرانیوں کو دعوتِ اسلام دینے کیلئے خط کیسے لکھا جائے

بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ

۶۷۷۳ ترجمہ : ابوسفیان بن حرب نے عبداللہ بن عباس کو خبر دی کہ ہرقل نے قریش کی ایک جماعت میں ان کی طرف کسی کو بھیجا جبکہ وہ شام تجارت کے لئے گئے تھے ۔ وہ ہرقل کے پاس آئے اور پوری حدیث ذکر کی ابوسفیان نے کہا پھر اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک منگوایا وہ پڑھا گیا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ خط محمد بن عبداللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف سے ہرقل روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف ہے ۔ سلام اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے ۔ اما بعدُ

۶۷۷۳ شرح : اس سے غرض یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس عنوان سے والانامہ صادر ہُوا تھا ۔ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب ہے وہ امیر معاویہ کے والد ہیں ان کی کنیت ابوحنظلہ بھی ذکر کی جاتی ہے ۔

اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۶ ج : ۱

باب خط میں ابتداء کس سے کی جائے

یعنی خط لکھتے وقت لکھنے والے یا جس کی طرف لکھا جائے سے ابتداء کی جائے "

۶۷۷۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

دِينَارٍ وَصَحِيفَةٍ مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِي جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيفَةً مِنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

۶۷۷۵ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل سے ایک آدمی کو ذکر کیا کہ اُس نے لکڑی لے کر اس کو کریدا اور اس میں ایک ہزار دینار اور اپنے ساتھی کی طرف اپنا خط رکھ دیا۔ عمر بن ابی سلمہ نے اپنے والد ابو سلمہ سے روایت کی کہ انہوں نے ابوہریرہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی کو خالی کیا اور اس کے اندر مال رکھ دیا اور اس کو فلاں سے فلاں کی طرف خط لکھا۔

۶۷۷۴ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت فلاں سے فلاں کی طرف خط لکھنے میں ہے کہ اگر کسی کو خط لکھا جائے تو لکھنے والا اپنے نام سے ابتداء کرے پھر مکتوب الیہ کو ذکر کرے سنّت بھی یہی ہے۔ ابوداؤد میں ابن سیرین کے طریق سے روایت ہے کہ ابوالعلاء بن حضرمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور پہلے اپنا نام ذکر کیا۔

(اس حدیث کی مکمل تفصیل تیسرے حصے میں (باب الکفالہ) کی ابتداء میں دیکھیں)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اپنے سیّد کے لئے کھڑے ہو جاؤ

۶۷۷۵ ـــ ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہو کر قلعہ سے نیچے اُترے نبی کریم

سَعۡدِ بۡنِ اِبۡرَاهِیۡمَ عَنۡ اَبِیۡ اُمَامَۃَ بۡنِ سَہۡلِ بۡنِ حُنَیۡفٍ عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدٍ اَنَّ اَہۡلَ قُرَیۡظَۃَ نَزَلُوۡا عَلٰی حُکۡمِ سَعۡدٍ فَاَرۡسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِلَیۡہِ فَجَآءَ فَقَالَ قُوۡمُوۡا اِلٰی سَیِّدِکُمۡ اَوۡ قَالَ خَیۡرِکُمۡ فَقَعَدَ عِنۡدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ہٰٓؤُلَآءِ نَزَلُوۡا عَلٰی حُکۡمِکَ قَالَ فَاِنِّیۡ اَحۡکُمُ اَنۡ تُقۡتَلَ مُقَاتِلَتُہُمۡ وَتُسۡبٰی ذَرَارِیُّہُمۡ فَقَالَ لَقَدۡ حَکَمۡتَ بِمَا حَکَمَ بِہِ الۡمَلِکُ قَالَ اَبُوۡعَبۡدِ اللّٰہِ اَفۡہَمَنِیۡ بَعۡضُ اَصۡحَابِیۡ عَنۡ اَبِی الۡوَلِیۡدِ مِنۡ قَوۡلِ اَبِیۡ سَعِیۡدٍ اِلٰی حُکۡمِکَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو پیغام بھیجا وہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سید کی طرف کھڑے ہو جاؤ یا فرمایا "اپنی بہتر شخصیت" سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ تمہارے فیصلہ پر راضی ہوئے ہیں۔ سعد نے کہا میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان میں سے جنگ کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قید کر لیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے وہی فیصلہ دیا ہے جو اللہ نے فیصلہ کیا ہے۔ ابو عبداللہ بخاری نے کہا مجھے میرے بعض ساتھیوں نے ابوالولید کے ذریعہ ابوسعید کے قول سے "الٰی حکمک" سمجھایا ہے۔

۶۲۷۵ — **شرح** : حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے قبیلہ اوس کے سردار ہیں یہ قبیلہ بنو قریظہ کا حلیف تھا جبکہ انصار کا قبیلہ خزرج بنی نضیر کا حلیف تھا۔ چونکہ سعد بنی قریظہ کے حلیف سے تھے اس لئے انہوں نے سعد کا حکم تسلیم کیا تھا۔ اس وقت سعد زخمی تھے وہ حمار پر سوار تشریف لائے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ اور انہیں آرام سے سواری سے اتارو۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ اہل فضل کی آمد پر کھڑے ہونا مستحب ہے اور جس قیام سے حدیث میں ممانعت آئی ہے وہ مخصوص قیام ہے جو سلاطین و ملوک کے لئے ان کے خدام تصویر بن کر کھڑے رہتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ بادشاہ اور حاکم کو مسلمانوں کے سردار کے اکرام کا حکم دینا چاہیئے اور بادشاہ کی محفل میں اہل فضل کا اکرام جائز ہے اور اُن کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے منع کیا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ابو اُمامہ سے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصا پر اعتماد کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ ہم آپ کے لئے کھڑے ہو گئے تو حضور نے فرمایا ایسے مت کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ طبری نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ نیز کہا کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اس میں غیر معروف راوی ہیں نیز اُنہوں نے عبد اللہ بن بُریدہ کی حدیث سے دلیل قائم کی جس کو حاکم نے ذکر کیا ہے کہ اُن کے والد امیر معاویہ کے پاس گئے اور انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لئے صورتیں بن کر کھڑے رہیں اس کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طبری نے کہا اس حدیث میں اس قیام سے نہی ہے کسی کی خوشی کے لئے کھڑے ہوں اور جو کسی کے اکرام کے لئے کھڑا ہو وہ اس نہی میں داخل نہیں۔ خطابی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدؔ کا اطلاق عالم پر جائز ہے اور فاضل رئیس اور امام عادل کے لئے اسی طرح طالب علم کا عالم کے لئے کھڑا مستحب ہے۔ البتہ ان مذکور صفات کے بغیر کسی کے لئے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ اقول، سید کا اطلاق عالم پر اضافت سے جائز ہے جیسے رب کا اطلاق غیر رب پر اضافت کے ساتھ جائز ہے۔ عالم غیر سید پر مطلقاً سید کا اطلاق جائز نہیں۔

کسی کے لئے کھڑے ہونے کے وجوہ

کسی کے لئے کھڑے ہونے کی چار صورتیں ہیں اُن میں پہلی صورت میں کھڑا ہونا حرام ہے وہ یہ کہ جس کے لئے کھڑے ہوں وہ متکبر شخص ہے اور کھڑے ہونے والوں پر غرور و فخر سے اپنی عظمت ظاہر کرتا ہے دوسری صورت میں مکروہ ہے وہ یہ کہ کھڑے ہونے والے پر وہ فخر و غرور نہیں کرتا لیکن یہ خطرہ ہے کہ اس کے سبب اس کے دل میں وہ چیز نہ آئے جو شرعاً ممنوع ہے اور اس میں جابر بادشاہوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے۔ تیسری صورت میں جائز ہے وہ یہ کہ وہ متکبر نہیں اور نہ ہی کھڑے ہونے والوں پر اپنی عظمت کا اظہار کرتا ہے اور جابروں سے مشابہت سے امن میں ہے چوتھی صورت میں مستحب ہے وہ یہ کہ کوئی سفر سے آئے تو اس کی خوشی میں کھڑے ہوں تاکہ اسے سلام کہیں یا کسی کو نعمت حاصل ہو تو اس کے حصول پر مبارک بادی کے لئے کھڑا ہو یا کسی کو مصیبت پہنچی ہو تو اس کے سبب افسوس کے لئے کھڑا ہو

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تُورِبِشتی سے نقل کیا کہ قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم ،، کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی اعانت اور سواری سے اتارنے کے لئے کھڑے ہو اور اگر تعظیم مراد ہوتی تو فرماتے قُومُوا لِسَیِّدِکُم اس کا طیبی نے تعاقب کرتے ہوئے فرمایا تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ اکرام کے لئے بھی کھڑا ہونا جائز نہیں اور جو لازم اور

بَابُ الْمُصَافَحَةِ

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ فَصَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي

الیٰ میں فرق کیا ہے وہ ضعیف ہے، کیونکہ اس مقام میں اِلیٰ لام سے زیادہ موزوں ہے۔ گویا کہ کہا گیا کھڑے ہو اور اس کے اکرام کے لئے چلو کیونکہ حکم وصف پر مرتب ہوتا ہے جو دراصل حکم کی علت ہوتی ہے کیونکہ سیدکم قیام کی علت ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا نیکی، بھلائی اور اکرام کے لئے قیام جائز ہے جیسے انصار سعد کے لئے اور طلحہ کعب ابن مالک کے لئے کھڑے ہوئے جس کے لئے قیام کیا جائے اس کو مناسب نہیں وہ اپنے لئے قیام کے استحقاق کا اعتقاد کرے حتیٰ کہ اگر اس کے لئے قیام ترک کیا تو شکوی کرے اور قیام نہ کرنے والے کو زجر و تہدید کرے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مصافحہ

ابن مسعود نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی جبکہ میری دونوں ہتھیلیاں حضور کی ہتھیلیوں میں تھیں۔ کعب بن مالک نے کہا میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں میرے پاس طلحہ ابن عبید اللہ دوڑتے ہوئے آئے حتیٰ کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی

شرح : ہرولہ دوڑنے کی قسم ہے۔ ھنانی، مجھے قبول توبہ کی مبارک باد دی۔ طلحہ بن عبید اللہ اُن صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۔۔۔ نے ایک مجلس شریف میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔

۶۷۷۶ ــــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ۶۷۷۷ ــــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۶۷۷۶ ــــــ ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے کہا کیا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ کرتے تھے کہا ہاں !

۶۷۷۶ ــــــ شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افعال شرعیہ میں امت کے قدوہ اور پیشوا ہیں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے اُن کا ہر فعل اور قول حجت ہے اور وہ جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے ۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کو بخش دیا جاتا ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حماد کے ذریعہ حُمید سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے پہلے لوگ ہیں جنہوں نے مصافحہ کیا ابن بطال مالکی نے کہا عام علماء کے نزدیک مصافحہ کرنا حسن ہے ۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے مصافحہ کو مکروہ خیال فرماتے تھے پھر اس کو پسند کیا ۔ امام نووی نے کہا مصافحہ سنت ہے ۔ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے پر اجماع منعقد ہے ۔ اجنبیہ عورت اور بے ریش خوبرو نوجوان لڑکے بھی اس سے مستثنیٰ ہیں ان سے مصافحہ نہ کیا جائے ۔

۶۷۷۷ ــــــ ترجمہ : عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے

بَابُ الْاَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ

۶۲۶۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى يَعْنِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا

حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا

شرح : اکثر علماء نے یہ روایت کی ہے البتہ ابوذر حموی نے روایت کی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن سلمہ مرادی کی سوانح بیان کرتے ہوئے اسماعیل بن ابراہیم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے حماد بن زید کو دیکھا جبکہ مکہ میں اُن کے پاس ابن مبارک آئے تو انہوں نے اس سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ واللہ اعلم!

۶۲۶۵ ترجمہ : ابو معمر نے کہا میں نے ابن مسعود کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجُزۡءُ السَّادِسُ وَالۡعِشۡرُوۡنَ

بَابُ الۡمُعَانَقَةِ

وَقَوۡلِ الرَّجُلِ كَيۡفَ اَصۡبَحۡتَ

۶۷۷۹ —— حَدَّثَنَا اِسۡحٰقُ قَالَ اَخۡبَرَنَا بِشۡرُ بۡنُ شُعَيۡبٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی حالانکہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا جیسے مجھے قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اے پیارے نبی تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں جبکہ حضور ہمارے درمیان تشریف فرماتے تھے جب حضور وفات پا گئے تو ہم نے کہا " اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم "

۶۷۷۸ —— شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ میں کَفِّيۡ بَيۡنَ كَفَّيۡهِ، کیونکہ اس میں دونوں ہاتھوں سے پکڑنا واضح ہے۔ ظَهۡرَانَيۡنَا ،، دراصل ظَهۡرَيۡنَا "ظَهۡرِي" کا تثنیہ ہے۔ اس کے معنی "بَيۡنَنَا" ہیں۔ الف اور نون کا تاکید کے لئے اضافہ کیا گیا ہے۔ اور نون اس میں مفتوح اس پر اور کوئی حرکت نہیں آسکتی ہے۔ اس حدیث سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ثابت ہے لیکن ہاتھوں کو بوسہ دینے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقبیلِ ید کا انکار کیا جبکہ دوسرے محدثین اسے جائز کہتے ہیں۔ انہوں نے امام مالک کے قول کو تکبر پر محمول کیا ہے یعنی جب تقبیلِ ید تکبر کے طور پر ہو تو ممنوع ہے۔ اگر زہد و تقویٰ یا صلاح یا علم و شرف کی بناء پر ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے۔ ابوداؤد نے قوی سند کے ساتھ اسامہ بن شریک سے روایت کی اس کا مضمون یہ ہے کہ

قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ

کہ ہم کھڑے ہوگئے اور حضور کے دستِ اقدس کو بوسہ دیا۔ اعرابی اور شجرہ کے واقعہ میں بزید کی حدیث میں ہے کہ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں میں آپ کے سرِ مبارک اور دونوں ہاتھوں کو بوسہ دوں۔ حضور نے اعرابی کو اجازت دے دی۔ کسی مال دار کے ہاتھ کو بوسہ دینا یا دنیاوی وجاہت کی بناء پر انہیں بوسہ دینا مکروہ ہے۔ متولی نے کہا جائز ہی نہیں۔ (قسطلانی)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۲۶) چھبیسواں پارہ

باب بغلگیری کرنا اور کسی شخص کا کہنا صبح کیسے رہے

اس باب میں سفر سے آنے کے بعد ملاقات کے وقت بغلگیری کرنے کا بیان ہے۔ نیز اس میں یہ بیان

اَلَا تَرَاهُ اَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلٰثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفّٰى فِيْ وَجْعِهٖ فَاِنِّيْ لَاَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْئَلَهٗ فِيْمَنْ يَكُوْنُ الْاَمْرُ فَاِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا اَمَرْنَاهُ فَاَوْصٰى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ لَئِنْ سَاَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْنَعُنَاهَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ اَبَدًا لَا اَسْاَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا

بھی ہے کہ کسی مرد کا کہنا "صبح کیسی رہی"۔ شارح تراجم نے کہا مؤلف بخاری نے باب کا عنوان "معانقہ" ذکر کیا ہے لیکن اس میں کوئی حدیث، صحابی اور تابعی کا قول جس کی عنوان پہ دلالت ہو ذکر نہیں کیا۔ البتہ کتاب البیع کے باب ما یذکر فی الاسواق "آدمی کا اپنے ساتھی سے اس کے سفر سے آنے کے وقت اور صبح کیسے کی" کہنے کے وقت بغلگیر ہونا ذکر کیا ہے۔ شاید مؤلف نے ان کی عادات کا لحاظ کرتے ہوئے معانقہ ذکر کیا ہے۔ اور "کیف اَصْبَحْتَ" پر اکتفا کی، کیونکہ اقتران معانقہ اس کو عادی لازم ہے یا مؤلف نے معانقہ ذکر کیا اور اپنی مرویات میں کوئی حدیث نہ پائی جو ان کی شرط کے مطابق ہو بخاری میں یہ قسم بہت واقع ہے۔

ابن بطال نے کہا مؤلف نے باب کا عنوان معانقہ ذکر کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معانقہ کی کوئی حدیث ذکر کریں گے تو بیع میں جو سند مذکور ہے اس کے علاوہ کوئی سند نہ پائی اور اس سے پہلے ہی انتقال کر گئے تو باب ذکر معانقہ سے خالی رہا اور اس کے نیچے والا "باب قول الرجل کیف اَصْبَحْتَ" بھی خالی رہا۔ جب کتاب کو لکھنے والے نے دونوں عنوان اکٹھے دیکھے اور ان کے درمیان کوئی حدیث نہ تھی تو اُس نے ان کو ایک ہی عنوان گمان کیا۔ اس جامع میں اس طرح بہت خالی باب ہیں۔

۶۷۷۹ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن کعب بن مالک کو خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں حضور نے وفات پائی آپ کے پاس سے باہر آئے تو لوگوں نے کہا اے ابا حسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصبح

بَابُ مَنْ اَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

۶۷۸۰ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

کیسی کی حضرت علی نے کہا الحمدللہ اچھے حال میں صبح کی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کیا تم حضور کو دیکھتے نہیں ہو۔ بخدا تم تین روز بعد عبدالعصا ہو گے (یعنی اپنے آپ کو ماموز دیکھو گے نہ آمر) بخدا! میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ عنقریب اپنی اس بیماری میں وفات پا جائیں گے میں بنی عبدالمطلب کے چہروں میں موت کو پہچانتا ہوں۔ تم میرے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو ہم آپ سے پوچھیں کہ اس خلافت کا معاملہ کن لوگوں کے ہاتھ میں ہوگا اگر ہم میں ہے تو ہمیں اس کا علم ہو جائیگا اور اگر ہمارے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں ہو تو ہم حضور سے عرض کریں کہ ہمارے لئے وصیت کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا سوال کیا اور آپ نے منع کر دیا تو لوگ کبھی ہمیں خلافت نہ دیں گے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا سوال کبھی نہیں کروں گا۔

۶۷۷۹ ـــ شرح : اس حدیث میں یہ نہیں کہ دو آدمی ملیں تو ایک دوسرے سے کہے "کَیْفَ اَصْبَحْتَ" صبح کیسی کی، بلکہ اس میں تو یہ ہے کہ جو شخص دروازے پر کھڑا تھا اس نے حضرت علی سے جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کیسے ہے۔ حضرت علی نے اس کو خبر دی کہ بحمداللہ اچھے ہیں۔ البتہ بخاری نے "الادب المفرد" میں حضرت جابر سے روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کَیْفَ اَصْبَحْتَ" حضور صبح کیسے کی آپ نے فرمایا خیریت سے ہوں اس حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں۔ طبرانی نے اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب صحابہ کرام آپس میں ملا کرتے تھے تو مصافحہ کرتے اور جب مسافرت سے آتے تو معانقہ کرتے تھے۔ امام ترمذی نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب زید بن حارث مدینہ منورہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تھے۔ زید نے دروازہ کھٹکھٹایا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے چادر گھسیٹتے ہوئے اس کی طرف گئے اور زید سے بغلگیر ہوئے اور اُن کو بوسہ دیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (حدیث : ۴۱۴۱ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلٰثًا هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ اَلَّا يُعَذِّبَهُمْ

باب جس نے لبیک اور سعدیک کے ساتھ جواب دیا"

یعنی کسی کے بلانے کے جواب میں لبیک ۔ سعدیک کہنا جواب میں یہ دو کلمے متعارف ہیں ان کے معنی یہ ہیں "میں تیری خدمت میں کھڑا ہوں کھڑے ہونا اور مدد کے بعد مدد کرتا ہوں مدد کرنا۔ یہ ان مصادر سے ہیں جن کا فعل محذوف ہوتا ہے ،کیونکہ یہ مثنیٰ واقع ہیں اور قیاساً یہ فعل کے حذف کا موجب ہے ،کیونکہ جب اُنہوں نے اس کو تثنیہ ذکر کیا گویا کہ اس کو دو بار ذکر کیا اور کہا لبًا لبًا یہ ہمیشہ مضاف استعمال ہوتا ہے ۔لبیک کے معنی دوام اور ملازمہ کے ہیں گویا جب لبیک کہا تو کہا میں تیری تابعداری میں ہمیشہ کھڑا ہوں تیری طاعت بار بار کرتا ہوں یعنی میری شان اقامت و ملازمت ہے۔

سعدیک عبادت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تیرے حکم کے تابع ہوں کسی صورت مخالفت نہیں کرسکتا اپنی متابعت میں میری مدد کے بعد مدد کر و اور مخلوق کی اجابت میں اس کے معنی یہ ہیں میں تیری بار بار مدد کے بعد مدد کرتا ہوں مدد کرنا (عینی)

۶۲۸۰ ترجمہ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا ۔حضور نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک و سعدیک پھر اسی طرح تین بار فرمایا کہ اے معاذ جانتے ہو بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے ؟ میں نے

۶۷۸۱ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا ۶۷۸۲ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ

عرض کیا میں نہیں جانتا فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر تھوڑا سا وقت چلے اور فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک" فرمایا کیا تو جانتا ہے اللہ پر بندوں کا حق کیا ہے؟ جب وہ اللہ کی عبادت کریں تو ان کو عذاب نہ دے گا۔

۶۷۸۰ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں دو چیزیں ذکر کی ہیں ایک عملیات اور دوسرے اعتقادیات عملیات کی طرف "اَنْ یَعْبُدُوْا" سے اشارہ کیا اور اعتقادیات کی طرف "واَنْ لایشرکوا" سے اشارہ کیا۔ کیونکہ توحید اصل عبادت ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئ واجب نہیں البتہ معتزلہ کا یہ مذہب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واجب بمعنی ثابت ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور امتنان و احسان کے سبب اپنی ذات کریمہ کے یہ ذمہ کر لیا ہے یہ واجب کی طرح ہے جیسے زید شیر کی طرح ہے یا یہ بطور مشاکلہ ہے جیسے "تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ" حالانکہ اللہ کا دل نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا، اللہ کا حق حقیقت ہے بندوں کا حق حقیقی نہیں۔ اس کو مجازاً حق کہا گیا ہے۔ نیز جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا، حالانکہ اس کا وعدہ سچا ہوتا ہے تو اس اعتبار سے وہ حق ہو گیا۔ (حدیث ۱۲۹ ج: ا کی شرح دیکھیں)

۶۷۸۱ ترجمہ: ہمام نے کہا قتادہ نے انس کے ذریعہ معاذ بن جبل کی حدیث ہم سے بیان کی۔

۶۷۸۲ ترجمہ: زید بن وھب نے کہا بخدا! ابوذر نے ربذہ میں ہم سے یہ حدیث بیان کی اُنہوں نے کہا میں عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے پتھریلے میدان (حرة) میں چل رہا تھا۔ ہمارے سامنے اُحد پہاڑ آیا تو حضور نے فرمایا اے ابا ذر! میں پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ کے برابر میرے لئے سونا ہو اور مجھ پر ایک یا تین راتیں گزریں اور میرے پاس اس سے کوئی دینار ہو مگر وہ جو قرض ادا کرنے کے لئے رکھوں مگر میں اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح بکھیر دوں گا۔ ہمیں دست اقدس سے اشارہ کر کے بتایا پھر فرمایا اے ابا ذر! میں نے کہا یا رسول اللہ! لبیک وسعدیک، حضور نے فرمایا بہت لوگ جو دنیا میں مالدار ہیں آخرت میں تنگدست

قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ
حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا أُحِبُّ
أَنَّ أُحُدًا لِي ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا
أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا أَوْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا
وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ
الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ قَالَ لِي
مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتّٰى أَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ
صَوْتًا فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَبْرَحْ فَمَكُثْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ صَوْتًا
خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ

ہوں گے مگر جس نے ایسا ایسا کیا (دونوں ہاتھوں سے مال سخاوت کرے) پھر مجھے فرمایا اے اباذر تم یہاں ہی رہو حتی کہ میں واپس آؤں۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مجھ سے غائب ہو گئے۔ میں نے آواز سُنی اور مجھے خوف لاحق ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شئی عارض ہوئی ہو تو میں نے آپ کی طرف جانے کا ارادہ کیا پھر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد کیا کہ تم اسی جگہ رہو اور یہاں سے اِدھر اُدھر نہ جاؤ تو میں ٹھہر گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کوئی آواز سُنی تھی مجھے خوف لاحق ہوا کہ

مِنْ أُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ لِزَيْدٍ إِنَّهٗ بَلَغَنِيْ أَنَّهٗ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيْهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَقَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ دَرْدَاءٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ يَمْكُثُ عِنْدِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ

بَابُ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ

۶۷۸۳ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ

آپ کو کوئی شئی عارض ہوئی ہو پھر میں نے آپ کا ارشاد یاد کیا اور میں وہیں ٹھہر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو میرے پاس آئے تھے۔ اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت سے جو شخص فوت ہوجائے اس حال میں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ بناتا ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے زیدبن وہب سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس حدیث کا راوی ابوالدرداء ہے۔ زیدبن وہب نے کہا میں صمیم قلب سے گواہی دیتا ہوں کہ مجھے ابوذر نے ربذہ میں اس حدیث کی خبر دی تھی۔ سلیمان اعمش نے کہا مجھے ابوصالح نے ابوالدرداء سے اسی طرح خبر دی۔ ابوشہاب نے کہا کہ اعمش میرے پاس تین دن سے زیادہ ٹھہرے تھے۔ (حدیث ۲۲۳۰ کی شرح دیکھیں)

قولہ حرّہ۔ یہ مدینہ منورہ کے باہر پتھریلی زمین ہے جو سیاہ پتھر بہت ہیں۔ قولہ الاکثرون یعنی مال کے اعتبار سے زیادہ ثواب میں کم۔

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ الْاٰيَة

٦٧٨٤ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ اٰخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَكَانِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ مَكَانَهٗ —

باب کوئی آدمی کسی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اُٹھائے پھر اس میں خود بیٹھ جائے،،

٦٧٨٣ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کسی کو اپنی جگہ سے اُٹھایا جائے اور خود اس میں بیٹھ جائے۔ (حدیث : ع۸۷۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تمہیں کہا جائے بیٹھنے کی جگہ کشادہ کرو تو تم فراخی کرو اللہ تمہارے لئے فراخی کریگا

٦٧٨٤ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے اس سے منع فرمایا کہ کسی آدمی کو اس کی نشست سے اُٹھایا جائے اور دُوسرا اس میں بیٹھ جائے لیکن وسعت اور فراخی کرو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی کی

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ اَوْ بَيْتِهٖ وَلَمْ يَسْتَاْذِنْ اَصْحَابَهٗ اَوْ تَهَيَّاَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

اس کی نشست سے اُٹھانے پھر اس کی جگہ میں بیٹھنے کو پسند نہ کرتے تھے۔

۶۷۸۴ — شرح : کسی شخص کو اس کی نشست سے اُٹھا کر دوسرے کا اس کی نشست بیٹھنے سے منع کرنے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ آداب مجلس سے ہے کیونکہ بیٹھنے کی جگہ کسی کی مملوک نہیں۔ لہٰذا مجلس کے ادب کا مقتضی یہ ہے کہ کسی کو نہ اُٹھائے۔ بعض علماء نے اس کو وجوب پر محمول کیا ہے اُنہوں نے معمر اور سہیل کے ذریعہ ابوہریرہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی حاجت کے لئے اپنی نشست سے اُٹھے پھر وہاں واپس آئے تو وہ اپنی نشست کا زیادہ مستحق ہے اور اگر نشست چھوڑ جائے اور وہاں کوئی اور شخص بیٹھ جائے تو بیٹھنے والا ہی اس نشست کا مستحق ہے اگر اس نیت سے اُٹھا کہ پھر واپس آئے گا تو وہی زیادہ مستحق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس کے لئے ایک آدمی نے اپنی نشست خالی کر دی اس شخص نے وہاں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص مسجد میں مثلاً نماز کے لئے بیٹھا پھر وضو کے ارادہ سے اُٹھ کر باہر گیا پھر واپس آئے تو اس کا حق باطل نہ ہوگا اگر کوئی وہاں بیٹھ گیا ہو تو اس کو اُٹھا دے اور وہاں خود بیٹھ جائے بعض نے اس کو وجوب پر اور بعض نے استحباب پر محمول کیا ہے امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ اس شخص کے متعلق علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ جس شخص نے مسجد میں کسی جگہ پر بیٹھ کر تدریس یا فتویٰ نویسی کے لئے تعین کر لیا تو امام مالک نے کہا مدرس اور مفتی اس جگہ کا مستحق ہے۔ جمہور اس کو استحسان پر محمول کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ حق واجب نہیں غالباً امام مالک کی مراد بھی یہی ہے اسی طرح کھلی فضا میں یا راستوں میں بیٹھتے ہیں جو کسی کی مملوک نہیں اگر کسی نے وہاں بیٹھنے کی عادت بنائی ہو تو اس جگہ کا وہی مستحق ہے حتیٰ کہ اس کی غرض پوری ہو جائے۔ قرطبی نے کہا جمہور کہتے ہیں یہ واجب نہیں

باب جو شخص اپنی نشست سے یا اپنے گھر سے اُٹھ کر چلا جائے اور اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل نہ کرے یا کھڑا ہونے کے لئے تیار ہو تا کہ لوگ اُٹھ کر چلے جائیں

۴۷۸۵ ــــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا

یعنی جو شخص اپنی نشست سے کھڑا ہو جائے، حالانکہ اُس کے پاس اور لوگ ہوں جو وہاں دیر سے بیٹھے ہوں تو اُس نے یہ کہنے سے شرم محسوس کی کہ انہیں کہے تم اُٹھ کر چلے جاؤ۔ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل نہ کرنے کے معنیٰ یہ ہیں۔

۴۷۸۵ ــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو عام لوگوں کی دعوت کی انہوں نے کھانا کھایا پھر چند لوگ بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ انس نے کہا حضور اٹھنا ظاہر کیا وہ نہ اُٹھے جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہوئے جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ بعض لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور تین شخص (گھر میں) باقی رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے کہ گھر میں داخل ہوں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص بیٹھے ہوئے ہیں پھر وہ اُٹھے اور چلے گئے۔ انس نے کہا میں آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ

بَابُ الْاِحْتِبَاءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

۶۷۸۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی غَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَةِ مُحْتَبِیًا بِیَدِهٖ هٰکَذَا

کہ وہ چلے گئے ہیں پس آپ تشریف لائے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہوئے میں نے بھی گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضور نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تمہیں اجازت دی جاتے ...... یہ اللہ کے نزدیک عظیم ہے۔

۶۷۸۵ — شرح : سرورِ کائنات "صلی اللہ علیہ وسلم" کا خلق عظیم تھا اور جس کام کا آپ کو حکم نہ دیا گیا اور نہ ہی منع کیا گیا ہوتا اس میں سب لوگوں سے زیادہ حیاء دار تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوئی حکم دیا تو اللہ کے حکم کے الفاظ میں حیاء نہ کرتے تھے۔ حدیث میں مذکور بیٹھنے والے لوگوں کا طعام کھانے کے بعد بیٹھے رہنا آپ کو اور آپ کے اہل کو اذیت تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یہ بیٹھے رہنا) نبی کو اذیت دیتا ہے وہ تم سے حیاء کرتے ہیں الآیۃ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اذیت پہنچانا حرام کیا ہے۔ (اس حدیث کی تفصیل ساتویں جلد کے صفحہ ۳۳۲ پر دیکھیں)

باب ہاتھ کے ساتھ گھٹ مارنا وہ قُرفُصاء ہے

اِحْتِبَاء بِالْیَد یہ ہے کہ اپنے دونوں سرینوں پر بیٹھے اور دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملالے اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کا حلقہ کرے۔ اس کو لغت میں قُرفصاء بھی کہتے ہیں یہ بیٹھنے کا ایک طریقہ ہے"

۶۷۸۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَیْ اَصْحَابِہٖ
وَقَالَ خَبَّابٌ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ

۶۷۸۷ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ

کعبہ کے صحن میں اس طرح اپنے ہاتھ گھٹ مارے ہوئے دیکھا۔

۶۷۸۶ — شرح : احتباء (گھٹ) کبھی ایک ہاتھ سے کبھی دو ہاتھوں سے مارتے ہیں مذکور حدیث میں گھٹ ایک ہاتھ سے ہے۔ دو ہاتھوں سے گھٹ مارنے کی حدیث ابوداؤد نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تو دونوں ہاتھوں سے گھٹ مارتے تھے۔ بزار نے بھی ابوہریرہ کی حدیث کے یہ الفاظ ضبط کئے ہیں جَلَسَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَضَمَّ رِجْلَيْهِ فَاَقَامَهُمَا وَاحْتَبٰى بِيَدَيْهِ "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس بیٹھے اور دونوں پاؤں کو ملا کر کھڑا کیا اور دونوں ہاتھوں سے گھٹ لگائی"

باب جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے"

بعض نے کہا اِتِّكَاء کے معنی لیٹنے کے ہیں، چنانچہ عمرو کی حدیث میں ہے "هُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى سَرِيْرٍ" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی پر لیٹے تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا قَدْ اَثَّرَ السَّرِيْرُ فِیْ جَنْبِهٖ کہ چارپائی نے حضور کے پہلو میں نشان لگائے تھے۔ علامہ خطابی نے کہا جو کوئی کسی شئ پر اعتماد کر کے

۶۷۸۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

اس پر متمکن ہو وہ اس پر تکیہ لگانے والا ہوتا ہے۔ وَقَالَ خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ أَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ » خباب نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ چادر اوڑھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا کیا آپ اللہ سے دعا نہیں کرتے آپ بیٹھ گئے۔ اس اثر سے غرض یہ ہے کہ توسد بمعنی اتکاء آتا ہے؛ چنانچہ ھُوَ مُتَوَسِّدٌ کے معنی آپ تکیہ لگا کر بیٹھے تھے خصوصاً خطابی کہا جو بھی کسی شیٔ پر اعتماد کرے وہ متکئ ہوتا ہے۔ علامات نبوّت کے باب ص۴۸۹ ج ؛ ۵ میں اس حدیث کو موصول ذکر کیا ہے۔

۶۷۸۷ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہت بڑے گناہ کی خبر نہ دوں ؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" (یعنی ضرور خبر دیں) فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا (یعنی اللہ کی ذات وصفات اور عبادت میں اس کا شریک ٹھہرانا اس کے بعد ماں باپ کی نافرمانی کرنا یہ بہت بڑے گناہ ہیں)

۶۷۸۸ — ترجمہ : مسدد نے کہا بشر نے ہمیں اس جیسی خبر سنائی » حضور تکیہ لگائے ہوئے بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹ نہ بولنا یہ بار بار فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہوجاتے۔

۶۷۸۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ماں باپ کی نافرمانی شرک کے درجہ میں کیسے ہوسکتی ہے؛ حالانکہ اللہ کا شریک ٹھہرانا کفر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ والدین کی تعظیم کے لئے اور نافرمان پر سختی کرنے کے لئے اس کو اشراک باللہ کے سلک میں منسلک کیا ہے یا مقصد یہ ہے کہ "اکبر الکبائر" دو ہیں ایک وہ جس کا تعلق اللہ سے ہو وہ اس کا شریک ٹھہرانا ہے دوسرا وہ ہے جس کا تعلق لوگوں سے ہو وہ والدین کی نافرمانی ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا » یعنی تیرے رب کا یہ فیصلہ ہے کہ صرف اس کی عبادت کر اور والدین سے احسان و اخلاص کر مہلب نے کہا

بَابُ مَنْ اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِہٖ لِحَاجَۃٍ اَوْ قَصْدٍ

۶۷۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَبْنِ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ عُقْبَۃَ بْنَ الْحٰرِثِ حَدَّثَہٗ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَیْتَ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم اور امام کے لئے جائز ہے کہ آرام کے لئے یا کسی عضو میں تکلیف ہو تو حاضرین کی موجودگی میں اپنی مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھ سکتا ہے۔

باب کسی حاجت یا مقصد کے لئے تیز چلنا

۶۷۸۹ — ترجمہ: عقبہ بن حارث نے ابن ابی ملیکہ کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر تیز چلتے ہوئے گئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔

۶۷۸۹ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیزی سے چلنا اس لئے تھا کہ آپ کے خیال میں آیا تھا کہ رات کا گھر میں سونا پڑا ہے جو تقسیم نہیں ہو سکا تو اس کو تقسیم کرنے کی غرض سے جلدی گھر میں تشریف لے گئے اور سونا تقسیم کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ یا عالم کا اپنے ضروری کاموں میں جلدی کرنا جائز ہے نیک کام کرنے میں جلدی کرنا اور تاخیر نہ کرنا افضل ہے۔

(حدیث ۸۱۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں) (باب من صلی بالناس فذکر حاجۃ فتخطاھم)

بَابُ السَّرِيْرِ

۶۷۹۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَسْطَ السَّرِيْرِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُوْنُ لِیَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَقُوْمَ فَاَسْتَقْبِلَهُ فَاَنْسَلُّ اِنْسِلَالًا

باب تخت پر نماز پڑھنا

۶۷۹۰ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی۔ مجھے کوئی حاجت بشری ہوتی اور میں یہ پسند نہ کرتی کہ میں کھڑی ہوں اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کروں تو میں آہستہ سے سرک جاتی تھی۔

۶۷۹۰ — شرح: قولہ وَسْطَ السَّرِیْرِ، راغب نے کہا وَسَطَ الشَّیْءِ، بفتح السین متصل مقدار کے لئے کہا جاتا ہے جیسے ایک جسم اس کا وسط صُلب ہے اور بسکون السین دو جسموں کے درمیان مقدار منفصل کے لئے کہا جاتا ہے جیسے وسط القوم" ان ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ وسط بفتح السین اس شئ کا نام ہے جو کسی شئ کے دونوں طرفوں کے درمیان ہو چنانچہ کہا جاتا ہے قَبَضْتُ وَسَطَ الْحَبْلِ، میں نے رسی کا درمیان پکڑا، کَسَرْتُ وَسَطَ الرُّمْحِ، میں نے تیر کو درمیان سے توڑا۔ جَلَسْتُ وَسَطَ الدَّارِ، میں گھر کے درمیان بیٹھا۔ اور وَسْط بسکون السین ظرف ہے اسم نہیں۔ یہ معنی میں اپنی نظیر بَیْنَ کے وزن پر ہے چنانچہ کہا جاتا ہے جَلَسْتُ وَسْطَ الْقَوْمِ یعنی بَیْنَهُمْ میں اُن کے درمیان بیٹھا چونکہ بَیْنَ ظرف ہے لہٰذا وَسْط بھی ظرف ہے۔ اس وسط کا سین ساکن پڑھتے ہیں تاکہ اپنے ہم وزن کی طرح ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تخت رکھنا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے اور

بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

۶۷۹۱ ــــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ

عورت کا اپنے شوہر کی موجودگی میں لیٹنا جائز ہے۔ (حدیث ع ۴۹۱ ج : ا کی شرح دیکھیں)

باب جس کے لئے تکیہ لگایا گیا

۶۷۹۱ ــــ ترجمہ : خالد نے ابوقلابہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا مجھے ابوالملیح نے خبردی کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ عبداللہ بن عمرو کے پاس گیا اُنہوں نے مجھے خبردی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرا روزہ رکھنا ذکر کیا گیا۔ حضور میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کے لئے تکیہ لگایا جو چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان رہا۔ حضور نے مجھے فرمایا کیا تمہیں ہر مہینہ میں تین دن کے روزے کافی نہیں ؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! میں زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں ،، فرمایا پانچ دن" میں نے عرض کیا یارسول اللہ، حضور نے فرمایا سات دن" میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! آپ نے فرمایا نو دن ،، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! فرمایا گیارہ دن ،، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! آپ نے فرمایا داؤد " علیہ السلام ،، کے روزہ سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدٰى عَشْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ

۶۲۹۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبْتُ إِلٰى عَلْقَمَةَ إِلٰى

جو آدھا سال روزے ہیں۔ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا۔

۶۲۹۱ — شرح : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص ہر روز روزہ سے ہوتے تھے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع فرمایا اور داؤد علیہ السلام کے روزوں کی ترغیب دلائی کہ صوم داؤد سے بالاتر کوئی روزہ نہیں کہ وہ نصف سال روزے ہوتے تھے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے تھے۔ اس صورت میں ثواب زیادہ ہوتا ہے؛ کیونکہ اگر مسلسل روزے رکھتا رہے تو عادت بن جاتی ہے اور مشقت نہیں رہتی؛ حالانکہ جہد و مشقت کے مطابق ثواب ملتا ہے۔ قولہ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! یہاں عبارت محذوف ہے۔ دراصل یوں تھا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ "، میں ان دنوں کے روزوں سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا مجھے یہ قدر کافی نہیں۔ امام نے یہ حدیث تحویل سے ذکر کی ہے۔ تحویل سے قبل خالد بن عبد اللہ طحان ہے اور تحویل کے بعد اسناد میں خالد بن مہران ہے
(حدیث : ۱۸۵۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۲۹۲ — ترجمہ : ابراہیم نے کہا میں شام میں علقمہ کے پاس گیا وہ مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے اللہ مجھے نیک ہم نشین عطا فرما وہ ابو درداء کے پاس بیٹھے اُنہوں نے کہا تم کون ہو؟ علقمہ نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں۔ ابو درداء نے کہا کیا تم میں صاحب راز نہیں جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کیا تم میں وہ شخص نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، کیا تم میں صاحب مسواک

الشام فاتی المسجد فصلّٰی رکعتین فقال اللّٰھم ارزقنی جلیسا
فقعد الی ابی الدرداء فقال ممن انت فقال من اھل الکوفۃ قال لیس
فیکم صاحب السر الذی کان لا یعلمہ غیرہ یعنی حذیفۃ الیس
فیکم او کان فیکم الذی اجارہ اللّٰہ علی لسان رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الشیطان یعنی عمارا اولیس فیکم صاحب
السواک والوساد یعنی ابن مسعود کیف کان عبد اللّٰہ یقرأ واللیل
اذا یغشٰی قال والذکر والانثٰی فقال ما زال ھؤلاء حتی کادوا
یشککونی وقد سمعتھا من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

اور صاحبِ وسادہ نہیں ؟ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ "وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی"، کیسے پڑھتے ہیں علقمہ نے کہا "وَالذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی"، پڑھتے ہیں۔ ابو درداء نے کہا یہ لوگ ہمیشہ مجھے شک میں ڈالتے رہے ہیں حالانکہ یہ قراءت میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔

۶۷۴۲ —— شرح : قولہ صاحب السر یعنی نفاق کا راز۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے نام ذکر کئے اور وہ حذیفہ کو بتائے جن پر حذیفہ کے سوا اور کوئی مطلع نہیں یہ حذیفہ کی خصوصیت تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی مشکوک شخص مرتا تو وہ حذیفہ کا انتظار کرتے اگر حذیفہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے نکلتے تو وہ بھی جنازہ پڑھتے ورنہ نہ پڑھتے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ کو سترہ منافقوں کے نام بتائے تھے، جو کسی اور کو معلوم نہیں تھے۔

قولہ الذی اجارہ اللہ "، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے شیطان سے محفوظ رہنے کی دعاء فرمائی تھی اور فرمایا یہ پاک صاف ہیں۔ قولہ والوسادہ "، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور تکیہ اُٹھایا کرتے تھے اس لئے وہ صاحب السواک والوسادہ مشہور تھے خیطابی نے

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

٦٧٩٣ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

بَابُ الْقَائِلَةِ فِی الْمَسْجِدِ

٦٧٩٤ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَاكَانَ لِعَلِیٍّ

صاحب السواد والوسادہ روایت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صاحب السواد اس لئے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا کہ جب تم آؤ پردہ کا اُٹھایا جانا اور میری ذات کریمہ کو دیکھ لینا ہی تمہارے لئے اجازت ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود کو خصوصی عنایت سے مختص فرمایا تھا۔ جب وہ آتے تو اُن سے حجاب نہ تھا جب وہ سواری کرتے تو مسترد نہ کیا جاتا تھا۔

(باقی تقریر حدیث : ع۳۴۹۶ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

باب ــ جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

قائلہ کے معنی قیلولہ کے ہیں اور وہ دوپہر کی نیند ہے۔ ابن اثیر نے کہا مقیل اور قیلولہ کے معنی نصف نہار کو آرام کرنا ہے اگرچہ نیند نہ آئے اس کا باب ضرب یضرب ہے یعنی قال یقیل قیلولۃ فھو قائل "

٦٧٩٣ــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ہم جمعہ کے بعد ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے۔

(حدیث ع۸۹۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب مسجد میں قیلولہ کرنا

اِسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَبِیْ تُرَابٍ وَاِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ اِذَا دُعِیَ بِهَا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِی الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهُ شَیْءٌ فَغَاضَبَنِیْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِی الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ وَقَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَاَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قُمْ اَبَا تُرَابٍ قُمْ اَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

۶۷۹۴

ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا علی کو ابوتراب سے زیادہ پسندیدہ کوئی نام نہ تھا جب ان کو ابوتراب کے نام سے پکارا جاتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے گھر تشریف لائے تو گھر میں علی المرتضیٰ کو نہ پایا فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے ؟ سیدہ سلام اللہ علیہا نے کہا میری اور اُن کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی تھی وہ مجھ سے ناراض ہو کر باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس قیلولہ بھی نہیں کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا دیکھو علی کہاں ہیں وہ آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ، حالانکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور ایک طرف سے ان کی چادر گری ہوئی تھی اور ان کو مٹی لگی ہوئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مٹی کو پونچھنا شروع کیا جبکہ آپ فرما رہے تھے اے ابا تراب اٹھو ! اے ابا تراب اٹھو ۔

(حدیث ۴۷۱۸ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

(باب التکنی بابی تراب قبل کتاب الاستیذان)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

۶۷۹۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِیْ عَنْ ثُمَامَةَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ فَاِذَا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهٖ وَشَعَرِهٖ فَجَمَعَتْهُ فِیْ قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِیْ سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ اَوْصٰى اِلَیَّ اَنْ يُّجْعَلَ فِیْ حَنُوْطِهٖ مِنْ ذَالِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِیْ حَنُوْطِهٖ

باب جس نے کسی قوم سے ملاقات کی اور اُن کے پاس قیلولہ کیا

۶۷۹۵ — ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ اُمّ سُلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے چمڑے کا فرش بچھایا کرتی تھیں حضور اس فرش پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ انس نے کہا جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اُٹھتے تو میں حضور کا پسینہ اور بال شریف لے کر اُن کو شیشی میں ڈالتا پھر اس کو خوشبو میں ملا کر جمع کر لیتا تھا۔ ثمامہ نے کہا جب انس بن مالک کی موت قریب ہوئی تو اُنہوں نے مجھے وصیت کی کہ اس خوشبو میں سے کفن کی خوشبو (حنوط) میں ملا دینا ثمامہ نے کہا وہ ان کے حنوط میں ملائی گئی۔

۶۷۹۵ — شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا انس بن مالک کی والدہ اور ملحان بن خالد ابن زید کی بیٹی انصاریہ ہیں۔ ان کا نام عُمیصَاء یا رُمیصَاء ہے انس کے والد مالک کے فوت ہو جانے کے بعد ابو طلحہ نے اُن سے نکاح کیا تھا۔ داؤدی نے ذکر کیا ہے کہ اُمّ سُلیم

۶۷۹۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ اِلٰی قُبَاءٍ یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهٗ

اور اُمِّ حرام اور ان کا بھائی حرام جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی اخوال تھے۔ ابن وہب نے کہا ام حرام حضور کی خالہ بھی اور رضاعت کو ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ شریف اور بال شریف کیسے لیتے تھے، حالانکہ حضور آرام فرما ہوتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جدھر ذہن جاتا ہے اس سے وہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کنگھی کرنے سے جو بال شریف سرِمبارک سے گرتے تھے وہ جمع کر لیتے تھے اور پسینہ کے ساتھ ملا کر خوشبو میں جمع کر لیتے تھے۔ اس سے اچھا جواب جس سے مذکور شبہ زائل ہو جائے یہ ہے کہ محمد بن سعد نے صحیح سند کے ساتھ ثابت کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنیٰ کے میدان میں سرمبارک کا حلق کیا تو ابوطلحہ نے حضور کے بال شریف اکٹھے کر لئے تھے اُن میں سے کچھ ام سُلیم کو دیئے تھے جو اُنہوں نے خوشبو میں ملائے تھے۔ حنوط خوشبو کا نام ہے جو میّت کو لگاتے ہیں اس میں کافور اور صندل ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام یا بزرگانِ دین کا اپنے رشتہ داروں اور معتبر بھائیوں کے ہاں قیلولہ کرنا جائز ہے اس سے محبت بڑھتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ انسان کے بال پاک ہیں ام سُلیم نے بطور تبرک بال شریف اور پسینہ جمع کئے تھے۔ ہم نے حدیث کا ترجمہ اس عبارت کے مطابق کیا ہے جبکہ قام پڑھا جائے بعض شارحین نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے لیکن مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور ہمارے پاس حضور نے قیلولہ فرمایا تو آپ کو پسینہ آگیا ام سلیم شیشی لے کر آئی اور حضور کا پسینہ شریف اس میں جمع کرنا شروع کیا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہُوئے تو فرمایا اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو عرض کیا آپ کے پسینہ شریف کو خوشبو میں ڈالیں گے کیونکہ یہ تمام خوشبوؤں سے اعلیٰ خوشبو ہے اور حضور کے بال شریف آپ کے سو جانے کے بعد نہیں لئے تھے بلکہ وہ بال جو اُن کے پاس موجود تھے اُن کو خوشبو میں ملایا تھا سبحان اللہ اصحابِ کرام کا کیا پیارا عقیدہ ہے۔

۶۷۹۶ — **ترجمہ** : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء تشریف لے جاتے تو ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اُن کے پاس

وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ
مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ
مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ يَشُكُّ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ
مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ
ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ
مُعٰوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ

کھانا کھاتے۔ ام حرام عبادہ بن صامت کی بیوی تھی۔ ایک دن حضور ان کے گھر تشریف لے گئے تو ام حرام نے حضور کو کھانا کھلایا (کھانے کے بعد) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر اس حال میں بیدار ہوئے کہ ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو نسی شئ ہنسا رہی ہے فرمایا میری امت سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ وہ اس سمندر میں سواری کریں گے اس حال میں کہ وہ تختوں پر بادشاہ ہیں یا فرمایا بادشاہوں کی طرح تختوں پر ہیں۔ اسحاق نے شک سے بیان کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے اُن میں سے کرے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ پھر سر مبارک رکھا اور سو گئے پھر بیدار ہوئے اس حال میں کہ ہنس رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کون ہنساتا ہے فرمایا میری امت سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ اس سمندر میں سوار ہیں اس حال میں کہ وہ تختوں پر بادشاہ ہیں یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے اُن میں سے کر دے فرمایا تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ ام حرام امیر معاویہ کے عہد میں سمندر میں سوار ہوئی۔ جب باہر نکلیں تو سواری سے گر پڑیں اور وفات پا گئیں۔

۴۷۹۶ ـــ شرح: ثَبَجَ کے معنی درمیان کے ہیں۔ ام حرام زوجہ عبادہ بن صامت

بَابُ الْجُلُوسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

۶۷۹۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِ الْاِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

رضی اللہ عنہا بیس ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں لشکر کے ساتھ نکلیں اور سمندر سے باہر نکلتے وقت سواری سے گر کر فوت ہوگئیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پہلے لوگوں میں سے ہوگی دوسری بار سمندر میں سوار ہونے والوں میں سے نہ ہوگی۔ بعض علماء نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس عظیم امر کا خوشی سے ارتکاب کریں گے۔ بعض علماء نے کہا کہ جنت میں داخل ہوتے وقت اُن لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ حال دُنیا میں ہوگا۔

باب جیسے مُیسّر ہو بیٹھنا

۶۷۹۷ — ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں اور دو بیع شراء سے منع فرمایا۔ اشتمال صما اور ایک کپڑے میں گھوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے کہ انسان کی شرمگاہ پر کوئی شئی نہ ہو۔ دو قسم کی خرید و فروخت ملامسہ اور منابذہ ہے۔ معمر، محمد بن ابی حفصہ اور عبداللہ بن بُدیل نے زُہری سے روایت کرنے

بَابُ مَنْ نَاجٰى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ وَمَنْ لَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهٖ فَاِذَا مَاتَ اَخْبَرَبِهٖ

٦٧٩٨ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اِنَّا كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ جَمِيْعًا لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا

میں سفیان کی متابعت کی۔

٦٧٩٧ ـــ شرح : اشتمالِ صماء یہ ہے کہ کپڑا اس طریقہ سے اوڑھے کہ ہاتھ بالکل اس کے اندر محبوس ہو جائیں اس وقت تھوڑی سی ٹھوکر لگنے سے انسان گر پڑتا ہے۔ احتباء گوٹ مار کر بیٹھنا جبکہ شرمگاہ برہنہ ہو۔ متنِ حدیث میں اس کی تفسیر مذکور ہے۔ ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے جب تو میرے کپڑے چھوئے اور میں تیرے کپڑے کو چھوؤں تو بیع واجب ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ بائع مشتری (خریدار) سے کہے یہ سامان تیرے ہاتھ اتنی قیمت سے بیچتا ہوں جب میں تجھے چھوؤں گا تو بیع ثابت ہو جائے گی۔ بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک اپنا اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا ہے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے کپڑے کو اُلٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا۔ بعض علماء نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ بائع کا مشتری کی طرف کپڑا پھینک دینا ہی بیع متصور ہو جاتی ہے ان دو قسم کی خرید و فروخت سے حضور نے منع فرمایا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب جو لوگوں کے سامنے سرگوشی کرے اور جس نے اپنے ساتھی کا راز نہ بتایا جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی خبر دی

إِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكِ
بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِي
قَالَتْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ
يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ
مَرَّتَيْنِ فَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي
نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي
سَارَّنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ
الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

٦٧٩٨ — ترجمہ : مسروق نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں آپ کے پاس تھیں ہم میں سے ایک بھی غائب نہ تھی۔ اچانک سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا چلتی ہوئی تشریف لائیں بخدا اُن کا چلنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے پوشیدہ نہ تھا (سیدہ کا قدم رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم رکھنے کی مانند تھا) جب انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا میری بیٹی خوش آئی ہو؟ پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا۔ پھر اُن سے پوشیدہ بات کی تو وہ سخت روئیں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کا حزن وملال دیکھا تو دوسری بار اُن سے پوشیدہ بات کی تو ہنسنے لگیں۔ تمام بیویوں میں سے میں نے صرف سیدہ سلام اللہ علیہا سے کہا ہمارے درمیان میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ

۶۷۹۹ ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبَّادُ بْنُ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی

نے صرف آپ کو پوشیدہ راز کے ساتھ مخصوص فرمایا پھر آپ رونے لگیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے تو میں نے اُن سے پوچھا آپ سے پوشیدہ بات کیا فرمائی تھی۔ سیدہ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کروں گی جب حضور وفات فرما گئے تو میں نے اُن سے کہا میں تمہیں اس حق کے ساتھ قسم دیتی ہوں جو میرا تم پر حق ہے مگر یہ کہ مجھے خبر دیں۔ سیدہ نے فرمایا اب خبر دیتی ہوں تو انہوں نے مجھے بتایا جس وقت مجھ سے پہلی بار آہستہ بات کی تھی حضور نے مجھے فرمایا تھا کہ جبرائیل "علیہ السلام" آپ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتا تھا اُنہوں نے اس سال مجھ سے دو بار قرآن کا دَور کیا ہے میں خیال نہیں کرتا ہوں مگر یہ کہ میری مدتِ حیات قریب آگئی ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہو اور صبر کرو میں تمہارے لئے بہترین آگے جانے والا ہوں۔ سیدہ نے فرمایا (یہ سُن کر) میں رونے لگی جو تم نے دیکھا تھا جب میری گھبراہٹ کو دیکھا تو دوبارہ میرے ساتھ آہستہ بات کی اور فرمایا اے فاطمہ سلام اللہ علیہا "کیا تو خوش نہیں کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو (راوی کا شک ہے)

۶۷۹۸ ـــ شرح: قولہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج اختصاص کے طور پر منصوب ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے علاوہ ہے جس میں سیدہ کے ہنسنے کا ذکر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ میرے اہلبیت سے سب سے پہلے تم مجھے لاحق ہو گی۔ ہوسکتا ہے کہ یہ راوی کا تصرف ہو کیونکہ یہ دونوں حدیثیں سیدہ نے فرمائی ہیں (حدیث: ۳۳۹۱-۲ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ لَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اِلٰى قوله فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ قَوْلُهٗ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً اِلٰى قوله وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

۶۷۹۹ باب چت لیٹنا

۶۷۹۹ ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا عبداللہ بن زید انصاری سے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اس حال میں دیکھا کہ آپ چت لیٹے ہیں اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہے۔

۶۷۹۹ شرح : مسلم نے صحیح میں روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں گوٹ مارنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے بظاہر یہ حدیث صحیح بخاری کی حدیث کے مخالف ہے لیکن دونوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ جب چت لیٹے اور شرمگاہ برہنہ ہو تو ممنوع ہے۔ مسلم کی حدیث کا محل یہ ہے اور اگر برہنہ نہ ہو تو جائز ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں۔

باب دو آدمی تیسرے کے سوا خفیہ بات نہ کریں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور دشمنی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو۔ اچھی بات ہے اور تقویٰ پرہیزگاری کی سرگوشی کرو۔ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون تک ،، اور

۶۸۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَاجَ اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

۶۸۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَسَرَّ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا اَخْبَرْتُ بِهٖ اَحَدًا بَعْدَهٗ وَلَقَدْ سَاَلَتْنِيْ اُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا اَخْبَرْتُهَا بِهٖ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کرنے لگو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ اگر صدقہ نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے الیٰ قولہ واللہ خبیر بما تعملون (یہ امر شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا اور استحباب بھی باقی نہ رہا)

ترجمہ ۶۸۰۰ — عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو تیسرے سے علیحدہ دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں حتیٰ کہ تینوں لوگوں سے مل جل جائیں اس لئے کہ یہ سرگوشی تیسرے کو غمناک کرتی ہے

شرح ۶۸۰۰ — اگر تین شخص ہوں اُن میں دو علیحدہ جا کر خفیہ بات کریں تو تیسرے کو یہ فکر لاحق ہوگی کہ وہ اس کے خلاف کوئی سازش ترتیب دے رہے ہیں اس لئے وہ غمناک ہوگا اور اگر لوگوں کے ساتھ اختلاط ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت تنہا نہیں اس کے ساتھ اور بھی ہیں اگرچہ ایک ہی ہو۔ لہٰذا اگر تین سے زیادہ ہوں تو اس کو فکر لاحق نہ ہوگی۔

بَابٌ اِذَا كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلٰثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

۶۸۰۲ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَا یَتَنَاجٰی رَجُلَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ اَجْلَ اَنْ یُّحْزِنَہٗ

باب راز کی حفاظت کرنا

۶۸۰۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے راز کی بات کی۔ میں نے آپ کے بعد وہ کسی کو نہیں بتائی مجھ سے اُمّ سلیم نے پُوچھا تو میں نے ان کو بھی نہ بتایا (حالانکہ وہ انس کی ماں تھی)

باب اگر تین سے زیادہ ہوں تو خفیہ بات کرنے اور سرگوشی میں حرج نہیں

۶۸۰۲ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم تین ہو تو تیسرے کے علاوہ دو آدمی سرگوشی نہ کریں حتی کہ لوگوں سے مل جل جائیں اس لئے کہ یہ اس کو غمناک کرتا ہے۔

۶۸۰۲ — شرح : اس حدیث کی مفہوم مخالف کے اعتبار سے عنوان سے مطابقت ہے۔ یعنی اگر تین نہ ہوں بلکہ زیادہ ہوں تو اُن میں سے دو خفیہ بات کر سکتے ہیں۔ جب دو لفظوں کے معنی واحد ہوں تو الفاظ کے اختلاف کے سبب ایک کا دوسرے پر عطف جائز ہے۔ جوہری نے کہا راز وہ ہے جو چھپایا جائے اور نجوی دو آدمیوں کے درمیان راز ہے۔ اور مسارہ اور مناجاة

٦٨٠٣ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَاءٍ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوسَى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

بَابُ طُولِ النَّجْوٰى

وَقَوْلِهِ وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ

٦٨٠٤ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

دونوں کا باب مفاعلہ ہے۔ یہ باب مشارکت کو چاہتا ہے۔ ایک کے ساتھ اس کا صراحتاً تعلق ہوتا ہے اور دوسرے کے ساتھ ضمناً تعلق ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ عام خاص نہ ہوں گے اور مناجات مسارت سے اخص نہ ہوگی تو خاص کا عام پر عطف نہ ہوگا۔

٦٨٠٣ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا تو ایک انصاری آدمی نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضاء کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نبی کریم "صلی اللہ علیہ وسلم" کی خدمت میں حاضر ہوں گا؛ چنانچہ میں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا جبکہ آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضور سے خفیہ بات کی تو آپ غصہ سے بھر گئے۔ حتی کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی انہوں نے صبر کیا۔ (حدیث ۲۹۲۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَازَالَ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ اَصْحَابُهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى

بَابٌ لَا يُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

۶۸۰۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ

باب دیر تک سرگوشی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب وہ سرگوشی کرتے ہیں۔ نجویٰ ناجیتُ کی مصدر ہے اس کے ساتھ ان کی وصف کی اس کے معنی یہ ہیں وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں۔ مصدر مبنی لِلفاعِل ہے۔ معنی یہ ہیں کہ وہ مناجات کرتے تھے

۶۸۰۴ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ باتیں (سرگوشی) کر رہا تھا۔ وہ حضور سے سرگوشی کرتا رہا حتی کہ آپ کے صحابہ سو گئے پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھی۔

حدیث ۶۱۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب سوتے وقت آگ گھر میں نہ چھوڑی جائے،،

۶۸۰۵ ــــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم

۶۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ

۶۸۰۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرٍ هُوَ ابْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ جلتی نہ رہنے دو۔ (بیداری کے وقت گھر میں آگ جلتی رہے تو کچھ حرج نہیں)

۶۸۰۶ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں رات کو ایک گھر گھر والوں سمیت جل گیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کا حال بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سونے لگو تو اس کو بجھا دو!

۶۸۰۶ — شرح : لفظ عدوّ میں مذکر و مؤنث مساوی ہیں اسی طرح تثنیہ اور جمع بھی اس میں برابر ہیں۔ صاحبِ قاموس نے کہا بعض اوقات مذکر اعتبار کرتے ہیں جس آگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ عام ہے چراغ کی آگ ہو یا اس کی علاوہ کوئی آگ ہو لہٰذا چراغ بھی رات کو روشن نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ مساجد میں جو قندیلیں روشن کی جاتی ہیں۔ اگر ضرر کا خطرہ نہ ہو، چنانچہ غالباً ایسا ہی ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔

۶۸۰۷ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برتنوں کو ڈھانپو، دروازوں کو بند کر دو۔ چراغ بجھا دو کیونکہ

بَابُ اِغْلَاقِ الْاَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

۶۸۰۸ — حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اَبِیْ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَطْفِئُوا الْمَصَابِیْحَ بِاللَّیْلِ اِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْاَبْوَابَ وَاَوْکُوا الْاَسْقِیَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ قَالَ هَمَّامٌ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ —

چوہا بسا اوقات چراغ کی بتی کھینچتا ہُوا لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔
(حدیث ۱۶۱۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب رات کو دروازے بند کرنا

۶۸۰۸ — ترجمہ : حضرت جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات کو سونے لگو تو چراغ بجھا دو، دروازے بند کر لو اور پانی کے مشکیزوں کے منہ باندھ لیا کرو اور کھانے پینے کے برتن ڈھانک رکھو ہمام نے کہا میرا خیال ہے کہ عطاء نے کہا اگرچہ اُن کو لکڑی کے ساتھ ڈھانکو۔

۶۸۰۸ — شرح : برتنوں کو ڈھانکنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ شیطان کے تصرف سے محفوظ رہتے ہیں، کیونکہ شیطان پردہ نہیں اٹھا سکتا لہٰذا نہ مشکیزہ کا منہ کھول سکتا ہے اور وبار سے برتن محفوظ رہتے ہیں جو سال کی ایک رات میں آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اگر برتن برہنہ ہو تو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ اگر برتن پر لکڑی رکھ دی جائے تو اس کو شیطان اُٹھا نہیں سکتا اور برتن کو ڈھانکنے کا عمل بھی پُورا ہو جاتا ہے نیز فرمایا دروازوں کو بھی بند کر لیا کرو، کیونکہ رات کے وقت شیطان بکھر جاتے ہیں اور مسلمانوں کو اذیت پہنچانے پر مسلط ہو جاتے ہیں۔

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ مَا كَبِرَ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

۶۸۰۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ

حدیث شریف میں ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات اندھیری ہوجائے تو اپنے بچوں کو روک رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ رات میں اپنی مخلوق بکھیر دیتا ہے جو دن کو نہیں بکھیرتا اور شیطان اس اندھیرے میں بچوں کو اٹھالے جاتے ہیں۔ (حدیث ع ــــــ کی شرح دیکھیں۔ کتاب الاشربۃ)

باب بڑے ہونے کے بعد ختنہ کرنا اور بغلوں کے بال اکھیڑنا

۶۸۰۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں کی سنّت پانچ اشیاء ہیں۔ ختنہ کرنا، زیرناف بال اُتارنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں چھوٹی کرنا اور ناخن ترشوانا ہیں۔

۶۸۰۹ — شرح : کتاب الاستیذان میں اس باب کو اس مناسبت سے لایا گیا ہے کہ ختنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا گھروں میں داخل ہونے کے لئے طلبِ اجازت کی حاجت ہے۔ سب سے پہلے اِن پانچ امور کا سیدنا خلیل الرحمٰن ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا تھا۔ دُوسری روایت میں پانچ سے زیادہ امور مذکور ہیں لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دُوسرے کے منافی نہیں ہوتا، چنانچہ بعض روایات دس فطری امور مذکور ہیں بعض کے نزدیک عورتوں اور مردوں پر ختنہ واجب ہے۔ ظاہر اقوال کا مقتضٰی بھی یہی ہے امام مالک اور علماء کوفہ

٦٨١٠ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ مُخَفَّفَةً

٦٨١١ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّومِ وَهُوَ مَوْضِعٌ

نے کہا یہ سنّت ہے۔ ختنہ کے وقت میں اختلاف ہے۔ شافعی بلوغ کے بعد ختنہ کے قائل ہیں جبکہ احناف کے نزدیک ولادت کے بعد ساتویں روز مستحب ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے امامان کریمان حسن وحسین علیہما السلام کا ساتویں روز ختنہ کیا تھا۔ اس حدیث کو حاکم نے ذکر کیا اور اس کے اسناد کی صحت پر نص کی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ساتویں دن ختنہ کیا تھا اور اسماعیل علیہ السلام کا تیرھویں برس ختنہ کیا تھا۔

(حدیث ـــ کی شرح دیکھیں۔ کتاب اللباس باب قص الشارب)

٦٨١٠ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام" نے اسّی سال کی عمر میں اپنا ختنہ کیا تھا۔ انہوں نے موضع قدوم میں ختنہ کیا۔

٦٨١٠ ـــ شرح: قدوم بتخفیف الدال موضع ہے اور بتشدید الدال "قدّوم" بمعنی تیشہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ترکھانوں کے تیشہ سے اپنا ختنہ خود ہی کیا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ کیا جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی اس کے بعد اسّی سال بقیدِ حیات رہے لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ اکثر روایات امام بخاری کی روایت کے مطابق ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں ختنہ کیا اس کے بعد ایک سو بیس سال زندہ رہے ان کی کل عمر دو سو برس تھی۔

٦٨١١ ـــ ترجمہ: ابوزناد سے روایت ہے انہوں نے قدوم کہا ہے اور وہ موضع کا نام ہے۔

۶۸۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اِسْرَائِيلَ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ قَالَ وَكَانُوا لَا يَخْتِنُونَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ وَقَالَ ابْنُ اِدْرِيسَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا خَتِينٌ

۶۸۱۲ — ترجمہ : سعید بن جُبیر نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا۔ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی آپ کس کی مانند تھے (عمر کیا تھی) اُنہوں نے کہا اس روز میرا ختنہ کیا گیا تھا۔ اُنہوں نے کہا قریش آدمی کا ختنہ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے۔ ابن ادریس نے اپنے والد، ابو اسحاق اور سعید بن جُبیر کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی، حالانکہ میرا ختنہ کیا ہُوا تھا۔

۶۸۱۲ — شرح : قولہ مختون،، یعنی جب ابن عباس کا ختنہ کیا گیا تھا وہ بالغ تھے کیونکہ قریش کی عادت تھی کہ وہ بچّوں کا ختنہ بلوغ سے پہلے نہ کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ سعید بن جُبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی اس روز میں دس برس کا تھا اور عبید اللہ بن عبد اللہ نے اُن سے روایت کی ہے کہ میں منٰی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا، حالانکہ میں بلوغ کے قریب تھا اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح محفوظ روایت یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت ابن عباس تیرہ (۱۳) برس کے تھے۔ کیونکہ اہلِ سیر نے کہا کہ ابنِ عباس شِعب میں پیدا ہُوئے تھے۔ جبکہ قریش نے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کیا تھا یہ ہجرت سے تین برس پہلے کا واقعہ ہے اور جو دس برس کی روایت ہے وہ اس پر محمول ہے کہ بسا اوقات وہ لوگ عددِ مکسور کو ذکر نہیں کرتے۔ لہٰذا تیرہ برس کی روایت قابلِ اعتماد ہے۔ ان کا ختنہ وفاتِ نبویہ سے قبل اور حجۃ الوداع کے بعد ہُوا تھا۔ ختنہ بلوغ کے بعد واجب اور اس سے پہلے مستحب ہے۔

بَابٌ كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ لِأُقَامِرْكَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ

۶۸۱۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

باب جب لہو و لعب اللہ کی طاعت سے روکے تو ایسی ہر لہو حرام ہے

اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آئیں تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہوں اور بعض وہ لوگ ہیں جو لہو باتیں خریدتے ہیں"

۶۸۱۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے جس کسی نے اپنی قسم میں لات وعزّٰی کہا (لات وعزّٰی کی قسم کھائی) تو فوراً کہے۔ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" (تجدید ایمان کرے) اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آئیں تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو صدقہ کرے

۶۸۱۳ — شرح : پہلی صورت میں لات وعزّٰی کی قسم کھانا کفر ہے۔ اس لئے فوراً تجدید ایمان کرتا ہوا کلمۂ توحید کہے اور کسی کو جوا کی ترغیب دلانا

اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے اس لئے اس کا کفارہ دے اور وہ صدقہ ہے۔ اس باب کا عنوان ہر لہو باطل ہے جو اللہ کے ذکر سے روکے اور جب لات وعزیٰ کی قسم کھائے گا تو یہ قسم اس کو اللہ کی قسم سے روکے گی لہٰذا یہ باطل ہے۔ اس اعتبار سے حدیث باب کے مناسب ہے۔ اگر لہو اللہ کے ذکر سے نہ روکے وہ باطل نہیں مباح ہے! چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چھوٹی چھوٹی بچیوں کا غناء مباح فرمایا نیز ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لئے مسجد میں حبشیوں کے لعب دیکھنے کو مباح فرمایا کیونکہ یہ امور اللہ کی طاعت سے نہیں پھیرتے۔ کتاب الاستیذان سے اس کی مناسبت اس طرح ہے کہ قمار اور لہو وغیرہ گھروں میں ہوتے ہیں اور گھروں میں داخل ہونے کے لئے اجازت درکار ہے۔

یہ آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لہو الحدیث غناء ہے۔ حسن بصری نے کہا یہ غنا اور مزامیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ امام احمد نے اپنے اسناد کے ساتھ قاسم بن عبدالرحمٰن سے مرفوع روایت کی کہ مُغنیہ لونڈیوں کی بیع شراء جائز نہیں نہ ان کی تجارت جائز ہے اور نہ ہی ان کی قیمت حلال ہے

امام ترمذی نے اس کی ابو اُمامہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُغنیہ لونڈیوں کی خرید و فروخت نہ کرو نہ ان کی تعلیم دو ان کی تجارت میں بہتری نہیں ان کی ثمن حرام ہے۔ ابن ماجہ نے بھی تجارات میں ابو امامہ کی حدیث ذکر کی ہے۔ طبرانی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والی لونڈیوں کی قیمت حرام ہے۔ ان کا غناء حرام ان کو دیکھنا حرام ان کی قیمت کتے کی قیمت سی ہے اور کتے کی ثمن حرام ہے۔ جس کا گوشت حرام کھانے سے پیدا ہُوا ہو آگ اُس کے زیادہ لائق ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں ابو امامہ باہلی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلند آواز سے گاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دو شیطان بھیجتا ہے جو اس کے دونوں کندھوں پر بیٹھ کر اپنی ایڑھیاں اس کے سینے میں مارتے ہیں جب تک وہ گاتا رہتا ہے اس کے خاموش ہونے تک اس کی سینہ کوبی کرتے رہتے ہیں۔

بعض علماء نے کہا غناء دل کو خراب کر دیتا ہے اور مال ختم کر دیتا ہے اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔ اس میں اُن اشقیاء کے لئے زجر و تہدید ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی سماعت سے نفع اُٹھانے سے اعراض کرتے ہیں اور مزامیر خوش الحان گانے اور آلاتِ طرب کی طرف متوجہ رہتے ہیں (قسطلانی)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ

۶۸۱۴ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِي بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ.

۶۸۱۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ

باب عمارت بنانے میں روایات

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی جملہ علامات سے یہ ہے کہ جس وقت اونٹوں کو چرانے والے محلات میں فخر کریں گے (چھوٹے طبقے کے اور مزدور لوگ بلند عمارات میں سکونت کریں گے)

شرح : یعنی دیہات کے رہنے والے غریب لوگوں کے لئے دُنیا کھل جائے گی اور وہ بلند عمارات تعمیر کر کے ان میں فخر کرنے لگیں گے اس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ جن کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا اب وہ بلند عمارات اور کوٹھیوں میں رہتے ہیں۔ کاریں ان کے دروازوں پر کھڑی رہتی ہیں۔ ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں (حدیث ۴۷ کی شرح دیکھیں)

قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيٰنُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ اَهْلِهٖ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَنٰى قَالَ سُفْيٰنُ قُلْتُ فَلَعَلَّهٗ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَّبْنِىَ

۶۸۱۴ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے گھر بنایا جو مجھے بارش سے پناہ دیتا تھا اور سورج سے سایہ کرتا تھا اللہ کی مخلوق سے کسی نے میری مدد نہ کی ۔

۶۸۱۴ — شرح : یعنی میں نے بقدر ضرورت تعمیر کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے زمانہ میں تنگدستی کا اظہار کرنا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کمینے لوگوں کا مالدار ہو جانا ہے یہ قربِ قیامت کی علامت ہے ۔

۶۸۱۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خدا کی قسم! میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور نہ میں نے درخت لگائے جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ سفیان نے کہا میں نے یہ اُن کے بعد اہلِ خانہ سے ذکر کیا تو اُنہوں نے کہا بخدا! اُنہوں نے مکان بنایا ہے سفیان نے کہا میں نے کہا شائد یہ مکان بنانے سے پہلے بنایا ہوگا ۔

۶۸۱۵ — شرح : سفیان عیینہ نے عبداللہ بن عمر کی طرف سے عذر بیان کیا کہ ابن عمر نے مذکور کلام اپنا مکان بنانے سے پہلے یہ کہا ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یعنی قبل ان یبنی " یعنی قبل ان یتزوج " نکاح کرنے سے پہلے یہ ہُوا ہے جو بھی ہُوا ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَقَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ بَابٌ وَّلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ

٦٨١٦ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَّدْعُوْبِهَا وَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ "دعائیں"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم دعا کرو میں قبول کروں گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ میری عبادت سے سر پھیرتے ہیں وہ دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

لِأُمَّتِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا أَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيْبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

باب ہر پیغمبر کی دُعاء ہے جو قبول ہوتی رہی ہے

۶۸۱۶۔ ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے دعاء تھی جو وہ دعاء کرتے رہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعاء آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھوں۔ معتمر نے کہا میں نے اپنے باپ کو انس سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی نے اللہ سے سوال کر لیا یا فرمایا ہر نبی کے لئے مخصوص دعاء تھی جو انہوں نے دعا مانگی وہ قبول ہوئی میں نے اپنی دعاء قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھی ہے۔

۶۸۱۶ — **توجیہ**: یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دُعاء کی قبولیت کا یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اُن سے وعدہ بھی ہے۔ اس لئے ان کی دُعاء قبول ہوتی ہے۔ باقی دُعائیں قبولیت کی امید سے وابستہ ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دُعاء محفوظ رکھی قیامت میں اپنی امت مغفرت کے لئے دعاء کریں گے۔

لغت میں دعاء کے معنی ندا کرنے کے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ یہی صحیح ہے بعد زاہد کہتے ہیں قضاء کو تسلیم کرتے ہوئے ترکِ دعاء افضل ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر غیر کے لئے دُعا کرے تو اچھا ورنہ نہیں،، (کرمانی)

تمام طاعات کے انواع سے دعاء اور عاجزی اور اشرف نوع ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دعاء کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کی دُعائیں قبول کرنے کا ذمہ اُٹھایا۔ ابن ابی حاتم نے سفیان ثوری سے روایت کی کہ وہ کہا کرتے تھے اے وہ ذات کریمہ جو اپنے بندوں میں سے اُن سے زیادہ محبت کرتا ہے (ثواب دیتا ہے) جو اس سے بہت دُعائیں کرتے ہیں اور جو اس سے دعائیں نہ کریں ان کو مبغوض جانتا ہے۔ اے پروردگار عالم تیرے غیر کی یہ شان نہیں صرف تیری ہی شان ہے۔ بعض نے کہا اگر اللہ سے دعاء مانگنا ترک کر دے تو اللہ ناراض ہوتا ہے اور انسان سے سوال کیا جائے تو

تو وہ غصہ کرتا ہے۔ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں انس بن مالک سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روائت کی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان عہد ہے کہ تم دعاء کرو میں قبول کرتا ہوں۔ امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں نعمان بن بشیر سے مرفوع روائت کی کہ دعاء عبادت ہے پھر یہ تلاوت کی اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ،، مجھ سے دعاء کرو میں قبول کروں گا۔ اس کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روائت کیا ہے۔ امام احمد نے اچھے اسناد سے ابوہریرہ سے روائت کی کہ جو دعاء نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض رہتا ہے۔ بعض علماء نے کہا دعاء بمعنی عبادت ہے اس کی دلیل یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ،، جو میری عبادت سے تکبّر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ قرآن کریم میں دُعاء بمعنی عبادت بکثرت ہے؛ چنانچہ فرمایا اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آئت میں ظاہر ترک کیا گیا ہے لہٰذا بلا دلیل یہ معنیٰ نہیں لیا جائے گا۔

علّامہ تقی الدین سبکی نے کہا آئت کریمہ میں دعاء کو ظاہر پر محمول کرنا بہتر ہے۔ آئت کریمہ میں دُعاء کے بعد عبادت کا ذکر اس لئے ہے کہ دعاء عبادت سے خاص ہے جو عبادت سے تکبّر کرتا ہے وہ دُعاء سے بھی تکبّر کرتا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم میں وعید اس شخص کے لئے ہے جو تکبّر کے طور پر دُعاء ترک کرے جس نے یہ کیا کفر کیا۔ قبولیّت کا دُعاء سے تخلّف ہونا دُعاء کی شرط کے فقدان کے باعث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی؛ حالانکہ اس کے دِل میں کچھ نہ کچھ اپنے مال، وجاہت، دوستوں یا کوشش پر اعتماد ہے تو وہ درحقیقت اللہ سے دُعاء نہیں صرف زبان ہی سے ہے اور دل میں اس مطلوب کی تحصیل کا اعتماد غیر اللہ پر ہے اس لئے قبولیّت مرتّب نہیں ہوتی جب اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں دُعاء کرے جس میں دل غیر اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو تو ظاہر یہی ہے کہ اس کی دُعاء قبول ہوگی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے جس کو میرے ذکر نے مجھ سے دُعاء کرنے یا سوال کرنے سے روکا میں اس کو سائلین کی نسبت افضل عطا کرتا ہوں۔ اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ترکِ دعاء افضل ہے؛ حالانکہ آئت کریمہ میں ترکِ دعاء پر شدید وعید ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت اللہ کی ثناء میں مستغرق ہو تو وہ ثناء دعاء سے افضل ہے؛ کیونکہ دُعاء میں طلبِ جنّت ہے اور اللہ کے جلال کی معرفت میں استغراق جنت سے افضل ہے لیکن جب استغراق حاصل نہ ہو تو دُعاء میں اشتغال افضل ہے؛ کیونکہ دُعاء ربوبیّت کی بلندی اور عبودیت کی ذلّت کی معرفت پر مشتمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (قسطلانی)

بَابُ اَفْضَلِ الْاِسْتِغْفَارِ

وَقَوْلِهٖ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ الاٰيَة

باب بہترین استغفار

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش برسانے والا بادل بھیجے گا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے باغات اور نہریں بنائے گا اور جو لوگ بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پھر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور گناہوں کی معافی چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشنے اور وہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں

تفسیر: ان آیات میں استغفار کی ترغیب ہے۔ اسی لئے اس باب کا عنوان "افضل الاستغفار" کیا ہے۔

استغفار سے ہر شئے حاصل ہوتی ہے

ثعلبی نے ذکر کیا کہ ایک شخص حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور قحط سالی کی شکایت کی حسن بصری نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت چاہو وہ پھر آیا اور فقر و غربت کی شکایت کی حسن بصری نے کہا اللہ سے استغفار کرو۔ وہ پھر آیا اور کہا اللہ سے دعا کرو کہ مجھے بیٹے دے۔ حسن نے

۶۸۱۷ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

کہا اللہ سے استغفار کرو وہ پھر آیا اور باغات کے خشک ہو جانے کی شکایت کی حسن نے کہا اللہ سے استغفار کرو۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا لوگ تمہارے پاس آتے ہیں مختلف شکایات کرتے ہیں اور کئی قسم کے سوالات کرتے ہیں اور تم سب کو استغفار کی تلقین کرتے ہو۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اپنی طرف سے اس میں کچھ نہیں کہتا ہوں میں نے اس میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا اعتبار کیا ہے جو اُس نے نوح علیہ السلام سے حکایت کی ہے یعنی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے استغفار کرنے والوں کے لئے قحط سالی فقر و غربت کے ازالہ، اعطاء اولاد اور جفاف باغات کی تر و تازگی کا وعدہ کیا ہے۔

۶۸۱۷ — ترجمہ: شداد بن اوس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین استغفار یہ ہے کہ بندہ یہ کہے اے اللہ تو میرا رب ہے

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور بقدرِ استطاعت تیرے عہد (جو روزِ میثاق میں کیا تھا) اور تیرے وعدہ پر ہوں۔ میں تیرے ذریعہ شر سے پناہ چاہتا ہوں جو میں نے کیا ہے اور مجھ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ مجھے بخش تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔ فرمایا جس نے یہ استغفار دن میں کی حالانکہ وہ اس کے مضمون کا یقین کرتا ہے اور صبح کرنے سے پہلے فوت ہو گیا وہ جنتی لوگوں میں سے ہے (بغیر عذاب کے جنت میں جائے گا)

۶۸۱۸ — **شرح**: حدیث میں مذکور دعا سید الاستغفار ہے کیونکہ سید اور رئیس وہ شخص ہے جس کا حاجات میں قصد کیا جائے اور جملہ امور میں اس سے استعانت کی جائے یہ دعا توبہ کے تمام معانی کو جامع ہے اس لئے اس کے لئے لفظ "سید" ذکر کیا گیا ہے۔ یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ قوم کا سردار افضل ہوتا ہے اور یہ دعا بھی تمام دعاؤں کی سردار ہے اور وہ استغفار ہے اس دعا کے سردار ہونے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اکمل اوصاف کا ذکر ہے اور بندہ اپنے حال کو بہت ناقص ذکر کرتا ہے اور اس میں انتہائی تضرّع اور عاجزی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کی جا سکتی ہے اور وہی ایسی بلند شان کا مستحق ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید جو صفاتِ عدمیہ کا اصل ہے جنہیں صفاتِ جلال کہا جاتا ہے اور صفاتِ سبعہ جو صفاتِ وجودیہ ہیں، کا اعتراف ہے: جنہیں صفاتِ اکرام کہا جاتا ہے اور وہ قدرت ہے جو خلق کو لازم اور ارادہ کو ملزوم ہے اور علم و حیات اور پانچویں کلام جو وعدہ کو لازم ہے اور سمع و بصر جو مغفرت کو لازم ہیں کیونکہ مغفرت مسموع اور مبصر کے لئے سماع اور ابصار کے بعد ہی متصور ہے۔ بندہ کی طرف سے تضرع اور عاجزی میں نعمت کے مقابلہ میں عبودیّت اور گناہوں کا اعتراف ہے (کرمانی)

قولہ انا علی عہدک "، یعنی جو میں نے تیرے ساتھ عہد کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ تجھ پر ایمان لاؤں گا اور صرف تیری عبادت کروں گا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں جو تو نے اپنے امر اور حکم کا عہد کیا ہے میں اس پر قائم ہوں اور جو تو نے آخرت میں اس حکم پر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرے گا۔

قولہ ما استطعتُ "، یعنی اس کی شرط اس میں استطاعت ہے کہ انسان واجب تعالیٰ کی درکِ حقیقت میں عجز و قصور کا اعتراف کرے فَاِنَّهٗ لَا یُحَدُّ وَلَا یُتَصَوَّرُ "

قولہ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ "، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مومن اگرچہ دعا استغفار نہ کرے وہ اہلِ جنت سے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ استغفار کرنے سے مومن دوزخ میں داخل ہونے کے بغیر ابتداءً جنت میں داخل ہو گا، کیونکہ جو شخص استغفار کے مضمون اور اس کی حقیقت پر ایمان رکھتا ہے اور اس پر پورا وثوق کرتا ہے

بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

۶۸۱۹ ــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً

وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا یا اس استغفار کی برکت سے اللہ اسے معاف کردے گا۔

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شب و روز میں استغفار کرنا،،

۶۸۱۹ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ کہتے ہوئے سنا اللہ کی قسم! میں ایک دن میں اللہ تعالیٰ سے ستر بار سے زیادہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

۶۸۱۹ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم مغفور و معصوم ہیں آپ کس لئے استغفار کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ استغفار عبادت ہے یا امت کی تعلیم کے لئے استغفار کرتے تھے یا ترک اولیٰ سے استغفار کرتے تھے یا تواضع و انکساری کے طور پر کرتے تھے یا سہو سے کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم امت کے مصالح، دشمنوں کی محاربت، مؤلفۃ القلوب کی تالیف وغیرہ میں مشغول ہوتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس کے ماسوا سے فارغ ہونے سے جو آپ کو عظیم مقام حاصل ہے۔ یہ امور اس سے اِدھر اُدھر متوجہ کرنے کے سبب آپ کے عظیم مقام سے مشاغل ہونے تھے۔ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اِن امور میں شغل کو اپنی نسبت گناہ شمار کرتے تھے اگرچہ یہ امور عظیم تر طاعات اور افضل اعمال ہیں یہ آپ کے عالی درجہ سے نزول ہے اس لئے حضور استغفار کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

بَابُ التَّوْبَةِ

قَالَ قَتَادَةُ تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا الصَّادِقَةَ النَّاصِحَةَ

۶۸۲۰ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوشِهَابٍ

احوال میں ہمیشہ ترقی کرتے اور عروج و ارتقاء کے منازل میں افضل مراتب پر فائز رہتے تھے جب نچلے مقام کو دیکھتے جس سے عروج کرتے تھے تو اس کو ذنب (گناہ) شمار کرتے تھے اس لیے استغفار کرتے تھے اگرچہ پچلے مراتب بھی عظیم مقامات ہیں۔ یہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ،، کے قبیلہ سے ہے۔ یعنی نیک لوگوں کی نیکیاں مقربانِ خدا کے نزدیک گناہ ہیں۔

ابن جوزی نے کہا طباع انسانیہ پر غفلات سے کوئی انسان سلامتی میں نہیں اور حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ کبائر سے معصوم ہیں۔ صغائر سے معصوم نہیں۔ اس لئے استغفار کرتے ہیں۔ ابن جوزی کا یہ کہنا غیر مسلّم ہے، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے قبل اور اس کے بعد کبائر اور صغائر سب سے معصوم ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب التوبۃ

توبہ کے معنی گناہ سے رجوع کرنے کے ہیں۔ قرطبی نے ذکر کیا توبہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں توبہ صرف ندامت کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں توبہ عزم اور حتمی ارادہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرے گا۔ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے کہا توبہ کی حقیقت کی چھ علامات ہیں۔ کئے پر نادم ہونا اور عزم اور مصمم ارادہ کرلینا کہ آئندہ گناہ نہ کرے گا۔ اور جو فرض ضائع کیا ہے اس کو ادا کرے گا جس کسی کا حق ظلماً غصب کیا ہے وہ ادا کرے گا اور جس بدن کو حرام کے ساتھ مزین کیا ہے اس کو حزن وغم سے کمزور کرے گا۔ حتیٰ کہ چمڑا ہڈیوں سے مل جائے پھر ان کے درمیان پاک گوشت پیدا ہو اور بدن کو طاعت کا دُکھ چکھائے جیسے اس کو معصیت کی لذت چکھائی تھی۔

عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَاَنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا قَالَ اَبُوْشِهَابٍ بِيَدِهٖ فَوْقَ اَنْفِهٖ ثُمَّ قَالَ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهٖ مَهْلِكَةٌ وَمَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْمَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيْ فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ

قَالَ قَتَادَةُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا ،، اَلصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ

یعنی قتادہ نے کہا اس سے مُراد خالص اور سچی توبہ ہے

توبہ کو نصوحا سے اس لئے موسوم کیا کہ اس میں انسان اپنے نفس کو خالص کرتا ہے اور اس کو آگ سے بچاتا ہے اور وہ صدق قلبی اور خلوص باطنی سے ملا ہوتا ہے۔ النِّصَاح بکسر النون دھاگا ہے جس کے ساتھ کپڑا سیلا جاتا ہے۔ "ناصح" درزی ہے۔ نصیحت اسم ہے "نُصح" بضم النون مصدر بمعنی اخلاص، خلوص اور صدق ہے جو شئی خالص ہو وہ "نصیح" ہے۔ قرآن کریم میں ہے "اَنْصَحُ لَكُمْ" اور مرد ناصح صاف دل درست ہے۔

۶۸۶۹ — ترجمہ : حارث بن سُوَید نے کہا ہم سے عبد اللہ بن مسعود نے دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُوسری اپنی طرف سے بیان کی۔ انہوں نے کہا مومن اپنے گناہ دیکھتا ہے گویا کہ وہ پہاڑ تلے بیٹھا ہُوا ہے وہ ڈرتا ہے کہ پہاڑ اس پر گر پڑے گا اور فاجر شخص اپنے گناہ مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو ناک سے گذرتی ہے (گناہ آسان جانتا ہے) اس طرح

فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ تَابَعَهٗ اَبُوْعَوَانَةَ وَجَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ وَقَالَ اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْحٰرِثَ وَقَالَ شُعْبَةُ وَاَبُوْمُسْلِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ اَبُوْمُعٰوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

۶۸۲۱ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِيْ هُدْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِيْ اَرْضٍ فَلَاةٍ

اس طرح مکھی کر اشارہ کرتا ہے۔ ابوشہاب نے کہا اپنی ناک کے اُوپر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا (یعنی اس معنی کو محسوس کر کے ظاہر کیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے اس مرد سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک مقام میں ٹھہرا حالانکہ وہ ہلاکت کا مقام ہے۔ اُس نے اپنا سر رکھا اور سو گیا بیدار ہُوا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ کہیں چلا گیا ہے (جس پر آب و دانا تھا) حتیٰ کہ اس پر گرمی اور پیاس یا کوئی چیز جو اللہ نے چاہا اس کا غلبہ ہُوا تو اُس نے کہا اپنی جگہ واپس جاتا ہوں ؛ چنانچہ وہ واپس آیا اور اسی جگہ سو گیا پھر اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ اس کے پاس کھڑا ہے۔ ابوعوانہ اور جریر نے اعمش سے روایت کرنے میں ابوشہاب کی متابعت کی"
ابواُسامہ نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا اُنہوں نے کہا ہمیں عُمارہ نے خبر دی اُنہوں نے کہا میں نے حارث سے

سُنا۔ شعبہ اور ابومسلم نے اعمش، ابراہیم تیمی کے ذریعہ حارث بن سُوید سے روایت کی۔ ابومعاویہ نے کہا ہمیں اعمش نے عمارہ، اسود کے ذریعہ عبداللہ سے اور ابراہیم تیمی، حارث بن سُوید کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود سے خبر دی ''

۶۸۷۰ —— ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل میں اپنے اونٹ کو پالے جو اس سے گم ہوگیا تھا۔

۶۸۶۹ - ۷۰ —— شرح : یعنی مومن کا دل منوّر ہوتا ہے جب وہ اپنے مخالف کوئی شئی دیکھے تو اس پر بہت گراں گذرتا ہے۔ پہاڑ کے ساتھ مثال دینے میں حکمت یہ ہے کہ پہاڑ کے علاوہ مُہلکات سے کبھی نجات حاصل ہوجاتی ہے لیکن پہاڑ جب کسی پر گر پڑے تو اس سے نجات بہت مشکل ہے اور فاسق اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو اس کی ناک سے گذرتی ہے یعنی وہ گناہوں کو معمولی خیال کرتا ہے کیونکہ اس کا دل سیاہ ہوتا ہے اس کے نزدیک گناہ بہت ہلکے ہوتے ہیں قولہ اَفْرَحُ ،، اللہ تعالیٰ پر خوشی کا اطلاق مجازی ہے۔ اس سے رضا مراد ہے۔ اس کی تعبیر خوشی سے رضا کے معنی کی تاکید کے لئے ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر اس آدمی سے زیادہ راضی ہوتا ہے جو اونٹ پر سوار جنگل میں سے گذر رہا ہو اور تھک کر ایک درخت کے سایہ میں ٹھہر جائے جبکہ شدّتِ گرمی سے پریشان ہوچکا ہو اور درخت کے سایہ تلے سوجائے جب بیدار ہو تو اونٹ کو گم پائے اور ادھر اُدھر تلاش کرنے کے بعد نہ ملے تو اسی درخت کے سایہ تلے اس امید سے آکر لیٹ جائے کہ اب یہیں مرجاؤں گا جبکہ وہاں دور دراز تک آب وگیاہ کا نشان تک نہیں اور وہ سایہ تلے سوجائے اچانک بیدار ہو تو اونٹ کو اپنے پاس کھڑا دیکھے ایسے شخص کی خوشی کی انتہا باقی نہیں رہتی جو موت کے منہ سے نکلا ہو۔ حدیث میں مجاز پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ راضی ہوتا ہے۔

قولہ قَالَ شُعْبَۃُ ،، اس سے غرض یہ ہے کہ شعبہ اور ابومسلم نے ابوشہاب مذکور کی اور جنہوں نے ان کی متابعت کی ہے۔ اعمش کے شیخ کے نام میں مخالفت کی ہے۔ پہلے راویوں نے عمارہ کہا ہے اور ان دونوں نے ابراہیم تیمی کہا قولہ قال ابومعاویۃ ،، اس سے مراد یہ ہے کہ ابومعاویہ نے سب کی مخالفت کی ہے۔ اُنہوں نے اعمش کے نزدیک حدیث عمارہ بن عُمَیر ابراہیم تیمی ،، سب سے ذکر کی ہے، لیکن عمارہ کے نزدیک اسود بن یزید سے اور ابراہیم تیمی کے نزدیک حارث بن سوید سے ذکر کی ہے۔ ابوشہاب اور ان کے پیروکاروں نے اس کو

بَابُ الضَّجعِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ

۶۸۲۲ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهٗ

بَابٌ اِذَا بَاتَ طَاهِرًا وَفَضْلُهٗ

۶۸۲۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ [illegible] سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ قَالَ

[illegible] سے ذکر کیا ہے۔ [illegible] اختلاف کی وجہ سے امام مسلم نے اس میں اسی پر اقتصار [illegible] کے پیروکاروں نے کہا ہے۔ اور اس سے امام بخاری نے اپنا کلام شروع اور اس [illegible] اور اپنی عادت کے مطابق اختلاف ذکر کیا کیونکہ یہ اختلاف قادح نہیں (عینی)

باب دائیں کروٹ پر لیٹنا

۶۸۲۲ ترجمہ : ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں نماز پڑھتے تھے جب فجر طلوع ہوتی تو ہلکی [illegible] پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز کی خبر دیتا۔

باب جب پاک ہو کر سویا

لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ

۶۸۱۲ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تو بستر پر آنے کا ارادہ کرے تو وضوء کر جیسے نماز کے لئے وضوء کرتا ہے۔ پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جا اور کہہ ، اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے حوالہ کر دی اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اپنے امور میں تجھ پر اعتماد کیا تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ثواب کی حرص کرتے ہوئے اور تجھ سے پناہ کی اور نجات کی جگہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا اگر تو مر جائے تو دینِ اسلام پر مرے گا۔ یہ کلمات آخر کلمات کر جو اس رات کہے۔ میں نے کہا میں یہ یاد کرتا ہوں "برسولک الذی ارسلت" فرمایا نہ "وبنبیک الذی ارسلت"، ہے۔

۶۸۱۲ — شرح : رسول نبی ہے جس کے لئے کتاب نازل ہو اور یہ نبی سے خاص ہے، فطرت کے معنیٰ دینِ اسلام ہیں۔ استذکرھن کے معنی ہیں ان کو یاد کرتا ہوں قولہ لا بنبیک الذی ارسلت ،، اس سے غرض یہ ہے کہ اس میں دو منصب جمع ہوتے ہیں ایک رسالت اور دوسرے نبوت بعض علماء نے کہا تا کہ کلام میں التباس نہ آئے، کیونکہ رسول میں جبرائیل علیہ السلام بھی داخل ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ ذکر اور دعاء ہے اس میں انہی الفاظ پر اقتصار کی جائے جو شارع علیہ السلام سے منقول ہیں، کیونکہ ان میں وہ خاصیت ہے جو غیر میں نہیں (حدیث ۲۲۶ ج : ا کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا نَامَ

۶۸۱۳ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۶۸۱۴ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ

باب جب سونے لگے تو کیا کہے

۶۸۱۳ — ترجمہ : حذیفہ بن یمان نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے تیرے نام کے ذکر سے سوتا اور جاگتا ہوں اور جس وقت بیدار ہوتے تو فرماتے حمد اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو مارنے کے بعد جلایا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے نُشُور کا معنی بکھر جانا ہے

شرح : قَالَ بِاسْمِكَ اموت ،، یعنی تیرے نام کے ذکر کے ساتھ میں زندہ

۶۸۱۴ — — ہوں۔ جب تک زندہ ہوں اور اسی پر مروں گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ نہ تو اِحیاء ہے اور نہ اِمَاتت ہے بلکہ یہ تو ایقاظ و انامت یعنی بیدار کرنا اور سُلانا ہے اس کا جواب یہ ہے موت کے معنی بدن کے ساتھ رُوح کا تعلق منقطع ہو جانے کے ہیں۔ یہ کبھی صرف ظاہری طور پہ ہوتا ہے یہ نیند ہے۔ اس لئے نیند کو موت کا ساتھی کہا جاتا ہے اور کبھی ظاہری اور باطنی طور پہ ہوتا ہے۔ وہ متعارف موت ہے یا احیاء و امانت کو بطور تشبیہ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ استعارہ مُصَرَّحہ ہے (عینی)

۶۸۱۵ — ترجمہ : براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحَاقَ الْھَمْدَانِیُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصٰی رَجُلًا فَقَالَ اِذَا اَرَدْتَ مَضْجَعَکَ فَقُلِ اللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجٰی مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُّتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ

آدمی کو وصیت کی اور فرمایا جس وقت تو بستر پر آنے کا ارادہ کرے تو کہہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے تابع کر دی اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اپنے امور میں تجھ پر اعتماد کیا ثواب میں حرص کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے "۔ تیری پناہ لی اور نجات کی جگہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل کیا اور تیرے نبی پر جس کو تو نے بھیجا پس اگر تو مرگیا تو فطرت (دین اسلام) پر مرے گا"

۶۸۲۵ — شرح : قولہ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ "، یعنی جوارح اور اعضاء اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی میں اللہ کے تابع ہیں۔ قولہ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ "، یعنی میری ذات اللہ کے حضور خالص ہے نفاق سے بری ہے۔ قولہ فَوَّضْتُ "، یعنی میرے داخلی اور خارجی امور اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہیں اس کے سوا ان کی تدبیر کرنے والا کوئی نہیں۔ قولہ اَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ "، یعنی میں اپنی پشت کو تیری طرف لایا اور تمام امور جن کا میں محتاج ہوں اور ان پر میری معیشت موقوف ہے اور ان پر میرا دارومدار ہے۔ وہ تیرے سپرد ہیں۔ قولہ اِسْتَرْھَبُوْا "، رَھْبَۃً بمعنی خوف سے لیا گیا ہے۔ ملکوت بمعنی ملک ہے۔ اس کا ہم وزن رَھَبُوْتٌ خَیْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ "، یعنی ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھ کر سو جائے اگر وہ اس رات فوت ہو جائے تو فطرت پر فوت ہوگا۔ یعنی دین مستقیم ملت ابراہیم علیہ السلام یا دین اسلام پر فوت ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ دعا اُن تمام اشیاء پر مشتمل ہے جن پر ایمان لانا اجمالی طور پر واجب ہے اور وہ اللہ کی نازل کردہ کتابیں اور رسول ہیں

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ تَحْتَ الْخَدِّ الْيُمْنٰى

۶۸۲۶ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

باب سوتے وقت دایاں ہاتھ دائیں رخسارے کے نیچے رکھنا

۶۸۲۶ ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بستر پر تشریف لاتے تو اپنا دستِ اقدس رخسارہ انور کے نیچے رکھتے پھر فرماتے (اے اللہ تیرے نام کے ذکر سے میں سوتا ہوں اور بیدار ہوتا ہوں اور جس وقت بیدار ہوتے تو فرماتے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو بیدار کیا بعد اس کے کہ ہم کو سلایا تھا اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

۶۸۲۶ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کا عنوان " دائیں ہاتھ کو دائیں رخسارہ کے تحت رکھنا ،، اور حدیث میں "یمنیٰ" غیر مذکور ہے تو باب اور حدیث میں مناسبت کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام نے اس حدیث کا استفادہ اس حدیث سے کیا ہے جس میں یمنی اور ایمن کا صراحتہً ذکر ہے لیکن وہ بخاری کی شرط کے مطابق نہیں یا اس حدیث اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِىْ شَانِهٖ كُلِّهٖ ،، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب کو تمام احوال میں پسند فرماتے تھے ،، حدیث میں نیند پر موت کا اطلاق اور بیداری پر حیات کا اطلاق مجازاً کیا ہے کیونکہ موت کے معنی

بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ

۶۸۲۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَامَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ

اِنْقِطَاعُ تَعَلُّقِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ ،، بدن سے روح کا تعلق منقطع ہوجانے کو موت کہتے ہیں کبھی یہ انقطاع ظاہری ہوتا ہے ۔ یہ نیند ہے اسی لئے کہا جاتا ہے " اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ " نیند موت کا ساتھی ہے یا ظاہر اور باطن میں تعلق منقطع ہوجاتا ہے ۔ یہ موت ہے جس کو ہر ایک پہچانتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ ،، نیند کو موت اس لئے کہا جاتا ہے کہ نیند سے عقل و ہوش اور حرکت زائل ہوجاتی ہے ۔ کما فی الموت ،، ابو اسحاق زجاج نے کہا نیند کے وقت جو نفس انسان سے جدا ہوتا ہے اس سے تمیز آتی ہے اور جو موت کے وقت جدا ہوتا ہے ۔ وہ حیاتی کے لئے ہے ۔

باب دائیں کروٹ پر سونا

۶۸۲۷ ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے ، پھر فرماتے ، اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ

إِسْتَرْهَبُوْهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ مَلَكُوْتٌ مُلْكٌ مِثْلُ رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوْتٍ وَيُقَالُ تَرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَرْحَمَ

بَابُ الدُّعَاءِ اِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

۶۸۲۸ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى حَاجَتَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءً بَيْنَ وُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ

اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کلمات کہے پھر اسی رات فوت ہو جائے تو فطرت پر فوت ہوگا۔

اِسْتَرْهَبُوْهُمُ الرَّهْبَةَ ،، سے ماخوذ ہے ملکوت بمعنی مُلک ہے۔ جیسے رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ یعنی تو ڈرائے اس سے بہتر ہے کہ رحم کرے۔

۶۸۲۷ ـــ شرح : اِسْتَرْهَبُوْا کا باب سے کوئی تعلق نہیں سُوْرَۃ اعراف میں فرعون کے جادوگروں کے واقعہ میں یہ لفظ مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّا اَلْقَوْا سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ،، اِسْتَرْهَبُوْا بمعنی اَرْهَبُوْا ہے یعنی جادوگروں نے لوگوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا انہوں نے عظیم جادو کا مظاہرہ کیا، کیونکہ انہوں نے موٹی موٹی رسیاں اور لمبی لمبی لکڑیاں میدان میں پھینکیں تو وہ پہاڑوں جیسے سانپ نظر آنے لگے ان سے سارا میدان بھر گیا اور ایک دوسرے پر وہ سوار ہو رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے

كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَتَّقِيهِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَسَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ

نے فرمایا اپنا عصیٰ پھینکیں وہ یہ تمام فریب نگل جائے گا۔

باب جس وقت رات کو جاگے تو دُعاء کرنا

۵۸۲۸ ___ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک رات ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور اپنی حاجت پوری کی اپنا چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ دھوئے (ہلکا سا وضوء کیا) پھر سو گئے پھر اُٹھے اور مشکیزہ کے پاس آئے اور اس کا تسمہ کھولا۔ پھر وضوء کیا جو دو وضوؤں کے درمیان تھا۔ زیادہ پانی نہ گرایا اور وضوء کامل کیا پھر نماز پڑھی۔ پس میں اُٹھا اور اُٹھنے میں کچھ تاخیر کی۔ اس لئے کہ اس بات کو مکروہ جانتے ہوئے کہ آپ یہ خیال فرمائیں گے کہ میں آپ کا حال دیکھ رہا تھا میں نے وضوء کیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اس حال میں کہ نماز پڑھتے ہیں۔ میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑا اور مجھے دائیں طرف پھیر دیا۔ آپ کی نماز تیرہ رکعتیں پوری ہوئیں پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب سوتے تو خراٹے لیتے تھے۔ بلال نے حضور کو نماز کے لئے خبردار کیا تو آپ نے نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا اور دُعاء میں فرماتے تھے " اے اللہ میرے

فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ
خَصْلَتَيْنِ ۶۸۲۹ــــ **حَدَّثَنِي** عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمٰنَ بْنَ اَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ

دل میں نُور بھر دے میری بصر میں نور کر میرے کانوں میں نور، میرے دائیں نُور، میرے بائیں نور، میرے اُوپر نور، میرے نیچے نُور، میرے آگے نُور، میرے پیچھے نور مجھ کو نور کر دے کریب نے کہا سات عضو جو تابوت (بدنِ انسان) میں ہیں۔ میں عباس کی اولاد سے ایک شخص سے ملا تو اس نے مجھے ان کی خبر دی (جو تابوت میں ہیں) اور پٹھے، گوشت، خون، بال، چمڑہ، وغیرہ ذکر کیا اور دو خصلتیں ذکر کیں۔

شرح : شِناق کے معنی رسّی کے ہیں جس سے مشکیزہ کا منہ باندھا جاتا ہے۔ حضور

۶۸۲۸ــــ نے دو وضوؤں کے درمیان یعنی وضوء خفیف اور وضوء کامل جو تمام کو جامع ہو کے درمیان وضوء کیا زیادہ بار نہ کیا صرف ایک ایک بار اعضاء دھوئے، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاء میں نُور کی دُعاء کے بعد فرمایا مجھے نور کر دے یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے اور نور کی تنوین تعظیم کے لئے ہے یعنی مجھے عظیم نُور کر دے اور سات اور کلمات تابوت میں ہیں اور تابوت سے بدنِ انسان مراد ہے جو رُوح کے لئے صندوق کی مثل ہے۔ اور وہ پٹھے، گوشت، خون، بال اور چمڑہ ہے دو خصلتیں اور ہیں وہ چربی اور ہڈی ہیں بعض نے ہڈی اور قبر مراد لیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دمیاطی سے نقل کیا کہ تابوت سے مراد سینہ ہے جو دل کا برتن ہے۔ امام نووی نے کہا تابوت سے مراد پسلیاں ہیں اور جو ان کے اندر دل وغیرہ ہے۔ اس کو تابوت (صندوق) سے تشبیہ دی جس میں سامان محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یعنی سات کلمات میرے دل میں ہیں لیکن وہ میں بھول گیا ہوں بعض نے کہا سات انوار مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے تابوت میں لکھے ہوتے تھے۔ ابن جوزی نے تابوت سے صندوق مراد لیا ہے۔ یعنی اس کے نزدیک سات صندوق میں لکھے ہوئے ہیں۔ علامہ طیبی نے کہا یہاں نُور سے مراد اعضاء کے لئے نور کی طلب ہے کہ وہ انوارِ معرفت وطاعت سے متزین ہوں اور ان کے سوا سے خالی ہوں؛ کیونکہ شیطان وسوسوں سے انسان کی جہاتِ ستّہ کا احاطہ کر لیتے ہیں اُن سے خلاصی انوار سے ہی ممکن ہے جو ان جہات کو روکتے ہیں۔ اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ جہات ذکر فرمائی ہیں کہ شیطان کسی جہت سے آکر وسوسہ نہ دے سکے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ
اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ
وَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ
حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ
بِكَ اٰمَنْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ
مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ
الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

تَمَطَّيْتُ کے معنی ہیں میں نے تاخیر کی ۔ قولہ انقبہ الخ میں آپ کا انتظار کرتا ہوں ۔ ارقبہ بھی پڑھا گیا ۔ القبہ بھی تنقیث سے بمعنی تنقیس پڑھا گیا ہے ۔

۶۸۲۹ —— ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھتے تہجد پڑھتے ۔ فرماتے " اے اللہ " تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمینوں کو اور جو اُن میں ہے سب کو روشن کرنے والا ہے ۔ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے کہ تدبیر کرنے والا ہے ۔ تیری حمد ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیرا کلام حق ہے ۔ تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے نبی حق ہیں محمد " صلی اللہ علیہ وسلم " حق ہیں ۔ اے اللہ میں تیرے تابع ہوں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں تیرے ایمان لایا تیری طرف رجوع کیا تیرے سبب خصومت کرتا ہوں تیری طرف فیصلہ لے جاتا ہوں مجھے بخش جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا جو خفیہ کیا اور جو علانیہ کیا تو ہی اول اور تو ہی آخر ہے ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔

۶۸۲۹ —— شرح : تہجد لغت میں بیداری اور ہجود نیند ہے ۔ ابن فارس نے کہا ہاجد سونے والا اور متہجد رات کو نماز پڑھنے والا ہے ۔ ہروی نے کہا تہجد بیدار ہُوا اور نیند کو اتارا ہجد بمعنی سو گیا ۔ قیّم ، قیام اور قیّوم کے معنی ہیں ۔ مخلوق کی تدبیر کرنے والا اور ان کو قوت دینے والا ۔ قولہ بک خاصمتُ یعنی تیرے عطاء براہین اور تیغ و سنان سے معاندین کا مقابلہ

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ عِنْدَ الْمَنَامِ

۶۸۳۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُومُ فَقَالَ مَكَانَكَ فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ وَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ وَاحْمَدَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ فَهٰذَا خَيْرٌ

کرتا ہوں ۔ قولہ الیک حاکمت " محاکہ کے معنی ہیں فیصلہ حاکم کے پاس لے جانا یعنی جو کوئی حق کا انکار کرے میں تجھے اپنے اور اس کے درمیان حاکم کرتا ہوں تیرے غیر کو حاکم تسلیم نہیں کرتا جیسے جاہلیت میں کافر بتوں اور کاہنوں کو حاکم مقرر کرتے تھے (حدیث ۱۰۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب سوتے وقت تکبیر و تسبیح کہنا

۶۸۳۰ — ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے چکی چلانے کی وجہ سے ہاتھوں میں تکلیف کی شکایت کی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں تشریف لائیں کہ آپ سے خادم طلب فرماتی تھیں انہوں نے حضور کو گھر میں نہ پایا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنا ارادہ ذکر کیا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے حضور کو سیدہ کے کلام سے خبردار کیا حضرت علی نے کہا حضور ہمارے گھر تشریف لائے ۔ حالانکہ اپنی خواب گاہ میں جا چکے تھے میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اپنی جگہ رہو

لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ قَالَ التَّسْبِيْحُ أَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَةِ عِنْدَ النَّوْمِ

۶۸۳۱ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ فَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ

اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی حضور نے فرمایا کیا میں تمہاری اس چیز کی طرف راہنمائی نہ کروں جو تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے جب تم اپنے بستروں میں جگہ لو یا سونے کے لئے بستروں میں آؤ تو ۳۳ بار اللہ اکبر کہو، ۳۳ بار سبحان اللہ کہو اور ۳۳ بار الحمد للہ کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ شعبہ نے خالد کے ذریعہ ابن سیرین سے روایت کی انہوں نے کہا سبحان اللہ ۳۴ بار کہو۔"

۶۸۳۰ ــــ شرح : ایک حدیث میں ہے سبحان اللہ زمین و آسمان کو ثواب سے بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر میزانِ اعمال کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے۔ الحمد للہ بھی اسی طرح ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ اُخروی ثواب دائمی بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے اس فانی دُنیا کی چند روزہ استراحت سے بہتر ہے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ ایک روایت میں ہے کہ سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا میں حضور کے پاس آئی آپ کے پاس لوگ باتیں کر رہے تھے تو میں حیا کے باعث واپس آگئی اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا محل یہ ہے کہ سیدہ گھر تشریف لے گئیں تو آپ گھر میں موجود نہ تھے کسی اور مکان میں تھے یا مسجد میں تھے آپ کے پاس لوگ باتیں کر رہے تھے (حدیث ۲۹۰۴ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب سوتے وقت اعوذ باللہ اور قرآن پڑھنا

۶۸۳۱ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت جناب

باب ۔۶۸۳۲ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ تَابَعَهُ أَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمٰعِيلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے نورانی دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور معوذات (قل یا ایہا الکافرون، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھتے اور ہاتھوں کے ساتھ سارے جسم اطہر کو مسح کرتے (حدیث ؏ کی شرح دیکھیں) فضائل قرآن

۶۸۳۲ — ترجمہ : ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی اپنی خواب گاہ پر آئے تو اپنی چادر کے کنارے سے بستر جھاڑے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا اس کے پیچھے کیا چیز اس میں داخل ہوگئی ہے۔ پھر کہے اے میرے پروردگار تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری قوت سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو نے میری روح کو روک لیا تو اس پر رحم کر اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کر جس طرح صالحین اور نیک لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ابوضمرہ اور اسماعیل ابن زکریا نے عبید اللہ سے روایت کرنے میں زہیر بن معاویہ کی متابعت کی، اور یحییٰ بن سعید قطان اور بشر بن مفضل نے عبید اللہ عمری سعید مقبری اور ابوھریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور اس کو مالک بن انس، محمد بن عجلان نے سعید مقبری اور

ابْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَقَالَ يَحْيَى وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

۶۸۳۳ —— حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى

ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔،

۶۸۳۲ —— شرح: یعنی اگر کوئی اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے تو اپنی چادر کے کنارے سے اس کو جھاڑے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بستر پر کوئی زہریلا جانور آگیا ہو۔ پھر حدیث میں مذکور دعا پڑھے۔

باب آدھی رات کو دعاء کرنا

آدھی رات سے طلوعِ فجر تک کے وقت کو اللہ تعالیٰ نے تجلیات کے نزول کے لئے مختص فرمایا یہ شریف وقت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تفضل و احسان فرمایا کہ اس میں ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اُن کے سوال عطا کرتا ہے ان کے گناہ بخشتا ہے۔ یہ غفلت و خلوت کا وقت ہے اس میں لوگ نیند میں مستغرق ہوتے ہیں اور اس کی لذت حاصل کرتے ہیں۔ لذت اور آرام کو چھوڑنا خصوصًا ان لوگوں کے لئے جو آرام پرست ہیں۔ خصوصًا اور سردی کے زمانہ میں تو بہت مشکل ہے۔ اسی طرح جو لوگ مشقت کرتے ہیں اور راتیں بھی چھوٹی ہوں تو اُن کے لئے آدھی رات کو اُٹھنا تو بہت ہی مشکل ہے نیک بخت وہ شخص ہے جو اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے

ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيبُ لَهٗ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهٗ

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

۶۸۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے،،

۶۸۳۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آخری رات کی تہائی باقی رہ جاتی ہے تو اس کی تجلّیات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دُعا مانگتا ہے میں اس کی دُعاء قبول کروں گا اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرتا ہے۔ میں اس کو عطاء کروں گا اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے میں اس کو بخشوں گا۔

۶۸۳۳ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت شریف میں اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ نزول حرکت اور انتقال سے ہوتا ہے اور یہ اجسام کی خصوصیت ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اس لئے اس نزول سے مراد اللہ کی تجلیات کا نزول ہے یا رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ قولہ ثُلُثُ اللیل الآخر،، میں آخر ثلث کی صفت ہے یعنی جس وقت رات آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے (حدیث ۱۰۸۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت دعاء کرنا

۶۸۳۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

۶۸۳۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِينَ يُمْسِي فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِينَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ

میں داخل ہوتے تو فرماتے اے اللہ میں تیرے ذریعہ مذکر و مؤنث جنات سے پناہ چاہتا ہوں۔

۶۸۳۴ — شرح : خُبُث خبیث کی جمع اور خبائث خبیثہ کی جمع ہے اس سے مراد مذکر و مؤنث جنات ہیں۔ خبث کے معنی کفر اور خبائث کے معنی جن بھی آتے ہیں۔ (حدیث ۱۴۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب صبح کے وقت کیا پڑھے

۶۸۳۵ — ترجمہ : شدّاد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سیّد استغفار یہ کلمات ہیں ۔ اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں میں تیرے عہد و وعدے پر قائم

٦٨٣٦ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ
ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اَرَادَ اَنْ يَنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيَا وَاِذَا اسْتَيْقَظَ
مِنْ مَنَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ
النُّشُوْرُ ٦٨٣٧ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ
مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ
اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا فَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

ہوں۔ جس قدر مجھے طاقت ہے "میں تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور تیرے لئے اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے بخش دے شان یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا"، میں تیرے ذریعہ اپنے کئے کی شر سے پناہ چاہتا ہوں جب شام کے وقت کہے اور فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا یا وہ اہل جنت سے ہے۔ (راوی نے شک کیا ہے) اور جب صبح کے وقت کہے اور اسی روز فوت ہو جائے یہ بھی پہلے کی مثل ہے۔

٦٨٣٦ ـــ ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے اے اللہ تیرے نام کے ذکر سے میں سوتا ہوں اور بیدار ہوتا ہوں اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے سب تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اس کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

٦٨٣٧ ـــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بستر میں تشریف لے جاتے تو فرماتے اے اللہ تیرے نام کے ذکر سے میرا مرنا اور جینا ہے اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے سب تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہم کو مارنے کے بعد زندہ کیا اور اس کی طرف اُٹھ کر جانا ہے

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ

۶۸۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً اَدْعُوْبِهٖ فِي صَلٰوتِي قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب نماز میں دعاء کرنا

۶۸۳۸ — ترجمہ : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے ایسی دُعا کی تعلیم دیں جو اپنی نماز میں پڑھا کروں فرمایا کہو ، اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا ہے ۔ اپنے کرم سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر ، تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے عمر بن حارث نے یزید کے ذریعہ الوالخیر سے روایت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے سُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ۔

۶۸۳۸ — شرح : کرمانی نے کہا یہ دُعاء جامع ہے ، کیونکہ اس میں اپنی انتہائی تقصیر کا اعتراف ہے کہ اس نے بہت ظلم کیا ہے ۔ اور انتہائی انعام کی طلب ہے اور وہ رحمت و مغفرت ہے ، کیونکہ مغفرت سے گناہ مستور ہو جاتے ہیں اور رحمت میں ایصال خیرات ہے ۔ مغفرت ہو جائے تو دوزخ سے دور ہو جاتا ہے اور رحمت سے خیرات کا حصول ہوتا ہے اور وہ دخول

٦٨٣٩ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا أُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ

٦٨٤٠ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلٰوةِ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ إِلَى الصَّالِحِينَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ

جنت ہے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِكَرَمِكَ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِيْنَ أٰمِيْنَ ،، عمرو بن حارث کے اسناد سے مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کا مضمون عمرو بن حارث کے اسناد سے بھی ثابت ہے۔

٦٨٣٩ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ،، کی تفسیر میں ذکر کیا یہ آیت کریمہ دُعاء کے بارے میں نازل ہوئی (یعنی دُعاء میں نہ تو زیادہ جہر کرو اور نہ زیادہ اخفاء کرو)

٦٨٤٠ — ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نماز میں " السلامُ علَی اللہِ السلام علٰی فُلَانٍ ،، کہتے تھے (تشہد کی دُعاء میں) ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلام اللہ ہی ہے (یہ دُعاء کرنا عبث ہے) جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو کہے التحیاتُ للہِ

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

۶۸۴۱ — حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ قَالَ كَيْفَ ذَاكَ قَالُوْا صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا وَاَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا اَمْوَالٌ قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِیْ اَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ اِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهٖ تُسَبِّحُوْنَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا تَابَعَهٗ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ

صالحین تک پڑھے جب نماز پڑھنے والا یہ کہے گا تو زمین اور آسمان میں رہنے والے اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچے گا۔ واشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمداً عبدہٗ ورسولہ، پھر جو چاہے اللہ کی ثناء اختیار کرے۔

(حدیث ۷۹۶ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

باب نماز کے بعد دعاء کرنا،

۶۸۴۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مال دار لوگ قرب الٰہی کے درجات اور دائمی نعمتیں لے گئے۔ حضور نے فرمایا کس طرح؟ انہوں نے کہا وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ جہاد کرتے ہیں جیسے ہم جہاد کرتے ہیں اور وہ اپنے زائد مال خرچ کرتے ہیں اور

عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَاءِ ابْنِ حَيْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ

ابْنِ رُفَيْعٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيهِ

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۴۲ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ

مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ

كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ اِلٰى مُعٰوِيَةَ ابْنِ اَبِىْ سُفْيٰنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے پاس مال نہیں۔ فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی شئ کی خبر نہ دوں کہ تم اس شخص کو پالو گے جو تم سے پہلے گزرا ہے (خرچ کرنے والے پہلے لوگوں کا ثواب پالوگے) اور جو تمہارے بعد آئیں گے اُن پر سبقت لے جاؤ گے اور جو تم نے کیا اس جیسا کوئی بھی نہ کرے گا مگر جو اس کی مانند کرے۔ ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ کہو، دس بار الحمدللہ اور دس بار اللہ اکبر کہو (یہ عدد رفع درجات کے لئے ہے) عبیداللہ ابن عمر عدوی نے سُمَیّ سے روایت کرنے میں ورقاء کی متابعت کی اور مذکور حدیث کو محمد بن عجلان نے سُمَیّ اور رجاء بن حیوہ سے روایت کیا اور اس کی جریر نے عبدالعزیز بن رُفیع، ابی صالح کے ذریعہ ابودرداء سے روایت کی،، اور اس کو سہیل نے بھی اپنے والد اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

شرح : اَهْلُ الدُّثُوْرِ،، مالدار لوگ،، دُثُور بضم الدال بمعنی کثیر مال،، یہ دثر کی

۶۸۴۱ ــــ جمع بمعنی کثیر مال ہے۔ واحد، تثنیہ اور جمع پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

قولہ درجات،، یہ مراتب کے طبقے ہیں یہاں اس سے مراد جنت میں قرب الٰہی کے طبقات ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۸۰۷ ج ۲ میں تسبیح حمد اور تکبیر کا ۳۳ - ۳۳ بار ذکر کیا ہے۔ یہاں صرف دس بار کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں درجاتِ عُلیٰ کا ذکر ہے۔ یہاں صرف درجات مذکور ہیں۔ نیز وہاں صیام صلوٰۃ اور حج وعمرہ ایسے اعمال زیادہ مذکور ہیں جو اس حدیث میں نہیں۔ علاوہ ازیں ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا فَلَا اِعْتِبَارَ لِمَفْهُوْمِ الْعَدَدِ،، ان کلمات کا کثیر ثواب اس لئے ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی

كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ صَلٰوتِهِ إِذَا سَلَّمَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُونَ نَفْسِهِ وَقَالَ أَبُو مُوسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ

نقائص سے پاکیزگی اور کمالات کا اثبات ہے؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی ایک دن (سو۱۰۰) بار سُبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ،، پڑھے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۶۸۴۲ — ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ کے آزاد کردہ غُلام اور کاتب وراد سے روایت ہے کہ مغیرہ نے امیر معاویہ بن ابوسُفیان کو خط لکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے ،، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ الخ پڑھتے تھے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کے لئے حمد و ثنا ہے وہ ہر ممکن پر قادر ہے اے اللہ! جو تو عطاء کرے اس کا کوئی منع کرنے والا نہیں اور جو تو منع کرے اس کا کوئی منع کرنے والا نہیں تیرے حضور صاحب غنا کو اس کی غنا تیری طاعت کے بدلہ نفع نہیں دے سکتی۔ شعبہ نے منصور سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے مسیّب سے سُنا ہے۔ (یعنی یہ اسناد تدلیس کا وہم دُور کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہے)

(حدیث ۸۰۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۴۳ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَيْ عَامِرُ لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيَّاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُو بِهِمْ يَذْكُرُ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هٰذَا وَلٰكِنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمُ قَاتَلُوهُمْ فَأُصِيبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوا نَارًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وَصَلِّ عَلَيْهِمْ، ان پر رحمت کر

اور جس نے صرف اپنے بھائی کو دعاء کے لئے خاص کیا اپنے لئے دعاء نہ کی،، ابو موسیٰ اشعری نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! چھوٹے سے بندے ابو عامر کو بخش اے اللہ عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر دے۔

۶۸۴۳ ـــــ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف گئے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا اے عامر اگر تو ہم کو اپنے رجز سناتے تو بہت اچھا ہوگا (چھوٹے شعر) عامر سواری سے اُترے اس حال میں ان کے لئے حدی پڑھتے تھے اور یہ ذکر کرتے تھے،، اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے،، اس کے علاوہ اور اشعار ذکر کیے لیکن وہ مجھے یاد نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کو چلانے والا یہ شخص کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ عامر بن اکوع ہے۔ فرمایا اللہ اس پر رحم کرے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھٰذِہِ النَّارُ عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰی حُمُرٍ اِنْسِیَّۃٍ فَقَالُوْا اَھْرِیْقُوْا مَافِیْھَا وَکَسِّرُوْھَا قَالَ رَجُلٌ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلَا نُھْرِیْقُ مَافِیْھَا وَنَغْسِلُھَا قَالَ اَوْ ذَاکَ

(عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! عامر کے ذریعہ آپ ہمیں کیوں نفع نہیں دیتے، جب حضرات صحابہ کرام نے دشمن کے سامنے صف بندی کی اس حال میں کہ ان سے جنگ کرنے تھے تو وہ اپنی تلوار سے زخمی ہو گئے اور اسی زخم سے فوت ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز پر روشن کر رہے ہو لوگوں نے کہا گدھوں کے گوشت پر (گوشت پکا رہے ہیں) حضور نے فرمایا جو کچھ ہنڈیوں میں گرا دو اور ہنڈیاں توڑ ڈالو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا جو کچھ ان میں ہے اس کو گرا نہ دیں اور ہنڈیاں دھولیں فرمایا یہی کر لو۔

۴۸۴۳ — شرح : عامر حضرت سلمہ بن اکوع کے چچا تھے۔ بعض کہتے ہیں بھائی تھے۔ ان کو اشعار رجزیہ بہت یاد تھے اور نہایت ہی خوش آواز تھے۔ ہُنَیَّات بضم الہاء و فتح النون ہے اور یا مشدّد ہُنَیَّہ کی جمع ہنوت کی تصغیر ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے اشعار ہیں جنہیں رجز کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ اونٹوں پر سفر کرتے وقت خوش آواز کے ساتھ اشعار پڑھتے جس سے اونٹ مست ہو کر تیز چلتے تھے۔ اس لئے عامر خوش آواز کے ساتھ کلمات رجزیہ سے اونٹوں کو چلانے لگے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے جو حدیث میں مذکور ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر فرمایا اللہ تعالیٰ یہ اشعار پڑھنے والے پر رحم کرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ معروف تھا کہ جس کے لئے غزوہ میں حضور رحم کی دعا فرماتے تھے وہ زندہ باقی نہ رہتا تھا شہید ہو جاتا تھا اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ عامر کی زندگی ہمیں بہرہ مند فرما یعنی عامر فوت نہ ہو؛ چنانچہ عامر فوت ہو گئے ہو سکتا ہے کہ "لو" تمنی کے لئے یعنی کاش عامر کے ساتھ ہمیں بہرہ مند فرماتے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کے گدھوں کو ذبح کر کے گوشت پکانا شروع کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضائع کر دینے کا حکم دیا کیونکہ غنیمت کا مال تقسیم سے پہلے استعمال کرنا جائز نہیں۔

(حدیث ۲۹۲۲ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۸۴۴ ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِیْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی

۶۸۴۵ ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ سَمِعْتُ جَرِیْرًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَهٗ یُسَمّٰی الْكَعْبَةَ الْیَمَانِیَةَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَجُلٌ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ

۶۸۴۴ ــــ ترجمہ: عمرو بن مُرّہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آدمی صدقہ لے کر آتا تو فرماتے اے اللہ آلِ فلاں پر رحم کر (صدقہ لانے والے پر) آپ کے پاس میرا والد آیا تو حضور نے فرمایا اے اللہ آلِ ابی اوفیٰ پر رحم فرما۔

۶۸۴۴ ــــ شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ، پر امتثال کرتے ہوئے صدقہ لانے والے کے لئے اس طرح دعاء فرماتے تھے، حالانکہ غیر نبی کے لئے جائز نہیں کہ نبی کی تبعیت کے بغیر کسی کے لئے اس طرح کہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کے غیر پر لفظ صلوٰۃ کا اطلاق جائز نہیں۔ اسں حدیث میں ابی اوفیٰ کی تخصیص ہے۔ ابن ابی اوفیٰ کا نام عبداللہ ہے جبکہ ابو اوفیٰ کا نام علقمہ ہے۔ یہ دونوں باپ بیٹا صحابی ہیں رضی اللہ عنہما۔ (حدیث ۱۴۱۱ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۴۵ ــــ ترجمہ: جریر نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مجھے ذی الخلصہ سے آرام نہیں پہنچاتے ہو۔ وہ بُت ہے جس کی لوگ پُوجا کرتے تھے

فَصَكَّ فِي صَدْرِي فَقَالَ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَخَرَجْتُ فِي خَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِي وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَانْطَلَقْتُ فِي عُصْبَةٍ مِنْ قَوْمِي فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا

۶۸۴۶ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ

اس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں گھوڑے کی پشت پر ٹھہر نہیں سکتا۔ حضور نے میرے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اس کو ہدایت کرنے والا اور ھدایت یافتہ کر۔ جریر نے کہا پھر قبیلہ احمس سے جو میری قوم کا قبیلہ ہے پچاس آدمی باہر نکالے بسا اوقات سفیان بن عیینہ نے کہا میں اپنی قوم کی جماعت میں نکلا اور اس مقام پر پہنچا اور اس کو جلا دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے پاس نہیں آیا حتی کہ اس کو خارشی اونٹ کی طرح کر کے چھوڑا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے لیئے اور اس کے گھوڑوں کے لئے دعائیں فرمائیں۔ (حدیث ۲۸۱۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۸۴۶ — ترجمہ: قتادہ بن دعامہ اسدی سے روایت ہے کہ میں نے انس سے سُنا کہ اُمِّ سُلَیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انس آپ کا خادم ہے۔ اس کے لئے دعاء فرمائیں (اس کے لئے دُعاء فرمائیں) سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! انس کا مال اور اولاد زیادہ کر جو کچھ تُو نے اسے دیا اس میں برکت کر۔"

۶۸۴۶ — شرح: اُم سُلیم رضی اللہ عنہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور انس کی

٦٨٤٧ ــــ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَۃُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَقْرَأُ فِی الْمَسْجِدِ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْکَرَنِیْ کَذَا وَکَذَا اٰیَۃً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَۃِ کَذَا وَکَذَا ـــــ

والدہ ہیں۔ اُنہوں نے حضرت انس کو حضور کی خدمت میں برائے خدمت پیش کیا اور یہ عرض کیا اپنے اس خدمت گذار کے لئے دعاء فرمائیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کے لئے تین دعائیں فرمائیں ایک یہ کہ اس کا مال زیادہ ہو جائے ؛ چنانچہ ان کا مال اتنا زیادہ ہُوا کہ بصرہ میں ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال دو بار پھل دیتا تھا۔ اس میں ریحان خوشبو تھی اس سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ دوسری دعاء ان کی اولاد کے لئے فرمائی کہ وہ زیادہ ہو ؛ چنانچہ ان کے ایک سو بیس (۱۲۰) بچے تھے۔ جب وہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو اُن کے ساتھ ان کی اولاد سے ستّر افراد سے زیادہ ہوتے تھے۔ بعض نے کہا ان کے اسّی بچے تھے جن میں سے اٹھہتّر لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ جن کے نام حفصہ اور ام عمرو تھے۔ ابن اثیر نے کہا جس وقت انس نے وفات پائی تھی اُن کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے ایک سو بیس بچے بچیاں تھیں۔ تیسری دعاء ان کی درازیٔ عمر کے لئے فرمائی ؛ چنانچہ فرمایا بَارِکْ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَهٗ تونے جو اسے دیا ہے اس میں انس کے لئے برکت فرما ؛ چنانچہ اُنہوں نے ایک سو بیس برس عمر پائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے لئے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد کی دعاء کرنا جائز ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کرے اس کے مال و اولاد میں کمی کر اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت باطل ہے صحیح نہیں ؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کی ترغیب دلاتے تھے اور فرماتے زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچوں کو جنم دینے والی عورت سے نکاح کرو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کثرتِ مال انسان کو سرکش بنا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ انس کے لئے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد مضر نہ ہوں گے۔ (عینی)

٦٨٤٧ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو مسجد شریف میں قراءت کرتے ہوئے سُنا تو فرمایا اللہ اس پر رحم کرے

۶۸۴۸ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسٰى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد کرا دی ہے جو میں فلاں فلاں سورت سے بھلا یا گیا تھا۔

۶۸۴۷ ـــ شرح: أَسْقَطْتُهَا بمعنی نَسِیْتُهَا ،، ہے یعنی میں وہ بھول گیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کیسے بھول سکتے ہیں؟
اس کا جواب یہ ہے کہ نسیان اختیاری نہیں۔ جمہور علماء نے کہا امور غیر ابلاغیہ میں نسیان جائز ہے لیکن مستقر نہیں ہوتا جلدی زائل ہو جاتا ہے اور امور ابلاغیہ میں تبلیغ سے پہلے نسیان جائز نہیں۔ اور جس کی تبلیغ کر دی ہو اس میں نسیان جائز ہے لہٰذا حدیث میں مذکور جائز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم تجھے پڑھائیں گے پھر آپ نہ بھولیں گے مگر جو اللہ چاہے (کرمانی)

۶۸۴۸ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم فرمایا تو ایک آدمی بولا اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت غصہ میں آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام، پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انہوں نے صبر کیا۔

۶۸۴۸ ـــ شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ،، سے اس آیت کریمہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسٰى ،، موسیٰ علیہ السلام کو جو اذیت پہنچائی گئی وہ ایک فاحشہ عورت کے ذریعہ آپ کو متہم کیا گیا تھا یا لوگوں نے آپ پر یہ بہتان لگایا تھا کہ آپ نے بھائی ہارون علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے یا انہوں نے کہا کہ موسیٰ برہنہ اس لئے نہیں نہاتے کہ انہیں اُدرہ بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تینوں بہتانوں سے علانیہ بری فرمایا: فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا ،، اللہ نے موسیٰ کو ان کے بہتان سے بری کیا ،، اس حدیث سے معلوم

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ مِنَ الدُّعَاءِ

۶۸۴۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هٰرُونُ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مِرَارٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ أَنْصِتْ فَإِنْ أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذٰلِكَ الِاجْتِنَابَ

ہوتا ہے اگر اہل فضل کے حق میں کوئی ایسی بات کر دی جائے جو انہوں نے نہ کیا ہو تو وہ غصہ میں آجاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ نرمی کرتے ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء کرتے ہوئے صبر کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کرنے والا ذو الخویصرہ خارجی تھا جس کی نسل سے فرقہ خارجیہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعتراض کرنے والے بدبخت کو ایک جنگ میں قتل کیا تھا۔

باب دعاء میں سجع مکروہ ہے "

سجع مقفیٰ کلام ہے جس میں وزن کی رعایت نہیں ہوتی۔ یہ اس وقت مکروہ ہے جب اس میں تکلف کرے اور اگر طبعی طور پر مقفیٰ عبارت صادر ہو اور اس میں کوئی تکلف وغیرہ نہ ہو تو مکروہ نہیں؛ کیونکہ اگر تکلف سے دعا مقفیٰ کی جائے تو خشوع وخضوع نہیں رہتا اور ذہن خشوع سے ہٹ کر ظاہری الفاظ کی

تزیین میں لگ جاتا ہے اور اس کے تضرّع میں اخلاص نہیں ہوتا ہے ؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غافل اور لہو میں مشغول ہو کی دعا قبول نہیں کرتا ؛ کیونکہ دعا میں مقفیٰ عبارت لانے والے کی ہمت کلام کو جوڑنے میں صرف ہونے لگتی ہے اور اس میں اس کا دل مشغول ہو جاتا ہے یہ خشوع کے منافی ہے اور جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں مقفیٰ عبارت اور سجع دیکھنے میں آتی ہے وہ خشوع اور تضرّع کے منافی نہیں کیونکہ اس میں سجع کا قصد نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں تکلف ہوتا ہے وہ صرف اتفاقی سجع ہے اور اتفاقی طور پر سجع مکروہ نہیں "

۶۸۴۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں کو جمعہ میں ایک بار حدیث بیان کرو اگر اس کا انکار کرے تو دو بار کر لیا کرو اور اگر زیادہ بیان کرنا چاہتے ہو تو تین بار جمعہ میں وعظ کر لیا کرو اور لوگوں کو قرآن سے ملال میں نہ ڈالو اور میں تجھے نہ پاؤں کہ تو لوگوں کے پاس آئے ؛ حالانکہ وہ اپنی باتوں میں مشغول ہیں تو اُن کے پاس وعظ کرنا شروع کر دے اور ان کی گفتگو کاٹ ڈالے اور ان کو پریشان کرے لیکن خاموش رہو جس وقت وہ تمہیں کہیں تو انہیں وعظ کرو ؛ حالانکہ وہ اُس کی خواہش کرتے ہوں اور دُعا میں سجع چھوڑ دو اور اس سے بچو (سجع کرنے میں تکلّف نہ کرو) کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو پایا وہ نہیں کرتے مگر اسی طرح (یعنی وہ دعا میں سجع سے اجتناب کرتے تھے اگر تکلف کے بغیر سجع واقع ہو تو حرج نہیں)

۶۸۴۹ — شرح : اُنصِتُ کے معنیٰ ہیں خاموشی سے کان لگا کر بات سُننا یعنی جب وہ کہیں حالانکہ وہ وعظ سُننے کے خواہش مند ہوں تو وعظ کرو ؛ قولہ انظر السجع " یعنی دعا میں سجع سے اجتناب کر یعنی مکروہ سجع سے بچو قولہ لایفعلون الّا ذالک" یعنی وہ نہ کرتے تھے مگر اجتناب "، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال میں ملال کے ڈر سے افراط مکروہ ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام کو ہر روز وعظ نہ کرتے تھے کہ وہ تنگ نہ پڑ جائیں اور فرمایا طاقت کے مطابق اعمال کرو ؛ کیونکہ اللہ تنگ نہیں ہوتا تم تنگ پڑ جاتے ہو جب لوگ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو جب تک فارغ نہ ہوں وہاں وعظ نہ کرو اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم و حکمت کو ان لوگوں کے پاس نشر نہ کرنا چاہیے جو اس کے سُننے کو اچھا نہ جانتے ہوں ؛ کیونکہ اس میں علم کو ذلیل کرنا ہوتا ہے ؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے علم کی قدر بلند کی ہے (عینی)

بَابُ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ

۶۸۵۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِيْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ

۶۸۵۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ

باب یقین سے سوال کرے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں

۶۸۵۰ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی دعاء کرے تو یقین کے ساتھ دعاء کرے اور یہ نہ کہے اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

۶۸۵۰ شرح : مسئلہ یعنی سوال اور دعاء ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے سوال قطع اور یقین کے ساتھ کرے اور مشیت کے ساتھ معلق نہ کرے کیونکہ تعلیق میں مطلوب منہ اور مطلوب سے استغناء کی صورت ظاہر ہوتی ہے ۔ حالانکہ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا

۶۸۵۱ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے اے اللہ مجھے بخش

بَابٌ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

۶۸۵۲ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي

اگر تو چاہتا ہے اے اللہ مجھ پر رحم کر اگر تو چاہتا ہے وہ یقین سے دُعا کرے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے ۔

۶۸۵۱ ــــ شرح : یعنی سوال میں تعلیق نہ کرے کیونکہ یہ مطلوب سے استغناء کی صورت ہے ۔ داؤدی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ دعاء میں کوشش کرے اور یہ نہ کہنے اگر تو چاہے جیسے مستغنی کہتا ہے بلکہ مسکین اور فقیرانہ حال میں دعاء کرے ۔

باب انسان کی دُعاء قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے

۶۸۵۲ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی دُعاء قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہیں کرتے اور کہے میں نے دُعاء کی ہے قبول تو ہوتی نہیں ۔

۶۸۵۲ ــــ شرح : ابن بطال نے کہا جلدی کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ بددل ہو کر دعاء ترک کر دیتا ہے قولہ لاحدکم یعنی تم میں سے ہر ایک کی دُعاء قبول ہوتی ہے ، کیونکہ صحیح تر قول یہ ہے کہ مفرد مضاف عموم کا فائدہ دیتا ہے قولہ یقول .. مالم یعجل کا بیان ہے یعنی ہر ایک کی دعاء قبول ہوتی ہے جب تک قطع رحمی اور گناہ کی دعاء نہ کرے کہا گیا جلدی کیسے ہوتی ہے ۔

فرمایا وہ کہتا ہے میں نے بار بار دعاء کی قبول ہوتی تو نظر نہیں آتی اس وقت تنگ ہو کر دُعاء ترک کر دیتا ہے۔ مظہری نے کہا جو کوئی دُعاء میں تنگی اور ملول کا اظہار کرے اس کی دُعاء قبول نہیں ہوتی؛ کیونکہ دُعا عبادت ہے اس کی اجابت (قبولیت) حاصل ہو یا حاصل نہ ہو مومن کو عبادت سے تنگ نہیں ہونا چاہئے دُعاء کی اجابت وقبولیت تاخیر اس لئے ہوتی ہے کہ ابھی اس کی اجابت کا وقت نہیں؛ کیونکہ ہر شئی کا وقت ہوتا ہے اَلْاُمُوْرُ مَرْهُوْنَةٌ بِاَوْقَاتِهَا یا اس لئے کہ ازل میں اس کی دُنیا میں دُعاء کی اجابت کا فیصلہ نہیں کیا گیا تاکہ اس کا معاوضہ آخرت میں دیا جائے یا قبول میں اس لئے تاخیر کی جاتی ہے کہ وہ اور الحاح اور مبالغہ سے دُعاء کرے کیونکہ اللہ چمٹ کر دُعاء کرنے کو پسند کرتا ہے باایں ہمہ اس میں انقیاد و استسلام اور اظہارِ افتقار بھی ہے یعنی دعاء کرنے والا عاجزی تابعداری کرتا ہے اور اپنی احتیاجی ظاہر کرتا ہے اور یہ اللہ کو بہت پسند ہے جو کوئی بکثرت دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جو بکثرت دُعاء کرے وہ عنقریب قبول ہو جاتی ہے۔

دُعاء کے آداب

دُعاء کرنے کے چند آداب ہیں پہلے وضو کرے پھر نماز نوافل پڑھے گناہوں سے توبہ کرے دعاء میں اخلاص کرے قبلہ کی طرف متوجہ ہو دعاء کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور دعاء کر چکنے کے بعد آمین کہے یہ دُعاء کے اختتام کی مُہر ہے۔ دُعاء صرف اپنی ذات ہی کے لئے نہ کرے بلکہ عام لوگوں کو دُعاء میں شامل کرے تاکہ اس کی دُعاء اور طلب مسلمانوں کی کئی دعاؤں میں درج ہو جائے اور اس کی حاجت ان کی حاجات کے ساتھ مل جائے شاید اُن کی برکت سے دعاء قبول ہو جائے۔ دُعاء کا اصول یہ ہے کہ حرام تو حرام مُشتبہات سے بھی اجتناب کرے۔ مالک بن یسار سے مرفوع حدیث ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرو تو ہاتھوں کے بطون سے دعاء کرو ہاتھ الٹے کرکے دعاء نہ کرو اور جب فارغ ہو جاؤ تو ان کے ساتھ منہ کا مسح کرو۔ (ابو داؤد) عادت یہ ہے کہ جب کوئی کسی سے کوئی شئی مانگتا ہے تو ہاتھ آگے بڑھاتا ہے اسی لئے اللہ سے دعاء کرنے والا (مانگنے والا) تواضع اور عاجزی سے اللہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ دُعاء کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے میں حکمت مطلوب پالینے کی نیک فال اور اس کا اعضاء میں سے اعلیٰ عضو کی طرف تبرکاً پہنچاتا ہے تاکہ اس سے باقی تمام اعضاء کی طرف سرائت کرے (قسطلانی)

بَابُ رَفْعِ الْاَیْدِیْ فِی الدُّعَاءِ

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ وَرَأَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَیْهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ الْاُوَیْسِیُّ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ وَشَرِیْكٍ سَمِعَا اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی رَأَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْهِ

باب دُعاء میں ہاتھ اُٹھانا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: اے اللہ میں اس سے بیزار ہوں جو خالد بن ولید نے کیا ہے۔ ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا کہ اُویسی نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے یحییٰ بن سعید اور شریک بن ابی نمیر سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ حضور نے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

خالد بن ولید کا واقعہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف لشکر دے کر بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ اُنھوں نے اسلام تو قبول کر لیا لیکن اچھی طرح زبان سے ادا نہ کر سکے اور یہ نہ کہا کہ ہم مسلمان ہیں بلکہ یہ کہا ہم صابی ہیں۔ صابی اسے کہتے ہیں جو ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین میں منتقل ہو جائے خالد نے ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ہر ایک لشکری کو کہا کہ وہ اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو حضور اس فعل سے راضی نہ ہوئے اور دونوں ہاتھ مبارک

بَابُ الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

۶۸۵۳ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمُطِرْنَا حَتّٰى مَا كَانَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَلَمْ تَزَلْ تُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ

اُٹھا کر دُعا فرمائی اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں ''

باب غیر قبلہ کو منہ کرکے دعاء کرنا

۶۸۵۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ ہم پہ بارش برسائے پس آسمان پہ بادل آگیا اور ہم پہ بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے گھر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی تو وہی آدمی یا اس کا غیر کھڑا ہُوا اور کہا یا رسُول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ ہم سے بارش روک دے۔ ہم ڈوبنے لگے ہیں۔ فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہم پہ نہ برسا۔ پس بادل مدینہ منورہ کے اردگرد پھیل گیا اور مدینہ منورہ پہ بارش نہ ہوتی تھی ''

۶۸۵۳ — شرح : اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ خطیب قبلہ کی طرف پشت کرکے کھڑا ہو کر خطبہ دیتا ہے اور یہ کہیں بھی

بَابُ الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

۶۸۵۴ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هٰذَا الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَدَعَا فَاسْتَسْقَى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ

مذکور نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بار دُعاء کے وقت قبلہ کی طرف سے پھرے ہُوئے تھے۔ حدیث ۹۶۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں۔ قولہ حوالینا، یعنی ہمارے ارد گرد بارش برسا ہم پر بارش نہ برسا۔ ابن اثیر نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ کھیتی باڑی کے مقامات پر بارش برسا مکانات پر نہ برسا۔ واللہ اعلم

باب قبلہ رُو دُعاء کرنا

۶۸۵۴ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِس عیدگاہ میں تشریف لائے اس حال میں کہ بارش طلب کرتے تھے۔ آپ نے دُعاء فرمائی اور بارش طلب کی پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہُوئے اور اپنی چادر شریف پلٹا دی۔

۶۸۵۴ ــــ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبال قبلہ سے پہلے دُعاء فرمائی اس وقت عنوان سے حدیث کی مناسبت نہیں، لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ اپنی عادت کے مطابق ادھر اشارہ کیا ہو۔ کیونکہ کتاب الاستسقاء میں بعض احادیث میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کا ارادہ کیا ہو تو قبلہ رُو ہو گئے اور اپنی چادر شریف پلٹا دی اور دُعاء کے وقت استقبال قبلہ میں حضور کے فعل کی کئی احادیث مذکور ہیں (قسطلانی)۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کافی بحث و تجسس کے بعد کہا احسن یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کرنے کا ارادہ کیا تو قبلہ رو ہُوئے اور تحویلِ رداء فرمائی۔ مطابقت میں اتنی قدر کافی ہے۔

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ الْمَالِ

۶۸۵۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِیُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَتْ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَهٗ

باب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لئے درازئ عمر اور کثرت مال کی دُعاء فرمانا

۶۸۵۵ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے خادم انس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعاء فرمائیں۔ حضور نے فرمایا اے اللہ! انس کا مال اور اولاد زیادہ کر اور جو کچھ اس کو تو نے عطاء کیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

۶۸۵۵ — شرح : حدیث میں درازئ عمر کا ذکر نہیں لیکن حضور کا یہ فرمانا کہ جو کچھ اُس کو تو نے عطاء کیا ہے اس میں برکت فرما۔ درازئ عمر کو بھی شامل ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ میں داخل ہے۔ اس حدیث کے بعض طرق میں ہے وَاَطِلْ حَیَاتَهٗ اس کی عمر دراز فرما اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مال و دولت اور اولاد و عیال زیادہ طلب کرنا مباح ہے بشرطیکہ اللہ کے ذکر اور اس کے حقوق ادا کرنے سے غافل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں اس سے بڑا فتنہ کیا ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے سے غافل کر دے۔ اگر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء انس کے لئے نہ ہوتی تو خطرات سے محفوظ نہ ہوتے۔ اُم سلیم کا نام رُمیصاء ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

۶۸۵۶ ـــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوا عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

۶۸۵۶ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کے وقت یہ دعاء کرتے تھے ۔ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں وہ عظیم ہے بردبار ہے لا الٰہ الا اللہ وہ آسمان اور زمین کا رب ہے وہ عرش عظیم کا رب ہے ۔

۶۸۵۶ ـــــ شرح : یہ دعاء اللہ تعالیٰ کی توحید کو شامل ہے جو تنزیہات کا اصل ہے جنہیں اوصافِ جلالیہ کہا جاتا ہے اور عظمت پر مشتمل ہے جو عظیم قدرت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ عاجز کو عظیم نہیں کہا جاتا اور حلم و بردباری پر مشتمل ہے جو علم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جاہل سے حلم متصور نہیں ہو سکتا ۔ یہ دونوں صفات وجودیہ حقیقیہ کا اصل ہیں جنہیں اوصافِ اکرامیہ کہا جاتا ہے ۔ اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہو جاتے ہیں ۔ حدیث میں مذکور ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع کلمات سے ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے حدیث مذکور ذکر ہے دعاء نہیں ، حالانکہ عنوان تکلیف کے وقت دعاء کرنا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس ذکر کے ساتھ دعاء شروع کی جاتی ہے ، چنانچہ سفیان بن عُیَینہ نے کہا جس شخص کو ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے روکا میں اس کو بہت اچھی شئی عطا کرونگا جو سائلین کو عطا کرتا ہوں ۔ حلیم کو ذکر کرنے کی خصوصیت یہ ہے کہ غالباً مومن پر مصیبت اللہ کی طاعت میں تقصیر کرنے اور حالات میں غفلت کرنے سے آتی ہے ۔ اس میں عفو کی امید ہے جو غم زائل کرتا ہے ۔ حلم کے معنی غیظ و غضب کے وقت اطمینان ہیں اس اعتبار سے اس کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق جائز نہیں لیکن اس سے اس کا لازم مراد ہے اور وہ عقوبت میں تاخیر کرنا ہے ۔ آسمان اور زمین دیکھنے میں عظیم ترین ہیں اس لئے "رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" فرمایا ہے ۔

۶۸۵۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَقَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهٗ —

لفظ ربّ کے معانی

لغت میں رب کے معانی متعدد ہیں چنانچہ مالک، سید، مدبّر، مربّی، متمّم اور منعم پر رب کا اطلاق ہوتا ہے لیکن اس کا اضافت کے بغیر صرف اللہ پر ہی اطلاق ہوتا ہے۔ اور جب اللہ کے غیر پر اطلاق ہو تو اضافت سے ہوتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے رب کذا، قرآن کریم میں ہے اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّهٗ رَبِّىْ وَ اِنَّهٗ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ،، اسی طرح رب العرش العظیم کو اس لئے خاص کیا کہ یہ توحید، ربوبیت اور عظمتِ عرش پر مشتمل ہے (اس حدیث کا ترجمہ اس حدیث سے پہلی حدیث کے تحت دیکھیں)

قَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهٗ ،،

وھب نے کہا شعبہ کے قتادہ سے پہلی حدیث جیسی خبر دی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے مقصد ان لوگوں کا ردّ کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف حدیثیں سنی ہیں۔ ایک حدیث یونس بن متّٰی کی۔ دوسری ابن عمر کی حدیث جو نماز کے بارے میں ہے تیسری حدیث یہ کہ قاضی تین ہیں اور ابن عباس کی حدیث ، کیونکہ شعبہ کسی مدلّس سے روایت نہیں کرتے لیکن اس مدلّس سے روایت کرتے ہیں جس نے اپنے شیخ سے سماعت کی ہو۔ شعبہ نے یہ حدیث قتادہ سے ذکر کی ہے لہٰذا اس حدیث میں قتادہ کی تدلیس کا شبہ جاتا رہا۔ جبکہ اس کو عنعنہ سے روایت کیا ہے (قسطلانی)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

۶۸۵۸ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُمَيٌّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ قَالَ سُفْيٰنُ الْحَدِيْثُ ثَلٰثٌ زِدْتُ اَنَا وَاحِدَةً لَا اَدْرِيْ اَيَّتُهُنَّ هِيَ ۔

باب سخت مصیبت سے پناہ چاہنا

اس باب میں جہد البلاء سے تعوّذ کا بیان ہے۔ جہد بفتح الجیم وضمہا بمعنی مشقت ہے انسان کو جو سخت مشقت اور جہد پہنچے جس کی برداشت کی قوت نہ ہو اور نہ ہی وہ خود بخود دفع ہو سکے اس کو جہد البلاء کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جہد البلاء کے متعلق پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا قلتِ مال اور کثرتِ عیال جہد البلاء ہے (عینی) الجُہد بالضم بمعنی مُشقت و بالفتح بمعنی طاقت ہے۔ وقیل بالعکس

۶۸۵۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سخت مصیبت، بدبختی لاحق ہونے، بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے۔ سُفیان بن عُیَینہ نے کہا اس حدیث میں تین کلمات ہیں ایک میں نے زیادہ کیا ہے میں نہیں جانتا وہ کونسا کلمہ ہے۔

۶۸۵۸ ـــ شرح : قولہ دَرَکِ الشّقاء ، دَرَک کی راء کو مفتوح اور مجزوم دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی پالینے اور لاحق ہوجانے کے ہیں۔ شَقاء بفتح الشین بمعنی شدت اور تنگی ہے جو کوئی شئی ھلاکت تک پہنچائے اس کو بھی شقاء کہا جاتا ہے۔ ابن بطال مالکی نے کہا شقاء دو قسم دُنیا اور آخرت کے امور میں ہے۔ اسی طرح سُوءِ قضا بھی نفس، مال اور اولاد خاتمہ اور معاد میں عام ہے۔ قولہ سُوءِ القضاء ، میں قضاء بمعنی مَقضِیّ ہے جو فیصلہ کیا گیا قضاء

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى

۶۸۵۹ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ

یعنی حکم نہیں کیونکہ اللہ کا حکم سارے کا سارا حسن ہے۔ اس میں سُوء نہیں۔ قضاء و قدر کی علیحدہ علیحدہ تعریف یہ ہے کہ قضاء ازل میں اجمالی طور پر کلیات کا حکم ہے اور قدر ان کلیات کی جزئیات کے وقوع کا حکم ہے جو تفصیلاً نازل ہوتی ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ،، قولہ شَمَاتَةَ الْاَعْدَاءِ ،، شماتت کے معنی دشمن کا خوش ہونا۔ کرمانی نے کہا شماتة الاعداء ،، دشمن کی خوشی سے غمناک ہونا ہے اور اس کی غمناک حالت سے خوش ہونا دل کو زخمی کرتا ہے اور اس میں سخت تاثیر پیدا کرتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تعلیم کے لئے ان کلمات سے دعاء فرمائی ہے اور یہ کلمہ جامعہ ہے، کیونکہ مکروہ مبدء کی جہت سے ہو تو سُوءِ قضا (برا فیصلہ) یا معاد کی جہت سے ہو تو درکِ شقاء ہے، کیونکہ آخرت کی شقاء وہی تو حقیقی شقاء ہے اور مکروہ اگر معاش کے اعتبار سے ہو تو اگر غیر کے اعتبار سے ہو تو شماتة اعداء ہے اور اپنی جہت سے ہو وہ جہد البلاء ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

قولہ قال سُفیان ،، یعنی سُفیان بن عیینہ نے کہا ان چار امور میں سے تین تو حدیث میں ہے اور ایک میرا اپنا کلمہ ہے جس کا میں نے اضافہ کیا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سفیان کے لئے کیسے جائز ہے کہ وہ اپنا کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کے ساتھ خلط ملط کر دے کہ اُن میں سے فرق ہی اُٹھ جائے اس کا جواب یہ ہے کہ سفیان نے خلط ملط نہیں کیا بلکہ ان پر بعینہٖ تین کلمات مشتبہ ہو گئے ہیں اور ان کو یہ معلوم ہُوا کہ وہ تین اِن چار کلمات سے ہیں تو اُنہوں نے تین کی روایت کی قطعیت کے لئے چار ذکر کر دیئے کہ وہ تین ان میں سے خارج نہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا امام بخاری نے کتاب القدر میں یہ حدیث ذکر کی ہے اس میں چاروں امور کسی تردّد کے بغیر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بعض روایات میں سُفیان نے کہا مجھے ایک کلمہ زیادہ کرنے میں شک ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نُزِلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قُلْتُ إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دعاء فرمانا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰى

اَلرَّفِيقَ الْاَعْلٰى منصوب ہے کیونکہ یہ فعل مقدر کا مفعول ہے یعنی اِخْتَرْتُ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰى یا اَخْتَارُ یا اُرِيدُ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰى "، اور الرفیق جنت ہے یا نبیوں کی جماعت ہے جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں

۶۸۵۹ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیّب اور عروہ بن زبیر نے چند اہل علم آدمیوں میں خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ تندرست تھے کوئی نبی کبھی فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے جس وقت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات آئی، حالانکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا کچھ وقت آپ پر غشی آئی پھر افاقہ ہوا تو آپ نے اپنی نگاہ مبارک چھت کی طرف لگا دی پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰى "، میں نے کہا اس وقت حضور ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی حدیث ہے جو ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے؛

بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيٰوةِ

۶۸۶۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا قَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ

حالانکہ آپ تندرست تھے۔ ام المؤمنین نے کہا یہ حضور کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے تلفظ فرمایا۔

۶۸۵۹ — شرح : سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آخر حیات میں اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو دُنیا میں باقی رہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور تمام کمالات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطاء فرمائے ہیں میں سے کچھ کمی نہ آئے گی اور اگر چاہیں تو دُنیا سے تشریف لے آئیں اور ملکوت سے جا ملیں تو سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ملاءِ اعلیٰ کو اختیار کیا اور فرمایا اے اللہ میں ملاءِ اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں اس وقت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران شریف پر حضور کا سرِ مبارک تھا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا مجھے اس وقت یقین آیا کہ اب حضور ہمیں اختیار نہ کریں گے؛ کیونکہ حضور صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو اس کی وفات کے وقت دُنیا و آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے کہ جو چاہیں پسند کریں۔

باب اپنی موت اور حیات کی دُعاء کرنا

۶۸۶۰ — ترجمہ : قیس نے کہا میں خبّاب کے پاس آیا حالانکہ اُس نے سات داغ لگوائے تھے۔ خباب نے کہا اگر یہ نہ ہوتا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو موت کی دُعاء کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں یقیناً موت کی دُعاء کرتا۔

۶۸۶۰ — ترجمہ : قیس نے کہا میں خباب کے پاس اس حال میں آیا کہ اُنہوں نے اپنے پیٹ پر سات داغ لگوائے تھے۔ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو موت کی دعاء کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں ضرور موت کی دعاء کرتا۔

٦٨٦١۔۔۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ قَالَ اَتَیْتُ خَبَّابًا وَّقَدِ اکْتَوٰی سَبْعًا فِیْ بَطْنِهٖ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ لَوْلَا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ

٦٨٦٢۔۔۔ حَدَّثَنِیْ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّیًا لِلْمَوْتِ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ

٦٨٦١۔۔۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی تکلیف کی وجہ سے جو اس پر نازل ہو موت کی خواہش نہ کرے اگر اُس نے ضرور ہی موت کی خواہش کرنا ہے تو کہے اے اللہ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور اگر میرے لئے وفات بہتر ہے تو مجھے وفات دے۔

٦٨٦١۔۔۔ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی خواہش کرنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ کسی شئ میں اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے تنگ آنا ہے جو آخرت میں اس کو نفع دے گی۔ اگر دین و ایمان کے فساد کا ڈر ہو تو موت کی خواہش کرنا مکروہ نہیں۔
قولہ بضر "یعنی اگر تم میں سے کوئی موت کی خواہش اس حال میں کرتا ہے کہ کسی تکلیف کی وجہ سے اس کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے تو یہ کہے اے اللہ اگر میرے لئے موت بہتر ہے تو مجھے وفات دے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ منع کرنے کے بعد اس کا جواز کیونکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ضرورت کا مقام احکام سے مستثنیٰ ہوتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ ۔ یا نہی موت تنجز پر محمول ہے اور جواز معلق ہے

بَابُ الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُسِهِمْ

وَقَالَ أَبُو مُوسَى وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ

۶۸۶۳ — **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَيُقَالُ جَعْدٌ وَجُعَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَاسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

باب بچوں کے لئے برکت کی دعاء کرنا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنا"

ابو موسیٰ اشعری نے کہا میرے ہاں بچہ پیدا ہُوا اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے لئے برکت کی دعاء کی"

۶۸۶۳ — ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا میری خالہ مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئی اور عرض کیا یا رسُول اللہ! میرا بھانجہ بیمار ہے حضور نے میرے سر پہ دستِ اقدس پھیرا اور میرے لئے برکت کی دُعا کی۔ پھر حضور نے وُضو کیا تو میں نے اس کے بچے ہُوئے پانی سے پیا پھر میں حضور کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضور کے دو کندھوں کے درمیان ڈولی کے بٹن کی طرح ختم نبوّت دیکھی"

۶۸۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ إِنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوقِ أَوْ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُولَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيَشْرَكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ

۶۸۶۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودٌ

۶۸۶۳ — شرح : طبرانی میں ہے جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا صرف اللہ کے، لئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے تو سر کے ہر بال کے بدلے جس سے اس کا ہاتھ گزرے اسے نیکی حاصل ہوگی لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ امام احمد نے حسن سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سختی قلب کی شکایت عرض کی تو حضور نے فرمایا مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو، حجلہ دلہن کی ڈولی ہے جس کو کپڑوں سے سجایا جاتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں۔ (حدیث ۱۸۸ ج : اکی شرح دیکھیں)

۶۸۶۴ — ترجمہ : ابوعقیل سے روایت ہے کہ ان کا دادا عبداللہ بن ھشام ان کو بازار میں لے جاتے اور طعام خرید کرتے ان کو ابن زبیرؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم ملتے تو کہتے ہمیں بھی اپنی تجارت کے مال میں شامل کر لیا کرو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے؛ چنانچہ وہ انہیں تجارت کے مال میں شریک کر لیا کرتے تو بسا اوقات سواری کا بوجھ غلہ (منافع) پاتے اور اس کو اپنے گھر بھیجتے۔

۶۸۶۵ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی یہ وہ محمود ہے جن کے

ابْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ

۶۸۶۶ —— عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

۶۸۶۷ —— حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ

چہرہ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کنوئیں سے پانی کی کُلی ڈالی جبکہ وہ بچے تھے "
(حدیث ۱۸۸ ج : ا کی شرح دیکھیں)

۶۸۶۶ —— **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو حضور ان کے لئے دعاء فرماتے ایک دفعہ ایک بچہ لایا گیا تو اُس نے حضور کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ حضور نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا اور مبالغہ سے نہ دھویا۔ (حدیث ۲۲۲ ج : ا کی شرح دیکھیں)

۶۸۶۷ —— **ترجمہ** : زہری نے روایت کی عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعیر نے بیان کیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا۔ اُنہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک رکعت کے ساتھ نماز کو وتر بناتے تھے (حدیث ۹۴۳ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۸۶۸ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَکَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ قُوْلُوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

۶۸۶۹ ـــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ حَمْزَۃَ الزُّبَیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَلِمْنَا

باب سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود شریف پڑھنا

۶۸۶۸ ـــ ترجمہ : شعبہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سُنا کہ مجھ سے کعب ابن عُجرہ نے ملاقات کی اور کہا کیا میں آپ کو نذرانہ پیش نہ کروں - نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم" ہم نے یہ معلوم کرلیا

فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

بَابٌ هَلْ يُصَلِّي عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

۶۸۷۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِي اَوْفٰى كَانَ اِذَا اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاَتَاهُ اَبِي بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِي اَوْفٰى

ہے کہ آپ پر سلام کس طرح کہنا ہے آپ پر درود شریف کس طرح پڑھیں فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سورۂ احزاب کی تفسیر دیکھیں)

۶۸۶۹ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سلام آپ پر کرنا ہم نے پہچان لیا ہے۔ آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں فرمایا کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ"

۶۸۶۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے تشبیہ کی شرط یہ ہے کہ مشبہ بہ اقوی ہونا چاہیئے یہاں برعکس ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ ناقص کو کامل کے ساتھ لاحق کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ تشبیہ اشہرت کے سبب ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام پہلی امتوں میں زیادہ مشہور ہیں۔

۶۸۷۱ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیُّ اَنَّهُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی

باب

کیا غیر نبی پر درود شریف پڑھا جائے،،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنی امت کے لئے دُعاء کریں بے شک آپ کی دعاء اُن کے لئے سکون ہے،،

یعنی اپنی اُمت کے لئے دعاء اور استغفار کریں، کیونکہ صلوٰۃ کے معنی دُعاء کے ہیں جبکہ آپ کی دُعاء ان کے لئے موجب راحت و سکون ہے۔

۶۸۷۰ ـــ ترجمہ: ابن ابی اوفیٰ نے کہا جب کوئی آدمی اپنا صدقہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو حضور فرماتے اے اللہ اس پر رحم فرما۔ آپ کے والد الصدقہ لے کر آیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی،،

۶۸۷۰ ـــ شرح: غیر نبی میں فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور مومن بھی داخل ہیں! چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف تھا اس لئے امام نے استفہام سے ذکر کیا ہے؛ چنانچہ بعض علماء نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر لفظ صلوٰۃ نہ بولا جائے؛ چنانچہ ابو بکر ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر صلوٰۃ جائز نہیں۔ بعض علماء نے کہا نبی کی تبعیت میں غیر نبی پر صلوٰۃ جائز ہے۔ استقلالاً جائز نہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے بعض نے کہا استقلالاً اور تبعاً دونوں طرح جائز ہے۔ ان کی دلیل باب میں مذکور حدیث ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر صلوٰۃ بہر حال جائز ہے۔ ان کی دلیل حضرت علی کی حدیث ہے کہ

آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذَيْتُهٗ فَاجْعَلْهُ لَهٗ زَكٰوةً وَّرَحْمَةً

۶۸۷۲ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهٗ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهٗ قُرْبَةً اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کہ فرمایا صَلِّ عَلَيَّ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ (ترمذی) اور ملائکہ پر صلوٰۃ کا اطلاق مذکور حدیث سے لیا گیا ہے

ترجمہ : ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

۶۸۷۱ ـــــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں فرمایا کہو :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

شرح : اس حدیث سے باب کے عنوان میں جو ابہام تھا اس کی وضاحت

۶۸۷۱ ـــــ ہوگئی ہے کیونکہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ غیر نبی پر بالتبع صلوٰۃ کا اطلاق جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آلِ محمد سے مراد حضور کی بیویاں اور اولاد ہے (حدیث ۳۱۵۲ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جس کو میں نے اذیت پہنچائی اس کو طہارت اور اس پر رحمت کردے"

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

۶۸۷۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ

۶۸۷۲ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا اے اللہ جس مومن کو میں نے گالی دی ہو اس گالی کو اس کے لئے قیامت میں قربت کا ذریعہ بنا دے۔

۶۸۷۲ — **شرح** : قولہ فاجعلہ ،،ضمیر منصوب کا مرجع اذی ہے جو آذیتہ کے ضمن میں مذکور ہے۔ پس باب کے عنوان کے معنی یہ ہیں ،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! اے اللہ جس شخص کو اذیت اور تکلیف دوں تو اس اذیت اور تکلیف کو اس شخص کے لئے طہارت اور رحمت کر دے ۔ قولہ فَاَیُّمَا مُؤمِنٍ الخ فَاَیُّمَا میں فاء جزائیہ اس کی شرط محذوف ہے سیاقِ حدیث اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اے اللہ اِنْ کُنْتُ سَبَبْتُ مُؤْمِنًا فَکَذَا ،، یعنی اگر کسی مومن کو گالی دوں اس کو ایسا کر دے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر وہ شخص گالی کا مستحق ہو تو یہ اس کے لئے طہارت و رحمت نہ ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ہی وہ شخص ہے جو گالی کا مستحق نہیں ؛ چنانچہ مسلم شریف میں ہے فَاَیُّمَا اَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ اُمَّتِیْ بِدَعْوَةٍ لَیْسَ لَهَا بِاَهْلٍ اَنْ یَّجْعَلَهَا طُهُوْرًا وَّ زَكَاةً وَّقُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،، یعنی میں اپنی امت میں سے جس مومن پر بددعا کروں جس کا وہ اہل نہیں تو اس بددعا کو طہارت اور رحمت کر دے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر اس دعاء کا اثر ہی نہیں تو اس کے قربت کی طرف منقلب ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کی ایک جھلک ہے کہ گالی سے بھی اس کا مقابل مراد لیا ہے جو خیر اور کرامت ہے کیونکہ آپ خلقِ عظیم پر فائز ہیں ،، صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین

باب فتنوں سے پناہ مانگنا

فِتَن فتنہ کی جمع بمعنی امتحان ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے فَتَنْتُهٗ وَاَفْتَنْتُهٗ فُتُوْنًا اِذَا امْتَحَنْتَهٗ ،، کہ جب

عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بَیَّنْتُہٗ لَکُمْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَاِذَا کُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَاسَہٗ فِیْ ثَوْبِہٖ یَبْکِیْ فَاِذَا رَجُلٌ کَانَ اِذَا لَاحَی الرِّجَالَ یُدْعٰی لِغَیْرِ اَبِیْہِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَبِیْ قَالَ حُذَافَۃُ ثُمَّ اَنْشَاَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاَیْتُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ کَالْیَوْمِ قَطُّ اِنَّہٗ صُوِّرَتْ لِیَ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ حَتّٰی رَاَیْتُہُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ وَکَانَ قَتَادَۃُ یَذْکُرُ عِنْدَ ھٰذَا الْحَدِیْثِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ

توکسی کا امتحان لے تو کہے گا فَتَنْتُہٗ،، پھر اس کا استعمال مکروہ اشیاء میں ہونے لگا حتی کہ گناہ، کفر، قتال، جنگ کرنا۔ اِحْرَاق ،، جلا دینا، ازالہ اور شئ سے کسی کو پھیر دینے میں اس کا استعمال بکثرت ہونے لگا ہے۔

۶۸۷۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے حتیٰ کہ سوالات میں بہت مبالغہ کیا تو آپ غصہ میں آگئے اور منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آج کے دن تم کوئی شئ مجھ سے نہ پوچھو گے مگر میں تمہارے لئے پوری وضاحت سے بیان کروں گا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دائیں اور بائیں لوگوں کو دیکھا کہ ہر ایک آدمی اپنا منہ اور سر اپنے کپڑے میں لپیٹے ہوئے رو رہا ہے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک آدمی جس کا حال یہ تھا کہ جب وہ لوگوں سے جھگڑتا تھا تو اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اُس نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم" میرا باپ کون ہے؟،، فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ عمر فاروق نے اظہار کیا اور کہا ہم اللہ کے رب ہونے سے راضی ہیں، اسلام کے دین ہونے سے خوش ہیں اور جناب محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم" کے رسول ہونے سے راضی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ذریعہ فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خیر اور شر آج کے دن کی طرح کبھی نہیں دیکھی۔ شان یہ ہے کہ جنت اور دوزخ میرے سامنے

کی گئی یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس دیوار کے پیچھے دیکھا۔ قتادہ اس حدیث کے بیان کے وقت یہ آیت کریمہ ذکر کیا کرتے تھے۔ "اے ایمان والو اشیاء کے متعلق سوال نہ کرو اگر وہ تمہارے لئے ذکر کی گئیں تو تمہیں غمناک کر دیں گی۔

۶۸۶۳ — شرح : لوگوں نے غیر ضروری سوال بکثرت کئے جو حضور کے غضب کا سبب بنے تھے۔ اس لئے آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا آج غیب کے متعلق تم جو بھی پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا حضور کے غیظ و غضب سے حضرات صحابہ کرام سروں پر کپڑے ڈال کر رونے لگے۔ ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ تھا کہا یا رسول اللہ میرا والد کون ہے؟ کیونکہ لوگ اس کو اس کے والد کے غیر کی طرف منسوب کرتے تھے حضور نے فرمایا تیرا والد حذافہ بن قیس ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ نبوت سے امت کے افراد کے آباؤ اجداد کا علم ہے جیسا کہ بیدہ کتابان کی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جنت کا عرض تمام آسمان اور زمین ہیں وہ اس دیوار یا محراب میں کیسے ظاہر ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنت و دوزخ کی طرف توجہ فرمائی تو آپ کی بصیرت حقیقی جنت و دوزخ تک پہنچی چونکہ آپ کے سامنے دیوار تھی جس سے آپ کی بصیرت نے نفوذ کیا تھا اس لئے فرمایا اس دیوار کے پیچھے دیکھا۔ قسطلانی نے کہا یہ آپ نے آنکھ سے دیکھا تھا (حدیث ع۹۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا جس طرح شیشے میں صورت منطبع ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ میں ان کی ہر شئی دیکھی یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ صقیلہ اجسام آپ کی نگاہ میں شفاف ہو جاتے ہیں۔ قولہ اشیاء، خلیل، سیبویہ اور جمہور علماء بصریین نے کہا اس کا اصل شَیْئَاءُ ہے۔ دونوں ہمزوں کے درمیان الف ہے اس کا وزن فَعْلَاءُ ہے۔ دوسرا ہمزہ تانیث کے لئے ہے اسی لئے یہ غیر منصرف ہے جیسے حمراء غیر منصرف ہے۔ یہ لفظاً مفرد اور معناً جمع ہے۔ چونکہ ایک جگہ دو ہمزے ثقیل ہوتے ہیں پہلے کو جو لام ہے شین سے مقدم کر دیا تو اس کا وزن لَفْعَاءُ ہو گیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب عبداللہ اپنی والدہ کے پاس گیا تو اس نے کہا یہ تو نے جرأت کس لئے کی ہے۔ عبداللہ نے کہا ہم جاہلیت کے زمانہ میں رہے ہیں میں اپنے والد کو نہیں جانتا تھا کہ کون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و اعظام اور مسلمانوں پر شفقت کے لئے کہا تاکہ زیادہ سوال کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غضب فیصلہ کرنے میں مانع نہیں، کیونکہ آپ کی زبان شریف سے ہر حال میں عدل و انصاف ہی ظاہر ہوتا ہے بخلاف دوسرے لوگوں کے وہ غصہ کی حالت میں صحیح فیصلہ کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

۶۸۷۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ
ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
حَنْطَبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِاَبِي طَلْحَةَ اِلْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي
اَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهٗ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ
الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ
وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ اَزَلْ اَخْدُمُهٗ حَتّٰى اَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ فَاَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ
بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ اَرَاهُ يُحَوِّيْ وَرَاءَهٗ بِعَبَاءَةٍ اَوْ بِكِسَاءٍ

مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا لَا یَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ ،، اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ کثرتِ سوال سے آپ کو اذیت پہنچی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء دین سے ضرورت کے وقت سوال کرنا چاہیئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب لوگوں کے کمزروں پر غلبہ سے پناہ مانگنا

۶۸۷۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے کہا اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ ہمارے لئے تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے ابوطلحہ مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر لے گئے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب بھی آپ اترتے تھے میں حضور

ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

کو اکثر یہ فرماتے ہُوئے سُنتا تھا کہ اے اللہ میں تیرے ذریعے ہم اور حُزن، عجز اور کسل بخل اور بزدلی، قرضہ کی سختی اور عوام کے غلبہ سے پناہ مانگتا ہوں میں ہمیشہ حضور کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ ہم خیبر سے واپس ہوئے تو صفیہ بنت حیی جس کو اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے خاص کیا تھا کو ساتھ لے کر تشریف لائے میں حضور کو دیکھتا تھا کہ آپ چادر یا کمبل کا پردہ کر کے ان کو اپنے پیچھے بٹھلاتے تھے حتیٰ کہ جب ہم صہباء میدان میں آئے تو حضور نے چمڑے کے دسترخوان پر حَیس تیار کر کے رکھا پھر لوگوں کو بُلانے کیلئے مجھے بھیجا میں نے لوگوں کو بُلایا تو اُنہوں نے طعام سے کھایا۔ یہ صفیہ کے زفاف کے وقت ولیمہ کا کھانا تھا پھر حضور مدینہ منورہ شرّفہا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہُوئے یہاں تک کہ جب اُحُد پہاڑ ظاہر ہُوا تو ارشاد فرمایا یہ اُحُد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جس وقت مدینہ منورہ کو دیکھا تو فرمایا اے اللہ میں مدینہ منورہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان زمین کو حرام کرتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام کیا تھا۔ اے اللہ مدینہ منورہ والوں کے مُدّ اور صاع میں برکت دے (حیس کو کھجوروں اور گھی کے ساتھ ملا کر بنایا جاتا ہے)

۶۸۷۴ — **شرح** : ھَمّ اور حُزن میں فرق یہ ہے کہ جو مکروہ شئ متوقع ہو وہ ھَمّ ہے اور جو مکروہ واقع ہو چکا ہو وہ حُزن ہے۔ کسل، سُستی، جُبن، بزدلی۔ ضلع قرضہ کا بوجھ اور غلبۃُ الرجال لوگوں کا کمزوروں پر غلبہ کر لینا۔ کرمانی نے کہا عوام کا غالب ہو جانا یہ دعا جوامع کَلِم سے ہے، کیونکہ رذیل اشیاء تین ہیں۔ نفسانیہ، بدنیہ اور خارجیہ۔ پہلی قسم بھی انسان کی قوت عقلیہ، غضبیہ اور شہویہ کے اعتبار سے تین انواع ہیں۔ ھَمّ اور حُزن کا تعلق قوتِ عقلیہ سے جُبن کا قوت غضبیہ سے اور بخل کا قوت شہویہ سے عجز اور کسل کا قوت بدنیہ سے تعلق ہے۔ دوسری قسم اعضاء اور آلات کی سلامتی کے وقت ہے۔ اور پہلی عضو وغیرہ کے نقصان کے وقت ہے۔ ضلع دین اور غلبۃ رجال

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

٦٨٧٥ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ قَالَ وَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

٦٨٧٦ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِيْ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

خارجیہ کے لئے ہے ۔ پہلی مالی دوسری جاہی ہے اور دعا سب پر مشتمل ہے ۔

باب عذابِ قبر سے پناہ مانگنا

٦٨٧٥ ـــ ترجمہ : موسٰی بن عقبہ نے کہا میں نے ام خالد بنت خالد سے سُنا ۔ اُنہوں نے کہا میں نے کسی کو نہیں سُنا کہ اُس نے ام خالد کے سوا کسی نہیں سُنا کہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو ۔ ام خالد نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے (اس حدیث میں عذابِ قبر کا اثبات ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے)

۶۸۷۷ — حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَیَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عُجُزِ یَهُوْدِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَتَا لِیْ اِنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ یُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَکَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ اُنْعِمْ اَنْ اُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَجُوْزَیْنِ وَذَکَرْتُ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَتَا اِنَّهُمْ یُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ کُلُّهَا فَمَا رَاَیْتُهٗ بَعْدُ فِیْ صَلٰوةٍ اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۶۸۷۶ — ترجمہ : مصعب نے کہا سعد بن ابی وقاص پانچ چیزوں کا حکم کرتے تھے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تھے کہ حضور اُن پانچ امور کا حکم فرماتے تھے (وہ یہ ہیں) اے اللہ میں تیرے ذریعہ بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ذلیل زندگی کی طرف رد کیا جاؤں۔ میں تیرے ذریعہ دُنیا کے فتنہ یعنی دجال سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

۶۸۷۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مدینہ منورہ کی یہودی بوڑھی عورتوں میں سے دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اُنھوں نے مجھے کہا قبروں والوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔ میں نے ان کو جھٹلا دیا اور ان کی تصدیق نہ کی وہ دونوں چلی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا یا رسُولَ اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" دو عورتیں اور میں نے اُن کا کلام ذکر کیا، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُنہوں نے سچ کہا ہے یہودیوں کو عذاب ہوتا ہے جو تمام جانور سُنتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے حضور کو کسی نماز میں نہ دیکھا مگر آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں

(حدیث ع ۱۲۹۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

۶۸۷۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

۶۸۷۹ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگنا

۶۸۷۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ میں تیرے ذریعہ عجز، سستی، بزدلی اور بڑھاپے سے پناہ چاہتا ہوں اور تیرے ذریعہ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (حدیث : ع ۲۶۲۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا

۶۸۷۹ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ ! میں تیرے ذریعہ کاہلی، بڑھاپا، گناہ، قرض، قبر کے فتنہ اور عذاب قبر، دوزخ کا فتنہ اور دوزخ کے عذاب، مال داری کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ فقر کے

كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

فتنہ اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اے اللہ میری خطائیں برف اور اولے کے پانی سے دھودے اور گناہوں سے میرا دل صاف کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دُوری کر جیسے مشرق اور مغرب میں دُوری کی ہے۔

٦٨٧٩ — شرح : فتنۃ القبر، منکر و نکیر کے سوالات ہیں۔ اس کے بعد مجرموں کو عذابِ قبر ہوگا۔ فتنۃ النار،، دوزخ کے فرشتوں کا ڈانٹ ڈپٹ کرنا ہے کہ کیا تمہیں ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ اس کے بعد دوزخ کا عذاب ہوگا۔

فتنۃ الغنی،، سرکش ہوجانا، فخر و غرور کرنا اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کرنا۔ اس میں شر کا لفظ فرمایا اور فقر میں لفظِ شر نہیں ذکر کیا؛ کیونکہ مال داری میں شر ہے جو دوسروں میں نہیں مالداری کے مفاسد اور ضرر بہت زیادہ ہیں۔ یا مال داروں کے لئے تغلیظ اور سختی فرمائی کہ وہ مالداری سے غرور میں نہ آجائیں اور اس کے مفاسد سے غافل نہ ہوں۔

فتنۃ الفقر، کیونکہ غربت میں انسان وہ کہہ دیتا ہے جو مومن کے لائق نہیں اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے۔

فتنۃ المسیح الدجال، مَسِیح بفتح المیم وکسر السین ہے دونوں کو مکسور اور سین کو مشدد بھی پڑھا جاتا ہے۔ اگر سین کو مشدد پڑھیں تو یہ مَمْسُوْح عین سے ہے یعنی کانا۔ اور اگر مخفف ہو تو سیاحت سے

بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ كُسَالَى وَكِسَالَى وَاحِدٌ

۶۸۸۰ حَدَّثَنَا خَلِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

ہے، کیونکہ وہ ساری زمین پر چلے گا یا وہ دائیں آنکھ سے کانا ہے۔

دجّال دجل سے ہے اس کے معنی ہیں ڈھانک لینا دجّال ساری زمین کو کثیر مخلوق کے سبب ڈھانک لے گا یا وہ سچ کو جھوٹ کے ساتھ چھپائے گا یا زمین پر پھر جائے گا۔ حدیث میں برف اور اولے کے پانی کی تخصیص یہ ہے کہ یہ بہت صاف ہوتے ہیں ان میں نجاست کے ملنے کا احتمال کم ہوتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب کپڑا دھونے میں مبالغہ کرنا ہو تو گرم پانی سے دھوتے ہیں ٹھنڈے خصوصًا برف کے پانی سے نہیں دھوتے اس کا جواب یہ ہے کہ بعینہٖ برف اور اولے مراد نہیں بلکہ گناہوں سے تطہیر کی تاکید مراد ہے اور برف اور اُولے دو ایسے پانی ہیں کہ ان میں طہارت ہی طہارت ہے ان کو ہاتھ مس نہیں کرتے تو پاکیزگی میں یہ ضرب المثل ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ہوسکتا ہے کہ گناہوں کو بمنزلہ نارِ جہنم کیا جائے کیونکہ گناہ انسان کو دوزخ تک پہنچاتے ہیں تو اس کی حرارت بجھانے کے لئے غسل سے تعبیر کی۔

باب بزدلی اور سستی سے پناہ مانگنا

کُسَالیٰ بضم الکاف اور کَسالیٰ بفتح الکاف ہم معنیٰ ہیں ""

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ اَلْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ

۶۸۸۱ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُ بِهِنَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۶۸۸۰ ــــ ترجمہ : عمرو بن ابی عمرو نے کہا میں نے انس بن مالک سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! میں تیرے ذریعہ ہم، حزن، عجز، کسل، بزدلی، بخل، ترض کے بوجھ اور لوگوں کا کمزوروں پر غلبہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

باب بُخل سے پناہ مانگنا

۶۸۸۱ ــــ ترجمہ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان پانچ امور کا حکم فرمایا کرتے تھے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے اے اللہ میں تیرے ذریعہ بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ ذلیل عمر کی طرف رد کیا جاؤں اور تیرے ذریعہ دُنیا کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ اَرَاذِلُنَا سُقَّاطُنَا

۶۸۸۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ

بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ

۶۸۸۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب رذیل عمر سے پناہ مانگنا

اَرَاذِلُنَا اَسْقَاطُنَا ، اس سے اس آیت کریمہ : اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا ، کی طرف اشارہ کیا اور "اَرَاذِلُنَا" کی تفسیر اَسْقَاطُنَا سے کی۔ یہ ساقط کی جمع ہے یہ حسب و نسب میں ذلیل آدمی ہے جو قوم میں گرا ہُوا شمار ہوتا ہے۔

۶۸۸۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے اے اللہ میں تیرے ذریعہ کاہلی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے ذریعہ بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ بخل سے پناہ مانگتا ہوں۔ (بڑھاپا اور ارذل العمر ایک ہی شئ ہے)

باب وباء اور تکلیف دُور کرنے کی دُعاء کرنا

وباء عام مرض ہے بعض نے کہا عام موت ہے یہ طاعون سے عام ہے، کیونکہ درحقیقت یہ بیماری ہوا کے فاسد ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وباء اور طاعون ایک ہی شئ ہے۔ ہر مرض پر وجع کا اطلاق ہوتا ہے

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا

۶۸۸۴ —— حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوٰى اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى مِنَ الْوَجَعِ وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَبِشَطْرِهٖ قَالَ لَا قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ

لہٰذا یہ عام کا خاص پر عطف ہے لیکن وباء کا منشا فساد ہوا ہے۔ یہ خاص ہے اور وجع کے کئی اسباب ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ وباء عام مرض ہے تو عام کا عام پر عطف ہوگا۔

۶۸۸۳ —— ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ منورہ ہم کو محبوب کر دے جیسے مکہ مکرمہ کو محبوب کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ پہنچا دے اے اللہ ہمارے لیے مُد اور صاع میں برکت فرما۔ (حدیث ۱۷۷۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۴ —— ترجمہ: عامر بن سعد سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میری بیماری جس سے میں موت کے قریب ہو چکا تھا میری عیادت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے مہلک بیماری پہنچی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں میری ایک ہی بیٹی میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا اپنا نصف مال (صدقہ کروں) فرمایا نہ میں نے عرض کیا ایک تہائی۔ فرمایا ایک تہائی کرو اور ایک تہائی بہت ہے۔ بے شک تمہارا اپنے وارثوں

تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ سَعْدٌ رَثَى لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ

کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکا چھوڑے اس حال میں کہ وہ لوگوں کی طرف ہاتھ پھیلائیں اور نہ تو کوئی نفقہ خرچ نہ کرے گا جس کے سبب تو اللہ کی رضا چاہے مگر تجھے ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی بیوی کے منہ میں کرے گا (ثواب دیا جائے گا) میں نے عرض کیا کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد مکہ میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ فرمایا تو ہرگز پیچھے نہ رہے گا پس جو کوئی تو اچھا کام کرے گا جس سے تو اللہ کی رضا چاہے گا مگر اس کے باعث تیرا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ ہوگا یقیناً تو پیچھے رکھا جائے گا۔ حتیٰ کہ تیرے سبب بعض لوگ نفع حاصل کریں گے اور دوسرے (کفار) تمہارے سبب ضرر پائیں گے اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر اور ان کو ان کی ایڑیوں کے باعث رد نہ کر لیکن سخت حاجتمند سعد بن خولہ، سعد بن ابی وقاص نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر رحم کا اظہار کیا کہ وہ مکہ میں فوت ہوگئے۔

۶۸۸۴ شرح : عالہ عائل بمعنی فقیر کی جمع ہے۔ یتکففون یعنی لوگوں کی طرف مانگنے کے وقت ہاتھ پھیلائیں۔ قولہ لعلک تخلف، لعل تحقیق کے لئے ہے۔ یعنی تو یقیناً پیچھے چھوڑا جائے گا اس میں سعد کی درازیٔ عمر کی طرف اشارہ ہے۔ یہ غیب کی خبر ہے؛ چنانچہ اس کے بعد

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ

۶۸۸۵ — حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

سعد بن ابی وقاص چالیس برس بقید حیات رہے اور فتوحات کثیرہ حاصل کیں اور عراق فتح کیا۔
علامہ عینی نے داؤدی سے ذکر کیا۔ مہاجرین کے لئے مکہ میں طوافِ صدر کے بعد صرف تین دن اقامت کی اجازت تھی۔ حضور نے ان کے لئے اس پر ثابت رہنے کی دعا کی لیکن سخت حال سعد بن خولہ جو مکہ میں ہی فوت ہوگئے۔ اس لئے ان کے لئے حضور رحم کا اظہار کرتے تھے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے شہر سے ہجرت کرے اس کو قیامت کے دن ہجرت کا ثواب دیا جائے گا جو اس نے اپنے شہر سے دوسری زمین کی طرف ہجرت کی تھی اور جب وہ مکہ میں ہی فوت ہوگئے تو اس ثواب سے محروم ہوگئے۔
بعض نے کہا سعد بن خولہ جنگِ بدر کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور کسی عذر کے بغیر بہت مدت اقامت کی اگر ان کا عذر ہوتا تو گناہ گار نہ ہوتے وہ حجۃ الوداع میں فوت ہوئے۔ (حدیث ۱۲۲۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب رذیلِ عمر سے اور فتنۂ دنیا اور عذابِ نار سے پناہ مانگنا

۶۸۸۵ — ترجمہ: مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی اُنہوں نے کہا اُن کلمات کے ساتھ پناہ مانگو جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے۔ اے اللہ! میں بزدلی

۶۸۸۶ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

بخل، رذیل عمر کی طرف رد ہونے، دُنیا کے فتنوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں،،

۶۸۸۶ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! میں کسل، بڑھاپا، قرض اور گناہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں عذابِ نار، آگ کی آزمائش، قبر کی آزمائش اور عذابِ قبر، مال داری کی آزمائش کی شر، فقر کی آزمائش کی شر اور مسیح دجال کے فتنہ کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میرے گناہ برف اور اولے کے پانی سے دھو ڈال اور میرا دل گناہوں سے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان ایسی دُوری کر جیسے تُو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دُوری کی ہے۔

(ہرم اور رذیل عمر ایک ہی شئ ہے لہٰذا حدیث عنوان کے مناسب ہے)

۶۸۸۷ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ ابْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

۶۸۸۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعٰوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب مالداری کے فتنہ سے پناہ چاہنا

۶۸۸۶ ـــ ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے اُنہوں نے اپنی خالہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح پناہ مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ"

باب فقر کے فتنہ سے پناہ چاہنا

۶۸۸۷ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اے اللہ! میں تیرے ذریعہ فتنۂ نار اور عذاب

يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

۶۸۸۹ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ أُدْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ

فتنۂ قبر اور عذابِ قبر، مالداری کے فتنہ کی شر اور فتنۂ فقر کی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ فتنۂ مسیح دجال سے پناہ چاہتا ہوں اے اللہ میرا دل برف اور اولے کے پانی سے صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دُوری کی ہے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ کاہلی، گناہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔ (حدیث ۵۹۱۹ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب برکت کے ساتھ کثرتِ مال کی دعا کرنا

۶۸۸۹ ــــ ترجمہ : ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس آپ کا خدمتگار ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں فرمایا

مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ
اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِمِثْلِهٖ

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

۶۸۹۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ
اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاِسْتِخَارَةِ

۶۸۹۱ — حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ مُصْعَبٍ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ
جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْاُمُوْرِ
كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ

اے اللہ! انس کا مال زیادہ کر جو کچھ تو اسے عطا کرے اس میں برکت کر ہشام بن زید نے کہا میں نے انس
ابن مالک سے اس طرح سنا ہے۔ حدیث ع—— کی شرح دیکھیں (باب دعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخادمہ)

باب برکت کے ساتھ کثرتِ اولاد کی دعاء کرنا

۶۸۹۰ — ترجمہ : قتادہ بن دعامہ سدوسی نے کہا میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے
سُنا کہ ام سُلیم نے کہا انس آپ کا خادم ہے۔ سیدعالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کا مال اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو کچھ اس کو دیا ہے اس میں برکت فرما۔

ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ وَیُسَمِّیْ حَاجَتَهٗ

باب استخارہ کے وقت دُعاء کرنا

۶۸۹۱ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے۔ جیسے قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ فرمایا جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعتیں نماز پڑھے پھر کہے اے اللہ! میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل سے تجھ سے سوال کرتا ہوں بے شک تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین، میری زندگی اور میرے کام کی عاقبت میں بہتر ہے یا فرمایا میرے دنیاوی کام اور اُخروی کام میں بہتر ہے"، تو اس کو میرا مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر میرے لئے میرے دین، میری زندگانی اور میرے کام کی عاقبت میں بُرا ہے یا فرمایا میرے دُنیاوی امر اور اُخروی کام میں شر ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے باز رکھ اور میرے لئے بہتری اور خیر مقدر کر۔ پھر مجھے راضی کر دے اور اپنی حاجت ذکر کرے۔

۶۸۹۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کلمہ "اِنْ"، شک کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے عالم ہونے میں شک نہیں"، اس کا جواب یہ ہے کہ شک اس بات میں ہے کہ اس کا علم خیر سے متعلق ہے یا شر سے متعلق ہے۔ اصل علم میں شک نہیں۔ دُعا، معاش

بَابُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ

٦٨٩٢ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ

سے مراد زندگی اور معاد سے مراد آخرت ہے۔

قولہ او قال " یعنی راوی نے یہ کلام تین الفاظ" فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری " کا بدل ذکر کیا ہے اور اس میں شک کیا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ تین بار دعاء کرنا چاہیے ایک بار دعا میں فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری دعاء کرے۔ دوسری بار دعاء کرے۔ فی عاجل امری وآجلہ تیسری بار کہے فی دینی وعاجلی وآجلی (کرمانی) (حدیث ۱۰۹۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب وضوء کے وقت دُعاء کرنا

٦٨٩٣ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضوء کیا پھر دونوں ہاتھ مبارک اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ! عُبَید ابی عامر کو بخش میں نے حضور کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اس کو قیامت کے دن اس کی قدر و منزلت مسلمانوں میں کثیر مخلوق سے بُلند فرما "

٦٨٩٣ ـــ شرح : یہ ابو عامر حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری کا چچا ہے ان کو غزوۂ اوطاس میں گھٹنے میں تیر لگا۔ وہ اسی وقت تیر کے زخم سے وفات پاگئے ان کے فوت ہونے کی خبر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور نے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھا کر ان کے لئے دُعاء فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فوت شدہ شخص کے لئے ہاتھ اُٹھا کر

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

قَالَ اَبُوْعَبْدِاللهِ خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةً وَعُقْبًا وَعَاقِبَةٌ وَاحِدٌ وَهُوَ الْاٰخِرَةُ ۶۸۹۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا اِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰكِنْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ اَتٰى عَلَيَّ وَاَنَا اَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ فَاِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ اَوْ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

فاتحہ خوانی کرنا سُنّتِ رسُول ہے صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بدعت کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔

باب جس وقت اُونچی جگہ چڑھے تو دُعاء کرنا

ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا "خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةً" وَعُقْبًا وَعَاقِبَةً ہم معنٰی ہیں اور وہ آخرت ہے۔ ۶۸۹۳ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری نے کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم بلند جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنے پر نرمی کرو، کیونکہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو لیکن تم تو سُننے والے دیکھنے والے کو پکارتے ہو۔ پھر حضور میرے پاس تشریف لائے اور میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا

بَابُ الدُّعَاءِ اِذَا هَبَطَ وَادِيًا فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ
بَابُ الدُّعَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَوْ رَجَعَ
فِيْهِ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَنَسٍ

۶۸۹۴ ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فرمایا اے عبداللہ بن قیس "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" جنت کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ یا فرمایا کیا میں ایک کلمہ کی طرف تیری راہنمائی نہ کروں جو جنت کے خزانوں سے خزانہ ہے وہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" ہے۔

۶۸۹۳ ــــ شرح: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کے معنی یہ ہیں کہ شر کے دفع کرنے میں کوئی حیلہ نہیں اور نہ ہی خیر کے حاصل کرنے میں اللہ کے سوا کوئی قوت ہے۔ یہ کلمہ استسلام اور کام اللہ تعالیٰ کے حضور سپرد کرنا ہے۔ یعنی اللہ کے حکم کے مطابق گردن جھکا دینا اور تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا (حدیث ع۲۷۸۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی گھاٹی میں اترے تو دعاء کرنا

اس میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب ہم بلند جگہ چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی گھاٹی میں اترتے تھے تو تسبیح کرتے تھے یعنی سبحان اللہ کہتے تھے۔ (حدیث ع۲۷۹۰ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جس وقت سفر کا ارادہ کرے یا سفر سے واپس آئے تو دعاء کرنا

ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

۶۸۹۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ اَوْمَهْ قَالَ تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

اس میں یحییٰ بن ابی اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے ،،

۶۸۹۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو زمین سے ہر بلند جگہ پر تین بار تکبیر کہتے۔ پھر فرماتے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک اور اسی کی حمد وثنا ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے عبد کی مدد کی اور کافروں کو تنہا شکست دی ،، (یہ ہر سفر میں پڑھنا مسنون ہے)

باب نکاح کرنے والے کے لئے دعاء کرنا

۶۸۹۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن

٦٨٩٦ ـــــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قُلْتُ هَلَكَ أَبِي فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

ابن عوف پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا تمہارا کیسا حال ہے یا مَہۡ فرمایا (معنی واحد) عرض کیا میں نے ایک عورت سے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے عوض نکاح کیا ہے حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے لئے برکت کرے ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ساتھ کرو ،،

٦٨٩٥ ـــــ شرح : قولہ مَهْيَمْ بفتح المیم وسکون الیاء وفتح الباء آخر میں میم ہے یعنی ماحالک تمہارا کیسا حال یا تمہاری کیا شان ہے ۔ قولہ ”مہ“ ما استفہامیہ ہے الف کو ہا سے بدلا ہے ۔ یہ راوی کو شک ہے (حدیث ٤٧٥٢ ج ٨ کی شرح دیکھیں) ”باب کیف یدعیٰ للمتزوج ،،

٦٨٩٦ ـــــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا والد فوت ہو گیا اور سات یا نو[٩] بیٹیاں چھوڑیں میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر تو نے نکاح کیا ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ،، فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے نکاح کیا ہے ۔ میں نے عرض کیا بیوہ سے فرمایا کنواری سے نکاح کیوں نہیں کیا تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی یا فرمایا تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھے ہنساتی ۔ میں نے عرض کیا میرا والد وفات پا گیا اور سات یا

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

۶۸۹۷ ــــ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا

نو[۹] بیٹیاں چھوڑیں میں نے پسند نہ کیا کہ اُن جیسی لڑکی لے آؤں۔ اس لئے میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جو اُن کا اہتمام کرے گی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے لئے برکت کرے ابن عُیَینہ اور محمد بن مسلم نے عمرو سے "بارک اللہ علیک" نہیں کیا۔ (حدیث ع ــــ ج ۷ کی شرح دیکھیں) (نفقات باب عون المرأۃ زوجہا فی ولدہ)

باب جس وقت اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا کہے

۶۸۹۷ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُن میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا "ساتھ نام اللہ کے اے اللہ ہمیں شیطان سے دُور رکھ اور شیطان کو اس سے دُور رکھ جو ہمیں عطا فرمائے" پس اگر اُن دونوں کے اس جماع میں بچہ مقدر ہے تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہ دے گا۔

۶۸۹۷ ــــ شرح : یعنی جس وقت انسان اپنی بیوی سے جماع کی خواہش کرے تو حدیث میں مذکور دعا پڑھے۔ اس جماع میں اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں بچہ کر دیا تو اس پر شیطان کا تسلّط نہ ہوگا اور وہ نیک اور صالح ہوگا شیطان اس کے بدن اور دین میں کسی قسم کی مضرت نہیں پہنچا سکے گا (حدیث ع ۱۵۴ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

۶۸۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد اے ہمارے پروردگار ہمیں دُنیا میں حسنہ دے

حَسَنَةً دُنیا میں علم و عبادت ہے اور آخرت میں جنّت ہے۔ بعض علماء نے کہا دُنیا میں حسنہ خیرو عافیت ہے۔ مال بھی مراد ہوسکتا ہے۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا حسنہ ایک بیوی ہے (عینی)

۶۸۹۸ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دُعاء یہ تھی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ،،

۶۸۹۸ — شرح : قاضی عیاض نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعاء بکثرت اس لئے کرتے تھے کہ یہ دُعاء دُنیا و آخرت کی دُعاء کے معانی کو جامع ہے۔ حسنۃ نعمت ہے تو حضور نے دُنیا اور آخرت کی نعمتوں اور عذاب سے وقایت کا سوال کیا۔

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ چاہا ہے وہ آپ کے مرتبہ کے موافق ہوگا جو ہماری عقل میں نہیں آسکتا ہے۔ ہمارے حال اور سلوک کے موافق معنیٰ یہ ہے کہ اے پروردگار عالم ہمیں دُنیا میں اپنی پسندیدہ توفیق دے اور آخرت میں مغفرت اور اپنی ملاقات اور دوزخ کے عذاب سے ہماری حفاظت کر،،

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

٦٨٩٩ حَدَّثَنِىْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِى الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

بَابُ تَكْرِيْرِ الدُّعَاءِ

٦٩٠٠ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

باب دُنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا

٦٨٩٩ ترجمہ : مصعب بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان کلمات کی تعلیم دیتے تھے جیسے کتاب سکھائی جاتی ہے۔ اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ بزدلی اور رذیل عمر کی طرف رد ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دُنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

باب بار بار دعاء کرنا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتّٰى اَنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْئَ وَمَا صَنَعَهُ وَاِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ اِنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ ذِيْ اَرْوَانَ وَذُوْ اَرْوَانَ بِئْرٌ فِيْ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَتْ فَاَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ قَالَتْ فَاَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا اَخْرَجْتَهٗ

یعنی ایک بار دُعاء کے بعد دُوسری بار دُعاء کرنا ؛ کیونکہ دُعاء کے تکرار میں مقامِ فقر، حاجت اور اللہ کے حضور تذلل اور خضوع کا اظہار ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا کہ تین بار دُعاء اور تین بار استغفار کریں (عینی)

۶۹۰۰ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کا یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے کوئی شیئ کی ہے، حالانکہ وہ نہ کی ہوئی ہوتی تھی۔ اور حضور نے دُعاء کی پھر فرمایا اے عائشہ کیا تم جانتی ہو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جس کے متعلق میں نے اس سے پوچھا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے ؟ فرمایا میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دُوسرا میرے پاؤں کے پاس اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اس مرد کا مرض کیا ہے ۔ دوسرے نے کہا جادو کیا گیا ہے۔ کہا

فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَانِی اللّٰہُ وَکَرِھْتُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا زَادَ عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ وَاللَّیْثُ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ

کس نے کیا۔ دُوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے جادو کیا ہے۔ کہا کس چیز میں کیا ہے دوسرے نے کہا کنگھی اور کنگھی سے گرنے والے بالوں میں اور مذکر کھجور کے شگوفہ میں کہا ہے اُس نے کہا وہ اب کہاں ہے ؟ دُوسرے نے کہا بنی زُریق کے ذروان کنوئیں میں ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے پھر عائشہ کی طرف لوٹے اور فرمایا بخدا گویا کہ اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح سُرخ ہے گویا کہ اس کی کھجوریں شیاطین کے سرہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن سے کنوئیں کا واقعہ بیان فرمایا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ نے وہ جادو باہر کیوں نہیں نکالا۔ فرمایا اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے میں نہیں پسند کرتا کہ میں لوگوں میں شر بھڑکاؤں۔ عیسیٰ بن یونس اور لیث نے اُنہوں نے ہشام سے اُنہوں نے اپنے والد عروہ سے اور اُنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ حضور نے دُعاء کی پھر دُعاء کی اور ساری حدیث بیان کی ،،

۶۹۰۰ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دُعاء کی اس اعتبار سے عنوان سے مناسبت ہے۔ بعض لوگ اس حدیث سے انحراف کرتے ہیں اور کہتے ہیں نبی پر جادو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ وہم وہم ہی ہے ! کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر صرف اس حد تک محدود تھا کہ آپ کا خیال ہوتا تھا کہ میں نے فلاں کام کیا ہے، حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا۔ خصوصاً بیویوں کے بارے میں اثر تھا اس کے سوا اور کچھ نہ تھا اس لئے جس قدر آپ پر جادو کا اثر تھا۔ اس سے نبوت کے حق میں کچھ ضرر نہ تھی جب نبیوں کو قتل کرنا اور ان کو زہر دینا ان کی نبوت میں اثر انداز نہیں تو جادو کی تاثیر انبیاء علیہم السلام کے ابدان میں قتل اور زہر سے زیادہ اثر انداز نہیں اور نہ یہ ان کی فضیلت کو کم کر سکتا ہے۔ یہ تو حضرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے اور جس کا نبوت سے تعلق ہے اس میں انبیاء کرام جادو کے اثر سے معصوم ہوتے ہیں۔ (اس کی مزید تفصیل حدیث ۳۰۵۵ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ"

۶۹۰۱ ــــ حَدَّثَنِیْ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

باب مشرکوں پر بد دعاء کرنا

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قحط کے سات برسوں کے ساتھ میری مشرکوں پر مدد کر جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط کے سات سال تھے۔

اے اللہ ابوجہل کو ہلاک کر،،

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دعا دکی اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ"،، نازل فرمائی۔

شرح : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابوجہل کی ہلاکت کا ذکر اونٹ کی اوجھری کے واقعہ میں ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں سجود کے وقت ڈالی گئی تھی اور ڈالنے والا عرب کا بدبخت عقبہ بن ابی معیط تھا۔ (اس کی تفصیل حدیث ع ۲۳۹ ج ا کی شرح میں دیکھیں)

۶۹۰۱ ــــ ترجمہ : ابن ابی خالد نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے

۶۹۰۲ـــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ

کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے لشکروں پر بددعاء فرمائی اور فرمایا اے اللہ قرآن کر نازل کرنے والے بہت جلد حساب لینے والے کافروں کے لشکروں کو شکست دے ان کو ہزیمت دے اور اُن کے قدم پھسلا دے۔"

۶۹۰۱ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے جرم کے مطابق ان پر بددعاء فرماتے تھے اور جو مسلمانوں کو سخت اذیت دیتے تھے اُن پر بددعاء میں مبالغہ فرماتے تھے ؛ چنانچہ ابوجہل لعین کی ہلاکت کی دعاء کی اور خندق کے روز کافروں کے لشکر جمع ہو گئے تو ان کی ہزیمت کی دُعاء فرمائی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو یہودیوں پر لعنت کرنے پر منع فرمایا تھا اور انہیں رفق اور نرمی کی تلقین فرمائی تھی اور جو کچھ اُنہوں نے کہا اس جیسے کلام سے ان کی تردید کر دی تھی ۔ اس سے زیادہ کی ام المومنین کو اجازت نہ دی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ یہودیوں کی تالیف کے لئے اُن سے رفق کا حکم دیا تھا کہ اس طرح سے وہ اسلام قبول کریں گے ۔

۶۹۰۲ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء آخری رکعت میں "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو فرماتے اے اللہ عیاش بن ربیعہ کو نجات دلا ۔ اے اللہ ! قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت کر دے اے اللہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط کے سالوں کی طرح ان پر قحط سالی ڈال ۔ (حدیث ۹۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۰۲ ـــــ شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۰۳ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَيَقُولُ إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

۶۹۰۴ـــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْيَهُودُ يُسَلِّمُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ السَّامُ

نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جنکو قُرّاء کہا جاتا تھا وہ تمام شہید کر دیئے گئے تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر غمناک ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جتنا اس واقعہ سے غمناک ہوئے تھے۔ آپ فجر کی نماز میں ایک مہینہ قنوت پڑھتے رہے اور فرماتے تھے کہ عُصَیّہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی ہے۔

۶۹۰۳ ـــ شرح: سُریّہ، چھوٹا سا لشکر ہے جس کو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے یہ زیادہ سے زیادہ چار سو غازیوں پر مشتمل ہوتا ہے ان کو سُریّہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سری کے معنی نفیس اور عمدہ کے ہیں یہ بھی لشکر کا عمدہ حصّہ ہوتا ہے اور لشکر کا خلاصہ اور بہترین لوگ ہوتے ہیں۔ جس سریہ کو عصیّہ نے قتل کیا تھا اُن کو قرّاء بھی کہا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ قرآن کریم بہت پڑھتے تھے۔ یہ قرّاء حضرات صُفّۂ مسجد میں رہتے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درسگاہ کے طالب علم تھے۔ بوقت ضرورت عساکرِ اسلام کی مدد بھی کیا کرتے تھے نجد کے لوگ ان کو دھوکہ سے لے گئے تھے کہ ان کو اسلام کی تبلیغ کریں۔ جب بئرِ معونہ پہنچے تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس لئے حضور نے فرمایا عُصَیّہ نے اللہ اور رسُول کی نافرمانی کی ہے اور چالیس روز نماز میں قنوت پڑھتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق حضور نے ایک ماہ دعاءِ قنوت پڑھی لیکن ان دونوں

عَلَيْكَ فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ إِلَى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُولُونَ قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِي أَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَقُولُ وَعَلَيْكُمْ

٦٩٠٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ

روایات میں تعارض نہیں، کیونکہ مفہوم عدد کا اعتبار نہیں کما مر۔

٦٩٠٤ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں سلام کرتے تھے کہ وہ کہتے تھے "السّام علیک" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی یہ بات معلوم کر لی تو فرمایا تمہاری ہلاکت ہو اور تم پر لعنت ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ہر کام میں نرمی کرو، اُنہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ اُنہوں نے کیا کہا ہے فرمایا اے عائشہ کیا تو نے نہیں سنا میں نے ان پر یہ کلام کیسے رد کیا ہے میں نے کہا ہے تم پر (تمہاری ہلاکت ہو) السّام بمعنی الموت مہلاً، نرمی۔

(حدیث ع ج : ۹ کی شرح دیکھیں۔ کتاب الادب : الرفق فی الامر کلہ)

٦٩٠٥ — ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم غزوہ خندق کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی قبریں اور گھر آگ سے بھر دے جس طرح اُنہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ سے روکا ہے حتیٰ کہ سورج غروب

بابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

٦٩٠٦ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ ابْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ

ہوگیا۔ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔

٦٩٠٥ ـــ شرح : قولہ کما شغلونا، دونوں میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ اُن کا آگ سے مشغول ہونا تمام پسندیدہ اشیاء سے اعراض کا سبب ہے گویا کہ کہا اللہ ان کو اس سے روکے جیسے انہوں نے ہم کو روکا ہے۔

باب مشرکوں کے لئے دُعاء کرنا

٦٩٠٦ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسُول اللہ! دوس نے نافرمانی کی ہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں بددعاء فرمائیں لوگوں نے گمان کیا کہ حضور ان کے حق میں بددُعاء فرمائیں گے حضور نے فرمایا اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو سلکِ اسلام میں داخل کر،،

٦٩٠٦ شرح : یہ دُعا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ خلقِ عظیم اور لوگوں پر رحمت کا نتیجہ ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مقصود تھا کہ لوگ سلکِ اسلام میں منسلک ہوجائیں تاکہ نارِ جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

طفیل بن عمرو دوسی : طفیل بن عمرو بن طریف بن عاص دوس سے آئے اور مشرف باسلام

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ

۶۹۰۷ــــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ كُلِّهِ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ

ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ میں تصدیق کی پھر واپس دوس چلے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت تک دوس میں رہے پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ پھر وہ آپ کے ساتھ ہی رہے حتیٰ کہ حضور وفات پا گئے پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ بعض نے کہا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے اللہ میرے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے

۶۹۰۷ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے

شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٩٠٨ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ مُوسٰى وَأَبِيْ بُرْدَةَ وَأَحْسِبُهُ عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ هَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَخَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ

تھے (برائے تعلیم اُمت) اے اللہ میری خطاؤں، جہل اور تمام کاموں میں میرا اسراف اور جو چیز تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے۔ اے اللہ! میری خطائیں اور جو گناہ میں نے قصدًا یا خطاء اور ہزل کے طور پر کئے ہیں اور جو میں نے کیا ہے سب بخش دے۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے جو میں نے پہلے اور پیچھے کئے ہیں اور جو خفیہ اور علانیہ کئے ہیں تو ہی اوّل اور تو ہی آخر اور تو ہر شئ پر قادر ہے عُبَیداللہ بن معاذ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (یہ دُعا تعلیم امت کے لئے ہے)

٦٩٠٨ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے (برائے تعلیم امت) اے اللہ میری خطائیں اور غفلت اور تمام کاموں میں میرا اسراف اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے۔ اے اللہ! میری لاپرواہی، قصد اور خطاء و عمد اور جو بھی میں نے گناہ کئے ہیں سب بخش دے۔

٦٩٠٨ــــ شرح : یعنی اے پروردگارِ عالم میں ان اشیاء متصف ہوں یہ سب معاف کر دے اور مجھے بخش۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مغفور ہیں تو اس دعاء کا کیا مفہوم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے یہ تواضع انکساری یا تعلیم امت کے لئے فرمایا ہے یا اس لئے کہ دُعا عبادت. سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کیسے متصور ہو سکتا ہے جن کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ، وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ، وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ، بہرکیف مذکور تمام دُعائیں امت کی تعلیم کے لئے ہیں اور ان میں عبادت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے

بَابُ الدُّعَاءِ فِی السَّاعَۃِ الَّتِیْ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ

۶۹۰۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَیُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقٰسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ سَاعَۃٌ لَا یُوَافِقُھَا مُسْلِمٌ وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ یَسْئَلُ اللّٰہَ خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاہُ وَقَالَ بِیَدِہٖ قُلْنَا یُقَلِّلُھَا یُزَھِّدُھَا

باب جُمعہ کے دن کی ساعت میں دعاء کرنا

۶۹۰۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے اس کو مسلمان نہیں پاتا جبکہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اس حال میں کہ اللہ سے سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول کرتا ہے اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کیا ہم نے کہا اس کی قلت کی طرف اشارہ فرماتے تھے (یعنی وہ گھڑی نہایت ہی قلیل ہے)

۶۹۰۹ — شرح: یعنی کوئی مسلمان اس گھڑی میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے ضمن میں دُعاء بھی ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ سے نیک دُعائیں کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعائیں ضرور قبول کرتا ہے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ یُصَلِّیْ بمعنی یدعو ہے اور قائم کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس گھڑی پر مواظبت کرتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُودِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِينَا

٦٩١٠ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْيَهُودَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ اَوِ الْفُحْشَ قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ اَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! یہودیوں کے بارے میں ہماری دُعاء قبول ہے انکی دُعاء ہمارے بارے میں قبول نہیں

۶۹۰۹ — **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا السام علیک حضور نے فرمایا وعلیکم ام المؤمنین نے فرمایا تم پر ہلاکت ہو اور تم پر اللہ لعنت کرے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ نرمی کرو اور نرمی اختیار کرو۔ سختی سے دور رہو یا فرمایا بدگوئی سے دُور رہو۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسُول اللہ! جو انہوں نے کہا آپ نے سُنا نہیں ؟ فرمایا کیا جو کچھ میں نے کہا ہے تو نے سُنا نہیں میں نے ان کو جواب دیا ہے۔ میرا جواب ان کے بارے میں قبول ہوگا اور ان کی بد دعا میرے حق میں تو ا نہیں۔

۶۹۰۹ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا ''وَعَلَیْکُمْ'' یعنی اور تم پر ہو۔ واؤ اشتراک کو چاہتی

بَابُ التَّأْمِيْنِ

۶۹۱۱ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ

۶۹۱۲ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهٗ عَدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور کے جواب کے معنی یہ ہیں۔ "وَعَلَيْكُمُ الْمَوْتُ" تم پر موت۔ اور ہلاکت ہو یا او استیناف کے لئے ہے یعنی تم پر ہلاکت ہو جس کے تم مستحق ہو۔

باب آمین کہنا

۶۹۱۱ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جب قاری آمین کہے تم سب آمین کہو، کیونکہ فرشتے تمہاری آمین کے مطابق آمین کہتے ہیں جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (حدیث ۷۴۸ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

فَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ

٦٩١٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُونٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ قَالَ عُمَرُ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ قَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ فَأَتَيْتُ عَمْرًا

باب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی فضیلت

٦٩١٢ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک دن میں سو بار کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ "، اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اس کا ملک اور اسی کی حمد و ثناء ہے وہ ہر شئی پر قادر ہے " اس کو دس اونٹ کے برابر کا ثواب حاصل ہوگا۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور وہ سارا دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے حتیٰ کہ شام ہو جائے جو عمل اس نے کیا ہے اس سے افضل کسی کا عمل نہ ہوگا۔ مگر جو کوئی اس سے زیادہ عمل کرے (حدیث: ۳۰۸۰ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

٦٩١٣ — ترجمہ: عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے دس بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ کہا۔ وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے غلام آزاد کیا۔ عمر بن ابی زائدہ نے کہا ہم سے عبداللہ بن ابی سفر نے شعبی کے ذریعہ ربیع بن خثیم نے

ابْنِ مَيْمُوْنٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَأَتَيْتُ ابْنَ
أَبِي لَيْلَى فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنْ أَبِي أَيُّوبَ
الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ
ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ قَوْلَهُ وَقَالَ مُوسٰى حَدَّثَنَا
وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِسْمٰعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ قَوْلَهُ
وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ
هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَعْمَشُ وَحُصَيْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَوْلَهُ

اس طرح بیان کیا۔ میں نے ربیع سے کہا آپ نے یہ کس سے سُنا ہے؟ اُنہوں نے کہا میں نے عمرو بن میمون سے سُنا ہے۔ میں عمرو بن میمون کے پاس گیا اور اُن سے کہا آپ نے یہ حدیث کس سے سُنی ہے اُنہوں نے کہا میں نے یہ ابن ابی لیلیٰ سے سُنی ہے۔ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا اور اُن سے کہا آپ نے یہ کس سے سُنا ہے انہوں نے کہا میں نے یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔ ابراہیم بن یوسف نے اپنے والد سے انہوں نے ابو اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے عمرو بن میمون نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے ابو ایوب سے ان کا قول
[illegible]۔ موسیٰ نے کہا ہم سے وُہیب نے دا[illegible]د، عامر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ابو ایوب کے ذ[illegible]
نبی کر[illegible] سے حدیث بیان کی ہے اور اسماعیل [illegible] کے ذریعے ربیع سے ان کا کلام سُنا ہے
اور [illegible] [illegible]ساف ربیع بن خثیم، عمرو بن [illegible] عبدالملک بن میسرہ سے بیان [illegible]

رَوَاهُ اَبُوْمُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الصَّحِيْحُ قَوْلُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ

۶۹۱۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

میمون کے ذریعہ ابن مسعود سے اُن کا قول سُنا۔ اعمش اور حُصین نے ہلال اور ربیع کے ذریعہ عبداللہ کا قول ذکر کیا اور اس کو ابو محمد حضرمی نے ابو ایوب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ وہ اس شخص کی مثل ہے جس نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے غلام آزاد کیا۔ ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا صحیح عبدالملک ابن عمرو کا قول ہے۔

۶۹۱۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کی کیا تخصیص ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنا دوسرے غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ قولہ مثلہ، یعنی یہ عمرو ابن میمون سے ابو اسحاق کی روایت کی طرح ہے۔ اس کی صورتِ تفصیل یہ ہے کہ عمر بن ابی زائدہ نے اس روایت کا اسناد دو اسانید سے ذکر کیا ہے ایک ابو اسحاق کے ذریعہ عمرو بن میمون سے، موقوف ذکر کیا ہے۔ دوسرا عبداللہ بن ابی سفر شعبی، ربیع بن خثیم، عمرو بن میمون، عبدالرحمٰن بن ابن ابی لیلیٰ کے ذریعہ ابو ایوب خالد انصاری خزرجی سے مرفوع ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد (عرب) غلام ہو سکتے ہیں، لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ اگر عرب ظلماً گرفتار ہو کر کافروں کے قبضہ میں ہو جائیں تو اُن کو خرید کر آزاد کرنا عظیم ثواب کا موجب ہے۔

۶۹۱۵ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

باب تسبیح کی فضیلت

۶۹۱۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے ایک دن میں سبحان اللہ وبحمدہٖ سو بار کہا اس کے سارے گناہ گر جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی مثل ہوں۔

۶۹۱۴ — شرح : یعنی وہ گناہ جن کا حقوق اللہ سے تعلق ہے وہ اس کلمہ کی برکت سے گر جاتے ہیں لیکن وہ گناہ جن کا حقوق العباد سے تعلق ہے وہ ان کی رضاء کے بغیر معاف نہیں ہوتے ہیں لیکن یاد رہے کہ دن میں کسی وقت کی تعیین نہیں دن کے کسی وقت میں ایک ہی بار سو مرتبہ پڑھ لے یا متفرق اوقات میں سو بار پڑھ لے ان کی یہی فضیلت ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ افضل یہ ہے کہ شروع دن میں ایک ہی مجلس میں سو بار کہہ لے۔ سمندر کی جھاگ سے مراد گناہوں کی کثرت ہے۔

۶۹۱۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دو کلمے ہیں جو زبان پہ ہلکے ہیں۔ میزان میں بھارے ہیں اور رحمٰن کو پیارے ہیں (وہ یہ ہیں) "سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم"

۶۹۱۵ — شرح : کلام پہ بھی کلمہ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے شہادت کا کلمہ ہے، حالانکہ وہ کلام ہے۔ زبان پہ ہلکے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آسانی سے ادا ہوتے ہیں ان کا میزان میں بھارا ہونا حقیقت پہ مبنی ہے، کیونکہ آخرت میں میزان کے پاس تمام اعمال

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى

۶۹۱۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِىْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِىْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَىِّ وَالْمَيِّتِ ــــ

کے جسم ہوں گے اور میزان جسم محسوس ہوگی اس کے دو پلڑے اور ڈنڈی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اعمال کو جسم ظاہر کرکے اس میں وزن کرے گا۔ حبیبتان سے مراد محبوبتان ہیں یعنی ان کلمتان کا کہنے والا اللہ کو محبوب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ بندوں کو ثواب دیتا ہے اور ان کی عزت عظمت بڑھاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فعیل "میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں خصوصاً جب ان کا موصوف مذکر ہو تو یہ مذکر ہوتے ہیں ان کو مؤنث کیوں ذکر کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تذکیر و تانیث میں تسویہ جائز ہے واجب نہیں البتہ مفرد میں واجب ہے تثنیہ میں نہیں یا خفیفہ اور ثقیلہ کی مناسبت سے ان کو مؤنث ذکر کیا ہے کیونکہ یہ فاعل کے معنی میں ہیں یا ان پر تاء نقل کے لئے ہے جبکہ ان کو وصفیت سے اسمیت کی طرف نقل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے باقی اسماء کی نسبت یہاں رحمٰن کی خصوصیت یہ ہے کہ حدیث سے غرض لوگوں پر اللہ کی رحمت کی وسعت بیان کرنا ہے کہ ان کو تھوڑے عمل پر عظیم ثواب دیا جائے گا یا سجع کو قائم رکھنے کے لئے رحمٰن کو ذکر کیا ہے، کیونکہ کلمات کے آخری حروف ، ہمشکل ہونے سے کلام کی خوبصورتی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ علم بدیع میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجع سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاہنوں کی سجع سے منع فرمایا ہے جو باطل معانی کو متضمن ہوتی ہے۔ سبحان کے تکرار میں اللہ تعالیٰ کی مطلق تنزیہہ اور پاکیزگی مطلوب ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت

علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ ذکر نماز، قراءت قرآن، تلاوت حدیث، تدریس علوم اور علماء کے مناظرے

۶۹۱۷ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالُوا يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُولُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُولُونَ

کو شامل ہے علامہ عینی نے رازی رحمہ اللہ سے نقل کیا۔ ذکر لسان سے مراد وہ الفاظ ہیں جو تسبیح وتحمید وتمجید قلبی ذکر اللہ کی ذات وصفات میں فکر اور امرونہی جو تکالیف کے دلائل ہیں۔ ان میں غور وخوض کرنا تاکہ احکام پر مطلع ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اسرار میں فکر کرنا اور زبان سے ذکر کرنا مراد ہیں

۶۹۱۶ ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی طرح ہے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کا دل وزبان سے ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہے ورنہ مردہ)

۶۹۱۷ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے ہیں وہ ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں جب لوگوں کو ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دیتے ہیں کہ اپنی حاجت کی طرف آجاؤ اور ذاکرین کو پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں۔ راوی نے کہا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اُن سے زیادہ جانتا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے،، وہ کہتے ہیں وہ تیری تنزیہہ کرتے ہیں۔ تیری بڑھائی بیان کرتے ہیں تیری بزرگی بیان کرتے ہیں۔

لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّ اَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَّ اَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّ اَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا اَوْ اَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں اللہ کی قسم اُنہوں نے تجھے نہیں دیکھا اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا حال کیسا ہوگا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو عبادت اور زیادہ کریں اور تیری بزرگی اور پاکدامنی بہت زیادہ بیان کریں۔ راوی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا سوال کرتے تھے۔ کہا وہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُنہوں نے جنت دیکھی ہے فرشتے کہتے ہیں بخدا ہمارے پروردگار انہوں نے جنت نہیں دیکھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا حال کیسا ہوگا وہ کہتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیں تو وہ اس کی اور زیادہ حرص کریں گے اور اس کی طلب میں اضافہ کریں گے اور اس میں رغبت بہت زیادہ کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ کس سے پناہ چاہتے ہیں فرشتے کہتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اُنہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے اللہ کی قسم اُنہوں

لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَ رَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

۶۹۱۷ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَبُوالْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَقَبَةٍ

نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ فرمایا اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اُن کا حال کیسا ہوگا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اس سے بہت دُور بھاگیں اور اس سے بہت ڈریں۔ راوی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ذکر کرنے والوں کو بخش دیا۔ راوی نے کہا فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے کہا یا اللہ! اُن میں فلاں شخص بھی تھا جو ذکر نہ کرتا تھا وہ تو اپنی کسی ضرورت اور حاجت کے لئے آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے وہ لوگ ذکر کرنے بیٹھے ہیں اُن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ اس کی شعبہ نے اعمش سے روایت کی اور اسے مرفوع نہ کیا۔ سُہیل نے اپنے والد سے اُنہوں نے ابوہریرہ سے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کی ہے۔

شرح ۶۹۱۷ : اس حدیث میں بنی آدم کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتوں نے تخلیقِ آدم اور اس کو اللہ کا خلیفہ ماننے میں تشویش کی تھی۔ اور اولادِ آدم کو فتنہ فساد خونریزی وغیرہ وغیرہ کی طرف منسوب کیا تھا۔ اس حدیث میں انسان کی فرشتوں پر کرامت اور عظمت کا بیان ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمنشین تھے اور صحبت کی عظیم تاثیر ہے کہ نیک لوگوں کے ہم نشین بھی نیک بخت ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اور باصلاح لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔

أَوْ قَالَ فِي ثَنِيَّةٍ قَالَ فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُوسٰى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

باب لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہنے کا بیان

اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عصمت سے ہی گناہوں سے ڈر لگتا ہے اور اس کی قوت سے ہی اللہ کی طاعت پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔

٦٩١٧

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی پر پر چڑھنے لگے۔ راوی نے کہا جب اس پر ایک آدمی چڑھا تو اس نے بلند آواز سے کہا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے فرمایا تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو (آہستہ کرو) پھر فرمایا اے ابا موسیٰ یا فرمایا اے عبداللہ کیا میں تیری جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ کی طرف راہنمائی نہ کروں کہا میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! کیوں نہیں ضرور راہنمائی فرمائیں" فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(یہ کلمہ جنت کا خزانہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ کہنے سے آخرت میں کثیر المنافع کی توقع ہے گویا کہ یہ نفیس اور عمدہ خزانہ ہے)

(حدیث ۲۷۸۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِائَةُ اِسْمٍ غَيْرُ وَاحِدٍ

۶۹۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَفِظْنَاهُ مِنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا لَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ اَحْصَاهَا مَنْ حَفِظَهَا

باب اللہ کے ایک نام کے سوا سو نام ہیں (ننانوے (۹۹) نام ہیں)

۶۹۱۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں (سو سے ایک کم) کوئی آدمی ان کو یاد نہیں کرتا مگر جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایک کو پسند کرتا ہے۔"

۶۹۱۸ — شرح : یہ بات مخفی نہیں کہ کتاب و سنت میں جناب رب العزت کے نام سو سے بہت زیادہ ہیں۔ ننانوے اسماء کی تخصیص یہ ہے کہ صرف ان کو یاد کرنا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ بعض شروح میں ہے کہ اگرچہ اللہ کے نام بہت ہیں لیکن باقی اسماء انہیں ننانوے اسماء میں مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں ایک عدد کا ذکر دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ اس کی حصر پہ دلالت نہیں۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے میرے پاس مہمانوں کے لئے سو بکریاں ہیں۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ اس میزبان کے پاس اس سے زیادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ وتر (طاق) کو پسند کرتا ہے۔ اسی لئے اس نے زمین و آسمان وتر پیدا کئے ہیں اور نمازیں وتر فرض کی ہیں۔ ان اسماء کو یاد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انہیں بار بار پڑھتا رہے۔ اور ان پہ ایمان لائے۔

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

۶۹۱۹ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ إِذْ جَاءَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا أَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَمَا إِنِّي أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ وَلٰكِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

باب وعظ ونصیحت میں وقفہ کرنا

یعنی وقفے وقفے وعظ کرنا چاہیئے تاکہ لوگ تنگ نہ پڑ جائیں

۶۹۱۹ — ترجمہ: شقیق نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک یزید بن معاویہ آ گئے۔ ہم نے کہا کیا وعظ کرنے بیٹھتے نہیں ہو؟ اُس نے کہا نہیں لیکن میں گھر میں داخل ہوتا ہوں اور تمہارے صاحب عبداللہ بن مسعود کو باہر لاتا ہوں۔ ورنہ میں ہی آکر وعظ کروں گا پس عبداللہ بن مسعود باہر آئے اس حال میں کہ انہوں نے یزید کا ہاتھ پکڑا ہُوا تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا مجھے تمہارے یہاں بیٹھنے کی خبر پہنچی تھی لیکن مجھے تمہارے پاس آنے سے اس نے منع کیا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیں کبھی کبھی وعظ فرمایا کرتے تھے تاکہ ہم تنگ نہ پڑ جائیں۔

۶۹۱۹ — شرح: یزید بن معاویہ نخعی کوفی تابعی ثقہ عابد ہے فارس میں جہاد کرتے ہوئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرِّقَاقِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ

۶۹۲۰ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

شہید ہوگئے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہُوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے۔ اس لئے لوگوں نے کہا کہ ہر روز وعظ کیا کریں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ ہوگا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وقفہ وقفہ سے وعظ فرماتے تھے تاکہ ہمارے لئے ملول کا سبب نہ ہو یہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پہ مہربانی تھی۔ لہٰذا حضور کی پیروی کرنی چاہیئے، کیونکہ تکرار سے طبیعت بیزار ہو جاتی ہے اور دل تنگ پڑ جاتا ہے اور نفرت کرنے لگتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرِّقَاقِ

رقاق رقیق بمعنی نرم کی جمع ہے یہ رقّت سے ماخوذ ہے اس باب میں وہ احادیث مذکور ہوں گی جو دل نرم کر دینے والی ہیں۔

ابْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ قَالَ الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

باب صحت اور فرصت کے متعلق روایات اور یہ کہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے

۶۹۲۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو نعمتیں ہیں جن میں بہت لوگ خسارے میں پڑے ہوئے ہیں ایک صحت اور دوسری فراغت "۔[۲]

۶۹۲۰ — شرح: نعمت وہ منفعت ہے جو کسی پر بطور احسان کی جاتی ہے "مغبون" غَبْن بسکون الباء سے مشتق ہو تو اس کے معنی خرید و فروخت میں نقصان ہے اور اگر بفتح الباء ہو تو معنی نقص فی الرائے ہے۔ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ صحت و فراغ دو امر ہیں اگر ان کو مناسب طور پر استعمال نہ کیا جائے تو صاحب صحت و فراغت مغبون ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کے معاملہ میں خسارہ میں رہتا ہے اس کی بیع قابل ستائش نہیں ہوتی یا اس کی بیع میں رائے میں کمزور ہوتی تو وہ بیع کرنا نہیں جانتا، کیونکہ جب انسان صحت و تندرستی کے زمانہ میں اللہ کی طاعت نہیں کرتا تو مرض کے زمانہ میں بطریق اولیٰ نہیں کر سکے گا، یہی حکم فراغ کا ہے تو وہ اپنی زندگی میں کسی عمل کے بغیر خاسر، مغبون رہے گا، کبھی انسان تندرست ہوتا ہے اور روزی کے اسباب میں مصروف رہنے کے باعث عبادت کے لئے فارغ نہیں ہوتا ہے جب انسان میں یہ دونوں پائی جائیں اور فضائل کو حاصل کرنے میں قاصر رہے تو مکمل طور پر مغبون ہوتا ہے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہ منافع کا بازار اور

۶۹۲۱ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

۶۹۲۲ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

آخرت کی تجارت ہے تو بدن کی صحت و توانائی اور امورِ دُنیا میں عدمِ اشتغال دو نعمتیں ہیں جن میں اللہ کی طاعت کرکے انسان آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔

ترجمۃ الباب: عباس عنبری نے کہا ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے عبداللہ بن سعید بن ابی ھند، سعید بن ہند کے ذریعہ بیان کیا کہ میں نے ابن عباس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کرتے ہوئے سُنا۔

۶۹۲۱ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی اصلاح کر۔ (حدیث ع ج کی شرح دیکھیں)

۶۹۲۲ — ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق میں تھے۔ آپ خندق کھودتے تھے اور ہم مٹی اُٹھاتے تھے۔ حضور ہمارے پاس سے گزرتے تو فرماتے: اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَہ ÷ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُہَاجِرَہ

بَابُ مَثَلُ الدُّنیا فِی الْاٰخِرَۃِ

وَقَوْلُہٗ اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ اِلٰی قَوْلِہٖ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

۶۹۲۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۹۲۲ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فضلِ انصار میں حدیث گزری ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا دیئے حالانکہ انصار خندق کھود رہے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ حضور خود خندق کھودتے تھے اور اُن میں سے بعض مٹی اُٹھا کر باہر نقل کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ انصار میں سے بعض سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کھودتے تھے اور اُن میں سے بعض مٹی اُٹھا کر باہر نقل کرتے تھے۔

باب آخرت میں دُنیا کی مثال

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! دُنیاوی زندگی کھیل کود اور زینت ہے اور ایک دُوسرے پر فخر کرنا اور مال اولاد کی کثرت چاہنا ہے۔ مثل بارش کے جو کاشتکاروں کو اس کا سبزہ اگنا خوش کرتا ہے پھر وہ قوت پکڑتا ہے پھر اس کو زرد دیکھتا ہے پھر پاؤں میں روندا گھاس ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے مغفرت اور رضامندی اللہ کی طرف سے ہے اور دُنیاوی زندگی صرف غرور کا سامان ہے "

تفسیر : یعنی دُنیا کھیل کود ہے جس میں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ اموال اور اولاد میں مشغول رہنا اور اُن سے دل لگانا دُنیا ہے لیکن طاعتیں اور عبادتیں اور جو چیزیں کہ طاعت پر معین ہوں وہ اُمورِ آخرت سے ہیں۔ دُنیاوی زندگی کی مثال بارش کی طرح ہے جو کافروں کو اس کا سبزہ اگانا خوش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے حال کو جو تھوڑے نفع کے ساتھ جلدی ختم ہو جاتا ہے نباتات کے ساتھ تشبیہ دی جن کو بارش نے اُگایا وہ بڑھیں اور قوت پکڑی کافر اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بارش کے ذریعہ عطا کیں۔ پھر ان پر اللہ تعالیٰ نے سماوی آفت بھیجی جس نے نباتات کو زرد کر دیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گئیں تاکہ ان کے کفر کے باعث انہیں عذاب دے جیسے باغات والوں کے ساتھ کیا گیا تھا بعض

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

بعض تفاسیر میں ہے کہ کفار سے مراد کاشتکار اور کسان ہیں جن کو بارش سے اُگنے والی نباتات نے خوش کیا ہو ، ایسے ہی دُنیاوی زندگی کافروں کو خوش کرتی ہے چونکہ وہ اس کے بہت حریص ہوتے ہیں اور دیگر لوگوں کی نسبت اُن کا دُنیا کی زندگانی کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے۔ کھیتی کی طرح دُنیاوی زندگی میں پہلے شباب آتا ہے پھر سنِ کہولت تک پہنچ جاتی ہے پھر بڑھاپا آجاتا ہے

انسان کا یہی حال ہے کہ وہ عنفوانِ شباب میں خوش مزاج اور خوش منظر ہوتا ہے پھر بڑھاپے میں داخل ہوجاتا ہے۔ پھر زیادہ بوڑھا ہوجاتا اور شیخ فانی ہوجاتا ہے۔ اس کے تمام قوی ضعیف ہو جاتے ہیں چلنے سے عاجز ہوجاتا ہے۔ یہ مثال دُنیا کے زوال اور اس کے اختتام پہ دلالت کرتی ہے اور آخرت بہرحال قائم اور دائم ہے۔ اس لئے دُنیاوی زندگی کے امر سے ڈرایا اور آخرت کے امر کی رغبت دلائی اور فرمایا کافروں کو آخرت میں سخت عذاب دیا جائے گا اور مومنوں کو اللہ معاف کرے گا اور اُن سے راضی ہوگا۔ دُنیا کی زندگی اس کی طرف مائل ہونے والے اور اس پر اعتماد کرنے والے کے لئے غرور کا سامان ہے۔

ذوالنون مصری نے اپنے مریدوں سے فرمایا دنیا کو طلب نہ کرو اگر طلب کیا ہو تو اس سے محبت نہ کرو، کیونکہ زادِ راہ دُنیا سے ہے اور قیلولہ اور استراحت اس کے غیر میں ہے۔

۶۹۲۳ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جنت میں کوڑے کی جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔ اللہ کی راہ میں صبح اور شام کو چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔

(قولہ اَوْ رَوْحَةٌ لفظ اَوْ تقسیم کے لئے ہے شک کے لئے نہیں۔ پس دُنیا آخرت کے مقابلہ میں لاشیٔ محض ہے)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ

۶۹۲۴ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوالْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبَيَّ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيٰوتِكَ لِمَوْتِكَ

باب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد دُنیا میں ایسے رہو گویا کہ مسافر ہو یا راہ گزر ہو

۶۹۲۴ ــــ **ترجمہ** : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرے دونوں مونڈھے کو پکڑ کر فرمایا (اے عبداللہ) دُنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر ہو یا راہ گزر۔ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر۔ تندرستی میں وہ عمل کرو جو بیماری کے دنوں میں کام آئیں اور زندگی کے موت کے لئے عمل کر۔

۶۹۲۴ **شرح** : غریب کا لفظ نصائح کے تمام اقسام کو جامع ہے کیونکہ مسافر کو لوگ جانتے نہیں اس لئے اس پر کوئی شخص حسد و عناد اور بغض و

بَابٌ فِی الْاَمَلِ وَطُوْلِہٖ

وَقَوْلِہٖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ وَقَالَ عَلِیٌّ اِرْتَحَلَتِ الدُّنْیَا مُدْبِرَةً اِرْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْیَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلٌ بِمُزَحْزِحِهٖ بِمُبَاعِدِهٖ

نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی اس سے منافقت اور جھگڑا کرتا ہے کیونکہ اس کا لوگوں کے ساتھ زیادہ اختلاط نہیں ہوتا جو مذکورہ امور کا سبب ہے۔ مسافر راہ گزر قلیل الاقامت ہے اس لئے اس کو مکان، باغات، کھیتی باڑی اور اہل وعیال اور دیگر علاقوں کی ضرورت پیش نہیں آتی جو اللہ تعالیٰ سے دور رکھنے کا منشاء ہیں بعض نے کہا غریب اور عابر سبیل ہم معنی ہیں لہٰذا یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔ کیونکہ راہ گیر کو مسافر ہونا لازم نہیں اس میں مبالغہ زیادہ ہے کیونکہ راہ گیر کے تعلقات مسافر کے تعلقات سے کم ہوتے ہیں۔

قولہ خذ من صحتک ،، میں یہ اشارہ ہے کہ جو اعمال صحت کے زمانہ میں کرے۔ بیماری کے زمانہ میں اعمال کی قوت نہ ہونے کے باعث اس کے نامۂ اعمال میں بدستور صحت کے وقت کے اعمال لکھے جاتے ہیں اور اپنی موت کے لئے زندگی میں عمل کر جو موت کے بعد تیری مغفرت کا موجب ہوں۔

باب اُمّید اور اس کا لمبا ہونا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو کوئی دوزخ کی آگ سے دُور رہا اور جنت میں داخل ہُوا وہ کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی کچھ نہیں مگر غرور کا سامان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! ان کو چھوڑو وہ کھائیں اور نفع حاصل کریں۔ ان کو درازئ عمر نے مشغول کر رکھا ہے۔ عنقریب وہ معلوم کر لیں گے۔

شرح : **اَمَل بفتح المیم بمعنی امید رکھنا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ درازیٔ عمر اور زیادتیٔ مال کے ساتھ مقید ہے یاس اور ناامیدی کا مقابل نہیں۔** اَمَل کا معنی تمنا کے قریب ہے۔ ان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ امل اُس شیٔ کی خواہش ہے جس کا سبب واقع ہے اور تمنا اس کے خلاف ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اَمل اس شیٔ کی خواہش ہے جس کا سبب واقع ہے اور تمنا اس کے خلاف ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اَمل اس شیٔ کے حاصل کرنے کا ارادہ ہے جس کا حصول ممکن ہے۔ جب وہ قوی ہو جائے تو اس کی تمنا کی جاتی ہے۔ رجاء، کسی شیٔ سے محبت کرنا ہے تاکہ مستقبل میں حاصل ہو جائے۔ رجاء اور تمنا میں فرق یہ ہے کہ تمنا انسان کو سست کر دیتی ہے کہ وہ کوشش کی راہ نہیں چلتا۔ صاحب رجاء اس کے برعکس ہے۔ پس رجاء محمود ہے اور تمنا مذموم ہے جیسے امل مذموم ہے لیکن عالم کا علم حاصل کرنے کے لئے درازیٔ عمر کی امید کرنا مذموم نہیں کیونکہ درازیٔ عمر کی اُمید نہ ہوتی تو تصنیف و تالیف نہ ہوتی۔ امل میں پوشیدہ راز بھی ہے، کیونکہ اگر کسی کو کوئی امید نہ ہو تو اس کی زندگی خوشگوار نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی شخص دنیا کے کسی عمل کو شروع کرنے میں خوش و خرم ہوتا ہے البتہ جو عمل اور امید مذموم ہے وہ یہ ہے کہ انسان نفس کو آزاد کر دے اور امورِ آخرت کی تیاری نہ کرے۔

وَمَا الْحَیٰوۃُ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

دنیاوی زندگی صرف فریب کا سامان ہے۔ غرور بضم الغین مصدر ہے۔ دُنیا کو متاع کے ساتھ تشبیہ دی کہ اس کو خریدنے والا دھوکہ میں رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات بفتح الغین ہے اور فعول بمعنی فاعل ہے۔ اس کی شیطان سے تفسیر کی جاتی ہے۔ فعول بمعنی مفعول بھی جائز ہے یعنی دُنیا مغرور اور دھوکا کا سامان ہے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو دُنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اور جو دُنیا کا سامان آخرت کے لئے طلب کرتا ہے وہ اچھا سامان ہے اور محمود ہے۔

ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔

یعنی مشرکوں کو چھوڑ دو وہ کھائیں اور دُنیا کے سامان سے نفع حاصل کریں، کیونکہ ان کا حصہ صرف دُنیا کا سامان ہے آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ لمبی اُمید نے ان کو مشغول کر رکھا ہے اور ایمان اور طاعت سے نفع حاصل کرنے سے ایسے روک رکھا ہے وہ عنقریب قیامت میں سب کچھ معلوم کر لیں گے جبکہ کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ اس آیت میں زجر و تہدید ہے۔ ذرھم میں مشرکوں کے لئے تہدید ہے اور فسوف یعلمون میں دوسری تہدید ہے۔ دو تہدیدوں کے درمیان زندگی کیسے خوشگوار ہو سکتی ہے لیکن آیت قتال سے یہ آیت

۶۹۲۵ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهٖ اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ

منسوخ ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے اپنے استاذ سے نقل کیا کہ یہ آیت منافقوں اور اہل ذمہ کو شامل ہے لہذا منسوخ نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دُنیا کوچ کر رہی ہے اس حال میں کہ تم کو پیٹھ دکھا رہی ہے اور آخرت کوچ کر رہی ہے۔ اس حال میں تمہارے سامنے آ رہی ہے اُن میں سے ہر ایک کی اولاد ہے تم آخرت کی اولاد بنو دُنیا کے بیٹے نہ بنو، کیونکہ آج عمل ہے حساب وکتاب نہیں کل حساب وکتاب ہوگا عمل نہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے «اَلْيَوْمَ عَمَلٌ» میں یوم عین عمل نہیں بلکہ عمل کا ظرف ہے اور یہاں «فی» کو مقدر کہنا ممکن نہیں ورنہ «عَمَلٌ» منصوب ہوتا۔ کیونکہ مجرور حرف جر کے مقدر ہونے سے منصوب ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دن کو نفس عمل بطور مبالغہ کہا ہے جیسے کہا جاتا ہے «ابوحنیفہ فقہ ہے» یا دراصل کلام اس طرح تھا «فَاِنَّهُ اَلْيَوْمَ عَمَلٌ» اِنَّ کا اسم ضمیر شان ہے جو محذوف ہے اس کا حذف کرنا جائز ہے یا یوم سے پہلے مضاف محذوف ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے فَاِنَّ حَالَ الْيَوْمِ عَمَلٌ، یا عمل کا مضاف محذوف ہے۔ یعنی فَاِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَمَلٍ « آج کا دن عمل کا دن ہے۔ اس کو ابو نعیم نے ابومریم کے طریق سے زُبید کے ذریعہ مہاجرین عُمَرؓ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف خواہش کی اتباع اور درازیٔ اُمید ہے۔ نفسانی خواہش حق سے روکتی ہے جبکہ درازیٔ اُمید آخرت کو بُھلا دیتی ہے خبردار دُنیا کوچ کر رہی ہے الخ

۶۹۲۵ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مربع خط کھینچا اور اس کے وسط میں ایک اور خط کھینچا جو مربع سے

اَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا

۶۹۲۶ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهُ فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ

سے باہر نکلا ہُوا تھا اور اس درمیانے اندرونی خط کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے خط کھینچے۔ پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جس نے اس کا احاطہ کیا ہُوا ہے اور یہ خط جو باہر نکلا ہُوا ہے انسان کی اُمید ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خط حوادثات ہیں اگر وہ اس حادثہ سے گزر جائے تو دوسرے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۶۹۲۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مربع خط کھینچ کر انسان کی طرف اشارہ کیا اور اس کے درمیان خط کھینچا جو مربع کے ایک کنارے سے باہر نکلا ہو اور اس کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے خطوں جو انسان کو عوارض ہوتے ہیں اور مربع سے باہر نکلنے والا انسان کی اُمیدیں ہیں یعنی انسان دُور دراز کی امیدیں رکھتا ہے اور اُن کو حاصل کرنے کا امیدوار رہتا ہے ؛ حالانکہ موت اس کے بہت قریب ہے۔ اور ان کی تکمیل سے پہلے فوت ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے :

موت | امید
عوارض | عوارض
انسان

نہش کے معنی زہریلے جانور کا ڈسنا ہے۔
یہاں بطور مبالغہ ذکر کیا ہے۔

۶۹۲۶ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھینچے اور فرمایا یہ اُمید ہے اور یہ انسان کی موت ہے

بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ لِقَوْلِهٖ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ

(جو انسان کو گھیرے ہوئے ہے) انسان اس اندیشہ میں ہمیشہ رہتا ہے۔ اچانک اس کے قریب والا خط اس کے پاس آتا ہے۔

۶۹۲۶ — شرح : یعنی لمبا خط جو مربع سے باہر نکلا ہوا ہے وہ انسان کی اُمید ہے اور جس نے انسان کا احاطہ کیا ہوا ہے وہ اس کی موت ہے۔ انسان اس حال میں رہتا ہے کہ اچانک اس کی موت آجاتی ہے جو اس کے بہت قریب خط ہے۔ اور اُمید کو نہیں پاسکتا ہے، کیونکہ باہر نکلنے والے خط سے اس کا احاطہ کرنے والا خط بہت قریب ہے۔

باب جو شخص ساٹھ برس کا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول نہ کریگا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی کہ اس میں نصیحت پانا چاہتا پالیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔۔ یعنی تم پہ بڑھاپا بھی آیا۔

اس باب میں یہ بیان ہے کہ جو شخص ساٹھ برس عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام عذر مسترد کردیتا ہے۔ اس وقت انسان کو صرف استغفار کرنا چاہیئے اور کلیتہً آخرت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اس کا اس وقت یہ عذر قابلِ قبول نہ ہوگا کہ اس کو تھوڑی عمر میسر ہوئی ہے۔ قولہ اَعْذَرَ، باب افعال کی ماضی ہے اس میں ہمزہ سلب کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو لمبی عمر دے کر اس کا عذر زائل کردیا ہے اور بہت مدت اس پہ قادر کیا ہے، چنانچہ فرمایا کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی جس میں تم اپنا حال درست کرسکتے تھے یعنی نے آیت کریمہ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ، کی تفسیر میں چند اقوال نقل کئے ہیں؛ چنانچہ مسروق نے چالیس سال مجاہد [illegible] سال، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے [illegible] سال، سہل بن سعد نے ساٹھ سال، ابوہریرہ نے ساٹھ یا

۶۹۲۷ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَی امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰی بَلَّغَهٗ سِتِّیْنَ سَنَةً تَابَعَهٗ اَبُوْ حَازِمٍ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ ۶۹۲۸ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

ستر سال ذکر کئے ہیں اس عمر میں اللہ تعالیٰ انسان کے عذر زائل کر دیتا ہے اور نذیر سے مراد رسول یا قرآن یا بڑھاپا ہے یہ صحیح تر قول ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ۶۹۲۷ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر زائل کر دیتا ہے جس کی عمر لمبی کی حتی کہ اس کو ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔ ابوحازم اور ابن عجلان نے سعید مقبری سے روایت کرنے میں معن بن یزید کی متابعت کی۔

شرح ۶۹۲۷ : اطبا کہتے ہیں عمر کے چار حصے ہیں۔ ایک حصہ سن طفولیت ہے یہ تیس برس تک ہے۔ دوسرا حصہ سن شباب ہے یہ چالیس برس تک ہے تیسرا حصہ سن کہولت ہے یہ ساٹھ برس تک ہے چوتھا حصہ سن شیخوخت ہے یہ ساٹھ سال کے بعد ہے اس میں انسان کی قوت کمزور پڑ جاتی ہے جس میں نقص اور انحطاط ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور موت سر پہ منڈلاتی پھرتی ہے۔ یہ اللہ کی طرف رجوع کا وقت ہے۔ اور جوانی میں رجوع الی اللہ پیغمبری شیوہ ہے ترمذی میں ابوہریرہ سے مرفوع روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر سالوں کے درمیان ہیں بہت تھوڑے لوگ اس سے اوپر عمر پاتے ہیں۔ الحاصل انسان ساٹھ سال تک قوی رہتا ہے اس کے بعد نقص اور ہرم شروع ہو جاتا ہے۔ اس عمر میں اللہ تعالیٰ اس کے تمام عذر ناقابل قبول کر دیتا ہے، کیونکہ سن بلوغ سے ساٹھ سال تک کافی وقت ہے جس میں وہ سوچ بچار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ"

قَالَ اَخْبَرَنِی سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اثْنَتَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ قَالَ اللَّیْثُ وَحَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدٌ وَاَبُوْ سَلَمَةَ

۶۹۲۹ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکْبَرُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَکْبَرُ مَعَهٗ اِثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

۶۹۲۸ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بوڑھے کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے ان میں سے ایک دُنیا کی محبت اور دُوسرے لمبی اُمید ہے (کثرتِ مال اور عمر کی درازی) لیث نے کہا مجھے یونس اور ابن وہب نے یونس کے ذریعہ ابن شہاب سے خبر دی کہ مجھے سعید بن مسیّب اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی ہے۔

۶۹۲۸ــــ شرح : کبیر سے مُراد بوڑھا شخص ہے۔ یعنی بوڑھے کا دل دو خصلتوں میں جوان ہوتا ہے۔ اس کو مال کی محبت میں قوی استحکام کے سبب جوان کہا ہے یہاں طولِ امل سے مراد درازیٔ عمر ہے۔ اس حدیث کے پہلے باب میں ذکر کرنا زیادہ مناسب تھا (کرمانی)

۶۹۲۹ــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے اس کے ساتھ دو خصلتیں بڑی ہوجاتی ہیں۔ ایک مال کی محبت دوسرے درازیٔ عمر" اس کی شعبہ نے قتادہ سے روایت کی ہے۔

بَابُ الْعَمَلِ الَّذِی یُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ فِیْہِ سَعْدٌ

۶۹۳۰ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ وَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّہٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّۃً مَجَّھَا مِنْ دَلْوٍ کَانَتْ مِنْ دَارِھِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِکٍ الْاَنْصَارِیَّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِیْ سَالِمٍ قَالَ غَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ یُّوَافِیَ عَبْدٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْتَغِیْ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ

۶۹۲۹ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرتِ مال اور درازیٔ عمر کی حرص کرنا مکروہ مذموم ہے۔ ان دو خصلتوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی جان بہت پیاری ہے اس لئے اس کی زیادہ رغبت عمر کے باقی رہنے میں ہوتی ہے اور مال سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ انسان کی دائمی صحت جس پر درازیٔ عمر مرتب ہے کے لئے مال و دولت بہت بڑا سبب ہے اور جب بھی وہ عمر اور مال کا ختم ہونا محسوس کرتا ہے تو اس میں اس کی محبت اور اس کے دوام میں رغبت زیادہ ہوجاتی ہے؛ کیونکہ صبح کے وقت نیند بہت محبوب ہوتی ہے جبکہ وہ محسوس کرتا ہے کہ صبح ہونے والی ہے۔ قولہ رواہ شعبۃ الخ یعنی مذکور حدیث کو شعبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اس تعلیق کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں انقطاع کے وہم کو دفع کیا ہے؛ کیونکہ قتادہ مدلس ہے اور عنعنہ سے روایت کی ہے اور شعبہ مدلسین سے روایت نہیں کرتے جب تک انہیں یہ معلوم نہ ہوجائے کہ وہ اُن کے سماع میں داخل ہے۔ اس میں عنعنہ اور تصریح دونوں برابر ہیں۔ جبکہ شعبہ حدیث میں امیرالمؤمنین ہے۔ لہٰذا

۶۹۳۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنَ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ —

ان کی قتادہ سے روایت انقطاع کے وہم کو دفع کرتی ہے - ان کے غیر میں یہ بات نہیں۔

باب وہ عمل جس میں اللہ کی رضاء کی جستجو ہو۔ (ریاکاری نہ ہو)

اس باب میں سعد بن ابی وقاص کی حدیث ہے جو کتاب الجنائز میں حدیث ع۱۲۲۱ ج: ۲ میں مذکور ہے اس میں یہ الفاظ ہیں - بے شک تو ہرگز مال خرچ نہ کرے گا جس سے تو اللہ کی رضا چاہتا ہو ۔ مگر اس پر تجھے اجر دیا جائے گا حتی کہ تو جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے ،، اس میں بھی تجھے ثواب ملے گا ۔

۶۹۳۰ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی اُنہوں نے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں اور وہ کلی بھی جانتے ہیں جو اُن کے گھر میں ڈول سے کلی اُس کے منہ پر ڈالی تھی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تشریف فرما تھے جبکہ محمود بچے تھے اس وقت حضور نے برکت کے لئے پانی کی کلی محمود کے منہ پر ڈالی تھی) محمود ابن ربیع نے کہا میں نے عتبان بن مالک انصاری جو قبیلہ بنی سالم سے ہیں اُنہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس سے وہ اللہ کی رضا چاہتا ہے وہ قیامت کے دن کو نہ پائے گا مگر اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دیگا (حدیث ع ج ۱۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا

۶۹۳۲ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسٰى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے مومن بندے کے لئے میرے پاس کوئی جزا نہیں جبکہ میں دُنیا میں اس کی محبوب شئی قبض کرلوں اور وہ صبر کرکے ثواب کا طالب رہے مگر جنّت ہے (کسی عزیز کے فوت ہوجانے پر ثواب طلب کرتے ہوئے صبر کرے تو اس کے لئے جنّت کے سوا اور کوئی جزا نہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ صفیہ انسان کی محبوب شئی ہے جیسے بیٹا بھائی وغیرہ)

باب دُنیا کی زینت اور اس میں رغبت کرنے سے پرہیز کیا جائے ''

(تنافس نفاست سے ہے اس کے معنی کسی شئی میں رغبت کرنا ہے)

۶۹۳۲ ترجمہ: مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لؤی کے حلیف ہیں اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جنگِ بدر میں موجود تھے نے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوعبیدہ بن جرّاح کو بحرین جذیہ وصُول کرنے بھیجا جبکہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بحرین والوں سے صُلح کی تھی اور اُن پر علاء بن حضرمی

وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِهٖ فَوَافَتْ صَلٰوةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ فَقَالَ اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ وَاَنَّهٗ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَ اَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَ تُلْهِيَكُمْ كَمَا اَلْهَتْهُمْ

کو امیر مقرر کیا تھا ابوعبیدہ بحرین سے مال لائے تو انصار نے اُن کے آنے کی خبر سُنی تو صبح کی نماز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہو گئے جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو انصار آپ کے سامنے آئے جب حضور نے ان کو دیکھا تو مُسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے ابوعبیدہ کے آنے کی خبر سُنی ہے اور یہ کہ وہ کچھ لائے ہیں۔ انصار نے کہا ہاں! یارسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا تمہیں خوشخبری ہو اور اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے فقر کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تمہارے لئے دُنیا کُھل جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لئے کُھلی اور تم دُنیا میں رغبت کرو گے جیسے انہوں نے رغبت کی وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسے ان کو مشغول کیا۔

۶۹۳۲

شرح: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس امّت کے امین ہیں وہ دس ہجری میں ایک لاکھ اسّی ہزار درہم مال لائے تھے وہ رات کو تشریف لائے اور مال چٹائی پر بکھیر دیا اس مال سے کسی سائل کو محروم نہ کیا گیا تھا۔ بحرین والے مجوسی تھے اُن سے یہ جزیہ لیا گیا تھا معلوم ہُوا کہ مجوسیوں سے جزیہ لینا جائز ہے۔

(حدیث: ۲۹۴۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۹۲۳ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِيَ الْآنَ وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

۴۹۲۳ ــــ ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور اُحُد کے شہداء پر میت کی نماز جنازہ کی طرح نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں میں تم پر گواہ ہوں اور میں اب اپنا حوض دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا فرمایا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ بخدا! میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم دُنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

۴۹۲۳ ــــ شرح : قولہ فصلّی علیہ آہ ہجرت کے آٹھ سال بعد یہ نماز پڑھی تھی؛ کیونکہ غزوہ اُحُد تیسرے سال کے ماہ شوال میں واقع ہُوا تھا۔ امام نووی اور قسطلانی نے کہا صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ حضور نے شہداء اُحُد کیلئے دُعا کی تھی معہود نماز جنازہ نہ تھی۔ عینی نے کہا یہ صریح لفظ سے عدول ہے اور اپنے مذہب کی ترویج کے لئے عدول کیا ہے یہ انصاف نہیں۔ امام طحاوی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہداء اُحُد پر نماز پڑھنا تین امور سے خالی نہیں اول یہ کہ نماز شہداء اُحُد کے حق میں ناسخ ہے جابر سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحُد کے شہداء کے دفن کا حکم فرمایا ان کو غسل نہ دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے لئے نماز جنازہ مشروع نہیں دوسرے یہ کہ شہداء اُحُد کے حق میں یہ

۶۹۳۴ ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ عَنْ زَیْدِ
ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَکْبَرَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مَا یُخْرِجُ اللّٰهُ لَکُمْ مِّنْ
بَرَکَاتِ الْاَرْضِ قِیْلَ مَا بَرَکَاتُ الْاَرْضِ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْیَا فَقَالَ لَهٗ
رَجُلٌ هَلْ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی
ظَنَنَّا اَنَّهٗ یُنْزَلُ عَلَیْهِ ثُمَّ جَعَلَ یَمْسَحُ عَنْ جَبِیْنِهٖ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ
قَالَ اَنَا قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِیْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا یَاْتِیْ
الْخَیْرُ اِلَّا بِالْخَیْرِ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَاِنَّ کُلَّ مَا اَنْبَتَ
الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ یُلِمُّ اِلَّا اٰکِلَةَ الْخُضْرَةِ تَاْکُلُ حَتّٰی اِذَا امْتَدَّتْ

مسنون تھا کہ اُن کی نمازِ جنازہ آٹھ سال بعد پڑھی جائے تیسرے یہ کہ شہداءِ اُحد پر نمازِ جنازہ جائز تھی جبکہ دوسری اموات کے لئے واجب ہے۔ بہر حال شہید کی نمازِ جنازہ ثابت ہے۔ اس کے باوجود ابو داؤد نے عطاء بن ابی رباح کے مراسیل میں روائت ذکر کی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے شہداء پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ یہ جابر کی حدیث کے معارض ہے اور اِس کو اُس پر ترجیح ہے، کیونکہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے۔ حدیث عـ<u>۱۲۶۵</u> ج ۲ کی شرح دیکھیں۔

۶۹۳۴ **ترجمہ** : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے تم پر زیادہ خوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے زمین کی برکتیں ظاہر کر دے گا۔ عرض کیا گیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم" زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا دُنیا کی زینت تر و تازگی ایک آدمی نے عرض کیا کیا خیر شر کو لائے گی؟ (خیر کے بعد شر آئے گی) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کچھ خاموش ہُوئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے پھر آپ پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ اُس نے کہا جی میں حاضر ہوں۔ ابوسعید نے کہا جب وہ

خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

شخص ظاہر ہُوا تو ہم نے اس کی تعریف کی۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر خیر کو ہی لاتی ہے بیشک یہ مال سرسبز، شاداب اور میٹھے گھاس کی طرح ہے جو کچھ موسم ربیع اگاتا ہے وہ زیادہ کھانے والے چارپائے کو ہلاک کر دیتا ہے یا وہ ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے مگر سبزہ کو کھانے والا جو اس کو کھائے حتی کہ اس کی دونوں طرفیں دراز ہو جائیں (پیٹ بھر جائے) سورج کے سامنے آئے اور جگالی کرے اور لید، پیشاب کرے پھر لوٹے اور کھائے بے شک یہ مال میٹھا اور لذیذ ہے جو کوئی اس کو اپنے حق کے ساتھ لے اور اس کو اس کے حق میں صرف کرے تو یہ مال بہترین مددگار ہے اور جو کوئی اس کو بغیر حق کے لے وہ اس چوپائے کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

۶۹۳۴ — شرح: حَمِدْنَاہُ، ابو سعید نے کہا جب وہ شخص ظاہر ہُوا تو ہم نے اس کی تعریف کی، یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے اس کو ملامت کی جبکہ اُنہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاموش ہوتے دیکھا اُنہوں نے گمان کیا کہ اُس نے حضور کو غضبناک کیا ہے پھر جب دیکھا کہ اس کا سوال سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے استفادہ کا سبب ہے تو صحابہ نے سائل کی حمد و ثناء کی۔

قولہ لا یاتی الخیر الا بالخیر، یعنی خیر کو شر اس لئے عارض ہوتی ہے کہ وہ مستحق سے بخل کرتا ہے اور غیر شرعی امور میں اس کے خرچ کرنے میں اسراف کرتا ہے

قولہ ان ھٰذا المال، یعنی مالدار زندگی دیکھنے میں لذیذ اور میٹھی ہے یا چکھنے میں لذیذ ہے یا تشبیہ مراد ہے یعنی مال میٹھی اور لذیذ سبزی کی طرح ہے یا یہاں مال سے مُراد دنیا ہے کیونکہ یہ اس کی زینت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، مال و اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہے۔

قولہ وان کل ما انبت الربیع آہ، درحقیقت اگانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور

یہاں انبات کی ربیع کی طرف نسبت مجازی ہے یعنی جو گھاس وغیرہ موسم ربیع اگاتا ہے وہ سبزہ لذیذ ہوتا ہے زیادہ کھانے والے چارپایہ کو بدہضمی کی وجہ سے ہلاک کر دیتا ہے اور اس کے پیٹ میں ہوا بھر دیتا ہے یا وہ مرنے کے قریب ہو جاتا ہے جبکہ بسیار خور چوپایہ کی آنتیں اس کو ہضم نہیں کر سکتیں اس حال میں اس کا پیٹ پھول جاتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو دُنیا زیادہ حاصل کرتا ہے اور اس کو خرچ کے مقامات میں خرچ نہیں کرتا وہ دُنیا میں لوگوں کی اذیت اور حسد سے ہلاک ہو جاتا ہے اور آخرت میں عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ حَبَط بفتح الحاء والباء ہے اس کے معنی چوپایہ کا زیادہ چرنے سے اس کے پیٹ کا پھول جانا ہے۔

قولہ الّا آکلۃ الخضرۃ آہ یعنی وہ چوپایہ جو گھاس کھاتا ہے حتیٰ کہ جب اس کی دونوں طرفیں بھر جائیں اور اس کا پیٹ پُر ہو جائے تو وہ سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کرتا ہے اور پتلی لید و گوبر اور پیشاب وغیرہ کر کے راحت پاتا ہے پھر لوٹ آتا ہے اور کھاتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو دُنیا زیادہ جمع نہیں کرتا اور دُنیا میں غرباء پر خرچ کرتا ہے اور آفتاب شریعت کو احوال کی اصلاح کا مُوجب جانتا ہے وہ دُنیا میں راحت پاتا ہے اور آخرت میں پسندیدہ زندگی میں رہتا ہے۔ فھو فی عیشۃ راضیۃ، پہلی قسم کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مایقتل حَبَطًا ،، میں اس شخص کے حال کی طرف اشارہ ہے کہ کثرتِ دُنیا کے سبب معصیت اور شہوت میں پڑ جاتا ہے اور کبائر پر اصرار کر کے دائرۂ شریعت سے خارج ہو جاتا ہے اس طرح وہ ہلاک ہوتا ہے اور توبہ کی توفیق نہیں پاتا۔ دُنیا و آخرت میں اس کی ہلاکت ہے اور جو ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے اس کی مثال وہ آدمی ہے جو کثرت دُنیا کے سبب فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے لیکن اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور دوزخ کی آگ میں عذاب کے بعد خلاصی پاتا ہے اس حدیث میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی محبت اور اس کے خرچ کرنے میں لوگوں کے احوال میں تفاوت کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ مالِ دُنیا شیریں اور لذیذ ہے جو دل و دماغ میں سرور پیدا کرتا ہے اور اس میں نفس رغبت کرتا ہے اور خوش ذائقہ شیریں چیز کھانے کی خواہش کرتا ہے۔

قولہ ومن اخذہ بحقہ آہ یعنی جو حلال طریقہ سے مال حاصل کرتا ہے اور اس کے حق میں اس کو خرچ کرتا ہے۔ یہ شخص قلبی فراغت کے سبب اللہ کی طاعت میں مصروف رہتا ہے اور جو کوئی ناجائز طریقہ سے مال جمع کرتا ہے اور اس کو خرچ نہیں کرتا وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا یہ دنیا داروں کی خاصیت ہے کہ جب مال پائیں تو ان کی حرص اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور جو اُن کے پاس ہو

۶۹۲۵ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زَهْدَمُ ابْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ

اس کو قلیل شمار کرتے ہیں ایسے لوگوں کا حال صاحب مرض جوع کلب کا حال ہے کہ جب بھی وہ زیادہ کھائے اس کی بھوک زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت ہے۔

قسطلانی نے ابن منیر سے نقل کیا کہ اس حدیث میں تشبیہ کی چند صورتیں ہیں۔ اوّل مال اور اس کے بڑھنے کو نباتات اور اُن کے ظہور کے ساتھ تشبیہ دی۔ دوّم دنیا کا مال اور اس کے اسباب کرنے میں منہمک ہونے والے کو چوپایوں سے تشبیہ دی جو گھاس چرنے میں منہمک رہتے ہیں۔ سوّم مال کی فراوانی اور اس کو ذخیرہ کرنے کو کھانے میں مبالغہ کرنے والے سے تشبیہ دی۔ چہارم دُنیا کا مال زیادہ جمع کرنے کو کھانے کی زیادہ حرص کرنے اور اس سے پیٹ بھرنے والے کے ساتھ تشبیہ دی۔ پنجم نفوس میں مال کی عظمت کے باوجود جو زیادہ بخل تک پہنچائے کو اس چیز سے تشبیہ دی جو چار پایہ پتلی پتلی لید وغیرہ کرتا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ شریعت میں مال کا ہونا غلیظ اور بدبودار چیز ہے۔ مال جمع کرنے سے باز رہنے کو اس بکری سے تشبیہ دی جو آرام کرنے کے لئے سُورج کی طرف مُنہ کرکے بیٹھ جاتی ہے۔ یہ اس کا سکون و اطمینان میں بہترین حال ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بکری کو اپنی مصلحت کا ادراک ہے۔ ششم موت جو مال کی جامع اور اس سے مانع ہے کو چوپایہ کی موت سے تشبیہ دی جو اپنی اذیّت اور ضرر سے غافل ہے۔ ہفتم مال کو اس شخص سے تشبیہ دی جس کا مال اس کے دشمن ہونے میں اُمن میں نہیں کیونکہ مال کی شان یہ ہے کہ اس کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کو مستحقین سے روکا جاتا ہے تو یہ اس کے لئے عذاب کا سبب بن جاتا ہے ہشتم ناحق مال لینے والے کو اس شخص سے تشبیہ دی جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اس حدیث میں یہ آٹھ تشبیہات ہیں۔

(حدیث ۱۳۸۲ ج ۲، کی شرح دیکھیں)

يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا اَدْرِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
قَوْلِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ
وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ

۶۹۳۵ — ترجمہ : زہدم بن مُضرب نے کہا میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں سے بہترین مسلمان میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ مسلمان جو اُن سے ملتے ہیں پھر وہ جو اُن سے ملتے ہیں۔ عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے دو بار یا تین بار کے بعد فرمایا (یہ راوی کو شک ہے) پھر اُن کے بعد ایسے لوگ آئیں گے وہ گواہی دیں گے حالانکہ اُن سے گواہی نہیں لی جائے گی وہ خیانت کریں گے ان کو امین نہ بنایا جائے گا وہ نذریں مانیں گے اور پُوری نہ کریں گے اُن میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

۶۹۳۵ — شرح : یعنی بہترین مسلمان میرے زمانہ کے مسلمان ہیں جو صحابہ کرام ہیں ”رضی اللہ عنہم“، پھر جو اُن کے زمانہ سے متصل زمانہ کے لوگ ہوں گے وہ تابعین کرام رضی اللہ عنہم ہیں پھر جو اُن سے متصل ہوں گے یعنی حضرات تبع تابعین رضی اللہ عنہم۔ شیخ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر بات یہ ہے کہ قرن میں زمانہ کا معیّن عدد معتبر نہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا قرن جو حضرات صحابہ کرام ہیں سَو سال تک باقی رہے تھے اور تابعین کا قرن سو سال سے ستر سال تک باقی رہا اور تبع تابعین کا قرن اس کے بعد ساٹھ سال سے کچھ قدرے زیادہ تھا اس وقت بدعات اور عجیب و غریب اشیاء ظاہر ہوئیں۔ فلاسفہ نے اپنے سر اُٹھائے معتزلہ نے زبانیں کھولنا شروع کر دیں اور اہلِ علم خلق قرآن کے مسئلہ میں آزمائش میں پڑ گئے۔ حالات متغیر ہو گئے اور فحش اختلافات ہونے لگے اور روز بروز احکام سنّت میں نقصان ہونے لگا عمران کی روایت کے مطابق سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم مخبر صادق کے ارشاد کا مصداق ظاہر ہُوا،،

قولہ قال عمران ،، یعنی عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے دوسری بار یا تیسری کے بعد فرمایا کہ پھر اس کے بعد لوگ ظاہر ہوں گے جو گواہی دیں گے ، حالانکہ اُن کی گواہی مطلوب نہ ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنے کے بغیر گواہی دینا مذموم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف

۶۹۳۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ

میں ہے کہ بہترین گواہ وہ لوگ ہوں گے جو گواہی طلب کئے بغیر گواہی دیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اُس حدیث کا محمل یہ ہے کہ اِس شخص کے سوا کوئی اور شخص گواہ نہیں جو اُس کے دعویٰ کے ثبوت کا گواہ ہو جبکہ اس شخص کا مدعی کو علم نہیں اگر یہ شخص گواہی نہ دے تو اس کا حق ضائع ہوتا ہے اس صورت میں اس شخص کا گواہی طلب کئے بغیر گواہ بننا محمود ہے اور کسی کا حق ضائع کرنے کے لئے خود بخود گواہ بننا مذموم ہے اس طرح حدیثوں میں اتفاق ہے۔ قولہ یظہر فیہم السمن ،، یعنی اِن لوگوں میں جو خیانت کرتے ہیں اور ان کو امین نہیں بنایا جاتا ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا اور وہ موٹاپے کو محبوب جانیں گے حتیٰ کہ موٹاپا کے لئے دوائیں استعمال کریں گے لیکن اگر طبعی طور پر انسان میں موٹاپا آجائے تو مذموم نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۲۴۷۵ ج ۴ کی شرح تفہیم)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۳۶ — نے فرمایا بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو میرے زمانہ کے لوگوں سے متصل ہوں گے پھر وہ جو اُن کے متصل ہوں گے۔ پھر اُن کے بعد لوگ آئیں گے کہ ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے اور ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے آگے ہوں گی۔

۶۹۳۶ — شرح: یعنی وہ گواہی دینے کے حریص ہوں گے کبھی وہ قسموں کو گواہی پر مقدم کریں گے کبھی اس کا برعکس کریں گے یا یہ شہادت اور یمین کی سُرعت کی مثال ہے اور وہ اس میں مجبوری سے شروع ہوں گے حتیٰ کہ یہ معلوم نہ ہوگا کہ گواہی پہلے دینا ہے یا قسم پہلے کھانا ہے اور دین میں لاپرواہی کے باعث جس طرح چاہیں گے ابتدا کریں گے اور اس میں کوئی احتیاط نہ کریں گے بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہیاں دیں گے اور جھوٹی قسمیں کھائیں گے یا معنیٰ یہ ہیں کہ وہ اپنی گواہیوں کو قسموں سے سچا کرنے کی کوشش کریں گے اور کہیں گے۔ اللہ گواہ ہے کہ ہم سچے ہیں؛ چنانچہ وہ کہیں

۶۹۳۷ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ عَنْ قَیْسٍ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَ قَدِ اکْتَوٰی یَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِیْ بَطْنِهٖ وَقَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوْا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ اِنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْیَا بِشَیْءٍ وَ اَنَّا اَصَبْنَا مِنَ الدُّنْیَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ

ہماری قسموں کی سچائی کے لوگ گواہ ہیں۔ ابن جوزی نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ احتیاط نہ کریں گے اور گواہی اور قسم کھانے کو آسان جانیں گے (حدیث ۳۴۷۵ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۷ — ترجمہ : قیس نے کہا میں نے خباب سے سنا حالانکہ اس روز ان کے پیٹ پر سات داغ لگائے گئے تھے۔ قیس نے کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعاء کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں موت کی دعاء کرتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گزر گئے، حالانکہ دنیا نے ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا اور ہم نے دنیا میں مال حاصل کیا۔ مٹی کے سوا اس کی جگہ کہیں نہیں پاتے ہیں۔

۶۹۳۷ — شرح : یعنی اس کی مال کی کھپت مکانوں اور عمارات میں کرتے ہیں۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کثرتِ مال اور دنیاوی معیشت پر حسرت اور افسوس کرتے ہیں کہ یہ اُن کے آخرت کے ثواب کے نقصان کا موجب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد مذکور حدیث میں ہے کہ خباب مکان بنا رہے تھے اگر یہ مذکور نہ ہوتا تو حدیث کے معنیٰ یہ ہوتے کہ مال و دولت کو زمین میں چھپاتے۔

داؤدی نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ مال کے فتنہ سے وہی نجات پاتا ہے جو مر جائے اور زمین میں چلا جائے۔

۶۹۳۸ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهٗ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَّأَنَا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا إِلَّا فِي التُّرَابِ

۶۹۳۹ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ

۶۹۳۸ ـــ ترجمہ: قیس نے کہا میں خبّاب کے پاس آیا، حالانکہ وہ دیوار بنا رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہمارے ساتھی فوت ہوگئے اور دُنیا نے ان کے عمل سے کچھ نقصان نہ کیا اور ہم نے ان کے بعد مال پایا ہے۔ مٹی کے سوا اس کی جگہ نہیں پاتے ہیں۔

۶۹۳۹ ـــ ترجمہ: حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اس کا واقعہ بیان کیا۔

۶۹۳۹ ـــ شرح: یعنی راوی مذکور حدیث ہجرت کی ابتداء سے مدینہ منورہ تک بتمامہ بیان کی کہ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوا ہم میں سے بعض فوت ہوگئے اور انہوں نے اپنے اجر سے کچھ نہ لیا اُن میں سے مصعب بن عمیر ہیں اس کی تفصیل فضل فقر میں ذکر ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے لوگو اللہ کا وعدہ حق ہے

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلٰى قَوْلِهٖ مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعِيْرُ جَمْعُهٗ سُعُرٌ وَقَالَ مُجَاهِدُ الْغَرُوْرُ الشَّيْطَانُ ۔ ٦٩٤٠ ــــ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُعَاذُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ ابْنَ اَبَانٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ اَتَيْتُ عُثْمٰنَ بِطَهُوْرِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ

تم کو دُنیاوی زندگی دھوکہ میں نہ رکھے اور نہ شیطان تمہیں اللہ سے غافل کر دے۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن جانو وہ صرف اپنی جماعت کو دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی ہو جائیں سعیر کی جمع سُعُر ہے یہ مجاہد نے کہا غرور بمعنی شیطان ہے۔

اللہ کا وعدہ ہے کہ تمہیں فوت کرنے کے بعد زندہ اُٹھانے کا پھر تمہارا احساب وکتاب ہوگا اور ثواب وعقاب کا فیصلہ کرے گا۔ شیطان اللہ سے غافل کرتا ہے پس بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور مغفرت کی خواہش کرتا ہے۔ غرور بمعنی شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے دھوکہ میں آنے سے روکا ہے اور ہمارے لئے اس کی عداوت واضح کی ہے تاکہ اس کے فریب نہ آجائیں اور فرمایا اس کو اپنا دشمن سمجھو اور اس کی طاعت سے بچتے رہو وہ اپنی جماعت کو کفر کی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخی ہو جائیں۔ مجاہد نے کہا غرور شیطان ہے۔

غرور بروزن فعول معنی فاعل ہے۔ غِرّہ بالکسر بمعنی بیداری میں غفلت ہے غرور ہر وہ شئی ہے جو انسان کو غافل کر دے۔ مجاہد نے غرور کی تفسیر شیطان سے اس لئے کی ہے کہ شیطان انسان کو غافل کر دیتا ہے اور فریب دیتا ہے۔

٦٩٤٠ ــــ ترجمہ: معاذ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ حمران بن ابان نے اُن سے بیان

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوْا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ حُمْرَانُ بْنُ أَبَانٍ

کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وضوء کا پانی لایا، حالانکہ وہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے وضوء کیا اور کامل وضوء کیا پھر کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ نے وضوء فرمایا حالانکہ آپ اس جگہ تشریف فرما تھے۔ حضور نے بہت اچھا وضوء کیا پھر فرمایا جس نے اس طرح وضوء کیا پھر مسجد میں آیا اور دو رکعتیں نماز پڑھیں پھر بیٹھا رہا اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکا میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔"

۴۹۴۰

شرح : قولہ مثل ھذا الوضوء، مثلیت کو یہ لازم نہیں کہ ان کا وضوء ہر لحاظ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کی مثل تھا، کیونکہ یہ مشکل ہے۔ یعنی جو شخص کامل وضوء کرے پھر مسجد میں آکر دو رکعتیں نفل پڑھے اس کے بعد مسجد میں بیٹھا رہے اور نماز کا انتظار کرے تو اس کے پہلے صغائر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وضوء کرکے مسجد میں آئے اور فرض نماز ادا کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نمازی کا تحیۃ المسجد یا فرض باجماعت پڑھنے کے لئے کامل وضوء کرنا گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ ایک روایت میں ہے جو کوئی مسلمان اچھا وضوء کرے اور پانچوں نمازیں ادا کرے اس سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس سے مراد وہ گناہ ہیں جو انسان اور بندہ کے درمیان میں ہیں یعنی صغائر نیک عمل کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَات،، اور کبائر گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور جن امور کا تعلق انسانوں سے ہے یعنی حقوق العباد ان کو راضی کیے بغیر معاف نہیں ہوتے قولہ لَا تَغْتَرُّوْا یعنی گناہ کرنے میں جرأت نہ کرو اور یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، کیونکہ مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ ذَهَابُ الصَّالِحِيْنَ

۶۹۴۱ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسِ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً قَالَ ابوعبداللہ حفالۃ: حثالۃ

باب نیک لوگوں کا فوت ہونا

ذہاب بفتح الذال معنی گذشتن و رفتن ہے۔ یعنی نیک لوگوں کا چلے جانا اور فوت ہو جانا قیامت کی علامت اور دُنیا کے فنا ہونے کی دلیل ہے۔ کہا جاتا ہے " الذَّهَابُ الْمَطَرُ " یعنی لفظ ذہاب گزر جانے اور بارش میں مشترک ہے، لیکن ذَہاب بفتح الذال معنی رفتن اور بکسر الذال معنی بارش ہے۔ عینی نے صاحب محکم سے نقل کیا کہ اَلذِّهْبَة بکسر الذال ہلکی سی بارش ہے اس کی جمع ذہاب ہے۔

۶۹۴۱ ــــ ترجمہ : مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اور جَو اور کھجوروں کے چھان اور باقی ماندہ خراب کھجوروں کی طرح باقی رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ بخاری نے کہا " حفالہ اور حُثالہ ہم معنی ہیں "

۶۹۴۱ ــــ شرح : مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ اہل بیعتِ رضوان میں سے ہیں حفالہ ہر وہ شئ ہے جو کسی کام کی نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت میں زمین علماء سے خالی ہو جائے گی اور اس میں صرف جاہل رہ جائیں گے داؤدی نے کہا حفالہ جَو کا چھان ہے اور اچھی کھجوریں کھانے کے بعد جو باقی بچ رہتی ہیں۔ دونوں پر حُفالہ بولا جاتا ہے یعنی نیک لوگوں کے مرجانے کے بعد ایسے لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر و منزلت نہ ہوگی اور نہ ہی اُن کا وزن ہوگا اور وہ کسی شمار میں نہ ہوں گے "

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

۶۹۴۲ — حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِىَ رَضِىَ وَاِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ

باب مال کے فتنہ سے بچنا

فتنہ بمعنی ابتلاء اور سیدھی راہ سے ٹیڑھے ہو جانا ہے۔
اس کے معنی احتراق ،، جل جانا ،، بھی ہیں "

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے ابتلاء "آزمائش" ہے

۶۹۴۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار، درہم اور قطیفہ کا بندہ ہلاک ہو جائے کہ اگر اس کو دیا جائے تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر اس کا مقصد پورا نہ کیا جائے تو راضی نہیں ہوتا۔

۶۹۴۲ — شرح : تعس بد دعاء کا کلمہ ہے۔ یعنی روپے پیسوں کی طلب اور اور نفیس کپڑے پہنتے ہیں جن کی عمر اسی طرح گزر جائے وہ خسارہ میں رہے گا۔ یہ دنیا کے طالب اور اس میں منہمک رہنے والے کے لئے بد دعاء ہے۔ قطیفہ، ریشمی چادر خمیصہ سیاہ کمبل۔ بعض نے کہا خمیصہ ریشمی یا صوف کی چادر ہے۔ بعض علماء نے کہا خمیصہ مربع چادر ہے

۶۹۴۳ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ

جس میں نقش ونگار اور خطوط ہوں۔ حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا دُنیا کے سامان سے محبت کرنا اور اس میں منہمک رہنا مذموم ہے اگر کسی کی ملک میں مذکورہ اشیاء ہوں اور وہ ان میں منہمک نہ ہو مذموم نہیں ہے۔

درہم و دینار سے محبت کرنے والے شخص کو اس کا مطلوب دیا جائے تو خوش ہوتا ہے، ورنہ ناراض رہتا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ،، اگر ان کو دُنیا میں سے کچھ دیا جائے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں کچھ نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ دُنیا میں بہت حریص ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دُنیا کے سامان میں حرص کرنے کے سبب ان کو بندۂ دینار و درہم فرمایا ہے لہٰذا جو شخص بندۂ شہوت ہو اس کے حق میں ،، اِيَّاكَ نَعْبُدُ ،، صادق نہیں آتا اور نہ ہی اس کو صدیقیت کے ساتھ موصوف کرنا درست ہے۔

۶۹۴۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا اگر ابن آدم کے لئے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا۔ ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی بھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا ہے جو عصمت طلب کرنے کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(یعنی جو معصیت اور دُنیا کی محبت سے اور اللہ تعالیٰ کے حق میں غفلت سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس حدیث میں دُنیا کے مال میں حرص کرنے کی مذمت ہے)

۶۹۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَاَحَبَّ اَنَّ لَهٗ اِلَيْهِ مِثْلَهٗ وَلَا يَمْلَاُ عَيْنَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا اَدْرِيْ مِنَ الْقُرْاٰنِ هُوَ اَمْ لَا قَالَ فَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ

۶۹۴۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اگر ابن آدم کے لئے وادی کی مقدار مال ہو تو وہ خواہش کرے گا کہ اتنا مال اس کے پاس اور بھی ہو۔ ابن آدم کی آنکھ کو مٹی ہی بھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو آہ وزاری سے اس کی طرف رجوع کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں۔ اس حدیث کے راوی عطاء نے کہا میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو منبر شریف پر یہ کہتے سُنا ہے۔

۶۹۴۴ — شرح : یعنی مذکور حدیث شریف قرآن کریم میں ہے جس کی تلاوت منسوخ ہے۔

کرمانی نے کہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا یعنی اگر ابن آدم کے لئے ایک وادی مال ہو تو وہ خواہش کرے گا کہ اس کے لئے اس جیسی ایک اور وادی ہو۔ اس کے منہ کو صرف مٹی ہی بھرتی ہے۔ یہ بھی احتمال کہ ذالک سے مراد قول "لا ادری" بھی ہو یعنی میں نہیں جانتا یہ قرآن ہے یا نہیں۔

۶۹۴۵ — ترجمہ : عباس بن سہل بن سعد نے کہا میں نے عبداللہ بن زُبیر کو مکہ مکرمہ میں منبر شریف پر خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے سے بھری ہوئی دی جائے تو وہ دوسری وادی کی خواہش کرے گا اور اگر اس کو

۶۹۴۵ — حَدَّثَنَا ابُو نُعَیمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سُلَیْمَانَ بْنِ الْغَسِیْلِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَیْرِ عَلٰی مِنْبَرِ مَکَّۃَ فِیْ خُطْبَتِہٖ یَقُوْلُ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ ابْنَ اٰدَمَ اُعْطِیَ وَادِیًا مَلْاً مِّنْ ذَھَبٍ اَحَبَّ اِلَیْہِ ثَانِیًا وَلَوْ اُعْطِیَ ثَانِیًا اَحَبَّ اِلَیْہِ ثَالِثًا وَلَا یَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ

۶۹۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیًا مِّنْ ذَھَبٍ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَادِیَانِ وَلَنْ یَّمْلَاَ فَاہُ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ وَقَالَ لَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُبَیٍّ کُنَّا نُرٰی ھٰذَا مِنَ الْقُرْاٰنِ حَتّٰی نَزَلَتْ اَلْھٰکُمُ

دُوسری وادی بھی دی جائے تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا۔ ابن آدم کی آنکھ کو صرف مٹی بھرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں تائب ہو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

۶۹۴۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی روایت میں ہے کہ ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھرتی ہے دوسری روایت میں آنکھ مذکور ہے اور تیسری میں منہ کا ذکر ہے ان میں اتفاق کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ کی حقیقت مراد نہیں بلکہ اس سے مراد موت ہے کیونکہ اس کو امتلاء "بھر جانا" لازم ہے۔ گویا کہ فرمایا ابن آدم دُنیا میں سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ مرجائے لہٰذا ان تینوں عبارات کا مقصد ایک ہی ہے۔

۶۹۴۶ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمَالُ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ

وَقَالَ اللّٰهُ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَقَالَ عُمَرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اِلَّا اَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَ لَنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اَنْ اُنْفِقَهٗ فِيْ حَقِّهٖ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے لئے ایک وادی سونا ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے لئے سونے کی دو وادیاں ہوں اس کے منہ کو کوئی شئ نہیں بھرتی مگر مٹی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے ابوالولید نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے ثابت سے انہوں نے انس کے ذریعہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ انہوں نے کہا ہم اس حدیث کو قرآن شمار کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " نازل ہوئی "

۶۹۴۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آیت کریمہ کی کیا تخصیص ہے؟ حالانکہ یہ آیت کریمہ مذکور حدیث کی ناسخ بھی نہیں؛ کیونکہ حدیث اور اس آیت کریمہ میں معارضہ ہی نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حکم منسوخ ہونے کی شرط معارضہ ہے لیکن الفاظ منسوخ ہونے کے لئے معارضہ شرط نہیں، لہٰذا مقصد یہ ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی جو حدیث کے ہم معنیٰ ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ اس کی تلاوت منسوخ ہے اور اس کے معنی پر ہی اکتفاء کی گئی ہے۔ حدیث اور آیت کریمہ کے معنی میں موافقت اس طرح ہے کہ بعض مفسرین نے زیارت القبور کی موت سے تفسیر کی ہے۔ یعنی تمہیں مال کی کثرت اللہ کی یاد سے غافل کر دے گی یہاں تک کہ تم مرجاؤ گے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہوں کہ ہم اس حدیث کو قرآن گمان کرتے تھے حتیٰ کہ اس کے ہم معنیٰ قرآن کی صورت نازل ہوئی ان دونوں میں مماثلت کے سبب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ یہ حدیث قرآن نہیں لہٰذا یہاں نسخ وغیرہ نہیں (کرمانی)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد

یہ مال تر و تازہ میٹھا ہے ،،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگوں کے لئے خواہشات یعنی عورتوں بیٹوں سونے چاندی کے ڈھیروں نشان لگائے ہوئے گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتوں کی محبت مزیّن کی گئی ہے۔ یہ دُنیاوی زندگی کا سامان ہے

تفسیر: یعنی اس دُنیا میں مختلف انواع ہیں جو انسان کے لئے مرغوب طبع ہیں۔ اُن سے اوّل الذکر عورت ہے، کیونکہ اس کا فتنہ بہت سخت ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کو ضرر دے لیکن جب ان سے غرض پاکدامن رہنا اور کثرتِ اولاد ہے تو یہ ایسا مطلوب ہے جس میں رغبت کی جاتی ہے اور اس کی طرف بلایا جاتا ہے، کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ دُنیا سامان ہے اور اس کا بہتر سامان نیک عورت ہے۔ اس کے بعد ،، لڑکوں ،، کو ذکر کیا ان کی محبت یا فخر و مباہات اور زینت کے لئے ہے تو وہ اس میں داخل ہے یا نسل کی کثرت اور امتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کثرت کے لئے ہے تو یہ محمود ہے اور قابل مدح و ثنا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے محبّت کرنے والی زیادہ بچّوں کو جنم دینے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ قیامت میں تمہاری وجہ سے میں پہلی امتوں پر کثرت کے باعث فخر کروں گا۔

قولہ والقناطیر المقنطرة ،، قنطار کی مقدار میں کئی قول ہیں ضحاک نے کہا یہ کثیر مال ہے بعض نے ہزار دینار بعض نے بارہ سو بعض نے بارہ ہزار بعض نے چالیس ہزار بعض نے ستر ہزار اور بعض نے اسی ہزار کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ،، قنطار ،، بارہ ہزار اوقیہ ہیں اور ہر اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان والی اشیاء سے بہتر ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا قنطار بیل کے کھال کے بھراؤ کی مقدار سونا ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا ایک لاکھ دینار ہے۔ مقنطرہ قنطار کی تاکید ہے جیسے

۶۹۴۷ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْمَالُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ

بدرۃ مبدرۃ مدخیل مسومہ نشانی لگائے ہوئے گھوڑے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ ہم طاقت نہیں رکھتے مگر اس چیز کی جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے اس سے خوش ہوں اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مال کو اسکے حق میں خرچ کروں۔

کیونکہ جو کوئی مال حق سے حاصل کرے اور اس کو حق میں خرچ کیا کرے وہ مال کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ دارقطنی نے یحیی بن سعید انصاری سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس مشرق سے بہت مال لایا گیا جبکہ کسریٰ پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا اس کو زمین پر ڈال کر ڈھانپ دیا جائے پھر لوگوں کو جمع کیا پھر حکم دیا کہ اس سے کپڑا اٹھایا جائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زیورات، جواہرات اور دیگر بے شمار سامان تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ کیوں رو رہے اللہ تعالیٰ نے یہ غنیمتیں ان کے مالکوں سے چھین کر ہمیں عطا کی ہیں عمر فاروق نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کو یہ کثیر مال دے وہ لوگ اس کی وجہ سے خونریزی کرتے ہیں اور حرام کو حلال جاننے لگتے ہیں پھر فرمایا اے اللہ ہم اسی پہ قادر ہیں جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے مجھے اس کے شر سے بچا اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کو اس کے حق میں خرچ کروں۔ عمر فاروق وہاں سے نہ اٹھے حتی کہ سارا مال تقسیم کر دیا اور اس سے کوئی شئی باقی نہ رہی (قسطلانی)

۶۹۴۷ ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى

بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

۶۹۴۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ

سے سوال کیا تو آپ نے مجھے دیا میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے مجھے دیا میں نے پھر سوال کیا تو فرمایا یہ مال بسا اوقات سفیان نے کہا کہ مجھے فرمایا اے حکیم یہ مال تر و تازہ شیریں ہے جو لوئی اس کو حرص کے بغیر لے گا اس کے لئے اس میں برکت ہوگی اور جو کوئی لالچ کے ساتھ لے اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی۔ مثل اس شخص کے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اُوپر والا ہاتھ نچلے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(حدیث ع ۱۳۸۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنے مال سے کچھ آگے بھیجا وہ اس کا ہے

یعنی انسان عاقل بالغ اپنے مال سے جو موت سے پہلے نیک امور میں خرچ کرے وہ اس کا ثواب قیامت میں پا لے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا وارثوں کے لئے چھوڑنے سے بہتر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کے لئے فرمایا تھا کہ تمہارا اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے چھوڑ دو جو لوگوں سے مانگتے پھریں ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تعارض نہیں

بَابُ الْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ
وَقَوْلُهُ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا اِلٰى قَوْلِهٖ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی بیماری میں سارا مال صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا جبکہ ان کی وارث صرف ان کی ایک ہی لڑکی تھی وہ مال کسب نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے حضور نے ان کو حکم دیا تھا کہ ایک تہائی مال خرچ کر کے باقی اپنی بیٹی کے لئے چھوڑ دے اور اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی صحت کی حالت میں خطاب فرمایا جبکہ ان کی یہ خواہش تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کریں تاکہ قیامت میں اس کا ثواب پائیں۔ حضور کی یہ مُراد نہ تھی کہ مرض کے وقت سارا مال خرچ کر دے، کیونکہ اس طرح وارثوں کو محروم کرے گا اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں گے،، اس لئے بیمار ایک تہائی میں تصرف کر سکتا ہے۔

۶۹۴۸ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی محبوب ہے۔ حضور نے فرمایا اس کا مال وہ ہے جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ کر چلا گیا (اس میں سے صدقہ کئے بغیر مر گیا)

باب زیادہ مال والے کم ثواب والے ہوتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی دُنیاوی زندگانی اور اس کی زیب و زینت کا خواہش مند ہے ہم اس کو دُنیا میں اس کے اعمال کا پُورا بدلہ چکا دیتے ہیں اس میں ان کے لئے کمی نہ کی جاتی ان کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور جو کچھ دُنیا میں کیا ہے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور ان کے سارے عمل باطل ہیں۔

۶۹۵۰ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ

تفسیر : یہ آیت کریمہ اپنے عموم کے اعتبار سے کافروں اور ریاکار مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ کی رضاء کے لئے عمل نہیں کرتے ان کو دُنیا میں ہی ان کی جزاء دی جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ اگر وہ سائلیں کو دیں یا صلہ رحمی کریں تو دُنیا میں ان کے رزق میں وسعت کر کے انکے نیک عملوں کی جزاء پُوری کر دی جاتی ہے اور وہ دُنیا میں صحت و توانائی سے زندگی گزارتے ہیں ان کو کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ بعض علماء نے کہا یہ منافقوں کے بارے میں ہے جو مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو ان کو غنیمت سے حصہ دے کر بدلا چکا دیا جاتا ہے ضحاک نے کہا مشرک نیک عمل کریں تو ان کو دُنیا میں جزاء دے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں"

۶۹۵۰ ــــ ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک رات باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چل رہے ہیں آپ کے ساتھ کوئی انسان نہیں تو میں نے خیال کیا کہ حضور اپنے ساتھ کسی کے چلنے کو پسند نہیں کرتے ہوں گے (اس لئے تنہا چل رہے ہیں) تو میں چاند کے سایہ میں چلنے لگا۔ آپ نے میری طرف توجہ فرمائی اور مجھے دیکھ لیا پھر فرمایا یہ کون ہے ؟ میں نے عرض کیا (میں) ابو ذر ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا

اللهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ لِي اجْلِسْ هٰهُنَا قَالَ فَاَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هٰهُنَا حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا اَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَاَطَالَ اللَّبْثَ ثُمَّ اِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَاءَ لَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرْجِعُ اِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ بَشِّرْ اُمَّتَكَ اَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ قَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِي ثَابِتٍ وَالْاَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالُوا حَدَّثَنَا

کرے فرمایا اے اباذر آگے آؤ تو میں کچھ وقت آپ کے ہمراہ چلتا رہا۔ حضور نے فرمایا زیادہ مالدار لوگ قیامت کے دن کم ثواب والے ہوں گے مگر جسے اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کو دائیں بائیں اور آگے اور پیچھے دے اور اس میں نیک عمل کرے ابوذر نے کہا میں کچھ وقت آپ کے ساتھ چلتا رہا پھر مجھے فرمایا یہاں بیٹھ جاؤ۔ ابوذر نے کہا حضور نے مجھے صاف میدان میں بٹھایا اس کے اردگرد پتھر تھے اور مجھے فرمایا یہاں بیٹھے رہو حتیٰ کہ میں تیرے پاس واپس آؤں اور آپ پتھریلے میدان میں چلے گئے یہاں تک کہ میری نظر سے اوجھل ہو گئے اور مجھ سے بہت دیر غائب رہے اور بہت دیر کر دی پھر میں نے آپ کو

زَیْدُ بْنُ وَھْبٍ بِھٰذَا وَعَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ نَحْوَ ذٰلِكَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ وَحَدِیْثُ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ مُرْسَلٌ لَا یَصِحُّ اِنَّمَا اَوْرَدْنَاہُ لِلْمَعْرِفَۃِ وَالصَّحِیْحُ حَدِیْثُ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اضْرِبُوْا عَلٰی حَدِیْثِ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ حَدِیْثُ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ مُرْسَلٌ اَیْضًا لَا یَصِحُّ وَالصَّحِیْحُ حَدِیْثُ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ ھٰذَا اِذَا تَابَ وَقَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِنْدَ الْمَوْتِ

سُنا جبکہ آپ تشریف لا رہے تھے کہ آپ فرماتے تھے اگرچہ چوری کرے اور اگرچہ زنا کرے۔ ابوذر نے کہا جب آپ تشریف لائے میں صبر نہ کرسکا حتیٰ کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فداء کرے حرّہ کی ایک طرف آپ کس سے باتیں کر رہے تھے؟ میں نے کسی کو آپ کو کچھ جواب دیتے نہیں سُنا فرمایا وہ جبرائیل «علیہ السّلام» تھے۔ حرّہ کے کنارے میرے سامنے آئے اور کہا اپنی اُمّت کو خوشخبری سُنائیں کہ جو کوئی مرجائے اس حال میں کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اے جبرائیل اگرچہ وہ چوری کرتا ہو اگرچہ زنا کرتا ہو تو اُس نے کہا جی ہاں فرمایا میں نے کہا اگرچہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے۔ جبرائیل نے کہا جی ہاں! اگرچہ وہ شراب پیتا ہو۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے اور حدیث شاہد

۶۹۴۹

آیت کریمہ میں مناسبت اس طرح ہے کہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جو وعید ذکر فرمائی ہے۔ وہ مسلمانوں کے حق میں کچھ وقت کے لئے ہے ہمیشہ کے لئے نہیں کیونکہ حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جو مسلمان کبائر کے مرتکب ہیں وہ جنّت میں داخل ہوں گے۔ حدیث میں کبیرہ کے مرتکب کو جنّت میں داخل ہونے سے پہلے تعذیب کی نفی نہیں جیسے آیت کریمہ میں معصیت زناء پر عذاب دینے کے بعد اس کو جنّت میں داخل ہونے کی نفی نہیں۔ قولہ فی ظلّ القمر، یعنی جس جگہ چاند کی روشنی نہ ہوتا کہ اپنے آپ کو مخفی رکھے اور وہ دیر یا اس لئے چلتے رہے کہ اگر حضور کو کوئی حاجت درپیش

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ اُحُدًا ذَهَبًا

۶۹۵۰ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ اَبُوْذَرٍّ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا

ہولو قریب سے پوری کر دیں۔ قولہ " تعاکہ " یہ امر حاضر معروف ہے اور اس پر ھاء سکتہ کی ہے۔ ابو نضر نے کہا ہمیں شعبہ نے خبر دی اور کہا ہم سے حبیب بن ابی ثابت، اعمش، عبدالعزیز بن رُفیع نے بیان کیا کہ ہمیں زید بن وھب نے یہ خبر دی " ابو عبداللہ بخاری نے کہا ابو درداء سے ابو صالح کی حدیث مرسل ہے صحیح نہیں اس کو ہم نے صرف معرفت کے لئے ذکر کیا ہے۔ صحیح حدیث ابوذر کی حدیث ہے۔ بخاری سے کہا گیا عطاء بن یسار کی ابو درداء سے حدیث کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ بھی مرسل ہے صحیح نہیں ہے صحیح حدیث ابوذر کی حدیث ہے اور کہا کہ ابو درداء کی حدیث پر یہ زیادہ کرد جب مرجائے تو موت کے وقت کہے لا الٰہ الا اللہ " یعنی ابو درداء سے جو منقول ہے کہ جو شخص مرجائے اس حال میں کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو یہ اس شخص کے حق میں ہے جو مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لئے اُحد کی مثل سونا ہو "

۶۹۵۰ ـــ ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں مدینہ منورہ کے میدان حرّہ میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چل رہا تھا تو ہمارے سامنے اُحد پہاڑ ظاہر ہوا فرمایا اے اباذر! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! فرمایا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اُحد پہاڑ

أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِي
أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا يَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ
دِينَارًا إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللهِ هٰكَذَا
أَوْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ ثُمَّ مَشٰى
ثُمَّ قَالَ أَلَا إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ
هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ
وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ثُمَّ قَالَ لِي مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ ثُمَّ
انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ
فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِي لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمْ

کے برابر میرے پاس سونا ہو کہ میرے پاس تیسرا دن گزرے ، حالانکہ میرے پاس اُس میں سے ایک دینار ہو مگر وہ شئے جس کو میں قرض ادا کرنے کے لئے روک رکھوں مگر میں اللہ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کر دوں دائیں ، بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر آپ کچھ دیر چلے اور فرمایا زیادہ مال دار لوگ قیامت میں کم ثواب والے ہیں مگر جس نے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کیا دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ فرمایا ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پھر فرمایا تم اپنی جگہ ٹھہرو اور میرے آنے تک یہاں ہی رہو پھر آپ رات کے اندھیرے میں چلے گئے حتیٰ کہ مجھ سے غائب ہو گئے میں نے ایک بلند آواز سُنی تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو کوئی حادثہ نہ پیش آیا ہو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے پاس جاؤں تو میں نے آپ کا یہ ارشاد یاد کیا کہ تم یہاں رہو حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آؤں پس میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ حضور میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَبْرَحُ حَتّٰى أَتَانِي قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ وَهَلْ سَمِعْتَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ

۶۹۵۱ — حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

میں نے ایک آواز سنی تھی مجھے خوف محسوس ہوا تو میں نے آپ کا قول یاد کیا فرمایا کیا تو نے آواز سنی تھی ہو کہا یا وہ جبرائیل "علیہ السلام" تھے جو میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کی امت سے جو شخص فوت ہو جائے اس حال میں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ زناء کرے اگرچہ چوری کرے جبرائیل نے کہا اگرچہ زناء کرے اگرچہ چوری کرے۔

۶۹۵۰ شرح : یعنی جب موت کے وقت توبہ کر لی جنت میں داخل ہوگا۔ بعض علماء نے کہا وہ جنت میں بہر کیف داخل ہوگا اگرچہ گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد داخل ہو کیونکہ کلمہ گو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا پس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ابتداً جنت میں داخل ہوگا یا سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔ اس حدیث میں خارجیوں اور معتزلہ کا ردِّ بلیغ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب جب توبہ کے بغیر مر جائے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ حدیث میں صرف دو کبیرہ گناہ زناء اور چوری مثال کے طور پر ذکر کئے ہیں زناء سے اُن کبائر کی طرف اشارہ کیا جن کا حقوق اللہ سے تعلق ہے اور چوری سے حقوق العباد کی طرف اشارہ کیا۔ اس سے پہلی حدیث میں یہ بھی ذکر کیا تھا کہ وہ اگرچہ شراب پئے ، اس سے یہ اشارہ کیا کہ اگرچہ فحش کرے، کیونکہ شراب پینے سے عقل مختل ہو جاتی ہے جس سے انسان کو بہائم پر شرف حاصل ہے (قسطلانی)

۶۹۵۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكَانَ لِيْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ

بَابُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

وَقَوْلُهٗ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَبَنِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ عَامِلُوْنَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا لَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَعْمَلُوْهَا

پسند ہے کہ مجھ پر تین راتیں نہ گزریں ، حالانکہ میرے پاس اس میں سے کچھ ہو مگر اتنا کہ میں اس کو قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں ۔

۶۹۵۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعت کے لئے جلدی کرنا چاہیئے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرضہ ہوتا تھا کیونکہ اپنے اور اپنے عیال اور صاحب حاجت کی حاجت پُوری کرنے کے لئے آپ کھانے پینے کا اہتمام فرماتے تھے جس کے باعث قرضہ لینا پڑتا تھا ۔ نیز معلوم ہُوا کہ تھوڑی شئی پر راضی رہنا چاہیئے اور تنگدستی پر صبر کرنا چاہیئے ۔

باب بے نیازی دل کی بے نیازی ہے

ور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا کافر یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی جو مال اور بیٹیوں سے مدد کرتے ہیں ۔ ہم ان کے لئے خیر میں جلدی کرتے ہیں بلکہ ان کو شعور تک نہیں " سفیان بن عیینہ نے ھُمْ لَھَا عَامِلُوْنَ کی تفسیر میں ذکر کیا اُن کے مقدر میں بُرے عمل تھے ان پر لازم ہے کہ مرنے سے پہلے وہ عمل کریں تاکہ عذاب کے سزاوار ہوں ۔

۶۹۵۲ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس آئت کریمہ کے ذکر کرنے میں مقصد یہ ہے کہ کافروں کو مال و دولت اور اولاد دینا مطلق خیر نہیں ہے اور یہ امداد صرف معاصی میں استدراج ہے اس کو وہ خیر سمجھتے ہیں اور ان کے اچھے فعل کی جزاء اور ثواب خیال کرتے ہیں۔ اس آئت کریمہ میں معتزلہ کا رد ہے، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے وہ کرتا ہے جو دین میں ان کے لئے زیادہ صلاحیت والا ہو، حالانکہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ ان کے لئے دین میں بہتری نہیں اور نہ ہی اس میں ان کی صلاحیت ہے ان کو یہ شعور نہیں کہ اس امداد میں استدراج ہے جس کا انہیں شعور تک نہیں ہے۔ امام کا مقصد یہ ہے کہ کافروں کو مال دولت اور کثرت اولاد دینا ان کے لئے خیر نہیں بلکہ یہ استدراج ہے۔

۶۹۵۲ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُنیا کے کثیر اسباب کا نام بے نیازی نہیں لیکن بے نیازی دل کی ہے۔

۶۹۵۲ ـــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مال میں خیریت لذاتہ نہیں بلکہ اس کے متعلق کے اعتبار سے ہے۔ اگرچہ اس کو خیر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح زیادہ مالدار آدمی لذاتہ غنی اور بے نیاز نہیں بلکہ اس میں تصرف کے اعتبار سے غنی ہے، کیونکہ اگر وہ لذاتہ غنی ہو تو اس کی غنا مال کو واجبات مستحبات اور دیگر نیک امور میں صرف کرنے پر موقوف نہ ہوتی،، اور اگر وہ لذاتہ فقیر ہوتا تو مال کے ختم ہونے کے خطرہ کے پیش نظر وہ خرچ کرنے سے رُک جاتا وہ درحقیقت صورت اور معنی کے اعتبار سے فقیر ہے اگرچہ مال اس کے ہاتھ میں ہو، کیونکہ وہ اس مال سے دنیا اور آخرت میں نفع حاصل نہیں کرتا بلکہ بسا اوقات یہ مال اس کے لئے وبال ہوتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ

۶۹۵۳ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَلَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَلَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَلَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا

باب فقیر کی فضیلت

۶۹۵۳ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو حضور نے اپنے پاس بیٹھنے والے شخص سے فرمایا اس آدمی کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ اس شخص نے کہا یہ مقتدر لوگوں میں سے ہے۔ بخدا یہ اس لائق ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیغام بھیجے تو نکاح کر دیا جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے۔ سہل نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ [illegible] تو حضور نے اس سے فرمایا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے

۶۹۵۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهٗ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

اُس نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! یہ شخص فقیر لوگوں میں سے ہے یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے اگر یہ بات کرے تو اس کی بات سُنی نہ جائے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ اُس شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جانے سے بہتر ہے ،،

۶۹۵۳ — شرح : فقر سے مراد گداگر نہیں بلکہ وہ فقیر مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیئے پر راضی ہو اور اس پر صبر کرے اور اس کے قولُ فعل میں کوئی ایسی شَیٔ نہ پائی جائے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے اور کسبِ حلال ترک نہ کرے اور مانگنے میں مشغول نہ ہو جس میں ذلت ہے۔ اس زمانہ کے فقراء میں وہ صفات کاملہ نہیں پائی جائیں ان لوگوں کے فقر سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے پناہ چاہی۔

۶۹۵۴ — ترجمہ : اَعمش نے کہا میں نے ابو وائل کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ہم نے خباب کی عیادت کی تو اُنہوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا کا ارادہ کرتے تھے تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے

۶۹۵۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ اَبْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَ اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهٗ اَيُّوْبُ وَعَوْفٌ

ذمہ ہوا اُن میں سے بعض صحابہ گذر گئے اور اپنے اجر سے کوئی شئی نہ لی اُن میں سے مصعب بن عمیرؓ ہیں وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے اور صرف ایک چادر چھوڑی جب ہم نے اُن کا سر چھپاتے تو اُن کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب اُن کے پاؤں ڈھانپتے تو اُن کا سر ظاہر ہو جاتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اُن کا سر چھپا دیں اور اُن کے پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دیں اور ہم میں سے بعض کا پھل پک گیا وہ اسے چن رہے ہیں۔

۶۹۵۴ ـــ شرح : یعنی ہمارا اجر و ثواب۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں سے وعدہ کے مطابق اس کے ذمہ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں اُس نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے نیک عمل کا ثواب اپنے ذمہ کر رکھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اجر آخرت کا ثواب ہے یہ دُنیا میں کیسے حاصل ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے، دُنیا بھی اجر ہے۔ (حدیث ۲۰۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

مُصعب بن عُمیرؓ رضی اللہ عنہ

مُصعب بن عُمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد دار بن قُصیّ ہیں ان کا نسب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصیّ میں ملتا ہے۔ غزوۂ اُحد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اُن کے ہاتھ میں تھا اور غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اُن کے پاس صوف کی لکیر دار چادر تھی جو ان کا کفن تھا چونکہ پورے کفن کے لئے کافی نہ تھا اس لئے حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا سر اس چادر سے چھپا دیا گیا اور ان کے دونوں قدموں پر گھاس رکھ دیا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت بہت کمزور تھی۔ غزوۂ خیبر کے بعد صحابہ کرام کی معیشت

وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۶۹۵۶ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِوَانٍ حَتَّى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتَّى مَاتَ

۶۹۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي رَفِّي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ

مستحکم ہوئی تھی۔

۶۹۵۵ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر ڈالی تو اس میں رہنے والے اکثر فقراء کو دیکھا اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس میں اکثر عورتوں کو دیکھا۔ ایوب سختیانی اور عوف نے ابورجاء کی متابعت کی۔ صخر اور حماد بن نجیح نے ابورجاء سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی (حدیث ۳۰۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۹۵۶ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوان پر نہیں کھایا حتیٰ کہ وفات پا گئے اور نہ ہی پتلی چپاتی کھائی یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔

۶۹۵۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا

٦٩٥٨ — حَدَّثَنِيْ أَبُوْنُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِنْ نِصْفِ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ آللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ

وفات پائی حالانکہ میری بھڑولی (جس میں آٹا ڈالتے ہیں) کوئی شئی نہ تھی جس کو صاحبِ جگر کھا سکے مگر تھوڑے سے جَو میری بھڑولی میں تھے۔ میں اس سے کھاتی رہی حتیٰ کہ مدتِ مدید گزر گئی پھر میں نے اس کا ناپ کیا تو وہ ختم ہو گیا۔

٦٩٥٧ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناپ تول سے برکت جاتی رہتی ہے، حالانکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ،، اپنا طعام ناپو تمہارے اس میں برکت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ برکت بیع کے وقت کیل کرنے میں ہے اور عدمِ برکت نفقہ کے وقت کیل کرنے میں ہے۔ (حدیث ۱۹۹۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت کیسی تھی؟ اور ان کا دُنیا سے علیحدہ رہنا

٦٩٥٨ ترجمہ : مجاہد نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں،، میں بھوک کے باعث اپنے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جاتا تھا اور

عَلٰی بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ یَوْمًا عَلٰی طَرِیْقِهِمُ الَّذِیْ
یَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ اَبُوْبَکْرٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَا
سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ وَلَمْ یَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِیْ عُمَرُ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ
اٰیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ وَلَمْ یَفْعَلْ
ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُوالْقٰسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَ
عَرَفَ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَمَا فِیْ وَجْهِیْ ثُمَّ قَالَ اَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰی فَاتَّبَعْتُهٗ فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ
فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ هٰذَا اللَّبَنُ
قَالُوْا اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ اَوْ فُلَانَةٌ قَالَ اَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ اِلٰی اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ قَالَ وَ

بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا - ایک دن میں لوگوں کے راستہ میں بیٹھا تھا جس سے
وہ باہر جایا کرتے تھے - ابوبکر صدیق "رضی اللہ عنہ" گزرے تو میں نے اُن سے اللہ کی کتاب کی ایک
آیت کے متعلق پوچھا اُن سے آیت پوچھا صرف اس لئے تھا کہ مجھے کھانا کھلائیں- وہ آگے چلے گئے اور
کچھ جواب نہ دیا پھر میرے پاس سے عمر فاروق گزرے تو میں نے اُن سے اللہ کی کتاب کی وہی آیت پوچھی
میں نے صرف اس لئے پوچھی تھی کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں وہ بھی آگے گزر گئے اور کچھ نہ کیا پھر میرے
پاس سے سرورِ کائنات ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور جس وقت دیکھا تو مسکرائے
اور میرے دل کی بات جانی اور میرے چہرے کا رنگ پہچانا پھر فرمایا اے اباہرؓ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمایا
یا رسولَ اللہ! فرمایا اہلِ صُفّہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلاؤ - راوی نے کہا اہلِ صُفّہ اہلِ اسلام
کے مہمان تھے وہ اہل و عیال اور مال نہ رکھتے تھے اور نہ کسی کے پاس جاتے تھے-جب حضور کے پاس

أَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ عَلَىٰ أَهْلٍ وَلَا مَالٍ

وَلَا عَلَىٰ أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ

مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ

فِيهَا فَسَاءَنِي ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ

أَحَقَّ أَنْ أُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّىٰ بِهَا فَإِذَا جَاءَ

أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسَىٰ أَنْ يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا

اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ بُدٌّ فَأَتَيْتُهُمْ

فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ

مِنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ

فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتَّىٰ يَرْوَىٰ ثُمَّ

يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتَّىٰ يَرْوَىٰ ثُمَّ يَرُدُّ

عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتَّىٰ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ

صدقہ آتا تو وہ اُن کے پاس بھیج دیتے تھے اور خود اس سے کچھ نہ کھاتے تھے اور جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو اُن کے پاس بھیجتے اور اس سے کچھ خود بھی کھا لیتے تھے اور فقراء کو اُس میں شریک کر لیتے تھے مجھے ان کے شریک ہونے نے غمناک کیا اور میں نے کہا اہل صفہ میں یہ دودھ کیا شئی ہے ؟ میں زیادہ حقدار ہوں کہ اس دودھ کو ایک ہی دفعہ پی لوں کہ اس کے ساتھ طاقت حاصل کروں۔ جب وہ آئیں گے تو حضور مجھے حکم دیں گے تو میں ہی ان کو دودھ دوں گا اور قریب نہیں کہ اس دودھ سے کچھ مجھ تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے خلاصی

الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ اِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ يَا اَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَقِيْتُ اَنَا وَاَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ، فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَاَرِنِيْ فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ

نہ تھی (یہ گفتگو ابوہریرہ نے اپنے دل میں کی تھی) میں حسب ارشاد اہلِ صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلایا وہ تمام آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے ان کو اجازت دی اور گھر میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اباھر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! حاضر ہوں۔ فرمایا دودھ کا پیالہ پکڑو اور ان کو دو۔ میں نے پیالہ پکڑا اور ایک آدمی کو دیتا وہ پیتا یہاں تک کہ سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے دیتا میں وہ دوسرے آدمی کو دیتا وہ پیتا حتی کہ سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے دیتا یہاں تک کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا؛ حالانکہ اہلِ صفہ تمام سیر ہو چکے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ اپنے دستِ اقدس پر رکھا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے اباھر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں فرمایا اب صرف میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ فرمایا بیٹھو اور پیو میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا فرمایا اور پیو میں نے اور پیا پس آپ ہمیشہ یہ فرماتے رہے اور پیو یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اس ذاتِ الٰہی کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس کے لیے کوئی راہ نہیں پاتا ہوں فرمایا مجھے دکھاؤ میں نے آپ کو پیالہ دیا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور بسملہ پڑھی اور بچا ہوا دودھ پی لیا۔

۶۹۵۸ — **شرح** : "اللہ" میں حرف جر محذوف ہے ہمزہ پر مد ہے اور لفظ مجرور ہے۔ بعض نے کہا ہمزہ بمنزلہ واؤ قسم کے ہے بعض

٦٩٥٩ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ

عرب لفظ اللہ سے حرف جر حذف کر کے ہا بہ جر پڑھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اللہ لَا قُومَنَّ، کیونکہ اس کا استعمال بکثرت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھوک کے مارے اپنا پیٹ زمین پر ملا دیتا تھا۔ یعنی زمین پر گر پڑتا تھا اور غشی طاری ہو جاتی تھی اور پیٹ پر پتھر اسی لئے باندھتے تھے کہ پتھر کی ٹھنڈک سے بھوک کی حرارت کم ہو جائے یا اس لئے باندھتے کہ سیدھے ہو کر چل سکیں، کیونکہ جب پیٹ خالی ہو تو انسان سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا اس لئے عرب کے لوگ چھوٹے چھوٹے پتھر پیٹوں پر باندھتے تھے تاکہ اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو سکیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوہریرہ کو دیکھ کر مسکرانا اس لئے تھا کہ حضور ابوہریرہ کی بھوک اور اس کے باعث ان کے چہرے کا تغیر پہچانتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور کے مسکرانے سے یہ استدلال کیا کہ آپ کو ان کا سارا حال معلوم ہے، کیونکہ تبسم کا سبب تعجب ہوتا ہے جس کو دیکھ کر تعجب ہو اس سے اُنس کے لئے مسکراتے ہیں چونکہ ابوہریرہ کا حال تعجب میں ڈالنے والا نہ تھا اس لئے اس کو ایناس پر محمول کیا جائے گا۔ اصحابِ صفہ فقراء تھے اُن کے مکان وغیرہ نہ تھے اور مسجد میں ہی سویا کرتے تھے یہی اُن کی رہائش تھی اور جو میسر ہوتا کھا لیتے تھے یہی اُن کی معیشت تھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دل میں خیال کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اصحابِ صفہ کو بلانے کے لئے مجھے ہی فرمائیں گے پھر مجھے ہی فرمائیں گے کہ پیالہ کا دودھ ان کو پلا ڈالے، حالانکہ دودھ کا پیالہ ان کو اور مجھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناکافی ہے۔ اس لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "ان کو بلاؤ" سے ابوہریرہؓ نے خیال کیا کہ وہ اس دودھ میں شریک ہوں گے اس نے مجھے غمناک کیا، لیکن اللہ اور اس کے رسول کی طاعت لازم تھی اس لئے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو بلایا جب دودھ سے تمام سیر ہو گئے تو فرمایا اے اباہریرہ خوب پیئو اس میں ابوہریرہ کے ذہنی تصور کا رد تھا کہ یہ پیالہ ہمارے لئے ناکافی ہوگا تقریباً اصحابِ صفہ ستر تھے جو اس دودھ کے پیالہ سے سیر ہو گئے تھے۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں

ـہ کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر ٭ جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

٦٩٥٩ ترجمہ: قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَرَاَیْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَۃِ وَھٰذَا السَّمُرُ وَاِنَّ اَحَدَنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاۃُ مَالَہٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ خِبْتُ اِذَنْ وَضَلَّ سَعْیِیْ

کو یہ کہتے ہوئے سُنا میں پہلا عربی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ۔ ہم نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس حُبلہ کے پتوں اور کیکر کے درخت کے پھل کے سوا کوئی شئی کھانے کی نہ تھی اور ہم سے ہر ایک فضلہ ایسے وضع کرتا تھا جیسے بکری مینگنیاں کرتی ہے اس میں ذرہ بھر خلط ملط نہ ہوتا تھا (خشکی کے سبب) پھر بنو اسد قبیلہ والے مجھے اسلام اختیار کرنے پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں (اگر یہ بات ہے) تو اس وقت میری ساری کوشش باطل ہو کر رہ گئی ہے ۔

۶۹۵۹ — شرح : یعنی ہم نے اتنے مشکل اوقات میں اسلام قبول کیا اور درختوں کے پتے کھا کر جہاد کیا ، حالانکہ ہمارا حال یہ تھا کہ درختوں کے پتے کھانے کے باعث ہم بکری کی سی مینگنیاں وضع کرتے تھے جو خشک ہونے کے سبب ایک دوسری سے جُدا ہوتی ہیں اور اُن میں اختلاط نہیں ہوتا ۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں ہم دین کے احکام خوب بجا لاتے تھے اور ان کی پُوری واقفیت حاصل تھی لیکن با ایں ہمہ یہ لوگ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں کہ میں نماز بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا ہوں اگر یہی بات ہے تو میری ساری کوشش تباہ و برباد ہو گئی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی مدح وثناء کیسے جائز تھی ، حالانکہ یہ مومن کی شان کے خلاف ہے جبکہ شریعت مطہرہ میں اس سے منع کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب جاہل لوگوں نے ان کو شرمندگی دلائی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے ہیں تو وہ اپنی فضیلت بیان کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور جب مدح فخر و غرور سے خالی ہو اور اپنی مدح کرنے والے کا مقصد اظہار حق اور اللہ کی نعمت کا شکر یہ ہو تو یہ جائز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ " (حدیث ۳۲۸۶ ج ۵ کی شرح دیکھیں) اور ص ۶۲۵ پر حضرت سعد کے حالات کا مطالعہ فرمائیں

۶۹۶۰ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلٰثَ لَیَالٍ تِبَاعًا حَتّٰی قُبِضَ ۶۹۶۱ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ هُوَ الْاَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ ابْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا اَكَلَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْلَتَیْنِ فِیْ یَوْمٍ اِلَّا وَاِحْدٰهُمَا تَمْرٌ

۶۹۶۰ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن مسلسل کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک حضور وفات پا گئے ۔

۶۹۶۰ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں غزوات حج وعمرہ کے سفروں سمیت دس برس اقامت فرمائی ۔ اس مدت میں کھانے پینے کا یہی حال تھا جو حدیث میں مذکور ہے ۔ ابن سعد نے شعبی کے طریق سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چار ماہ تک کبھی سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی ۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں ۔

ے کُل دُنیا مِلک اور جُو کی روٹی غذا ؛ اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

۶۹۶۱ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن میں دو کھانے نہیں کھائے مگر اُن میں سے ایک کھجوریں ہوتی تھیں ۔

۶۹۶۲ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ

۶۹۶۳ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ ابْنُ يَحْيٰی قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ كُنَّا نَاْتِیْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ فَقَالَ كُلُوْا فَمَا اَعْلَمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰی شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ

۶۹۶۴ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَاْتِیْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا اِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنْ نُؤْتٰی بِاللُّحَيْمِ

۶۹۶۲ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۶۹۶۳ ترجمہ : قتادہ نے بیان کیا ہم انس بن مالک کے پاس آئے جبکہ اُن کا باورچی ان کے پاس کھڑا تھا اُنھوں نے کہا کھانا کھاؤ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی روٹی دیکھی ہو یہاں تک کہ حضور اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور نہ ہی آپ نے کبھی اپنی آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو۔

۶۹۶۵ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللہِ الْاُوَیْسِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ لِعُرْوَۃَ ابْنَ اُخْتِیْ اِنْ کُنَّا لَنَنْظُرُ اِلَی الْھِلَالِ ثَلٰثَۃَ اَھِلَّۃٍ فِیْ شَھْرَیْنِ وَمَا اُوْقِدَتْ فِیْ اَبْیَاتِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ مَا کَانَ یُعِیْشُکُمْ قَالَتِ الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنَّہٗ قَدْ کَانَ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جِیْرَانٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ کَانَ لَھُمْ مَنَائِحُ وَکَانُوْا یَمْنَحُوْنَ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْقِیْنَاہُ

۶۹۶۴ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم پر مہینہ بھر گزر جاتا ہم اس میں آگ روشن نہیں کرتے تھے (کھانا میسّر نہ ہوتا تھا) ہمارا طعام صرف کھجوریں تھیں مگر کبھی کبھار تھوڑا سا گوشت دیا جاتا تھا۔

۶۹۶۵ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عُروہ سے کہا اے میرے بھانجے ہمارا حال یہ تھا کہ ہم دو ماہ میں تین چاند دیکھتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں سلگھتی تھی (دو دو مہینے کھانا نہ پکتا تھا) میں نے کہا تمہارا گذارا کیسا ہوتا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا دو سیاہ چیزیں جو کھجور اور پانی ہیں ور کھاتے پیتے تھے،، مگر یہ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار ہمسایہ تھے جن کے پاس دودھ کے جانور تھے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں سے دیتے تھے تو حضور وہ

۶۹۰۶ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عُمَارَۃَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ اٰلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَۃِ عَلَی الْعَمَلِ

۶۹۰۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ

۶۹۰۶ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! آلِ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی روزی قوت کر (اتنی روزی ملتی رہے جس سے صرف زندہ رہے)

۶۹۰۱ - ۶۹۰۶ شرح : مذکور بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت بہت سادہ اور غذا معمولی تھی جس سے صرف زندگی قائم رہے۔ عموماً پانی اور کھجوروں سے گزر اوقات ہوتی تھی۔ البتہ بعض اوقات کوئی تھوڑا گوشت نذرانہ پیش کیا جاتا تو وہ پکا لیا جاتا تھا ورنہ دو دو مہینے ابیاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دھواں نظر نہیں آتا تھا یا ہمسائے جن کے پاس دودھ دینے والے جانور ہوتے تھے وہ گھروں سے دودھ بھیج دیتے تو وہ بیبیوں کو پلاتے تھے اور حضور کی دُعاء یہی تھی کہ اے اللہ ہمیں کھانا صرف اتنا میسّر ہو جس سے صرف زندگی باقی رہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی کبھی بھُنی ہوئی بکری آپ کے سامنے نہیں آتی تھی اور کھانے پینے کی چیزیں فراوانی سے حاصل نہ تھیں۔ "مَنَائِحُ مَنِیْحَۃٌ" کی جمع ہے اور وہ دودھ دینے والی اونٹنی یا بکری ہے جس کے دودھ سے فائدہ اُٹھا کر اسے واپس کر دیا جاتا ہے۔ قولہ "یَمْنَحُوْنَ" یعنی انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ نذرانہ پیش کرتے تھے جو آپ بیبیوں کو پلاتے تھے "اس شکم کی قناعت پر لاکھوں سلام"

شُعْبَةَ عَنْ أَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَلدَّائِمُ قُلْتُ فَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ ۶۹۰۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ

باب میانہ روی کرنا اور نیک عمل پر ہمیشگی کرنا

۶۹۰۷ — ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا عمل زیادہ محبوب تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا نیک عمل پر ہمیشگی مسروق نے کہا میں نے عرض کیا حضور رات کو کس وقت بیدار ہوتے تھے۔ فرمایا آپ اس وقت اُٹھتے جو مُرغ کی آواز سُنتے تھے (مرغ کی آواز سُن کر اُٹھتے اور تہجد کی نماز پڑھتے تھے)

۶۹۰۸ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر عمل کرنے والا ہمیشگی کرے۔

(حدیث ۱۰۶۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۰۹ـــ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا

۶۹۰۹ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہ دلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بھی فرمایا مجھے بھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت کے ساتھ ڈھانک رکھا ہے۔ تم میانہ روی اختیار کرو (افراط و تفریط نہ کرو) اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں (نماز پڑھتے) نکلو اور میانہ روی اختیار کرتے رہو تم مقصد پالوگے۔

۶۹۰۹ـــ شرح: یعنی جب تمام لوگ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ حتمی اور قطعی بات ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اور جنت میں محض اللہ کی رحمت سے داخل ہوں گے تو آپ کے سوا دوسرے لوگ بطریق اَوْلیٰ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنی رحمت میں چھپا رکھا ہے اور حضور سرتاپا مجسم اللہ کی رحمت ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ " اس جنت میں تم عملوں کے سبب داخل ہوئے ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگ اپنے نیک عملوں کے سبب جنت میں جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں منازل اعمال کے باعث حاصل کئے جائیں گے جبکہ جنت کے درجات اعمال کے اعتبار سے متفاوت ہیں اور مذکور حدیث کا مقصد جنت میں دخول و دوام ہے یعنی جنت میں داخل ہو کر اس میں ہمیشہ رہنا اللہ کے فضل سے ہے۔ لیکن پھر یہ سوال پوچھا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

۶۹۱۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا إِلَى اللّٰهِ وَإِنْ قَلَّ

فرماتا ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ،، تم پر سلامتی ہو اپنے نیک عملوں کے سبب جنت میں داخل ہو اس میں یہ صراحت ملتی ہے کہ جنت میں داخل ہونا بھی عملوں کے سبب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ مُجْمَل ہے اور حدیث اس کا بیان ہے یعنی تم جنت کے منازل میں اور اس کے محلات میں اپنے عملوں کے باعث داخل ہوگے۔ قولہ قَارِبُوا ،، یعنی اپنے اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور افراط ،، زیادتی ،، نہ کرو اور اپنی جانوں کو دکھ میں نہ ڈالو ورنہ اُکتا جاؤگے اور ملول میں پڑ جاؤگے اور عمل کرنا ہی چھوڑ دوگے۔ قولہ وَاغْدُوْا ،، غَدُوّ سے ہے شروع دن کی سیر سے ماخوذ ہے اور رَوَاح دن کے نصف ثانی کی سیر ہے اور شَیْءٌ مِنَ الدُّلْجَۃِ ،، کے معنی یہ ہیں کہ رات کے کچھ اندھیرے سے مدد لو۔ (حدیث ع ۳۸ ج : اکی شرح دیکھیں) باب الدین یُسْرٌ ،،

قولہ القصدَ القصد ،، یعنی درمیانی راہ اختیار کرو تم منزل مقصود کو پہنچ جاؤگے اور مسافر کی سیر کی طرح عبادت کرو کہ وہ سفر کرتا ہے اور اثناء سفر میں آرام بھی کرتا ہے اور ساری مسافت سفر میں مصروف نہیں رہتا۔

۶۹۱۰ — ترجمہ : اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درستی کا قصد کرو اور افراط (زیادتی) نہ کرو (اعتدال اختیار کرو) اور یقین کرو کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ قلیل ہو۔

۶۹۱۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو عمل ہمیشہ کیا جائے وہ قلیل کیسے ہوگا جبکہ دوام کے معنی یہ ہیں جو کسی تعین کے بغیر تمام زمانوں

۶۹۱۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهُ وَاِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ

۶۹۱۲ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْاَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيْعُ

کو شامل ہو اس کا جواب یہ ہے کہ دوام سے مراد معروف ہمیشگی ہے اور وہ ہر ماہ یا ہر دن کرنا ہے اگرچہ قلیل ہو۔ (حدیث ۳۸ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۱ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب تر عمل کیا ہے۔ فرمایا جس کو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ قلیل ہو اور فرمایا وہ اعمال کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو (جس کو ہمیشہ کر سکو اور آئندہ اس سے عاجز نہ ہو)

۶۹۱۲ــــ ترجمہ : علقمہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیسا تھا کیا آپ نے ایام میں سے کوئی دن عمل کے لئے مقرر کیا ہوا تھا؟ ام المؤمنین نے فرمایا کوئی دن مقرر نہ تھا۔ حضور کے عمل میں ہمیشگی تھی تم میں سے کون ہے جو وہ کر سکتا ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے تھے۔

۶۹۱۲ــــ شرح : سوال کا حاصل یہ ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معین ایام

٦٩١٣ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّهُ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ قَالَ اَظُنُّهُ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَاَبْشِرُوْا قَالَ مُجَاهِدٌ سَدِيْدًا سَدَادًا صِدْقًا

میں عبادت مخصوص کی تھی جس کو ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا نہ کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص اس پر معارضہ پیش کرے کہ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزے کسی دوسرے مہینے میں رکھتے نہیں دیکھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سفر کرتے تھے اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کا موقعہ نہ ملتا تھا اس لئے ان کو شعبان میں جمع کرتے تھے جبکہ آپ کی عبادت حسبِ منشا تھی اور زیادہ تکلف نہ فرماتے تھے لہٰذا اس میں تعارض نہیں۔

٦٩١٣ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم اعمال میں میانہ روی اختیار کرو تمہیں خوش ہونی چاہیئے کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہ کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں۔ فرمایا مجھے بھی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بخشش اور رحمت سے ڈھانپ رکھا ہے۔ بخاری کے استاد علی بن عبداللہ نے کہا میرا خیال ہے کہ موسیٰ بن عقبہ اور ابوسلمہ کے درمیان واسطہ ہے اور وہ ابوالنضر ہے اور عفان بن مسلم

۶۹۱۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ قَالَ قَدْ اُرِيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِیْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ مَرَّتَيْنِ —

نے کہا ہم سے وُھیب نے موسیٰ بن عقبہ سے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ کو ام المؤمنین سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور تمہیں خوشخبری ہو۔
مجاہد نے کہا سداد اور سدید بمعنی صدق ہیں۔ یعنی سچے دل سے اللہ کی عبادت کرو۔

۶۹۱۴ — ترجمہ: محمد بن فلیح نے کہا مجھے ابوعوانہ نے ہلال بن انس کے ذریعہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر شریف پر تشریف لے گئے اور اپنے دستِ اقدس سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس وقت جو تمہیں نماز پڑھا رہا تھا مجھے جنّت اور دوزخ اس دیوار کے آگے دکھائے گئے حضور نے دو بار فرمایا کہ میں نے آج کے دن کی طرح خیر اور شر میں کوئی شئی نہیں دیکھی۔

۶۹۱۴ — شرح: قُبُل کا قاف مضموم اور مکسور پڑھا جاتا ہے اگر مضموم پڑھیں تو معنی یہ ہیں کہ اس دیوار کے آگے اور مکسور پڑھیں تو یہ بمعنی جہت ہے یعنی اس دیوار کی جہت میں " مجھے جنّت اور دوزخ دکھائے گئے "۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس حدیث میں نمازی کو خبردار کیا گیا ہے کہ نماز پڑھتے وقت جنّت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں کے سامنے ظاہر کرے تاکہ نماز میں شیطان کے وسوسہ سے پیدا ہونے والے افکار کی طرف اس کو مشغول نہ ہونے دے اور جو شخص ان کو

بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ

وَقَالَ سُفْيٰنُ مَافِی الْقُرْاٰنِ اٰیَۃٌ اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ

اپنے میں ظاہر کرتا رہے وہ اللہ کی طاعت میں مصروف رہے گا اور معصیت سے بچتا رہے گا اس طرح حدیث اور عنوان میں مطابقت بھی واضح ہو جاتی ہے

باب خوف کے ساتھ امید رکھنا مستحب ہے

یعنی صرف ایک پر اکتفاء نہ کی جائے، کیونکہ اگر صرف امید پر انحصار کیا جائے تو وہ تکبر تک پہنچاتی ہے اور خوف صرف نا امیدی تک پہنچاتا ہے۔ شریعت میں دونوں مذموم ہیں الوعلی روزباری سے روایت ہے اُنہوں نے کہا خوف اور امید پرندے کے دونوں پروں کی مانند ہیں جب دونوں برابر رہیں تو پرندہ بدستور پرواز کرتا ہے اور جب دونوں میں سے ایک پر ناقص ہو جائے تو پرندے میں نقص واقع ہو جاتا ہے اور جب دونوں پر جاتے رہیں تو پرندے کی موت قریب ہو جاتی ہے پس جب تک انسان اپنے احوال میں مستقیم رہے تو اللہ کی طاعت میں اس کا سلوک بھی مستقیم رہتا ہے جبکہ خوف اور امید دونوں معتدل ہوں جب وہ طاعت میں قصور کرے گا تو اس کی امید کمزور ہو جائے گی اور اس کا معاملہ اختلال کے قریب ہو جائے گا۔ اور اگر اعمال کو خراب کرنے والے سے خوف و حذر نہ ہو گا تو اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کرے گا اور جب امید اور خوف دونوں معدوم ہو جائیں تو اس کا دشمن اور خواہش مضبوط ہو جائیں گے پھر وہ اللہ کی مدد سے دُور ہو جائے گا۔ بعض علماء نے کہا مومن خوف و رجاء (امید) کے درمیان رہتا ہے کبھی وہ اپنے نفس کے عیوب کو دیکھتا ہے تو خائف ہوتا ہے کبھی اللہ کے کرم کو دیکھتا ہے تو امیدوار ہو جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا عالم کا خوف اس کی امید پر غالب ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کو خوف مناہی سے دُور کرتا ہے اوامر کے لئے تیار کرتا ہے اور عارف کا خوف اور اس کی امید کا معتدل ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کی امید آگے کی طرف بڑھتی ہے اور محبت کی امید کا

۷۹۱۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ ــــ

اس کے خوف پر زیادہ ہونا ضروری ہے، کیونکہ وہ جمال و رجا کے میدان میں ہوتا ہے اور اس کا دل محبوب کے ساتھ معلق ہوتا ہے وہ نفع کے حصول اور ضرر کے دفاع میں رہتا ہے جو اس کو مستقبل میں حاصل ہونے والے ہیں، کیونکہ اس کے قلب میں ظن غالب یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے مستقبل میں حاصل کرے گا۔ اس میں اور تمنی میں فرق یہ ہے کہ تمنی میں اس شئی کے وقوع کی خواہش ہوتی ہے جو واقع نہیں ہو سکتی جیسے کہے کاش جوانی واپس آ جائے اور صاحبِ رجا اس کے برعکس ہے۔ اس کے لئے مرجو کی خواہش ممکن ہوتی ہے الحاصل رجا سے مقصود یہ ہے کہ انسان سے تقصیر واقع ہو تو اللہ کے ساتھ حسنِ ظن رکھے اور یہ امید کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر دیگا ایسے ہی جو اللہ کی طاعت کرے تو اس کی قبولیت کا امیدوار رہے اور جو شخص معصیت میں منہمک ہو جائے اور کسی ندامت کے بغیر عدم مواخذہ کی امید کرے تو وہ ہمیشہ غرور میں رہتا ہے۔ ابن ماجہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ" ، اور ان کے دل خائف ہوں کیا وہ زنا اور چوری کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں لیکن وہ روزے رکھے صدقات خیرات کرے نماز پڑھے اور اس کو یہ خوف ہو کہ اس کے یہ اعمال قبول نہ ہوں گے۔ سفیان نے کہا مجھ پر قرآن کریم میں اس سے کوئی سخت آیت نہیں لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ، یہ اس لئے سخت ہے کہ یہ کتب الٰہیہ اور ان پر علم کو مستلزم ہے۔

۷۹۱۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ

وَ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ قَالَ عُمَرُ وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ

کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جس روز اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا تو اس کے سو حصّے پیدا کئے ان میں سے رحمت کے ننانوے (۹۹) حصّے اپنے پاس روک لئے اور ایک حصّہ اپنی ساری مخلوق میں رکھا اگر کافر کو اللہ کی ساری رحمت کا علم ہو تو وہ کبھی جنّت سے نا امید نہ ہوا ور اگر مومن اللہ کے پاس عذاب کو معلوم کرلے تو وہ دوزخ سے کبھی امن میں نہ رہے۔

۶۹۱۵ — شرح : یعنی اگر انسان کو اللہ کی پُوری رحمت کا علم ہو تو وہ کبھی نا امید نہ ہو اور اگر اس کو اللہ تعالیٰ کے پُورے عذاب کا علم ہو تو وہ ہروقت ڈرتا رہے لہٰذا انسان کو بیم و رجاء کے درمیان رہنا چاہیئے اتنا زیادہ امیدوار بھی نہ ہوجائے کہ اس کا یہ عقیدہ ہوجائے کہ ایمان لانے کے بعد کوئی معصیت اور گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا جیسے مُرجئہ کہتے ہیں اور نہ ہی اس قدر خائف رہے کہ اس کا عقیدہ یہ ہوجائے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا جب توبہ کے بغیر مرجائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جیسے معتزلہ اور خارجیوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا انسان کو ان دونوں حدوں کے مابین رہنا چاہیئے۔ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہے اور اس کے عذاب سے ڈرتا بھی رہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب لفظ کل اسم موصول کی طرف مضاف ہو تو مراد عموم اجزاء ہوتا ہے۔ افراد میں عموم مراد نہیں ہوتا ہے، حالانکہ حدیث میں عموم افراد مراد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض احادیث میں اس طرح ہے کہ رحمت سو حصّوں میں منقسم ہے لہٰذا اس وقت تعمیم عموم اجزاء کے لئے ہوگی اور مبالغہ کے طور پر اجزاء افراد کے قائم مقام ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنّت سے نا امید ہونے کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کافر اللہ کی رحمت کی وُسعت معلوم کرلیتا تو اس کے علم کے مطابق وہ عظیم تر عذاب کو ڈھانپ لیتی اور اس کے لئے امید و رجاء حاصل ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کے مُحرّمات سے رُکنا

مَحَارِم مَحْرَمَۃ کی جمع ہے جسے کرنا جائز نہیں۔ لغت میں صبر بمعنی حبس نفس ہے یعنی نفس کو روکنا اس کو کبھی

۶۹۱۶ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءُ بْنُ یَزِیْدَ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ حَدَّثَہٗ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَسْاَلْہُ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اِلَّا اَعْطَاہُ حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ لَھُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ کُلَّ شَیْءٍ بِیَدَیْہِ مَا یَکُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ لَا اَدَّخِرْہُ عَنْکُمْ وَاِنَّہٗ مَنْ یَّسْتَعِفَّ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ

حرف عن کے ساتھ استعمال کرتے ہیں ، چنانچہ معصیت میں کہتے ہیں ارتکاب زنا سے نفس کو روکا گیا اور کبھی حرفِ علی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے ؛ چنانچہ طاعات میں کہتے ہیں۔ نماز پر روکا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب دیا جائے گا " اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ہم نے بہترین زندگی صبر کرنے میں پائی "

۶۹۱۶ ترجمہ : عطاء بن یزید نے کہا ان کو ابو سعید خدری نے خبر دی کہ انصار میں سے چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو اُن میں سے جس نے جو مانگا حضور نے وہ دیا حتیٰ کہ آپ کے پاس مال ختم ہوگیا جب ختم ہوگیا تو اُن سے فرمایا جو اپنے ہاتھوں سے دیا ہے وہ ختم ہوگیا ہے اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ تم سے چھپا کر نہیں رکھتا ہوں اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے اور جو صبر کرنا چاہے اللہ اس کو صبر دیتا ہے اور جو کوئی غناء چاہتا ہے اللہ اس کو مستغنی کر دیتا ہے ۔ تم کو صبر سے وسیع تر کوئی شئ نہیں دی گئی " حدیث ۱۳۸۷/۲۶ کی شرح دیکھیں ۔

۶۹۱۷ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ اَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا

بَابٌ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

وَقَالَ الرَّبِيْعُ ابْنُ خُثَيْمٍ مِنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ

۶۹۱۷ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے یہاں تک آپ کے دونوں قدموں میں ورم آ گئے آپ سے عرض کیا جاتا اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو آپ فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ، (شکر صبر کو متضمن ہے اس اعتبار سے حدیث باب کے مطابق ہے)

باب جو کوئی اللہ پر توکل کرے اسے اللہ کافی ہے

توکل وکل سے بمعنی اعتماد ہے توکل کے معنیٰ ہیں امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اسباب سے قطع نظر کرنا اسباب اور اعتماد کو ترک کرنا توکل نہیں ۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی اپنے گھر میں یا مسجد میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کوئی کام نہیں کروں گا حتی کہ میرا رزق خود میرے پاس آئے کیا اس کا توکل صحیح ہے ؟ امام نے فرمایا یہ شخص علم سے جاہل ہے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق نیزوں کے سایہ میں رکھا ہے اور فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو وہ تمہیں ایسے رزق دے گا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے ۔ پرندہ صبح اپنے آشیانہ سے صبح بھوکا نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتا ہے ۔ وہ طلب رزق میں صبح و شام کرتا

۶۹۱۸ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حُصَیْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ـــ

ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھجوروں میں کاروبار اور تجارت کرتے تھے۔ معلوم ہُوا کہ اسباب کا اختیار کرنا توکل کے مفہوم کے منافی نہیں۔

ربیع بن خیثم نے کہا یہ ہر اس مشکل میں ہے جو لوگوں کو پیش آئے یعنی اللہ تعالیٰ پر توکل ہر درپیش مشکل میں عام ہے کسی خاص امر میں خصوصیت نہیں ہے "

۶۹۱۸ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو دم نہیں کرتے نہ شگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں

۶۹۱۸ـــ شرح : بعض احادیث میں جھاڑ پھونک کا جواز اور بعض میں ممانعت مذکور ہے لیکن اُن کے محمل مختلف ہیں جن احادیث میں جھاڑ پھونک سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بغیر اور کتب سماویہ میں نازل شدہ کلمات کے بغیر دم کیا جائے اور یہ اعتقاد کیا جائے کہ جھاڑ پھونک مؤثر ہے اور کتاب و سنت میں مذکورہ آیات و آثار سے دم کیا جائے تو جائز ہے۔ اسلام سے قبل جاہلیت میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ پرندوں وغیرہ سے شگون پکڑتے تھے اس سے منع فرمایا۔ طیرہ اور فال میں یہ فرق ہے کہ طیرہ شر میں ہے اور جو خیر میں ہو وہ فال ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيْلَ وَقَالَ

۶۹۱۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغِيْرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ اَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ مُعٰوِيَةَ كَتَبَ اِلَى مُغِيْرَةَ اَنِ اكْتُبْ اِلَيَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ اِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهٖ مِنَ الصَّلٰوةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ وَعُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَعَنْ هُشَيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا

باب جھگڑا کرنا مکروہ ہے

۶۹۱۹ ترجمہ: شعبی نے مغیرہ بن شعبہ کے کاتب وراد سے روایت کی کہ امیر معاویہ نے مغیرہ کو خط لکھا کہ میری طرف کوئی حدیث لکھ کر بھیجو جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو مغیرہ نے (جواباً) لکھا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار "لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر" پڑھتے تھے۔ اور قیل و قال (جھگڑنے) زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے، ضروری دینے والی شئ کو منع کرنے، اور حسن کا ... ماؤں کی نافرمانی کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے ہشیم سے

عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَّادًا يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ وَقَوْلِهٖ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔ ۶۹۲۰ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ

روایت ہے کہ ہمیں عبدالملک بن عُمیر نے خبر دی کہ میں نے یہ حدیث وراد کو مغیرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سُنا۔

۶۹۱۹

شرح : اسلام سے پہلے جاہلیت کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو زندہ مٹی میں دفن کر دیتے تھے اس کے دو باعث تھے ایک یہ کہ لڑکی کے جوان ہونے کی صورت میں داماد بنانے میں عار محسوس کرتے تھے اور اگر غریب ہوتا تو اس کو کھانے کھلانے کے خوف سے زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اسلام نے دونوں کا رد کیا کہ ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے اس میں شک نہیں کہ باپ کی نافرمانی بھی منع ہے گویا کہ باپ کی نافرمانی کو ماں کی نافرمانی پر قیاس کیا ہے۔ والدہ کا حق اور اس کے احترام کی خاطرداری باپ سے زیادہ ہے اور جو اولاد کی تربیت میں ماں تکالیف اُٹھاتی ہے وہ باپ پر زیادہ ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ والد کی تعظیم و ادب و احترام ماں سے زیادہ ہے اور ماں کے ساتھ حسنِ اخلاق اور مہربانی کرنا والد پر مہربانی سے زیادہ ہے۔

باب زبان کی حفاظت کرنا

اور جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ اَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ

۶۹۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

کرے یا خاموش رہے ،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کوئی بات نہیں کرتا مگر اس کے قریب نگہبان ہوتے ہیں ،،

تفسیر : شریعت میں زبان کی حفاظت کے معنی یہ ہیں کہ غیر شرعی کلام نہ کرے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو اوندھے منہ دوزخ میں زبانیں پھینکیں گی، لیکن حق بات کرنا واجب ہے اس میں خاموشی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر محافظ فرشتے مقرر کئے ہیں جو اس کی ہر بات لکھتے ہیں رقیب بمعنی محافظ اور عتید بمعنی حاضر ہے۔

۶۹۲۰ — ترجمہ : سہل بن سعد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی مجھے ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں "

۶۹۲۰ — شرح : دونوں جبڑوں کے درمیان زبان ہے یعنی زبان کی حفاظت کرے اور دونوں ٹانگوں کے درمیان شرمگاہ ہے یعنی فرج کی حفاظت کرے زنا نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان کے لئے بہت بڑا امتحان زبان اور شرم گاہ میں ہے جو کوئی ان دونوں کے شر سے محفوظ رہا وہ بہت بڑی شر سے بچ گیا۔

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ

۶۹۲۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعَ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ جَائِزَتُهٗ قِيْلَ وَمَا جَائِزَتُهٗ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ

۶۹۲۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

۶۹۲۱ شرح : حدیث میں اللہ پر ایمان اور قیامت پر ایمان رکھنے کو خصوصیت سے ذکر کرنے میں مبدء اور معاد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ بعض لوگ عالم کو قدیم کہتے ہیں اس کی ابتداء اور اوّلیت کا وجود تسلیم نہیں کرتے اور کچھ بعض ایسے ہیں جو مرکر اُٹھنے کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

۶۹۲۲ ترجمہ : ابوشُریح خُزاعی سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میرے کانوں نے سُنا اور میرے دل نے یاد کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمانی تین دن اور اس کا جائزہ ، عرض کیا گیا اس کا جائزہ کیا ہے فرمایا ایک دن اور ایک رات ، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام واحترام

۶۹۲۳ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عِیْسَی بْنِ طَلْحَةَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ یَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مَا یَتَبَیَّنُ فِیْهَا یَزِلُّ بِهَا فِی النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْمَشْرِقِ ـــــ

کرے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

۶۹۲۲ــــ شرح : قولہ جائزتہ ،،منصوب ہے یعنی اَعْطُوْ جَائِزَتَہٗ ،، اس کا جائزہ دو بعض روایات میں مرفوع ہے اگر یہ روایت صحیح ہو تو معنیٰ یہ ہوگا عَلَیْکُمْ جَائِزَتُہٗ ،، تم پر اس کا جائزہ ہے۔ قولہ یَوْمٌ وَّ لَیْلَۃٌ ،، یعنی اس کا جائزہ ایک دن اور ایک رات ہے۔ یعنی جس وقت گھر میں عزیز مہمان آئے تو ایک دن اور ایک رات اس کی خاطر داری میں خوب تکلّف کرے اور اس کے بعد دو دن جو گھر میں حاضر ہو پیش کرے۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ ضیافت اور مہمانی تین دن ہے اس کے بعد جو مناسب ہو اس کو دے اور اس کو صبح و شام کھانا کھلاتا رہے۔

۶۹۲۳ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آدمی بعض دفعہ کوئی بات کرتا ہے جس کی برائی میں تدبّر و تفکّر نہیں کرتا اس بات کی وجہ سے وہ دوزخ کی آگ میں گر پڑتا ہے۔ اس حال میں کہ مشرق و مغرب کے درمیان مسافت سا دُور ہوجاتا ہے۔

۶۹۲۳ــــ شرح : یعنی بعض اوقات انسان ایسا کلام کرتا ہے اور اس پر مرتب قباحت میں غور و خوض نہیں کرتا تو دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے قولہ اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ الْمَشْرِقِ ،، یعنی وہ اتنا دُور ہوجاتا ہے جتنا کہ مشرق و مغرب کے درمیان دُوری ہے۔ بعض نسخوں میں مغرب کا ذکر نہیں تو اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا کہ مشرق کے درمیان دُوری سا دُور ہوجاتا ہے کیونکہ مشرق متعدد ہیں قرآن کریم میں رب المشرقین ،، مشرقِ صیف اور مشرقِ شتاء ،، سردی

۶۹۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ اَبَا النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰہِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَرْفَعُ اللّٰہُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ

بَابُ الْبُکَاءِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ

۶۹۲۵ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ

گرمی کا مشرق» ان دونوں میں بہت لمبی مسافت ہے اور وہ فلک کا نصف کرہ ہے یا صرف ایک ضد "مشرق" پر اکتفاء کی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ «سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ» لباس تم کو گرمی سردی سے بچاتا ہے۔ اور حَرّ «گرمی» پر اکتفاء کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کلام کرنا ہو تو نطق سے پہلے اس میں تدبر کر لینا چاہیئے اگر اس میں مصلحت ہو تو بولے ورنہ خاموش رہے»

۶۹۲۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اللہ کی رضامندی کی بات کرتا ہے جس کی وہ پرواہ نہیں کرتا اس کے بدلے اس کے درجات بلند کرتا ہے اور بعض دفعہ انسان اللہ کو ناراض کرنے والی بات ہے جس کی وہ پرواہ نہیں کرتا وہ اس کے سبب دوزخ میں گر جاتا ہے

قولہ لَا یُلْقِیْ » یعنی اس کا دل اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور نہ اس کی پرواہ کرتا ہے جو اس کے دوزخ میں گرنے کا سبب ہوتا ہے۔

يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ

٦٩٢٦ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ يُسِيئُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَقَالَ لِأَهْلِهِ إِذَا

باب اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا

٦٩٢٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخصوں پر اللہ تعالیٰ رحمت کا سایہ کرتا ہے اُن میں سے ایک وہ شخص ہے جو "تنہائی" میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور (اللہ کے خوف سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔

٦٩٢٥ — شرح : حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ کے خوف سے تمہیں رونا چاہیے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورتیں اپنا لیا کرو، کیونکہ دوزخی آگ میں روئیں گے اور اُن کے آنسو ان کے چہروں پر بہتے ہوں گے گویا کہ نہریں جاری ہیں۔ پھر آنسو ختم ہوجائیں گے تو ان کی آنکھوں سے خون جاری ہوں گے اور آنکھیں زخمی ہوجائیں گی۔ اگر ان میں کشتیاں جاری کی جائیں تو چل پڑیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا خوف

٦٩٢٦ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جس کا اپنے عمل میں بہت بُرا گمان تھا اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا جب میں مروں تو مجھے پکڑ کر سخت گرمی

اَنَا مِتُّ فَحَرِّقُوْنِیْ فَذَرُّوْنِیْ فِی الْبَحْرِ فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوْا بِهٖ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ وَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَی الَّذِیْ صَنَعْتَ قَالَ مَا حَمَلَنِیْ اِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ ـ

۶۹۲۷ ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَکَرَ رَجُلًا فِیْمَنْ کَانَ سَلَفَ اَوْ قَبْلَکُمْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّوَلَدًا یَعْنِیْ اَعْطَاهُ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِیْهِ اَیَّ اَبٍ کُنْتُ قَالُوْا خَیْرًا قَالَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرًا فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ یَدَّخِرْ وَاِنْ یَّقْدَمْ

کے دن سمندر میں بہا دو اُنہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرّات جمع کئے پھر فرمایا اِس فعل کی تجھے کس نے ترغیب دی ہے جو تو نے کیا ہے اس نے کہا اس پر مجھ کو صرف تیرے خوف نے اُبھارا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

۶۹۲۷ ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ذکر کیا جو تم سے پہلے گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مال و اولاد بہت دی جب اس کے پاس موت کے فرشتے آئے تو اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارا کیسا باپ ہوں ؟ اُنہوں نے کہا تو اچھا باپ ہے اُس نے کہا اُس نے (تمہارے باپ) اللہ کے پاس کوئی اچھا کام کسب نہیں کیا۔ قتادہ نے اس کی یہ تفسیر کی یا کوئی نیکی ذخیرہ نہیں کی۔ اگر یہ اللہ کے پاس حاضر ہُوا تو وہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ پس تم میرا حال دیکھو جس وقت میں مر جاؤں مجھے جلا دو یہاں تک کہ جب میں سیاہ کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس ڈالو

عَلَى اللهِ يُعَذِّبُهُ فَانْظُرُوا فَإِذَا مُتُّ فَاحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاسْهَكُونِي ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَاذْرُونِي فِيهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَالَ اللهُ كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فَقَالَ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فَاذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر جس روز سخت تیز ہوا چلے مجھے اس میں اڑا دو اور اپنے اہل و اولاد سے اس پر مضبوط وعدہ لیا اور قسم ہے میرے رب کی۔ اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا ہو جا، وہ آدمی کھڑا ہو گیا فرمایا میرے بندے تجھے اس فعل پر کس نے اُبھارا ہے جو تُو نے کیا ہے۔ اُس نے کہا اے اللہ تیرے خوف نے کروایا ہے یا کہا تجھ سے ڈرتے ہوئے کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُس کی تلافی یہ کی کہ اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا میں نے ابو عثمان کو اس حدیث کی خبر دی تو اُس نے کہا میں نے سلمان سے سُنا ہے لیکن اُس نے یہ اضافہ کیا کہ اُس نے کہا مجھے سمندر میں بہا دو جیسا کہ اُس نے بیان کیا۔ معاذ نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی کہ انہوں نے کہا میں نے ابو سعید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سُنا۔

۶۹۲۷

شرح: قولہ لم یبتئر، ابتئار سے بمعنی عدم ذخیرہ ہے یعنی اُس نے کوئی نیکی جمع نہیں کی یہ شخص کفن چور تھا اُس نے یہ فعل اس لئے کروایا کہ اگر وہ اسی حال میں قیامت کے دن اُٹھایا گیا تو تمام لوگ اس کو پہچانتے ہوں گے لہٰذا جب وہ جل کر سڑ کر راکھ ہو گا اور پانی یا ہوا میں بہا دیا یا اُڑا دیا جائے گا تو وہ لوگوں پر مخفی رہے گا اور

بَابُ الْاِنْتِھَاءِ عَنِ الْمَعَاصِیْ

۶۹۲۸ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ

یہ خیال کیا کہ اگر وہ اپنے رب کے حضور پیش ہُوا تو اللہ اس کو نہیں بخشے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس شخص نے اس قسم کی وصیت کی تھی اس کو کیسے بخش دیا گیا؛ حالانکہ وہ زندہ کرنے پر اللہ کی قدرت سے جاہل تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُس نے صحت کے زمانہ میں جو گناہ کئے موت کے وقت اُن پر ندامت کرنے اور اُن سے توبہ کرنے کے باعث اللہ نے اُس کو معاف کر دیا اسی لئے اُس نے اپنی اولاد سے کہا تھا کہ اس کو جلا کر ہوا اور سمندر میں اڑا دیں بہا دیں؛ کیونکہ اس کو اللہ کے عذاب سے سخت ڈر تھا اور کئے ہُوئے فعل پر نادم ہونا توبہ ہے۔ گویا کہ وہ تائب ہو کر مرا تھا۔ بعض نے اس حدیث اِنْ قَدَرَاللّٰہُ کو قدرت بمعنی عجز پر محمول کیا ہے اور اس شخص کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر اِس کو جلا دیا جائے اور ہوا میں اُڑا دیا جائے تو وہ زندہ کرنے سے اللہ کو عاجز کر دے گا۔ اس تقدیر پر اس کی بخشش اس لئے ہُوئی کہ وہ اللہ کی قدرت سے جاہل تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہ حکم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اور عقل بھی یہ نہیں چاہتی کہ یہ اللہ کی حکمت میں جائز نہ ہو ہاں اللہ تعالیٰ کے اس قول ان اللہ لایغفران یشرک بہ ،، کے نزول کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کافر کا کفر اور مؤمن کا ایمان ضرر ونقصان اور نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ بعض نے کہا "قَدَرَ ،، بمعنی ضیق ہے۔ قرآن کریم میں ہے مَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ ،، یعنی اس کا رزق تنگ کر دیا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس نے اپنے خالق کی یہ وصف کی تھی کہ وہ اس کے اعادہ پر قادر نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معذور جانا۔ ایسا کلام کرنا اس شخص سے کفر ہے جو اس سے کفر کا قصد کرے اور وہ اپنا کلام سمجھتا ہو۔ قولہ فَاسْحَقُوْنِیْ ،، سحق اور سہک ہم معنی ہیں اس لئے بعض نسخوں میں فاسہکونی مذکور ہے (عینی) قولہ وَرَبِّیْ ،، یہ ان سے کئے گئے وعدہ کی حکایت ہے یعنی اُس نے اپنے وصی سے کہا تھا کہو میرے رب کی قسم میں ضرور تیرا حکم پُورا کروں گا ،، قولہ فما تلافاہ ،، کلمہ ما موصولہ

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَ
مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ رَاَیْتُ الْجَیْشَ
بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ
فَاَدْلَجُوْا عَلٰی مَھَلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْہُ طَائِفَۃٌ فَصَبَّحَھُمُ
الْجَیْشُ فَاجْتَاحَھُمْ

ہے اور "اَنْ" مصدریہ ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تلافی کی وہ یہ تھی اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا۔

باب گناہوں سے باز رہنا

۶۹۲۸ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور اس کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس آدمی کی مثل ہے جو کسی قوم کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کا لشکر دیکھا اور کہا میں ننگا ہوں تمہیں علانیہ ڈراتا ہوں اس سے بچو بچو تو ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور مہلت ملنے پر رات کے اندھیرے میں چلے گئے اور نجات پا گئے اور دوسرے گروہ نے اس کو جھٹلا دیا تو دشمن کے لشکر نے ان پر صبح کو حملہ کرکے ان کو ھلاک کر دیا۔

۶۹۲۸ شرح : قولہ انا النذیر العریان اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو ڈرانے والا شخص اپنے کپڑے اتار کر برہنہ ہو جاتا تھا اور کپڑوں کو اٹھا کر اپنے سر پر گھماتا پھرتا تھا۔ اس طرح وہ اپنی قوم کو خبردار کرتا تھا کہ دشمن حملہ کرنے والا ہے ابن بطال نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ "نذیر عریان" قبیلہ خثعم کا ایک آدمی تھا اس پر ایک آدمی نے ذی خلصہ کے دن حملہ کیا اور اس کا ہاتھ اور اس کی بیوی کا ہاتھ کاٹ ڈالا وہ اپنی قوم

۶۹۲۹ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا وَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهٗ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا فَاَنَا اٰخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا

کے پاس گیا اور ان کو ڈرایا پھر کسی خبر کے تحقق اور یقین حاصل کرنے کے لئے یہ مثال بیان کی جاتی ہے۔ ابن سکیت نے کہا جس شخص نے اس پر حملہ کیا تھا وہ عوف بن عامر لشکری تھا اور عورت بنی کنانہ سے تھی۔ ابوعبدالملک نے کہا یہ قدیم مثال ہے جبکہ ایک آدمی ایک لشکر سے ملا تو اُنہوں نے اُس کو برہنہ کر دیا وہ شخص مدینہ میں آیا اور کہا میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں تم مجھے دیکھتے ہو کہ میں کپڑوں سے برہنہ ہوں لشکر نے مجھے برہنہ کیا ہے۔ لہٰذا اس سے بچو بچو۔ لیکن حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں فصیح زبان سے تمہیں کہتا ہوں کہ لشکر حملہ کرنے والا ہے تم جلدی دوڑ جاؤ کیونکہ لشکر کا مقابلہ کرنے کی تمہیں طاقت نہیں ہے (عینی)

۶۹۲۹ ترجمہ : عبدالرحمٰن اعرج نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور لوگوں کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی جب اُس نے اس کا اردگرد روشن کر دیا تو پروانے اور جانور جو آگ میں گرتے ہیں اس میں گرنا شروع ہو گئے اور وہ آدمی ان کو آگ سے دُور کرتا ہے اور وہ اس پر غالب آجاتے ہیں اور آگ میں داخل

٦٩٣٠ـــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ ‏

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا

٦٩٣١ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

ہو جاتے ہیں اور جل جاتے ہیں میں تم کو تمہاری کمروں سے پکڑتا ہوں کہ تم آگ میں نہ گرو اور وہ لوگ اس میں گر رہے ہیں۔

٦٩٢٩ ـــ شرح : قولہ فَيَقْتَحِمُونَ ،، قیاس تو یہ ہے کہ حاضر کا صیغہ مذکور ہوتا ؛ لیکن اس میں حاضر سے غائب کی طرف التفات ہے۔ یہ اقتحام سے ماخوذ ہے۔ اقتحام کے معنی کسی شئی پر داخل ہونا جب کوئی اچانک داخل ہو تو وہاں اقتحام استعمال کرتے ہیں۔ حُجز کے معنی کمر ہیں جہاں تہبند باندھا جاتا ہے اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جس شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کمر در مَعْقَدِ ازار ،، سے پکڑیں وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔

٦٩٣٠ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ سلامتی میں رہیں ،، ان کو اذیت نہ پہنچائے ،، اور مہاجر وہ ہے جو اس شئ کو چھوڑ دے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے (یعنی یہ مسلمان کامل اور مہاجر کامل ہے۔

(حدیث ۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں) (کتاب الایمان)

عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

۶۹۳۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

بَابُ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

۶۹۳۳ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَ حُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور زیادہ روتے

۶۹۳۱ - ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔

بَابُ الْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ

۶۹۳۴ ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ

۶۹۳۱ ـــ شرح : یعنی جو قبض روح کے وقت اور قبر و حشر میں سخت امور ہائلہ پیشِ نظر ہوں گے وہ انسان کو زیادہ رونے پر مجبور کر دینے والے ہیں۔

۶۹۳۲ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے

باب دوزخ شہوات سے ڈھانپی گئی ہے

۶۹۳۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ شہوات سے پوشیدہ کی گئی ہے اور جنت مکروہات سے ڈھانپی گئی ہے" (یعنی شہوات کا ارتکاب کر کے دوزخ میں پہنچ جاتا ہے اور مکروہات اور امور شاقہ برداشت کر کے جنت میں جاتے ہیں۔

۶۹۳۵ حدثنی محمد بن المثنی قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عبد الملك بن عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اصدق بیت قاله الشاعر الا کل شیء ما خلا الله باطل

باب جنت تم میں سے کسی کی جوتی کے تسمہ سے قریب ہے دوزخ بھی اسی طرح ہے،،

۶۹۳۴ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تم میں سے کسی ایک کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے۔ دوزخ بھی اسی طرح ہے ،،

۶۹۳۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی طاعت جنت کی طرف پہنچاتی ہے اور نافرمانی دوزخ کے قریب کرتی ہے۔ مؤمن کو چاہیے تھوڑی خیر میں زاہد نہ ہو جائے اور تھوڑی شر میں مشتغل نہ ہو جائے اور اس کو آسان اور معمولی خیال کرتا رہے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت عظیم ہے، کیونکہ مؤمن اس نیکی کو نہیں جانتا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے اور نہ وہ نافرمانی جانتا جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

۶۹۳۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سچا مصرعہ جو شاعر نے کہا ہے یہ ہے کہ "ہر شئی اللہ کے سوا باطل اور فانی ہے ،،

۶۹۳۵ — شرح : یعنی جب اللہ کے سوا دنیا کی ہر شئی جس میں اللہ کی طاعت نہیں اور نہ ہی اس کے قریب ہے باطل ہے تو اس میں مشغول ہونا جنت سے دور کرتا ہے حالانکہ وہ اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے۔ حالانکہ (حدیث ـــــ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ لِيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلٰى مَنْ فَوْقَهٗ

۶۹۳۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليہ وسلّم قَالَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ

اور جو امور اللہ کے امر میں داخل ہیں اُن میں مشغول رہنا دوزخ سے دُور کرتا ہے، حالانکہ وہ اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے حدیث ع—— کی شرح دیکھیں۔

باب انسان اس طرف دیکھے جو اس مرتبہ میں پہنچا ہو اور اس طرف نہ دیکھے جو اس سے مرتبہ میں بلند ہو

۶۹۳۶ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب اس کی طرف نظر کرے جس کو مال و دولت اور خوبصورتی میں اس پر فضیلت دی گئی ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اس کی طرف نظر کرے جو مرتبہ میں اس سے کم ہو۔

۶۹۳۶ — شرح : یعنی اگر ایسے شخص کو دیکھے جو دنیاوی ناز و نعمت میں اس سے بلند پایہ ہے تو اسے ایسے شخص کو دیکھ لینا چاہیے جس سے یہ بُلند پایہ ہے تاکہ بلند پایہ کو دیکھ کر اللہ کی نعمت کا کفران نہ کرے بلکہ اپنے پر اللہ کی نعمتیں

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ اَوْ سَيِّئَةٍ

۶۹۳۷ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْدٌ اَبُو عُثْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهٖ قَالَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّاٰتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

دنیاوی مال ومتاع خوبصورتی اور اولاد وغیرہ کو دیکھے تاکہ اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور خوش ہو، لیکن جس کا تعلق آخرت سے ہے وہاں اس کو دیکھے جو اس سے دین داری میں بلند ہے تاکہ فضائل حاصل کرنے میں راغب ہو۔

باب جس نے نیکی یا بدی کا قصد کیا

۶۹۳۷ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اللہ نے نیکیاں اور بُرائیاں لکھیں پھر ان کو بیان کیا پس جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا
اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس پوری نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کے مطابق
عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک لکھ دیتا ہے
اور جس نے برائی کا قصد کیا اور اس پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس پوری نیکی لکھتا ہے
اور اگر اس نے ارادہ کیا اور اس کے مطابق عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک بُرائی لکھتا ہے۔

۶۹۳۷ — شرح: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اگر انسان نیکی کا صرف ارادہ کرے تو نیکی لکھی جاتی ہے اگر بُرائی کا ارادہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا حتیٰ کہ اس کا عمل کرے تو صرف ایک بُرائی لکھی جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم فضل نہ ہوتا تو کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوتا، کیونکہ لوگوں کے گناہ اور معاصی حسنات سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی نیکیاں بڑھا دیں اور کئی گنا کر دیں اور برائیاں کم کر دیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر انسان بُرائی کا قصد کرے اور اس کے مطابق عمل نہ کرے تو یہی ہو سکتا ہے کہ بُرائی نہ لکھی جائے اس کی نیکی کس لئے لکھی جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بُرائی سے رُکنا بھی نیکی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص بیس برس کے بعد نماز ترک کرنے کا ارادہ کرے تو فی الحال گنہگار ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نفس کو فعل پر آمادہ عزم ہے یہ اس قصد کا غیر ہے جس میں نفسانی خطرات ہیں جو غیر مستقر ہیں۔ الحاصل عزم میں آمادگی پائی جاتی ہے اور ھَمّ میں غیر مستقر نفسانی خطرہ پایا جاتا ہے لہٰذا عزم اور ھَمّ میں فرق یہ ہے کہ اگر انسان نے نماز کی حالت میں اپنے نفس سے نماز کو قطع کرنے کا خیال کیا تو نماز قطع نہ ہو گی اور جب نماز قطع کرنے کا عزم کر لیا تو قطع ہو جاتی ہے۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو شخص بُرائی کا قصد کرے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے وہ نہ کرے تو اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے لیکن جس نے کسی مجبوری کے باعث بُرا فعل نہ کیا تو اس کا ترک نیکی نہیں لکھا جاتا، کیونکہ اس نے بُرائی کو کسی مانع کے باعث ترک کیا ہے اور وہ منصوص حدیث میں داخل نہیں۔ علامہ عینی نے طبری سے نقل کیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کراماً کاتبین ہر وہ نیکی اور بُرائی لکھ لیتے ہیں جس کا انسان ارادہ کرے صحیح ہے اور وہ بندے کا اعتقاد جانتے ہیں۔ نیز اس میں اس شخص کے کلام کا بھی ردّ ہے جو کہتا ہے کہ کراماً کاتبین انسان کا وہی عمل لکھتے ہیں جو ظاہر ہو اور جو وہ نہیں۔ ردّ کی وجہ یہ ہے کہ بخاری کی کتاب التوحید میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ

۶۹۳۸ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْا لْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ اِنْ كُنَّا نَعُدُّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ الْمُهْلِكَاتِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب میرا بندہ بُرے کام کرنے کا ارادہ کرے تو وہ نہ لکھو حتیٰ کہ وہ بُرائی کرلے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے کراماً کاتبین اللہ کے اطلاع کرنے سے آدمی کے دل کی بات جانتے ہیں یا اللہ تعالیٰ ان میں علم پیدا کر دیتا ہے جس کے ساتھ وہ انسان کا قلبی ارادے کا ادراک کرتے ہیں۔

باب حقیر گناہوں سے بچنا

محقرات وہ گناہ ہیں جنہیں انسان حقیر سمجھتا ہے۔ امام نسائیؒ اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے عائشہ حقیر گناہوں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کا بھی مطالبہ کرے گا "

۶۹۳۸ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا تم عمل کرتے ہو وہ تمہاری آنکھوں میں بال سے باریک نظر آتے ہیں ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ان کو مُہلک سمجھتے تھے۔ امام بخاری نے کہا موبقات کے معنیٰ مُہلکات ہیں۔

۶۹۳۸ ــــ شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی برکت سے ہم اُن کو مہلک خیال کرتے ہیں، چنانچہ ترمذی میں ہے کہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر احکام مشروعہ کا دسواں حصہ ترک کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور آخر زمانہ میں انہی احکام کا دسواں حصہ بجا لائیں گے تو نجات پائیں گے، کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

بَابُ الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا

۶۹۳۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ غَنَاءً عَنْهُمْ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا فَتَبِعَهٗ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهٖ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرٰى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ لَمِنْ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرٰى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا

کے دلوں میں خوفِ خدا بہت تھا وہ کبائر گناہوں سے محفوظ تھے جبکہ معمولی گناہوں کو وہ مہلک سمجھتے تھے معمولی گناہوں پر جب اصرار کیا جائے تو وہ کبیرہ ہو جاتے ہیں

باب اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ سے ڈرنا

۶۹۳۹ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَاطِ السَّوْءِ

۶۹۴۰ ـــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ

ایک آدمی کو دیکھا جو مشرکوں کو قتل کر رہا تھا۔ جرأت کے اعتبار سے وہ بزرگ مسلمانوں میں سے تھا۔ حضور نے فرمایا جو دوزخی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کے پیچھے ایک آدمی چلا اور اس کی نگہبانی کرتا رہا حتیٰ کہ وہ شخص زخمی ہو گیا اور مرنے میں جلدی کی اُس نے اپنی تلوار کی دھار اپنے سینے پر رکھی اور اس پر اپنا بوجھ ڈالا حتیٰ کہ تلوار اس کے کندھوں سے نکل گئی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ لوگوں کے دیکھنے میں ایسے عمل کرتا ہے کہ وہ جنتیوں میں سے ہے؛ حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے اور لوگوں کے دیکھنے میں ایسے عمل کرتا ہے کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ اعمال کا دارو مدار ان کے خاتمہ پر ہے (حدیث ع ۲۶۹۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب برے لوگوں کے میل جول سے گوشہ نشینی میں راحت ہے

یعنی بُرے لوگوں کی صحبت سے گوشہ نشینی راحت کا سبب ہے اور اس میں بہت فائدے ہیں کم از کم انسان لوگوں کی شر سے دُور رہتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی زندگی

يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ
ابْنُ كَثِيرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ
اَوْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُونُسُ
وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ بَعْضِ
اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي
مِثْلَ حَدِيثِ اَبِي الْيَمَانِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ

میں کچھ وقت گوشہ نشینی بھی اختیار کرو اور فرمایا گوشہ نشینی بُرے ساتھیوں کی صحبت سے بچاتی ہے اس میں راحت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان لوگوں سے میل جول کرتا ہے اور ان کی اذیت برداشت کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں کی اذیت پر صبر نہیں کرتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ دونوں حدیثوں کے محمل جُدا جُدا ہیں کہ بعض اوقات تنہائی بہتر ہوتی ہے اور بعض اوقات لوگوں سے اختلاط بہتر ہوتا

۶۹۴۰ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک اعرابی" دیہاتی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بہتر کون ہے؟ فرمایا وہ آدمی جو اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرے اور "دوسرا" وہ شخص کسی گھاٹی میں اپنے رب کی عبادت کرے اور اپنی شر سے لوگوں کو بچائے۔ زبیدی، سلیمان بن کثیر اور نعمان نے زُہری سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی اور معمر نے زُہری کے ذریعہ عطاء سے یا عُبیداللہ نے ابوسعید کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور یونس ابن مسافر اور یحییٰ ابن سعید نے ابن شہاب، عطا اور بعض صحابہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۶۹۴۰ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف اوقات، لوگوں اور اُن کے احوال کے اعتبار سے ہے۔ لہٰذا تضاد نہیں ہے۔

۶۹۴۱ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ

۶۹۴۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ

۶۹۴۱ — ترجمہ : ابوسعید نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمان آدمی کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مواقع میں لے جائے گا اس حال میں کہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے دُور لے جائے گا ۔

۶۹۴۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کے زمانہ میں گوشہ نشینی بہتر ہے اور دین محفوظ رکھنے کے لئے لوگوں سے دُور رہنے میں سلامتی ہے ۔

باب امانت کا اُٹھ جانا

۶۹۴۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت امانت ضائع کی جائے گی تو قیامت کے منتظر رہو۔ ابوہریرہ نے کہا یا رسُول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! امانت کس طرح اُٹھائی جائے گی۔ فرمایا جس وقت دین کا معاملہ نااہل کے سپرد کیا جائے گا

ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

۶۹۴۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ

پس قیامت کے منتظر رہو۔

۶۹۴۲ — **شرح** : امر سے مراد وہ امور ہیں جن کا خلافت، سلطنت، امارت، قضاء اور افتاء سے تعلّق ہو یعنی جس وقت مناصب نا اہل لوگوں کے سپرد ہو جائیں گے جیسے قضاء کا محکمہ ایسے لوگوں کے سپرد ہو جو احکام نہیں جانتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں ہو رہا ہے، لیکن قیامت اس لئے نہیں آئی کہ دیندار، ائمہ اسلام جو احکام شرع سے واقف ہیں درمیان میں موجود ہیں۔ لہٰذا احکام دین درمیان میں سے نہیں اُٹھے ہیں۔

۶۹۴۳ — **ترجمہ** : **حُذیفہ** نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں ایک میں دیکھ چکا ہوں اور دُوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں نازل ہُوئی۔ پھر اُنہوں نے قرآن سے معلوم کیا

فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى اَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهُ وَمَا اَظْرَفَهُ وَمَا اَجْلَدَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامُ وَاِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ اِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا

پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے جانا کہ "امانت کی حفاظت کرنا چاہیئے"، اور ہم سے اس کے اٹھ جانے کی حدیث بیان فرمائی؛ چنانچہ فرمایا آدمی ایک بار سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اُٹھ جائے گی (غافل ہو جائے گا اور دیکھے گا کہ اس کے دل میں امانت نہیں) اور اس کا دھندلا سا نشان باقی رہے گا۔ پھر سوئے گا اور امانت اٹھالی جائے گی تو اس کا نشان آبلہ کی طرح باقی رہے گا جیسے تو کوئلہ کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اور وہ پھُول جائے تو اس کو اُبھرتے دیکھے گا؛ حالانکہ اس میں کچھ نہیں۔ لوگ صبح کو خرید و فروخت کریں گے اور کوئی بھی امانت ادا کرنے والا نہ ہوگا۔ پس کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار آدمی ہے۔ اس کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ کس قدر عقلمند ہے اور کس قدر خوش طبع ہے اور کس قدر کریم ہے؛ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کی مقدار ایمان نہ ہوگا" حذیفہ نے کہا مجھ پر ایک زمانہ گزرا ہے میں یہ پرواہ نہ کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کروں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کی مسلمانی اسے میری طرف رد کرتی اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کے مددگار میری طرف امانت واپس کرتے اور آج کل یہ حال ہے کہ میں صرف فلاں فلاں سے خرید و فروخت کروں گا۔

۶۹۴۴ شرح : حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ فطرت کے اعتبار سے لوگوں میں

٦٩٤٤ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً

امانت ہے اور احکام شرعیہ کے لحاظ سے بھی وہ لوگوں کو حاصل ہوئی ہے جو لوگوں کے دلوں کی جڑوں اور گہرائیوں میں اتری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے امانت زمین و آسمان پر پیش کی سب نے انکار کردیا اور انسان نے اس کو اٹھایا۔ پھر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم امانت کے اٹھائے جانے کی تفصیل بیان فرمائی کہ آدمی ایک بار نیند کرے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی پھر آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے امانت اٹھا لی جائے گی۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے اٹھتی رہے گی اور ان کے دلوں میں دین واسلام کی اہمیت نہ رہے گی تو اس کا اثر اور نشان بے رنگ نقطہ کی طرح ہو جائے گا۔ پھر دوسری بار سوئے گا تو اس کا نشان آگ کے کوئلہ کی طرح ہوگا جس کو تو پاؤں پر جلائے تو وہ ابھرنے لگے اور آبلے بن جائیں جو اندر سے خالی ہوتے ہیں یعنی دل امانت سے خالی ہو جائے گا۔ جبکہ آہستہ آہستہ اس سے امانت نکلتی رہے گی جب تھوڑی سی زائل ہوگی تو اس کا نور جاتا رہے گا اور بے رنگ نقطہ کی طرح ظلمت سی رہ جائیگی جب اور بھی زائل ہوگی تو آبلہ کی طرح رہ جائے گی دل میں اس کے ثابت ہونے کے بعد اس کے ازالہ کو کوئلہ سے تشبیہ دی جس کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو اس پر چھالے سے بن جاتے ہیں۔ اس وقت لوگ خرید و فروخت کریں گے مگر ان میں کوئی امانتدار نہ ہوگا۔ میرا حال یہ ہے کہ لوگوں میں امانت جانتا تھا تو جس پر مجھے وثوق ہوتا اس کے حال کی تفتیش کے بغیر اس سے خرید و فروخت کرلیتا تھا؛ کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کی مسلمانی اور دین خیانت کرنے سے اس کو منع کرتا اور امانت ادا کرنے پر اسے مجبور کرتا تھا اگر وہ کافر ہوتا تو اس کے والی اور مددگار مجھ سے انصاف کرتے اور اس سے میرا حق دلواتے تھے۔ اب حال یہ ہوگیا ہے کہ امانت کو کوئی ادا نہیں کرتا۔ میں خرید و فروخت کسی کو امین نہیں سمجھتا ہوں البتہ بظاہر دیکھنے میں بعض لوگ نظر آتے لیکن ان پر بھی اعتماد نہیں رہا ہے۔ اس حدیث میں یَتَبَایَعُوْنَ سے بیعتِ خلافت مراد نہیں، کیونکہ نصرانی اور کافر لوگوں میں یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

۶۹۴۵ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَاءِ اللّٰهُ بِهِ

۶۹۴۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ سو اونٹوں کی طرح ہیں اُن میں کوئی بھی تو سواری کے قابل نہ پائے گا۔

۶۹۴۴ ـــ شرح : عوام بہت ہوں گے لیکن ان میں کام کے آدمی بہت کم ہوں گے جیسے سو اونٹوں میں کوئی سواری کے قابل نہ ہوگا کیونکہ فرائض کو ضائع کر دیں گے جو ان کے ذمہ واجب الاداء ہیں۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حضرات صحابہ کرام نہیں اور نہ ہی تابعین عظام ہیں؛ کیونکہ ان کی خیریت وفضیلت حضور نے خود بیان فرمائی ہے کہ تمام قرنوں اور زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو میرے زمانہ سے ملنے والا زمانہ ہے۔ لہذا حضور نے مستقبل بعید میں لوگوں کے حالات ذکر فرمائے ہیں کہ ان میں شاذ و نادر لوگ احکام شرع کے پابند رہ جائیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب دکھانا اور سنانا

یعنی جو شئی حاسۂ بصر سے تعلق رکھے وہ دکھاوا ہے اور جو سمع کے حاسہ سے تعلق رکھے وہ سُمعہ بضم السین ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف لوگوں کے دکھانے اور سنانے

کے لئے خالص اللہ کے لئے عبادت نہ کرنا ۔

۶۹۴۵ — ترجمہ : سلمہ نے کہا میں نے جُندب کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اُن کے سوا کسی سے نہیں سُنا کہ وہ کہتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُن کے قریب آیا اور ان کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا عمل لوگوں کے لئے ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی فاسد نیت ظاہر کرتا ہے اور جو کوئی اپنی عبادت لوگوں کے لئے ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دکھاوا ظاہر کرتا ہے ۔

۶۹۴۵ — شرح : سلمہ بن کُہیل نے کہا میں نے سُنا نہیں یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے اس مقام میں جندب کے سوا کوئی صحابی باقی نہیں رہا ۔ اگر یہ سوال ہو جیسا علیٰ کہ وہ آخر وقت تک کوفہ میں رہے اور وہیں وفات پائی ، حالانکہ جندب کی زندگی میں وہاں ابو جُحیفہ سُوائی موجود تھے ۔ وہ جندب کے چھ سال بعد فوت ہُوئے اور عبداللہ بن ابی اَوفیٰ بھی موجود تھے وہ جندب کے بیس سال بعد فوت ہُوئے اور دونوں سے سلمہ بن کُہیل نے روایت کی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں جندب حدیث بیان کیا کرتے تھے ۔ وہاں اس وقت حضرات صحابہ کرام میں سے کوئی موجود نہ تھا ۔ صرف وہی موجود تھے ، اگرچہ ابو جحیفہ اور ابن ابی اوفیٰ بھی کوفہ میں موجود تھے ۔

حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے کوئی عمل اخلاص کے بغیر کیا اور صرف لوگوں کو دکھانے اور سُنانے کے لئے عمل کیا اس کو یہ جزاء دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشہور کرے گا ۔ اور اس کی ریاکاری کو مشہور کرے گا ۔

اس کا یہ مفہوم بھی صحیح ہے کہ جس نے اپنے عمل سے دنیاوی مفاد کا قصد کیا اور لوگوں میں وجاہت اور اچھا مقام بنانا چاہا اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کا ارادہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کے نزدیک اس کا فریب ظاہر کرے گا اور آخرت میں اسے کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ ریاکاری سے محفوظ رکھے ۔

بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ

۶۹۴۶ ـــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ اِلَّا اٰخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ اَللهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ اَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ

باب جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا

ترجمہ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۴۶ ـــ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوہ کی پچھلی لکڑی تھی آپ نے فرمایا اے معاذ میں نے عرض کیا "لبیک یارسول اللہ وسعدیک" پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا۔ "لبیک یارسول اللہ وسعدیک" پھر کچھ دیر چلتے رہے اور فرمایا کیا جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے ؟ میں نے عرض کیا۔ اللہ ورسولہ اعلم "فرمایا اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے

اللہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ ھَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللہِ اِذَا فَعَلُوْہُ قُلْتُ اَللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللہِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَہُمْ

بَابُ التَّوَاضُعِ

۶۹۴۷ — حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُھَیْرٌ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاقَۃٌ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا الْفَزَارِیُّ وَاَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَتْ نَاقَۃٌ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُسَمَّی الْعَضْبَاءَ وَکَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِیٌّ عَلٰی قَعُوْدٍ

عرض کیا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک فرمایا جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جبکہ وہ ادا کریں میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کا یہ حق ہے کہ ان کو عذاب نہ دے۔

۶۹۴۶ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے لئے حضرت معاذ کو بار بار آواز دی تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ حضور کوئی اہم شئی بیان کرنے والے ہیں اس کو سننے کے لئے معاذ ہمہ تن بگوش تیار ہوں اور غفلت نہ کریں۔ لبیک تلبیہ سے ماخوذ ہے اس کے معنی داعی کی دعوت کو قبول کرنا ہے۔ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی خدمت میں بار بار موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئے واجب نہیں اور بندوں کا اللہ پر حق کے معنی یہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے ثواب وجزاء کا لوگوں سے وعدہ کیا ہے۔ وہ پورا کرے گا۔

باب تواضع

تواضع کے معنی اپنے مرتبہ سے تنزل کا اظہار کرنا ہے بعض علماء نے کہا تواضع اپنے سے بڑے صاحب فضیلت کی تعظیم کرنا ہے۔

لَهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالُوْا سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُرْفَعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ

۶۹۴۸ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ

۶۹۴۷ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کو عضباء کہا جاتا تھا کوئی جانور اس کے آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار آیا اور اونٹنی سے آگے بڑھ گیا۔ اس کا آگے بڑھنا مسلمانوں کو شاق گزرا اُنہوں نے کہا عضباء مسبوق ہوگئی "پیچھے رہ گئی"، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دُنیا میں کسی شئ کو بُلند نہیں کرتا مگر اس کو پست کرتا ہے، "جس کو بُلند کرے آخر میں اس کو پستی دکھاتا ہے"

۶۹۴۷ ــــ شرح : عضباء کے معنیٰ کان میں سوراخ والی اونٹنی ہے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا کان ٹوٹا ہوا نہ تھا اور نہ اس کے کان میں سوراخ تھا یہ اس کا لقب مشہور تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا مذموم ہے اس میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ دُنیا کے امور ناقص ہیں کامل نہیں۔

۶۹۴۸ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ فرماتا ہے جو میرے ولی سے دشمنی کرے تب اس سے

عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُہُ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَاءَتَہُ

اعلانِ جنگ کرتا ہوں میرا بندہ میری کسی محبوب شئ کے ذریعہ سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے میرا قرب حاصل نہیں کرتا میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں۔ میں کسی شئ میں تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں جو مجھے مومن کی جان میں تردد ہوتا ہے وہ موت کو مکروہ جانتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔

۶۹۴۸ —— شرح : یعنی جو کوئی ولی سے عداوت اس لئے کرتا ہے کہ وہ میرا ولی ہے میں اس سے جنگ کرتا ہوں اور اس کو ہلاک کرتا ہوں اور اس پر ایسے لوگ مسلط کرتا ہوں جو اس کو اذیت پہنچاتے رہیں اس شخص کی یہ رسوائی دنیا میں ہے۔ آخرت کی خرابی اس کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ذلت و رسوائی سے پناہ دے۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرات صوفیہ کرام جو مقربان پروردگار عالم ہیں کی اصطلاح میں ایک قربِ فرائض ہے وہ یہ کہ بندہ آلہ اور حق تعالیٰ فاعل ہے یعنی بندہ کے افعال اگرچہ اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن حقیقۃً فاعل اللہ تعالیٰ ہوتا ہے؛ چنانچہ اس حدیث نبوی اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ ،، اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔ میرا اسی حال کی طرف اشارہ ہے دوسرے قربِ نوافل ہے کہ اللہ تعالیٰ آلہ اور بندہ فاعل ہے جیسا کہ مذکور حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بندہ

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

میرے ساتھ سُنتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ ،، یعنی بندہ میرے ذریعہ سُنتا ہے میرے ذریعہ دیکھتا ہے میرے ذریعہ پکڑتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے اور قطب العرفا ، سید الاولیا ، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ظاہر ہے کہ قربِ فرائض اَتَمّ اور اَکمل ہے کہ بندہ درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ یہ فنا کا مقام ہے کہ اس مقام میں سالکوں کا نام و نشان باقی نہیں رہتا اور یہ حدیث کہ ،، اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ ،، اس کی وضاحت کرتی ہے۔ دوسرے اصفیاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ نوافل تمام تر ہے (تیسیر القاری) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نوافل کی محبت جس سے مذکورہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرائض سے افضل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ جس قدر فرائض سے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور کسی سے ایسا قرب نہیں ہوتا اور یتقرّبُ عبدی بالنوافل ،، سے مراد فرائض ایسے نماز اور روزہ کے ساتھ ہے۔ فرائض کے ترک سے بندہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا نوافل سے مراد وہ ہیں جو فرائض پر مشتمل ہیں اور ان کی تکمیل کرتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ کمالات فرائض و نوافل دونوں کی برکت سے ہیں فرائض اور نوافل تابع ہیں (کرمانی) قولہ مَا تَرَدَّدْتُ ،، یعنی میں کسی چیز کے کرنے میں تردّد نہیں کرتا ہوں جو مومن کی جان میں تردد کرتا ہوں ۔ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی ایسی برائی کو اچھا نہیں جانتا ہوں۔ یعنی میں اس کی موت کو مکروہ جانتا ہوں ،،

علامہ کرمانی نے کہا مَسَاءَتُہٗ ،، سے مراد حیات ہے ، کیونکہ موت کے باعث بندہ جنت کی دائمی نعمتوں تک پہنچتا ہے یا اس لئے کہ حیات بندہ کو رذیل عمر اور قوی جسمانیہ کے ضعف تک پہنچاتی ہے اور اس کو نچلے طبقہ میں لے جاتی ہے اور میں اس کی موت کو اچھا نہیں جانتا اور اس کی روح قبض کرنے میں جلدی نہیں کرتا ہوں۔ اس صورت میں اس کی حیات و مماتِ میں متردد ہوتا ہوں (تیسیر القاری)

باب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں

۶۹۴۹ ـــ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ هٰکَذَا وَیُشِیْرُ بِاِصْبَعَیْهِ فَیَمُدُّهُمَا

۶۹۵۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَاَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ کَهَاتَیْنِ

اور قیامت کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے "۔

۶۹۴۹ ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں اپنی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے ان کو پھیلا دیا۔

۶۹۵۰ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔

۶۹۵۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ حضور نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ اسرائیل نے ابوحصین سے روائت کرنے میں ابوبکر کی متابعت کی۔

۶۹۴۹ تا ۶۹۵۱ شرح : قولہ کہاتین ,, یعنی ان دونوں انگلیوں کی لمبائی میں جتنا فرق ہے یا یہ دونوں ملی ہوئی ہیں ان میں کچھ فرق نہیں اسی طرح آپ کے اور قیامت کے درمیان کچھ فرق نہیں۔

۶۹۵۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ بَابٌ ۶۹۵۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذٰلِكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا

حدیث شریف کے معنٰی یہ ہیں کہ قیامت بہت قریب ہے اور بہت تیزی سے آرہی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اس میں قربِ مجاورۃ کی طرف اشارہ ہے پھر کہا اگر تو یہ سوال پوچھے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے تو اس کا قریب ہونا کیسے معلوم ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ جو معلوم ہے وہ اس کا قرب ہے اور ذات مجہول ہے لہٰذا تعارض نہ رہا۔

بابٌ

۶۹۵۲ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتٰی کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع کرے گا پس جس وقت مغرب کی جانب سے طلوع کرے گا جب اس کو لوگ دیکھیں گے کہ "سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوا ہے،، تو تمام لوگ ایمان لائیں گے یہ وہ وقت ہے کہ کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی کسب کی ہو۔ البتہ قیامت قائم ہوگی؛ حالانکہ دو شخصوں نے اپنا کپڑا کھولا ہوگا اس کی بیع پوری کر سکیں گے

خبرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا

اور نہ ہی اس کو لپیٹ سکیں گے ،، فوراً قیامت قائم ہو جائے گی ،، اور قیامت قائم ہوگی ؛ حالانکہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر فارغ ہوگا اور اس کو پی نہ سکے گا ،، البتہ قیامت قائم ہوگی ؛ حالانکہ آدمی اپنا حوض تیار کرتا ہوگا اور اس سے پانی نہ پی سکے گا ؛ البتہ قیامت قائم ہوگی ؛ حالانکہ اپنے منہ کی طرف لقمہ اُٹھا رہا ہوگا اور وہ اس کو کھا نہیں سکے گا ،، قیامت کے خوف سے ،،

۶۹۵۲ —— شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے ہیئت جاننے والوں نے تصریح کی ہے کہ فلکیات بسیطہ ہیں ان کے مقتضیات مختلف نہیں ہوتے اور ان کی اصل بناوٹ میں خلاف نہیں ہوتا ؛ لہٰذا ان میں مشرق و مغرب کا تصور نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ ہیئت کے قواعد مستحکم نہیں اور ان کے مقدمات نا قابلِ تسلیم ہیں بالفرض اگر ان کی صحت تسلیم کر لیں تو مُنْطَقَۃُ البروج مُعَدَّلِ نہار پر اس طرح منطبق ہوتا کہ مشرق مغرب یا بالعکس ہو جائے ممتنع نہیں (کرمانی)

حدیث میں مذکور آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ مغرب کی جانب سے طلوع سورج کے بعد کافر کا ایمان لانا اس کو نفع نہ دے گا ؛ کیونکہ اس وقت ایمان لانا جبکہ قیامت کے آثار ظاہر ہونے لگیں موت کے وقت ایمان لانے کی طرح ہے اور غرغرہ کے وقت ایمان لانا مقبول نہیں۔ اس وقت ایمان غیر مفید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”جب انہوں نے اللہ کا عذاب دیکھ لیا تو ان کے ایمان لانے نے ان کو کچھ نفع نہ دیا۔ صحیح حدیث شریف میں ہے بندے کی توبہ اس وقت قبول ہے جبکہ وہ غرغرہ میں شروع نہ ہو اور قرآن کریم کی اس آیت کریمہ ،، یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ ،، میں بعض سے مراد مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے (حدیث ۲۹۸۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللهِ اَحَبَّ اللهُ لِقَآءَهٗ

۶۹۵۳ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ اَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَآئَهٗ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَاَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهٗ وَاَنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ كَرِهَ

باب جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہے"

۶۹۵۳ــــ ترجمہ : عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی ملاقات سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو محبوب جانتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو بُرا جانتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ یا کسی اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم تو موت کو مکروہ جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ایسا نہیں" جو تم نے خیال کیا ہے" جب مومن کی موت کا وقت قریب آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے اکرام کی خوشخبری دی جاتی ہے تو جو اس کے آگے ہے

لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ اخْتَصَرَهُ أَبُودَاوُدَ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس سے بہتر کوئی شئ اس کو معلوم نہیں ہوتی اس لیے وہ اللہ سے محبّت کرتا ہے کہ "جلدی موت واقع ہو"، اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور جب کافر کی موت قریب آئے تو اس کو اللہ کے عذاب اور اس کی عقوبت سے خبردار کیا جاتا ہے تو جو شئ اس کے آگے ہے اس سے بُری کوئی شئ اس کو معلوم نہیں ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے اس حدیث کو ابوداؤد اور معمر نے شعبہ سے روائت کرنے میں اختصار کیا ہے اور سعید نے قتادہ، زُرارہ، سعد اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی ہے۔

۶۹۵۳ — شرح : اللہ سے محبّت کے معنیٰ یہ ہیں کہ بندہ دُنیا پر آخرت کو پسند کرتا ہے۔ وہ دُنیا میں زیادہ رہنا پسند نہیں کرتا اور دُنیا سے کوچ کی تیاری کرتا ہے اور اللہ کی ملاقات کو بُرا جاننا اس کے برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے محبّت کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ اپنے بندے کے لئے بہترین ارادہ رکھتا ہے اور اس کی ہدائت چاہتا ہے اور اس کا بندے کی ملاقات کو بُرا جاننا اس کے برعکس ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں معتبر کراہت وہ ہے جو نزع کے وقت ایسے حال میں ہو جس میں توبہ قبول نہیں ہوتی اس وقت ہر انسان کے لئے اس کی عاقبت سعادت یا شقاوت اس کے لئے منکشف ہوجاتی ہے۔ اس وقت اہل سعادت موت اور اللہ کی ملاقات سے محبّت کرتے ہیں تاکہ ان کے لئے تیار شدہ اشیاء کی طرف منتقل ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی ملاقات سے محبّت کرتا ہے تاکہ ان کو عطایا عنائت کرے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن اثیر سے نقل کیا کہ یہاں اللہ کی ملاقات سے مراد دارِ آخرت کی طرف پھرنا اور اللہ کے پاس ذخیرہ انعام طلب کرنا ہے اس سے موت مقصود نہیں کیونکہ موت کو ہر ایک مکروہ جانتا ہے جو شخص دُنیا ترک کردے اور اس سے بُغض کرے وہ اللہ کی ملاقات سے محبّت کرتا ہے اور جو دُنیا کو پسند کرے اور اس کی طرف مائل ہو وہ اللہ کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے۔

۶۹۵۴ ـــ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ اَبِی بُرْدَةَ عَنْ اَبِی مُوسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَآئَہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ

۶۹۵۵ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِی سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَعُرْوَۃُ

۶۹۵۴ ـــ ترجمہ : ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی ملاقات سے محبت کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

۶۹۵۵ ـــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیّب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے خبر دی ان دونوں نے اہل علم حضرات کے درمیان بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جبکہ آپ تندرست تھے کسی پیغمبر کی روح ہرگز قبض نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتے ہیں پھر انہیں اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا میں زندگی یا موت پسند کریں) جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت قریب آئی؛ حالانکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا آپ پر کچھ وقت غشی آئی پھر آپ کو افاقہ ہوا تو اپنی نظر مکان کی چھت کی طرف بلند کی پھر فرمایا اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں میں نے اپنے دل میں کہا اب حضور ہمیں اختیار نہیں کریں گے اور مجھے معلوم ہوگیا کہ وہ حدیث جو ہم سے بیان کرتے تھے کہ ہر نبی کو موت کے وقت اختیار دیا جاتا ہے، صحیح ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا یہ آخری کلمہ تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی" اے اللہ میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں۔

ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نُزِلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ قَالَتْ وَكَانَتْ تِلْكَ اٰخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

٦٩٥٦ ـــ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ ابْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ اَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ اَوْ عُلْبَةٌ

باب موت کی سختیاں

٦٩٥٦ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکوہ یا برتن تھا جس میں پانی تھا

فِيهَا مَاءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ

٦٩٥٧ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةٌ يَأْتُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُونَهُ مَتَى السَّاعَةُ

عمر بن سعید نے شک کیا ہے۔ آپ اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالتے اس سے چہرہ پر ملتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ ،، موت کی بہت سختیاں ہیں پھر حضور نے اپنا دستِ اقدس بلند کیا اور فرمایا میں رفیق اعلیٰ میں آیا یہاں تک کہ آپ کی روحِ پاک قبض کی گئی اور حضور کا دستِ اقدس مائل ہو گیا۔ امام بخاری نے کہا ،، عُلبہ لکڑی کا اور رکوہ چمڑے کا برتن ہے ،،

٦٩٥٦ شرح : سکرات ،، سکرہ کی جمع ہے اس کے معنی موت کی سختی ،، اس کا غم اور غشی ،، ہیں۔ سُکر بضم السین وہ حالت ہے جو آدمی اور اس کی عقل کے درمیان حائل ہوتی ہے۔ یہ اسم مصدر ہے اور سَکر بفتح السین والکاف مصدر ہے۔ سُکر اکثر نشہ میں استعمال ہوتا ہے۔ غضب، عشق، اونگھ اور کسی تکلیف سے غشی پر بھی بولا جاتا ہے سَکَر بفتح السین والکاف بمعنی نبیذ تمر ہے۔ زکوٰۃ چمڑے کا چھوٹا سا برتن ہے جس میں پانی پیا جاتا ہے اس کی جمع رکاء ،، ہے۔ اس کو ،، قدح الاعراب ،، کہتے ہیں۔ سفر میں اونٹ کے ایک پہلو میں لٹکایا جاتا ہے اس کی علاب ہے ابو یعلیٰ نے کہا ہے۔ علبہ کے نیچے چمڑہ اور اوپر گول لکڑی ہوتی ہے۔

(حدیث ۴۱۳۵ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

٦٩٥٧ ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا عرب کے صحرانشین سادے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ سے قیامت قائم ہونے سے متعلق پوچھتے ،، کہ قیامت کب قائم ہوگی ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے سب سے کمسن شخص کو

فَكَانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ اِنْ يَعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِيْ مَوْتَهُمْ

۶۹۵۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ ابْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ قَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

دیکھتے اور فرماتے اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہیں آئے گا حتیٰ کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی ہشام نے کہا یعنی تمہاری موت آجائے گی۔

۶۹۵۷ — شرح: اعراب صحرا نشین لوگ ہیں جو شہروں میں نہیں رہتے اور کسی ضروری کام کے بغیر شہر میں نہیں آتے۔ عرب حجاز مقدس کے لوگ ہیں اعراب کا اس لفظ سے واحد نہیں شہروں میں رہیں یا صحراء میں ان کی طرف منسوب کو اعرابی و عربی کیا جاتا ہے۔ اَعراب عرب کی جمع نہیں یہ اسم جنس ہے قولہ جُفاۃ،، بضم الجیم جاف کی جمع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غلیظ الطبع ہیں کیونکہ یہ لوگوں سے میل جول نہیں کرتے۔ ایک روایت کے مطابق حُفاۃ بفتح الحاء حاف کی جمع ہے اس کے معنیٰ ہیں۔ پاؤں سے برہنہ صحرا نشینوں میں دونوں معنے پائے جاتے ہیں وہ طبیعت کے سخت اور عموماً پاؤں سے برہنہ رہتے ہیں۔ اعراب کے جواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ اُن میں سے کمسن کو دیکھا کہ یہ شخص بڑھاپے تک نہیں پہنچے گا کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی یعنی تم سب فوت ہو جاؤ گے، کیونکہ ہر انسان کی قیامت اس کی موت ہے یہ اس کی قیامتِ صغریٰ ہے قیامت کبریٰ وہ ہے جو مرنے کے بعد حساب و کتاب کے لئے قائم ہوگی۔ یہ جواب اسلوب حکیم کے باب سے ہے یعنی تم قیامتِ کبریٰ کے وقت سے سوال کو چھوڑو وہ تو اللہ جانتا ہے۔ تم اس وقت سے سوال کرو جس میں تمہارا زمانہ ختم ہو جائے گا یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ مرنے سے پہلے تم اعمال صالحہ میں کوشش کرو۔ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ پہلے کون مرے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ

۶۹۵۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ

۶۹۵۸ — ترجمہ : ابوقتادہ بن ربیع انصاری سے روایت ہے کہ ان سے یہ بیان کیا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا یہ شخص مُستریح اور مستراح منہ ہے یعنی یہ آرام پانے والا ہے اور اس سے آرام پایا گیا ہے ،، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُستریح اور مستراح منہٗ کیا ہے ۔ حضور نے فرمایا مومن شخص دُنیا کی مشقتوں اور اذیتوں سے اللہ کی رحمت میں آرام پاتا ہے اور کافر یا گناہ گار سے لوگ ، شہر ، درخت اور جانور آرام پاتے ہیں ۔

۶۹۵۸ — شرح : مسروق نے کہا مجھے مومن پر بہت رشک آتا ہے جو اپنی لحد میں اللہ کے عذاب سے مامون اور دُنیا سے آرام پاتا ہے قولہ والعبد الفاجر ،، یعنی کافر یا گنہگار سے لوگ آرام پاتے ہیں ؛ کیونکہ اگر وہ اس کو منع کریں تو ان کو اذیت پہنچاتا ہے اگر منع نہ کریں تو خود گنہگار ہوتے ہیں ۔ اس سے آبادی بھی آرام پاتی ہے کیونکہ اس کی نافرمانیوں سے قحط سالی آتی ہے جس سے کھیتیاں خشک ہوجاتی ہیں اور نسل تباہ ہوجاتی ہے اس سے درخت بھی آرام پاتے ہیں ؛ کیونکہ وہ ان کو جڑ سے اکھاڑتا ہے اُن کا پھل غصب کرتا ہے یا کافر اور عاصی کے نہ ہونے سے شہر اور درخت اس لئے آرام پاتے ہیں کہ اس کے نہ ہونے سے موسلا دھار بارشیں ہوں گی زمین آباد ہوگی درخت سرسبز و شاداب ہوں گے اور جانور سیر ہوکر پانی

۶۹۶۰ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ أَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ أَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ

ہیں گے جارہ کھائیں گے جو اس کے گناہوں کو نحوست سے بارش رک جانے کے باعث خشک سالی کا شکار ہو گئے تھے؛ لیکن ان کی طرف راحت کا اسناد مجازی ہے کیونکہ درحقیقت راحت ان کے مالک کے لئے ہے۔ الحاصل لوگوں کے معاصی کی نحوست کی وجہ سے تمام اقسام موجودات اذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۶۹۵۹ — ترجمہ : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مُسْتَرِیحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْہُ"، "مومن ہے جو دنیا کے رنج و الم سے آرام پاتا ہے"۔

۶۹۶۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشیاء میت کا پیچھا کرتی ہیں دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے اس کے اہل و اولاد اور مال واپس آجاتے ہیں اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔

۶۹۶۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ہر میت موت کی تکلیف برداشت کرتی ہے۔ اس کے عمل اس پر پیش ہوتے ہیں اس کے ساتھ باقی رہنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر وہ نیک اور صالح ہے تو اس کا عمل خوبصورت چہرہ اور اچھے لباس اور بہترین خوشبو کے ساتھ قبر میں اس کے پاس آتا ہے اور اُسے کہتا ہے تجھے اس بات کی خوشخبری ہو کہ تیرا معاملہ اللہ نے آسان کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے تُو کون ہے کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں حدیث شریف میں کافر کے حق میں ارشاد ہے کہ اس کے پاس بدصورت آدمی آتا ہے اور کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں

۶۹۶۱ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَى مَقْعَدِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ

۶۹۶۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوا

۶۹۶۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو صبح و شام اس پر اس کی آخری جگہ پیش کی جاتی ہے۔ دوزخ یا جنت ،، اور کہا جاتا ہے یہ تیرا مقام ہے حتیٰ کہ تو اُس کی طرف اُٹھایا جائے گا۔

۶۹۶۱ — شرح : یعنی دُنیا والوں کی نسبت صبح و شام مراد ہے۔ مومن کو جنت و دوزخ دونوں دکھائے جاتے ہیں وہ قبر میں دونوں کو بیک وقت دیکھتا ہے۔ اس میں فائدہ یہ ہے کہ مومن خوش ہوگا اور کافر عذاب سے غمناک ہوگا۔ دراصل یہ رُوح پر اور اس کے ساتھ متصل بدن جس کے ساتھ نعمت اور عذاب کا ادراک ممکن ہو۔ مقعد کا میّت پر پیش کرنا باب قلب سے ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ عُرِضَ النَّاقَةُ عَلَى الْحَوْضِ ،، اونٹنی کو حوض پر پیش کیا گیا ؛ حالانکہ حوض کو اونٹنی پر پیش کیا جاتا ہے۔

۶۹۶۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اموات کو گالی مت دو ، کیونکہ وہ اس وقت تک پہنچ گئے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا تھا۔ (ظاہر یہ ہے کہ فوت شدہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں فرمایا کیونکہ حضرات ان کے حالات پر مطلع تھے) حدیث ۱۳۱۴ ج ۱۲۱ ار رمضان

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔ ۔ ۱۰ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ

فہرس

تفہیم البخاری۔حصّہ نہم (۹)

مضمون	صفحہ
چوبیسواں پارہ	
باب: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلّم کا دم کرنا	۳
باب: جھاڑ پھونک کے وقت تھوکنا	۷
باب: دم کرنے والے کا دائیں ہاتھ سے تکلیف کی جگہ پر دم کرنا۔	۱۱
باب: عورت مرد کو دم کرے	۱۲
باب: جو دم نہ کرے	۱۲
باب: بدفال پکڑنا	۱۴
باب: الفأل	۱۶
باب: کہانت	۱۷
باب: سحر	۲۱
باب: شرک اور جادو مہلک ہیں	۲۴
باب: کیا جادو نکالا جائے	۲۴
باب السحر	۲۷
باب: بعض بیان جادو ہوتے ہیں	۲۹
باب: عجوہ کھجور کے ساتھ جادو کا علاج	۳۰
باب: ھامہ کوئی شئ نہیں	۳۲
باب: عدوٰی کی کوئی شئ نہیں	۳۴
باب: نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زہر دیئے جانے میں مذکور ہے	۳۵
باب: زہر پینا اور اس کا علاج کرنا اور جس چیز سے خوف ہو اسے دُور کرنا اور خبیث دوا۔	۳۸
باب: گدھیوں کے دودھ	۳۹
باب: جب برتن میں مکھی گر جائے	۴۱
کتاب اللباس	۴۳
باب: جس نے تہبند غرور سے نہ گھسیٹا	۴۴

مضمون	صفحہ
باب : کپڑا سمیٹنا	۴۶
باب : جو ٹخنوں کے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔	۴۷
باب : جس نے غرور سے کپڑا گھسیٹا	۴۷
باب : حاشیہ دار تہبند	۵۱
باب : چادریں	۵۲
باب : قمیص پہننا	۵۳
باب : قمیص وغیرہ کی جیب سینے کے قریب ہونا	۵۶
باب : جس نے سفر میں تنگ آستینوں والا جبّہ پہنا۔	۵۸
باب : غزوہ میں صوف کا جبّہ پہننا۔	۵۹
باب : قبا اور ریشمی فروج	۶۰
باب : ٹوپیاں	۶۲
باب : پائجامہ	۶۳
باب : عمامے	۶۴
باب : منہ اور سر کو ڈھانپنا	۶۶
باب : خود پہننا	۶۹
باب : دھاری دار، حاشیہ دار اور بڑی چادریں	۷۰
باب : چادریں اور کمبل	۷۴
باب : نمازی کا اپنے پر چادر لپیٹنا	۷۶
باب : ایک کپڑے میں گھٹ مار کر بیٹھنا	۷۸
باب : کالے رنگ کا کمبل	۷۹
باب : سبز کپڑے	۸۱
باب : سفید کپڑے	۸۳

مضمون	صفحہ
باب : ریشم پہننا اور مردوں کے لئے اس کو بچھانا اور جس قدر وہ جائز ہے	۸۶
باب : جس نے ریشم کو پہننے کے بغیر مس کیا	۹۲
باب : ریشم بچھانا	۹۲
باب : قسی پہننا	۹۴
باب : خارش کے باعث مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننا	۹۵
باب : عورتوں کے لئے ریشمی لباس	۹۶
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر لباس اور بچھونے میں آسانی کرتے تھے۔	۹۸
باب : جو کوئی نیا لباس پہنے اس کے لئے دعا کی جائے	۱۰۳
باب : مردوں کا زعفرانی رنگ کرنا	۱۰۵
باب : زعفران سے رنگا ہوا کپڑا	۱۰۶
باب : سرخ کپڑا	۱۰۶
باب : ریشمی سرخ چادر	۱۰۷
باب : دباغت شدہ اور غیر دباغت شدہ چمڑے۔	۱۰۸
باب : پہلے دائیں پاؤں کا جوتا پہنے	۱۱۱
باب : پہلے بائیں پاؤں کا جوتا اتارے	۱۱۲
باب : ایک جوتی میں نہ چلیں	۱۱۲
باب : ایک جوتی کے دو تسمے ہونا اور جس نے ایک تسمہ بھی جائز کہا	۱۱۳

مضمون	صفحہ
باب : چمڑے کا سرخ قبّہ	۱۱۴
باب : چٹائی پر بیٹھنا	۱۱۵
باب : سونے کے بٹن لگے ہوئے کپڑے پہننے	۱۱۶
باب : سونے کی انگوٹھیاں پہننا	۱۱۷
باب : چاندی کی انگوٹھی	۱۲۰
باب : انگوٹھی کا نگینہ	۱۲۲
باب : لوہے کی انگوٹھی	۱۲۳
باب : انگوٹھی کا نقش	۱۲۵
باب : چھنگلیا میں انگوٹھی پہننا	۱۲۷
باب : انگوٹھی بنوانا تاکہ اُس کے ساتھ کسی شیٔ پر یا اہل کتاب وغیرہ کی طرف خط لکھنے کے وقت مہر لگائی جائے	۱۲۷
باب : جس نے انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا	۱۲۹
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر نقش کندہ نہ کرائے	۱۳۱
باب : کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں کندہ کرایا جائے	۱۳۱
باب : عورتوں کے لئے انگوٹھی	۱۳۳
باب : عورتوں کے لئے خوشبو کے ہار	۱۳۴
باب : ہار مستعار لینا	۱۳۴
باب : عورتوں کی بالیاں	۱۳۵
باب : بچوں کے ہار	۱۳۶
باب : عورتوں سے مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتیں	۱۳۷
باب : عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو گھر سے نکال دینا	۱۳۸
باب : مونچھیں کتروانا	۱۴۰
باب : ناخن کٹوانا	۱۴۲
باب : داڑھی بڑھانا	۱۴۴
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کے متعلق روایات	۱۴۵
باب : خضاب لگانا	۱۴۸
باب : گھنگھریالے بال	۱۵۰
باب : تلبید کا بیان	۱۵۶
باب : مانگ نکالنا	۱۵۸
باب : گیسو	۱۵۹
باب : عورتوں کا اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے شوہر کو خوشبو لگانا	۱۶۳
باب : سر اور داڑھی کو خوشبو لگانا	۱۶۴
باب : کنگھی کرنا	۱۶۵
باب : حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر پر کنگھی کرنا	۱۶۵
باب : کنگھی اور داہنی طرف سے شروع کرنا	۱۶۶
باب : جو کچھ کستوری کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے	۱۶۷
باب : جس خوشبو کا استعمال مستحب ہے	۱۶۸
باب : جس نے خوشبو کو رد نہ کیا	۱۶۸
باب : ذریرہ	۱۶۹
باب : خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورتیں	۱۷۰
باب : بالوں کو جوڑنا	
باب : چہروں کے بال صاف کرنے والی عورتیں	۱۷۵
باب : بال جڑوانے والی عورت	۱۷۶
باب : گود لگانے والی عورت	۱۷۸
باب : سرمہ یا نیل بھروانے والی عورت	۱۷۹
باب : تصاویر	۱۸۲
باب : قیامت میں تصاویر بنانے والوں کو عذاب	۱۸۳
باب : تصویر توڑ دینا	۱۸۴
باب : تصویریں جو پاؤں میں روندی جائیں۔	۱۸۶
باب : جس نے صورتوں پر بیٹھنا پسند نہ کیا۔	۱۸۷
باب : صورتوں والے کپڑوں میں نماز کی کراہت۔	۱۹۰
باب : جس گھر میں صورت ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے	۱۹۱
باب : جو کوئی اس گھر میں داخل نہ ہوا	۱۹۲

مضمون	صفحہ
جس میں تصویر ہے۔	۱۹۲
باب: جس نے مصوّر پر لعنت کی	۱۹۳
باب: کسی کو سواری پر پیچھے بٹھانا	۱۹۴
باب: ایک سواری پر تین آدمیوں کا بیٹھنا	۱۹۵
باب: سواری کے مالک کا کسی کو اپنے آگے بٹھانا۔	۱۹۶
فضل و قثم بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۹۷
باب: آدمی کا سواری پر کسی کو پیچھے بٹھانا	۱۹۸
باب: سواری پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا	۱۹۹
بسم اللہ الرحمن الرحیم	
کِتَابُ الْاَدَب	۲۰۱
باب: چت لیٹنا اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنا۔	۲۰۱
باب: نیکی اور صلۂ رحم	۲۰۲
باب: لوگوں میں کون سب سے زیادہ حُسنِ موافقت کا مستحق ہے۔	۲۰۳
باب: ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے	۲۰۵
باب: کوئی بھی اپنے والدین کو گالی گلوچ نہ کرے	۲۰۶
باب: جس ماں باپ سے نیکی کرے اُس کی دعا کا قبول ہونا۔	۲۰۷
باب: والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے	۲۱۱
باب: والد مشرک سے صلۂ رحمی	۲۱۵
باب: عورت کا اپنی ماں سے احسان کرنا	

مضمون	صفحہ
حالانکہ اُس عورت کا شوہر ہے	۲۱۶
باب: مشرک بھائی سے صلۂ رحمی کرنا	۲۱۷
باب: صلۂ رحمی کی فضیلت	۲۱۹
باب: قطع رحمی (رشتہ توڑنے کا گناہ)	۲۲۱
باب: جس کی صلہ رحمی کے سبب رزق میں فراخی ہوئی	۲۲۳
باب: جو کوئی صلہ رحمی کرتا ہے اللہ اُس سے ملتا ہے۔	۲۲۴
باب: رحم کو اس کی تری سے تر کیا جائے	۲۲۷
باب: بدلہ چکانے والا واصل نہیں	۲۲۸
باب: جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی پھر مسلمان ہو گیا	۲۲۹
باب: دوسرے کے بچے کو چھوڑے رکھنا حتیٰ کہ وہ اس کے ساتھ کھیلتا رہے یا اس کو بوسہ دیا یا اس سے ہنسی کی	۲۳۰
باب: بچے سے شفقت کرنا اس کو بوسہ دینا اور اس سے معانقہ کرنا	۲۳۱
باب: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں۔	۲۳۷
باب: بچوں کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ اس کے ساتھ کھائیں گے	۲۳۸
باب: بچے کو گود میں کرنا	۲۳۹
باب: بچے کو ران پر بٹھانا	۲۴۰

مضمون	صفحہ
باب : عہد کی حفاظت ایمان کا حصہ ہے	۲۴۱
باب : یتیم کی پرورش کرنے کی فضیلت	۲۴۲
باب : بیوہ عورتوں کے لئے کمائی کرنے الا	۲۴۲
باب : مسکین کے لیے ساعی کرنا	۲۴۵
باب : لوگوں اور چارپایوں پر رحم کرنا	۲۴۶
باب : ہمسائے کے حق میں وصیت کرنا	۲۴۹
باب : اس شخص کو گناہ جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں سے محفوظ نہیں۔	۲۵۱
باب : کوئی عورت اپنے ہمسایہ کو حقیر نہ جانے۔	۲۵۲
باب : جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے۔	۲۵۳
باب : حق ہمسایہ دروازوں کے قریب ہونے میں ہے۔	۲۵۶
باب : ہر اچھی بات صدقہ ہے۔	۲۵۶
باب : اچھا کلام کرنا۔	۲۵۷
باب : ہر شئی میں نرمی کرنا	۲۵۸
باب : مومنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا	۲۶۰
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
پچیسواں پارہ	
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدگوئی کرنے	۲۶۴

مضمون	صفحہ
والے نہیں تھے اور نہ بیہودہ باتیں کرتے تھے	۲۶۴
باب : حسن خلق و سخاوت اور جو بخل مکروہ ہے۔	۲۶۸
باب : آدمی اپنے گھر والوں میں کیسے رہے۔	۲۷۴
باب : محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہے۔	۲۷۵
باب : محبت اللہ کے لئے	۲۷۷
باب : گالی گلوچ اور لعنت سے منع کیا گیا ہے۔	۲۸۰
باب : لوگوں میں جو ذکر کرنا جائز ہے جیسے لانبا اور ٹھگنا کہنا	۲۸۶
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انصار کے گھروں میں سب سے بہتر گھر۔	۲۸۹
باب : فسادی اور اہل شک میں جو غیبت جائز ہے۔	۲۹۰
باب : چغلی کبیرہ گناہ ہے۔	۲۹۱
باب : جو غیبت مکروہ ہے	۲۹۲
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد جھوٹ بولنے سے بچو۔	۲۹۳
باب : جو دو رخا کے حق میں کہا گیا ہے۔	۲۹۴
باب : جس نے اپنے ساتھی کو اس شئی	۲۹۵

مضمون	صفحہ
کی خبر دی جو اس میں کہی جاتی ہے۔	۲۹۵
باب : جو مدح اچھی نہیں۔	۲۹۶
باب : جس نے اپنے بھائی کی ایسی چیز سے مدح کی جس کو وہ جانتا ہے۔	۲۹۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ عدل، احسان اقارب کو دینے کا حکم کرتا ہے	۳۰۱
باب : ایک دوسرے پر حسد کرنا	۳۰۵
باب : جو گمان جائز ہے	۳۰۸
باب : مومن کا اپنے عیب پر پردہ ڈالنا	۳۰۹
باب : تکبر	۳۱۱
باب : ہجرت (ناراضگی)	۳۱۲
باب : جو کوئی اللہ کی نافرمانی کرے اس سے ہجرت جائز ہے۔	۳۱۸
باب : کیا اپنے ساتھی کی ہر روز صبح و شام زیارت کرے۔	۳۱۹
باب : زیارت کا باب۔ جس نے کسی قوم کی زیارت کی۔	۳۲۱
باب : جس نے وفد کی آمد پر زیبائش کی	۳۲۲
باب : بھائی چارہ کرنا اور قسم کھانا	۳۲۳
باب : مسکرانا اور ہنسنا	۳۲۶
باب : اچھی سیرت	۳۴۰
باب : اذیت پر صبر کرنا	۳۴۱
باب : جو شخص عتاب کے سبب لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو	۳۴۳
باب : جس نے تاویل کے بغیر اپنے مسلمان بھائی کو کفر کی طرف منسوب کیا تو وہ ایسا ہی ہے جو اس نے کہا	۳۴۵
باب : جس نے مومن کو تاویل سے کافر کہا یا وہ ناواقف تھا	۳۴۸
باب : اللہ کے لئے غصہ اور سختی کرنا جائز ہے۔	۳۵۲
باب : غصہ سے بچنا	۳۵۷
باب : حیاء کی فضیلت	۳۶۱
باب : دین میں علم حاصل کرنے کے لئے حق بات سے شرم و حیا نہ کیا جائے	۳۶۴
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آسانی کرو تنگی نہ کرو	۳۶۷
باب : لوگوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا	۳۷۲
باب : لوگوں سے درگزر کرنا	۳۷۵
باب : مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا	۳۷۷
باب : مہمان کا حق	۳۷۸
باب : مہمان کی عزت کرنا اور بذات خود اس کی خدمت کرنا۔	۳۸۱
باب : کھانا تیار کرنا اور مہمان کے لئے تکلف کرنا	۳۸۵
باب : مہمان کے پاس غصہ کرنا اور گھبرانا مکروہ ہے۔	۳۸۷

مضمون	صفحہ
باب : مہمان کا صاحب خانہ سے کہنا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا	۳۸۹
باب : بڑے کی عزت کرنا اور بات اور سوال کرنے میں بڑا ابتدا کرے	۳۹۱
باب : جو شعر، رجز اور حدا جائز ہیں	۳۹۵
باب : مشرکوں کی ہجو کرنا	۴۰۴
باب : کسی انسان پر شعروں کا غلبہ ہوجانا	۴۰۷
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : تربت یمینک وعقریٰ ۔ حلقی	۴۰۸
باب : لفظ زَعَمُوا میں جو روایت وارد ہے	۴۱۱
باب : کسی آدمی کو وَیْلَکَ کہنے میں روایات	۴۱۲
باب : اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت	۴۲۱
باب : کسی کا کسی کو کہنا دُور ہوجا	۴۲۵
باب : مرد کا کسی کو مرحبا کہنا (خوش آمدید)	۴۳۰
باب : قیامت میں لوگوں کو اُن کے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا ۔	۴۳۱
باب : کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ۔	۴۳۳
باب : زمانہ کو گالی نہ دو	۴۳۴
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: کرم مومن کا دل ہے ۔	۴۳۶
باب : کسی آدمی کو یہ کہنا تجھ پر میرا باپ اور ماں قربان ہوں	۴۳۸
باب : کسی آدمی کا کسی کو کہنا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ پر فدا کرے ۔	۴۴۰
باب : اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اچھے نام	۴۴۲
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: میرے نام پر نام رکھ لو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو!	۴۴۳
باب : حزن نام رکھنا	۴۴۵
باب : ایک نام دوسرے نام سے تبدیل کرنا	۴۴۵
باب : جس نے نبیوں کے نام پر نام رکھا	۴۴۸
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی کیفیت	۴۵۱
باب : امام غزالی رحمہ اللہ ایک شبہ کا ازالہ	۴۵۲
باب : ولید کا نام رکھنا	۴۵۳
باب : جس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا	۴۵۵
باب : ابوتراب کنیت رکھنا	۴۵۸
باب : جو نام اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں	۴۵۹
باب : مشرک کی کنیت	۴۶۱
باب : اشارہ سے بات کرنا۔ جھوٹ سے دُور کرتی ہے	۴۶۲
باب : کسی آدمی کا کسی شئ کو کہنا کہ وہ کوئی شئ نہیں ۔ اس کی نیت یہ ہے کہ حق نہیں	۴۶۹

مضمون	صفحہ
باب : آسمان کی طرف نظر اُٹھانا	۴۷۱
باب : جس نے پانی اور مٹی میں لکڑی سے نکتے لگائے۔	۴۷۴
باب : آدمی اپنے ہاتھ سے زمین میں کوئی شئ کریدے	۴۷۵
باب : تعجب کے وقت تکبیر و تسبیح کہنا	۴۷۷
باب : کنکری پھینکنے سے منع کرنا	۴۸۰
باب : چھینکنے والے کا حمد کہنا	۴۸۱
باب : چھینکنے والے کو جواب دینا جب وہ حمد کہے	۴۸۱
باب : جو چھینک مستحب ہے اور جو جمائی مکروہ ہے۔	۴۸۲
باب : جب چھینکنے والا اللہ کی حمد نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے	۴۸۴
باب : جب جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے	۴۸۵
کتاب الاستیذان	۴۸۵
باب : سلام کا ابتداء	۴۸۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے ایمان والو اپنے گھر کے علاوہ لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو	۴۸۸
باب : سلام اللہ کے ناموں سے نام ہے	۴۹۲

مضمون	صفحہ
باب : جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا اس جیسا لوٹا دو	۴۹۳
باب : تھوڑوں کا بہتوں کو سلام کہنا	۴۹۶
باب : سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے	۴۹۷
باب : پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے	۴۹۷
باب : چھوٹا بڑے کو سلام کرے	۴۹۸
باب : سلام کا اظہار کرنا	۴۹۹
باب : مسلمانوں کو سلام کہنا ان کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو	۵۰۱
باب : پردہ کی آیت	۵۰۲
باب : اجازت حاصل کرنا البصر کی وجہ سے	۵۰۶
باب : شرمگاہ کے سوا اعضاء کا گناہ	۵۰۸
باب : سلام کرنا اور اندر آنے کی اجازت طلب کرنا	۵۱۰
باب : جب آدمی کو بلایا جائے وہ آئے تو اجازت طلب کرے۔	۵۱۲
باب : بچوں کو سلام کرنا	۵۱۴
باب : مردوں کا عورتوں کو اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا	۵۱۵
باب : جب کہا یہ کون ہے اُس نے کہا میں ہوں۔	۵۱۶
باب : جس نے سلام کا جواب دیا اور کہا علیک السلام	۵۱۷

مضمون	صفحہ
باب : جب کہے فلاں شخص تجھے سلام کرتا ہے۔	۵۲۴
باب : اس مجلس میں سلام کہنا جہاں مسلمان اور مشرک ملے جلے بیٹھے ہوں	۵۲۰
باب : جس نے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو سلام نہ کہا	۵۲۲
باب : اہل ذمہ کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے	۵۲۴
باب : جس نے اس شخص کے خط میں نظر کی جس کا مسلمانوں کو خوف ہو تاکہ اس کی وضاحت ہو جائے۔	۵۲۶
باب : اہل کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے	۵۲۹
باب : خط میں ابتداء کس سے کی جائے	۵۳۰
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اپنے سید کے لئے کھڑے ہو جاؤ	۵۳۱
باب : مصافحہ	۵۳۴
باب : دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا	۵۳۶

چھبیسواں پارہ

مضمون	صفحہ
باب : بغلگیری کرنا	۵۳۸
باب : جس نے لبیک اور سعدیک کے ساتھ جواب دیا	۵۴۱
باب : کوئی آدمی کسی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے پھر اس میں بیٹھ جائے	۵۴۵
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تمہیں کہا جائے بیٹھنے کی جگہ کشادہ کرو اللہ تمہارے لئے فراخی کرے گا۔	۵۴۵
باب : جو شخص اپنی نشست سے یا اپنے گھر سے اٹھ کر چلا جائے اور اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل نہ کرے۔	۵۴۶
باب : ہاتھ کے ساتھ گھٹ مارنا وہ قرفصاء ہے	۵۴۸
باب : جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے	۵۴۹
باب : کسی حاجت یا مقصد کے لئے تیز چلنا	۵۵۱
باب : تخت پر نماز پڑھنا	۵۵۲
باب : جس کے لئے تکیہ لگایا گیا	۵۵۳
باب : جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا	۵۵۱
باب : مسجد میں قیلولہ کرنا	۵۵۶
باب : جس نے کسی قوم سے ملاقات کی اور ان کے پاس قیلولہ کیا	۵۵۸
باب : جیسے میسر ہو بیٹھنا	۵۶۱
باب : جو لوگوں کے سامنے سرگوشی کرے	۵۶۲
باب : چت لیٹنا	۵۶۵
باب : دو آدمی تیسرے کے سوا خفیہ بات نہ کریں	۵۶۵

مضمون	صفحہ
باب: راز کی حفاظت کرنا	۵۶۷
باب: اگر تین سے زیادہ ہوں تو خفیہ بات کرنے اور سرگوشی میں حرج نہیں۔	۵۶۷
باب: دیر تک سرگوشی	۵۶۹
باب: سوتے وقت آگ گھر میں نہ چھوڑی جائے	۵۶۹
باب: رات کو دروازے بند کرنا	۵۷۱
باب: بڑے ہونے کے بعد ختنہ کرنا اور بغلوں کے بال اکھیڑنا	۵۷۲
باب: جب لہو ولعب اللہ کی طاعت سے نہ ہو تو ایسی حرام ہے	۵۷۵
باب: عمارت بنانے میں روایات	۵۷۷
کتاب الدعوات	
دعائیں	۵۷۹
باب: ہر پیغمبر کی دعا ہے جو قبول ہوتی رہی	۵۸۰
باب: بہترین استغفار	۵۸۲
باب: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شب روز میں استغفار کرنا	۵۸۵
باب: توبہ	۵۸۶
باب: دائیں کروٹ پر لیٹنا	۵۹۰
باب: جب پاک ہو کر سویا	۵۹۰
باب: جب سونے لگے تو کیا کہے	۵۹۲
باب: سوتے وقت دایاں ہاتھ دائیں رخسارے کے نیچے رکھنا	۵۹۴
باب: دائیں کروٹ پر سونا	۵۹۵
باب: جس وقت رات کو جاگے تو دعا کرنا	۵۹۷
باب: سوتے وقت تکبیر و تسبیح کرنا	۶۰۰
باب: سوتے وقت اعوذ باللہ اور قرآن پڑھنا۔	۶۰۱
باب: آدھی رات کو دعا کرنا	۶۰۳
باب: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت دعا کرنا	۶۰۴
باب: صبح کے وقت کیا پڑھے	۶۰۵
باب: نماز میں دعا کرنا	۶۰۷
باب: نماز کے بعد دعا کرنا	۶۰۹
باب: دعا میں سجع مکروہ ہے	۶۱۸
باب: یقین سے سوال کرے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔	۶۲۰
باب: انسان کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔	۶۲۱
باب: دعا کے آداب	۶۲۲
باب: دعا میں ہاتھ اٹھانا	۶۲۲
باب: خالد بن ولید کا واقعہ	۶۲۳
باب: غیر قبلہ کو منہ کرکے دعا کرنا	۶۲۴
باب: قبلہ رُو دعا کرنا	۶۲۵

مضمون	صفحہ
باب : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لئے درازی عمر اور کثرت مال کی دعاء فرمانا	۶۲۶
باب : لفظ رب کے معانی	۶۲۸
باب : سخت مصیبت سے پناہ چاہنا	۶۲۹
باب : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء فرمانا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ	۶۳۱
باب : اپنی موت وحیات کی دعاء کرنا	۶۳۲
باب : بچوں کے لئے برکت کی دعاء کرنا اور اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرنا	۶۳۴
باب : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا	۶۳۷
باب : کیا غیر نبی پر درود شریف پڑھا جائے۔	۶۳۹
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جس کو میں نے اذیت پہنچائی اس کو طہارت اور اس پر رحمت کر دے	۶۴۰
باب : فتنوں سے پناہ مانگنا	۶۴۱
باب : لوگوں کے کمزوروں پر غلبہ سے پناہ مانگنا	۶۴۴
باب : عذابِ قبر سے پناہ مانگنا	۶۴۶
باب : زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگنا	۶۴۸

مضمون	صفحہ
باب : گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا	۶۴۸
باب : بزدلی اور سستی سے پناہ مانگنا	۶۵۰
باب : بخل سے پناہ مانگنا	۶۵۱
باب : رذیل عمر سے پناہ مانگنا	۶۵۲
باب : وباء اور تکلیف دُور کرنے کی دعاء کرنا	۶۵۲
باب : رذیل عمر سے اور فتنۂ دنیا اور عذابِ نار سے پناہ مانگنا	۶۵۵
باب : مالداری کے فتنہ سے پناہ چاہنا	۶۵۷
باب : فقر کے فتنہ سے پناہ چاہنا	۶۵۷
باب : برکت کے ساتھ کثرتِ مال کی دعاء کرنا	۶۵۸
باب : برکت کے ساتھ کثرتِ اولاد کی دعاء کرنا	۶۵۹
باب : استخارہ کے وقت دعاء کرنا	۶۶۰
باب : وضو کے وقت دعاء کرنا	۶۶۱
باب : جس وقت اونچی جگہ چڑھے تو دعاء کرنا	۶۶۲
باب : جب کسی گھاٹی میں اُترے تو دُعا کرنا	۶۶۳
باب : جس وقت سفر کا ارادہ کرے یا سفر سے واپس آئے تو دعاء کرنا	۶۶۳
باب : نکاح کرنے والے کے لئے دعا کرنا	۶۶۴
باب : جس وقت اپنی بیوی کے پاس جائے تو کیا کہے۔	۶۶۶

مضمون	صفحہ
باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اے ہمارے پروردگا رہمیں دنیا میں حسنہ دے۔	۶۶۷
باب: دنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا	۶۶۸
باب: بار بار دعاء کرنا	۶۶۸
باب: مشرکوں پر بددُعاء کرنا	۶۷۱
باب: مشرکوں کے لئے دعاء کرنا	۶۷۵
باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے اللہ میرے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔	۶۷۶
باب: جمعہ کے دن کی ساعت میں دعاء کرنا	۶۷۸
باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہودیوں کے بارے میں ہماری دعاء قبول ہے ان کی دعاء ہمارے بارے میں دعاء قبول نہیں ہوتی۔	۶۷۹
باب: آمین کہنا	۶۸۰
باب: لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت	۶۸۱
باب: تسبیح کی فضیلت	۶۸۴
باب: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت	۶۸۵
باب: لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنے کے بیان	۶۸۹
باب: اللہ کے ایک نام کے سوا سو نام ہیں (۹۹)	۶۹۰
باب: وعظ و نصیحت میں وقفہ کرنا	۶۹۱

کتاب الرقاق

مضمون	صفحہ
کتاب الرقاق	۶۹۲
باب: صحت اور فرصت کے متعلق روایات	۶۹۳
باب: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! دنیا میں ایسے رہو گویا کہ مسافر ہو یا راہ گزر ہو	۶۹۷
باب: امید اور اس کا لمبا ہونا	۶۹۸
باب: جو شخص ساٹھ برس کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول نہ کرے گا	۷۰۲
باب: وہ عمل جس میں اللہ کی رضاء کی جستجو ہو	۷۰۶
باب: دنیا کی زینت اور اس میں رغبت کرنے سے پرہیز کیا جائے	۷۰۷
باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے لوگو اللہ کا وعدہ حق ہے	۷۱۷
باب: نیک لوگوں کا فرت ہونا	۷۱۹
باب: مال کے فتنہ سے بچنا	۷۲۱
باب: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ مال تر و تازہ میٹھا ہے	۷۲۶
باب: جس نے اپنے مال سے کچھ آگے بھیجا وہ اس کا حق ہے	۷۲۸
باب: زیادہ مال والے کم ثواب والے	۷۲۹

مضمون	صفحہ
ہوتے ہیں ۔	
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لئے اُحد کی مثل سونا ہو ۔	۷۲۲
باب : بے نیازی دل کی بے نیازی ہے	۷۲۶
باب : فقر کی فضیلت	۷۲۸
باب : مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ	۷۴۰
باب : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت کیسی تھی	۷۴۲
باب : میانہ روی کرنا اور نیک عمل پر ہمیشگی کرنا ۔	۷۵۲
باب : خوف کے ساتھ امید رکھنا مستحب ہے	۷۵۸
باب : اللہ تعالیٰ کے محرمات سے رکنا	۷۶۰
باب : جو کوئی اللہ پر توکل کرے اسے اللہ کافی ہے	۷۶۲
باب : جھگڑا کرنا مکروہ ہے	۷۶۴
باب : زبان کی حفاظت کرنا	۷۶۵
باب : اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا	۷۷۰
باب : اللہ تعالیٰ کا خوف	۷۷۰
باب : گناہوں سے باز رہنا	۷۷۴
باب : دوزخ شہوات کے ساتھ ڈھانپی گئی ہے کی گئی ہے۔	۷۷۸
باب : جنت تم میں سے کسی کی جوتی کے تسمہ سے قریب ہے دوزخ بھی اسی طرح ہے	۷۷۹
باب : انسان اس طرف دیکھے جو اس سے نیچا ہو اور اس کی طرف نہ دیکھے جو اس سے مرتبہ میں بلند ہو	۷۸۰
باب : جس نے نیکی یا بدی کا قصد کیا	۷۸۱
باب : حقیر گناہوں سے بچنا	۷۸۳
باب : اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے خاتمہ سے ڈرنا	۷۸۴
باب : بُرے لوگوں کے میل جول سے گوشہ نشینی میں راحت ہے	۷۸۵
باب : امانت کا اُٹھ جانا	۷۸۷
باب : دِکھانا اور سُنانا	۷۹۱
باب : جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا	۷۹۳
باب : تواضع	۷۹۴
باب : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں	۷۹۷
باب : جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہے	۸۰۱
باب : موت کی سختیاں	[illegible]

تفہیم البخاری
شرح
صحیح البخاری
اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گیارہ جلدوں میں منظر عام پر ہے
تحریر وتالیف:
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی محدث کبیر رحمۃ اللہ علیہ
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد
ناشر صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی
Mob:0300-9650272
Fax:+92-41-2643623
تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد